بابت

۱

ماہ رجب

سنہ ۱۳۱۰ نبوی مطابق سنہ ۱۲۹۷ ہجری

مادہ تاریخ بحساب سال نبوی

حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون

۱۳۱۰

(علیگڈہ)

مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلابراے چھپا

سنہ ۱۸۸۰ ع

تہذیب الاخلاق

من ابتداء

ماہ شوال لغایت ماہ رمضان

سنہ ۱۳۱۰ نبوری مطابق سنہ ۹۷ و ۱۲۹۶ ہجری

مادہ تاریخ بحساب سال نبوی

حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ

۱۳۱۰

علیگڈہ

مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلاب رائے چھپا

سنہ ۱۸۸۰ ع

فہرست مضامین

تہذیب الاخلاق

سنه ۱۳۰۴ نبوي　　　سنه ۱۲۹۱ هجري

حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

۱۳۱۰

نوروز نبوي

سوال کا پہلا دن بھی کیا مبارک دن ھی — سال نبوي کا نوروز ھی اور تہذیب‌الاخلاق کا سال جدید — تمام عالم کے لیئے تہذیب کا آغاز ھی اور مسلمانوں کے لیئے روز عید — اِس سے زیادہ کیا مبارک دن سال بھر میں ھوسکتا ھی جس میں اِپنی خوشي کي باتیں جمع ھوں — اِس سنه کے نوروز کي قدر و منزلت کیا عالمگیر شہنشاہ ھند نے کي تھي که وہ جشن نوروز جس میں بالکل آتش پرستوں کي تقلید سلاطین اسلامیه کرتے تھے اور اس زردشتي نوروز میں عید سے بھي زیادہ مسرت و انبساط کا سامان کرتے تھے موقوف کردیا اور سارے جشن اپنے اِس سنه کے ھفته اول میں مقرر کیئے یا جناب سید احمد خاں صاحب کو اب سوجھي ھی که اُنھوں نے اپنے دادا کي نبوت کے سنه فراموش شدہ کو تہذیب‌الاخلاق کي پیشاني کا سرتاج بنایا — برخلاف جمہور سنه ھجري پر نه اکتفا کرکے اِس سنه کو تہذیب‌الاخلاق کے اوپر لکھنے میں یہہ رمز و کنایه رکھا که انسان کي تہذیب اخلاق کا آغاز اِس سنه سے شروع ھوا ھی — جب نبوت و تہذیب دونوں میں یہہ مناسبت تھي تو وہ کیوں نه آپس میں ھم‌پشت ھوتے *

اِن باتوں کو سب جانتے ھیں که جب جناب سید صاحب کے ذھن میں یہہ دُھن سمائي که انسان کا کوئي کام اور کوئي عبادت اور کوئي ریاضت قوم کي خدمت کرنے سے زیادہ نیک نہیں ھی تو اُنھوں نے انگلستان کا سفر اختیار کیا — ضرور تھا که اِس خیال کا ایک عالي دماغ ایسے ملک میں جاوے جو دنیا میں قومي یگانگت — قومي عزت — قومي تعلیم — قومي ترقي کے واسطے عالم میں مشہور و نامور ھو اور جس میں کوئي کام انسانیت کا

جب تک سمجھا ھی نجاے کہ وہ قوم کی بھبودی پر اثر نہ کرے — اُس ملک میں وہ قریب دو برس کے رھے — اپنی عالی دماغی اور روشن‌ضمیری کے سبب سے وہ تمام خدمات قومی کے اسرار و رموز سے ایسے ماھر ھوگئے جیسے دنیا میں بڑے بڑے انسان دوست واقف ھوئے تھے — پھر تو وہ یہاں ھندوستان میں آئے اور اپنی قوم کے واسطے یہہ تہذیب‌الاخلاق کا ارمغاں لائے — دنیا میں کوئی کام خیر محض اور شر محض نہیں ھوتا مگر ھاں انسان کی نیت اور اُسکا ارادہ خیر محض اور شر محض ھوسکتا ھی — اُنھوں نے اُس نیت سے کہ خیر محض تھی اِس پرچہ کو جاری کیا — یہہ ایک اَوْر بات ھی کہ وہ کسی کے نزدیک اسم با مسمی ٹھیرا اور کسی کے نزدیک وہ تخریب‌الاخلاق بنا — مگر اُسکے اجرا میں اُنکی نیت خیر محض تھی اِس میں کلام نہیں — وہ سنہ ۱۳۰۱ نبوی سے سنہ ۱۳۰۷ نبوی کے اخیر تک جاری رھا اور پھر بند ھوگیا — اِس سات سال کے عرصہ میں جو کچھہ اُسنے علم و نیکی اور نفع‌رساں کاموں کا شوق قوم میں پیدا کیا اُسکا حال میں اُسکے خاتمہ میں لکھہ چکا ھوں — اُسکے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا — میرے نزدیک زمانہ خود آیندہ اسلام کی تاریخ میں فیصلہ کریگا کہ اُسکا اور اُسکے سرپرست کی حُسن سعی کا کیا اثر قوم پر ھوا — زمانہ نیک شناسد طریق اولی را — یہی پرچہ ایسا ھندوستان میں جاری ھوا تھا کہ کوئی حرف تحسین زبان میں نہیں رھا کہ جو اُسکی ستائش میں نہ کہا گیا ھو اور نہ کوئی کلمہ نفرین ذھن میں باقی رھا جو اُسکی شان میں نہ بولا گیا ھو — یہہ تعریف اور مذمت ھی اُسکے ذیشان ھونے کی دلیل ھی — جب وہ بند ھوا تو سید صاحب سے بہت سے مہذب اور لائق مسلمانوں نے باصرار اور استبداد یہہ کہا کہ آپ اُسکو بند نہ کیجیئے مگر کچھہ روپیہ کی دقت اور کچھہ کاموں کی کثرت ایسی آن کے پڑی کہ کوئی چارہ سواے بند کرنے کے اَوْر نہ تھا —

گر جاں طلبد سخن دراں نیست کہ ھست
زر میطلبد سخن درین است کہ نیست

جس وقت یہہ لوگوں کا محبوب دلی روپوش ھوا تو اُسکی مہجوری کا قلق روز بروز زیادہ ھوتا گیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ مولوی فضل‌الرحمن صاحب رئیس پٹنہ نے اپنی دریا دلی سے ایک ھزار روپیہ سید صاحب کی نذر کیا کہ اگر روپیہ کی دقت کے سبب سے یہہ پرچہ نہیں جاری ھوتا تو یہہ روپیہ لیجیئے اور اُسکو جاری کیجیئے اور اُسکا نفع و نقصان میرے ذمہ رکھیئے — مگر جناب سید صاحب نے یہہ روپیہ اپنی عالی ھمتی سے نہیں لیا اور اِس پرچہ کو فقط اپنے ھی قوت بازو کے بھروسہ پر جاری کردیا — اب وہ پانچ مہینے سے جاری ھوا ھی اور ایک برس سات مہینے نیند لیکر اُٹھا ھی — بالکل تازہ دم ھی — ایکی دفعہ اُسکو دشمنوں سے بھی ایسی کُشتی لڑنی نہیں پڑی جیسی کہ پہلی دفعہ *

انسان میں کوئي قابلیت اور استعداد قدرتي ایسي نہیں ھی کہ وہ زمانہ آیندہ کا حال جانے کہ کیا ھوگا — مگر ھاں زمانہ گذشتہ کے تجربوں پر وہ آیندہ زمانہ کا قیاس کرسکتا ھی — جب وہ جانتا ھی کہ اُن اسباب کے جمع ھونے سے زمانہ گذشتہ میں یہہ نتیجہ پیدا ھوا تھا تو اُسکو یقین ھوتا ھی کہ اگر وھي اسباب زمانہ آیندہ میں جمع کریں تو وھی نتیجہ پیدا ھوگا جو پہلے پیدا ھوچکا ھی — مگر اُن اسباب کا جمع کرنا جن میں وہ سب شرائط پائي جاویں جو زمانہ ماضي کے اسباب میں پائي جاتی تھیں نہایت دشوار ھی — جمع کرنا تو درکنار رھا اُسکا سمجھنا بھي بڑے عاقل اور دانشمند اور عالي دماغ کا کام ھی کہ وہ یہہ جان لے کہ وہ اسباب جمع ھوگئے — تاریخ تہذیب میں اِن اسباب کا دیکھنا اَور بھی زیادہ دشوار ھوتا ھی — اُسکا قاعدہ اب تک انسان کو دریافت نہیں ھوا — علم طب میں جو ظاھر جسماني ھی اسباب کے شرائط کا دریافت کرنا مشکل ھی — اُس میں کوئي امر یقیني نہیں ھوتا تو تہذیب میں کہ عقلي اور روحانی ھی اَور بھي زیادہ دشوار ھی جہاں اسباب پیچ درپیچ ھوں تو اَور بھي زیادہ دقت ھی — یہہ یقیني امر ھی کہ بھوک پیاس لگے تو روٹي کھانے اور پاني پینے سے جاتي رھتي ھی لیکن یہہ امر کہ مرض ھو تو وہ جلّاب سے جاتا رھیگا یقیني نہیں — اِس سبب سے کہ اُسکے اسباب کي شرائط کا پورا ھونا دشوار ھی — شرائط جب پوري ھوں کہ مرض کي صحیح تشخیص — دوا کي درست تجویز ھو — دوائیں اچھی ملیں اُنکي آمیزش صحیح طور پر ھو — یہہ امور کیسي ھي دشوار اور مشکل ھوں مگر انسان ایسے اُمور میں ذھن لڑائے بغیر نہیں رھتا — علم کے لیئے خیال کا ایسا میدان فراخ ھی کہ بےاختیار انسان کا جي چاھتا ھی کہ اُس میں اپني عقل اور ذھن کے گھوڑے دوڑائے خواہ اُسکو وہ کہیں لیجاکر پٹک ھي کیوں ندیں *

پس اگر ھم تہذیب الاخلاق پر یہہ قیاس کریں کہ دو سو برس پہلے انگلستان میں انگریزوں کي حالت بھي حال کے مسلمانوں سے زیادہ وحشتناک اور ناشایستہ اور غیر مہذب تھي جب اُنکي قوم میں بعض شخص لائق اور قابل پیدا ھوئے اور اُنھوں نے ایسے پرچے جو نیکي کو پھیلائیں اور بُرائي کو دور کریں اور معاشرت کے اسباب آرایش کے پیدا کرنے میں رغبت اور نفعرساں کاموں کی طرف توجہہ دلائیں جاري کیئے تو اُنھوں نے قوم کو رذائل کی آلایش سے پاک صاف کردیا اور فضایل کے زیور سے آراستہ کردیا — اُسي طرح یہہ تہذیب الاخلاق بھي مسلمانوں کو شایستہ اور مہذب بنانے کا اور قومي بہبودي کا سبب ھوگا — تو اب یہہ سوچنا چاھیئے کہ جو انگریزوں کے لیئے اسباب انگلستان میں تھے وہ سامان مسلمانوں کے لیئے بھي ھندوستان میں ھیں یا نہیں جو ھم یہہ توقع کریں کہ وھي نتیجہ قومي بہبودي کا یہاں پیدا ھوگا جو وھاں پیدا ھوا تھا — اب اِن اسباب کے اتحاد اور افتراق کو سوچیں تو یہہ معلوم ھوگا کہ انگلستان میں انگریزوں کي ایک نیشن (قوم) تھي — مسلمانوں کي کوئي

نیشن نہیں ھی اُنکے مختلف مراتب (فرقے یا گروہ) ھیں گو اول اسي میں گفتگو ھوسکتي ھی کہ ھم کہیں کہ مسلمانوں کي نیشن ھی مگر قطع نظر اسکے ھم کہتے ھیں کہ ایک فرقہ کي سي تہذیب و شایستگي کو ھم چاھتے ھیں — دوم انگلستان میں قومي گورنمنٹ تھي — ھندوستان میں مسلمانوں کي گورنمنٹ نہیں تو اسکو ھم یہہ سمجھہ سکتے ھیں کہ مسلمانوں کي گورنمنٹ اب بھي ھندوستان کے ایک حصہ پر ھی اور سواے اِسکے ھم ایسي شایستہ اور مہذب گورنمنٹ کے ماتحت ھیں جس سے کہ شایستگي اور تہذیب کا سبق ھم بےمحنت و مشقت تجربہ سیکھہ سکتے ھیں — اور وہ ھمارے شایستہ اور مہذب بنانے میں ایسي تائید کرتي ھی جیسیکہ ھماري خود گورنمنٹ کرتي — یہہ فرق تو ایسے نہیں ھیں کہ جن سے ھمکو مسلمانوں کي قومي بہبودي سے مایوسي ھو — لیکن بڑي نااُمیدي جو دلشکن ھی وہ یہہ ھی کہ ایسي قوم کي بہبودي کا خیال شخصي ھی کہ جس پر نیچر ادبار اور تنزل کا سوار دبچکا ھی — نیچر پر غالب ھونا بڑي محنت اور حکمت کا کام ھی — کوئی شخص ایسا درخت بناوے کہ وہ قدرتي درخت سے زیادہ خوبصورت معلوم ھو نہایت صناعي کا کام ھی — پس جو شخص مسلمانوں کي بہبودي میں کوشش کرتا ھی وہ نہایت زبردست اور قوي ھو کہ نیچر پر غالب ھو — مگر یہہ کام کیا ایک شخص سے خواہ وہ کیساھي زبردست ھو ھمیشہ کے لیئے نہیں ھوسکتا — اُسکي بعینہ تشبیہہ یہہ ھی کہ جب تک لوھے میں بجلي کي رو پہنچتي جاتي ھی اُس میں خاصیت مقناطیسي کشش آھن کي موجود ھی — جسوقت اُس رو کو بند کردیجیئے تو پھر وہ لوھا لوھا ھی — خاصیت مقناطیسي اُسکي باطل ھی — جب تک جناب سید صاحب کا کلام نوازش تقریر اور پر تاثیر آھنیں دلوں میں اثر کر رھا ھی وہ بھي قومي بہبودي کے خیالات کي کشش میں مقناطیس بن رھے ھیں — جس وقت وہ سبب نہیں تو یہہ اثر بھي نہیں — تہذیب و تہذیب قومي ایک ایسا شجر ھی کہ بہت سہج سہج بڑھتا ھی — دادا بوئے تو پرپوتا شاید پھل چکھے — گو سید صاحب کے خیال میں آیندہ صدي ھمیشہ رھتي ھی اور وہ ایسا ھي شجر لگانا چاھتے ھیں کہ جسکے برگ و بار سے آیندہ کي نسلیں متمتع ھوں — مگر اُسکي آبیاري کے واسطے باغبانی درکار ھی — جس وقت باغبان نہیں تو پھر یہہ شجر ایک ٹھنڈ ھی نہ سایہ کے کام کا نہ بڑھي کے کام کا — یہہ درخت جو لگایا گیا ھی قوم اُسکي باغباني کریگي یا نہیں — اس میں گفتگو ھی — آیندہ کي خبر خدا جانے ظاھرا تو اُسکي کچھہ توقع نہیں ھی — مگر اِس آٹھہ نو برس میں جو تہذیب‌الاخلاق کا اثر قومي بہبودي پر ھوا اگر اسي انداز سے آگے چلا جاے تو وہ بھي بہت غنیمت ھی — وہ بھي ایک بےنظیر مثال تاریخ شایستگي میں ھی — اس پرچہ نے سیکڑوں آدمیوں کو جنکا سینہ بالکل بےفروغ نہ تھا اور تاریکي جہالت سے معمور نہ تہا اور وہ عقل کے اندھے نہ تھے اُنکو حقیقتوں کي تحقیقات کي وہ راہ جس میں چراغ عقل

رھنما ھی دکہایا ــ تہذیب و شایستگی کے اُصول عامہ سے متنبہ کیا ــ تعلیم کو ازسرنو درست کرنے پر کسیقدر مستعد کیا ــــ مذھبی و الھیات و ریاضیات و طبیعات کی تعلیم جو بگڑی ھوئی تھی اُسکی بُرائی کو دکہاکر درستی کی طرف خیال دلایا ــــ معاشرت کے اسباب آرایش کو دکہایا ــــ غرض جو کچھہ اُسنے کیا ھم اُسکو غنیمت سمجہتے ھیں اور سید صاحب کو مبارکباد دیتے ھیں کہ اُنکی خوش تدبیری اور عالی دماغی نے اُنکو اپنی محنت اور جانفشانی اور دردسری کا ثمرہ دکہایا ــــ اب اِس دعا پر خاتمہ کرتے ھیں *

عمرت دراز باد برس ختم شد سخن
بیروں نمی نہم زرہ اختصار پاے

راقــــــــــم
محمد ذکا اللہ
پروفیسر میور کالیج

ھمارے مخدوم منشی محمد ذکا اللہ صاحب کو ھمیشہ یہہ خیال رھتا ھی کہ ھمارے ھی دم تک یہہ سب دھندا ھی پھر کون کرنے والا ھی ' مگر یہہ خیال ٹھیک نہیں ھی ' دریا میں ایک سے ایک بڑی مچھلی ھوتی ھی ' مگر جو کانٹے میں لگ جاتی ھی وھی دکھائی دیتی ھی ' جب پھر کانٹا ڈالو تو اُس سے بھی بڑی ھات آتی ھی ــــ ھمکو ضرور اُمید رکھنی چاھیئے کہ ھمارے بعد ھم سے بھی زیادہ سرگرم لوگ قومی بھلائی کے کاموں کے لیئے پیدا ھونگے ' زمانہ خود ایسے لوگوں کو پیدا کریگا ' زمانہ حال کے اخباروں کو دیکھہ کر تعجب آتا ھی کہ اُردو لٹریچر کی کیسی کایا پلٹ ھوگئی ' ھر ایک اخبار میں کسی نہ کسی مضمون پر آرٹکل ھوتا ھی ' اور نہیں سمجھہ میں آتا کہ یہہ آرٹکل لکھنے والے کہاں سے پیدا ھوگئے ' ایک نوجوان ھونہار سید ممتاز علی لاھوری کو دیکھو کہ کس دماغ اور سمجھہ بوجھہ کا شخص پیدا ھوا ھی ' میں نہیں جانتا کہ احسان‌اللہ الہ‌آبادی کون بزرگ ھیں ' اُنکے آرٹکلوں پر غور کرو جو علیگذہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چھپے ھیں اور جن میں سے ایک ھم اِس پرچہ میں بھی چھاپتے ھیں ' کیا چند سال پہلے کسیکو توقع تھی کہ ھم میں ایسے لوگ پیدا ھونگے ؟ *

برس روز سے گویا میں علیگذہ سے جدا ھوں ' مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب مدرسۃالعلوم کا اور سینٹیفک سوسئیٹی کا سب کام کرتے ھیں ' اور جس خوبی اور قومی ھمدردی سے وہ کرتے ھیں بیان سے باھر ھی' صرف ایک خطبہ مثل خطبہ شقشقیہ پڑھنے کی کسر باقی ھی' مولوی محمد مشتاق حسین صاحب کو دیکھو کہ صرف قومی بھلائی کے جوش سے مدرسۃالعلوم کے بورڈنگ ھوس میں طالب علموں کے ساتھہ آن کر رھے ھیں ــــ مولوی سید فریدالدین احمد خاں بہادر نے مدرسۃالعلوم کے سالانہ انعام کی تقسیم کے وقت جس جوش و خروش و دلسوزی سے قومی ھمدردی پر گفتگو کی' جسنے اُسکو سنا ھوگا وھی اُسکی

قدر جاننا هوگا، پس یهه لوگ کہاں سے پیدا هوگئے — هاں یهه سچ هی که هماري قوم میں قومي همدردي نهیں هی، اُنکے دلوں کو مولویوں کے وعظ نے سیاه اور پتهر سے بهي زیاده سخت کردیا هی، اور بجز تمناے حور و قصور و غلمان ایمان کا ایک ذره بهی اُنکے دل میں باقي نهیں رکها، مگر یهه بات که کوئي بهي همارے بعد اِس قومي گهرکا بنانے والا اور قوم کی دوسي ناؤ کو کهینے والا نهیں هونے کا صحیح خیال نهیں هی، سمندر میں سے بهت سي مچهلیاں پکڑی جاوینگي، اور ایک سے ایک بڑی نکلیگی، اور جس قومي محل کی بنیاد همنے ڈالی هی اُسکو عرش کے کنگورہ تک پہنچاوینگے، آمین، ان الله علی کل شی قدیر *

راقم

سید احمد

هماري قوم کو کیا کرنا چاهیئے

جو قوم کسي ملک میں بسي هی اُسکی عزت اُس ملک میں یا تو اِس وجهه سے هوسکتي هی که وهي قوم اُس ملک میں حکمراں هو یا حکمراني میں اُسکا بهی کچهه حصه هو، هم مسلمانوں کو کچهه حق هندوستان پر نه تها، جسطرح که هم سے پہلے آریا قوموں نے غریب اور وحشي هندوستان کے اصلي باشندوں کو فتح کرکے اپنے قدم هندوستان میں جمائے اسیطرح همنے آریا قوموں کو فتح کیا هندوستان کو اپنا گهر بنایا، صرف اتنا فرق هی که آریا قوموں نے اصلي باشندوں کو نهایت ذلیل اور ناتربیت یافته حالت میں رکها اور گویا اُنکو معدوم کردیا، یا وہ خود هی اس لایق نه تهے که تربیت پاتے اور لایق بنتے — هم مسلمانوں نے آریا قوموں کے ساتهه ایسا نهیں کیا، خواه تو اس سبب سے که وه قومیں تربیت یافته نهیں یا همکو اُسقدر غلبه و طاقت نه تهي جسقدر که آریا قوموں کو اپني مفتوح قوم پر حاصل هوئي تهي — جس زمانه میں هماري حکومت هندوستان میں تهي همنے کچهه نیکنامي سے حکومت نهیں کي، شاید اُس زمانه میں تمام دنیا کا ایسا هي حال تها اور هر جگهه ظالمانه اور جابرانه طرز حکومت تها، لیکن حال کے زمانه تهذیب و شایستگي سے جب هم اپنے زمانه حکومت کي تاریخ کو ملاتے هیں تو بلاشبهه افسوس و ندامت هوتي هی، چند مغلیه خاندان کے شہنشاہ گذرے هیں جیسے اکبر، جهانگیر، شاهجهاں، جنکا فخریه هم نام لے سکتے هیں لیکن جب ته سخن کو پهونچو تو وهاں بهي بجز ندامت کے اور کچهه هاتهه نهیں آتا، بهرحال پچهلا زمانه جیسا تها اچها یا بُرا گذر گیا — حال کے زمانه میں قومي عزت صرف اسي امر پر منحصر هی که ملک کي حکومت میں همارا بهي حصه هو *

انگریزي عملداري کو کئي قرن گذرگئے هماري جتنی نسلیں اب موجود هیں اُنهوں نے بجز انگریزي عملداري کے اَوْر کچهه نهیں دیکها، همارے وه باپ و دادا بهي نهیں رهے جو اگلے

زمانہ کي باتیں بطور افسانہ کے کہا کرتے تھے ' پس ہمکو اپني بھتري کے لیئے جو کچھہ نظر ڈالني چاہیئے وہ انگریزي ہي عملداري کے حالات اور واقعات پر نظر ڈالني ہی اور پچھلے زمانہ کے واقعات اور موجودہ زمانہ کے حالات اور آیندہ زمانہ کے توقعات پر نظر ڈالکر ہمکو سوچنا ہی کہ ہمکو اپنے اور اپني اولاد کے لیئے بلحاظ دنیوي عزت و حاجات کے کیا کرنا لازم ہی *

سب سے مقدم امر یہہ ہی کہ آپس میں حاکم و محکوم یا فاتح و مفتوح قوم کی طمانیت ہو یعني حاکم کو اپنے محکوم پر بلحاظ اُسکی وفاداري کے طمانیت ہو اور محکوم کو حاکم پر بلحاظ اپني بھتري و بھلائي کے بھروسا ہو ' اگر اِن دونوں باتوں میں سے کسی میں نقص ہی تو کسي بھلائی یا توقیر و عزت کی توقع رکھنا ایک فعل عبث ہی — یہہ دونوں باتیں اگرچہ دو طرف منسوب معلوم ہوتي ہیں یعني ایک حاکم کي طرف اور ایک محکوم کي طرف مگر درحقیقت صرف محکوم ہی کے افعال و اطوار پر منحصر ہیں ' کیونکہ خود محکوم کا یہہ کام ہی کہ اپنا طور طریقہ اور دلي ارادہ اور سچّي نیت اس طرح پر قایم رکھے جس سے حاکم کو اُسکي وفاداري پر طمانیت ہو ' اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ حاکم کو وفاداري پر مطمئن کرنا بھي درحقیقت محکوم کا کام ہی ' ہم مسلمان کم سے کم دو پشت سے انگریزي عملداري میں زندگي بسر کرتے ہیں جان کا مال کا امن ہمکو حاصل ہی' مذہبي آزادي ہمکو حاصل ہی' کسي قسم کي تجارت ترقي مال و دولت کي ہمکو روک نہیں ' کسي قسم کا علم حاصل کرنے سے ہمکو کوئي مانع نہیں ہی — پس ہمارا فرض ہی کہ ہم نہایت دلي خیر خواہ اور وفادار اپني گورنمنٹ کے ہوں اور نہ زبان سے اور مکرآمیز باتوں اور طریقوں سے جو محض بےاثر اور بےسود ہوتے ہیں' بلکہ سچے دل اور سچے ایمان سے اپنے حاکموں کو اپني وفاداري پر مطمئن کریں' میرا یہہ مقصد نہیں ہی کہ ہماري گورنمنٹ مسلمانوں کي وفاداري پر مطمئن نہیں ' ہی بلکہ میرا مطلب یہہ ہی کہ ہر شخص خود اپنے دلکو ٹٹولے اور ایمانداري سے دیکھے کہ اُسکا دل گورنمنٹ کي جانب کیسا ہی اور اُسي پر اسبات کا کہ گورنمنٹ کو اُسکي وفاداري پر کسقدر طمانیت ہی اندازہ کرلے — میں قبول کرتا ہوں کہ بعضي دفعہ لوگوں کو بعض انگریزوں یا انگریزي حکام کے ہاتھہ سے ناواجب رنج پہونچتے ہیں ' اور اُنکا دل گورنمنٹ سے رنجیدہ ہوتا ہی ' اور اُنکا خیال جاتا ہی کہ بسبب زور حکومت ایسا ہوا ' میں ایسي حالت میں بلا شبہہ اپنے ہموطنوں کے ساتھہ ہمدردي کرتا ہوں مگر یہہ بھي سمجھاتا ہوں ' کہ درحقیقت یہہ بھي ہمارا قصور ہی ہمنے اپني حالت بسبب نا تربیت ونالایق ہونے کے ایسي کر رکھي ہی جو بعض اوقات ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں' با اینہمہ جہاں تک کہ ممکن ہی گورنمنٹ اُس سے چشم‌پوشي نہیں کرتي ' پس نہایت نا انصافي ہی کہ کسي نالایق شخص کي نالایق حرکت سے گورنمنٹ کي جانب سے جو محض بےقصور ہی اپنے دل میں کوئي رنج پیدا کریں *

ہاں يہہ بات سچ ہی کہ ہمکو اپنے ملک کي حکومت ميں بہت کم حصہ ہی' اور جو که ميں اسبات کو تسليم کرتا ہوں کہ ہماري قوم اور ہندوستان کے تمام باشندے گورنمنٹ کے وفادار ہيں' اور يہہ بہي تسليم کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اُنکي وفاداري پر طمانيت ہی' اِس لیئے اِس شکايت کو واجب قرار ديکر يہہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ يہہ شکايت بہت کچھہ رفع ہوتي جاتي ہی اور جسقدر باقي ہی وہ کسکے قصور سے ہی آيا ہمارے ياگورنمنٹ کے *

ابتداے زمانہ پر خيال کرو کہ جب کوئي ہندوستاني کسي معزز عہدہ پر نہ تہا سنہ ۱۸۲۳ ع ميں قاضيوں کو کچھہ اختيار حکومت ديواني کے ذليل مقدمات کے فيصلہ کے ديئے گئے ہے اور کمشنروں کے لقب سے ملقب تھے پھر سنہ ۱۸۳۲ ع و سنہ ۱۸۳۳ ع ميں لارڈ وليم کوندش بينٹنگ نے ہندوستانيوں کو بڑي دي جسکا زمانہ ہندوستان کي تاريخ ميں گولڈن ايج کے نام سے ياد رہيگا' شايد اُنکي قوم کے لوگ اُن سے کچھہ ناراض ہوئے ہوں کيونکہ اُنہوں نے ہندوستانيوں کے حق ميں کچھہ انصاف کيا تہا' مگر ہندوستاني ہميشہ اُنکو ياد رکھينگے عہدہ منصفی و صدراميني اور صدرالصدوري اور ڈپٹي کلکٹري جو ہندوستانيوں کے لیئے معراج تھے اُنہي کے وقت ميں ايجاد ہوئے ہے پھر سنہ ۱۸۵۹ ع ميں آنريبل ايست انڈيا کمپني کا خاتمہ ہوا اور شاہي حکومت نے ہندوستان پر سايہ ڈالا پہلا حق جو ہندوستانيوں کو حاصل ہوا وہ يہہ تہا کہ اُنکو بہي لندن ميں امتحان دينے اور سول سروس کے درجہ ميں داخل ہونے کا ايسا ہي استحقاق حاصل ہوا جيسا کہ يورپين کو تہا' يہہ قاعدہ صرف براے نام ہي نہيں تہا بلکہ ہندوستان کي تربيت‌يافتہ اور اولوالعزم قوم نے' نہ متعصب و ناتربيت‌يافتہ مسلمانوں نے' اِس ميں کامیابي حاصل کي اور ايک درجن کے قريب ہندوستاني سول سروس ميں داخل ہوئے' ہائي کورٹ ميں بہي ہندوستانيوں کو جگہہ ملي اور بعض ہندوستانيوں نے اُس عہدہ ميں بہي جيسيکہ مسٹر جسٹس متر نے نہايت نام آوري پيدا کي' گورنمنٹ کي کونسل ميں بہي ہندوستانيوں نے جگہہ پائي مگر جتنے ہوئے يا ہيں ايک کا نام تو بتاؤ کہ درحقيقت اُس عہدہ کے لايق تہا *

بڑي شکايت يہہ تہي کہ سول سروس کا امتحان ولايت ميں ہی اور نہايت چھوٹي عمر ميں امتحان دينا ہوتا ہی ہندوستان سے لوگوں کا وہاں جانا کيا بلحاظ سفر دور و دراز اور کيا بلحاظ ذات اور کيا بلحاظ اخراجات نہايت مشکل و قريب ناممکن کے ہی مگر اس زمانہ ميں ہز اکسلنسي لارڈ لٹن نے اُن مشکلات کو بہي حل کرديا اور اپنے اشتہار مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۱۸۷۹ ع ميں اسي ملک ميں بلا امتحان سول سروس ميں نامزد کرنے کا حکم جاري کرديا اور اب گورنمنٹ اُنکو سول سروس ميں داخل کرنے کو آمادہ و موجود ہی ليکن ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ اُس ميں داخل ہوں اُن ميں يہہ باتيں ہوني چاہيئيں *

۱ — خانداني اور ذي عزت اور معتبر اشخاص هوں جنکي اور جنکے خاندان کي خود اُنکے اهل وطن عزت کرتے هوں —

۲ — اُنکي عمر بھي ایک مناسب حد کي یعني پچیس برس تک کي هو —

۳ — انگریزي زبان اور انگریزي علوم مروجه بخوبي پڑھے هوئے هوں اور کافي لیاقت اُس زبان میں حاصل هو جس میں اُن کو کام کرنا پڑیگا —

۴ — سول سروس کے امتحان کو جانے دو باقي قانوني امتحان جو هندوستان میں هوتے هیں اُن میں کامیاب هونے اور قانون کے مطالب سمجھنے اور مقدمات کے فیصل کرنے کي اُن میں لیاقت هو —

اب هم اپني قوم کے بزرگوں سے پوچھتے هیں که کس مسلمان خاندان میں اس لیاقت کے اشخاص موجود هیں میں تو پنجاب سے لیکر کلکته تک نگاه کرتا هوں کسي مسلمان خاندان میں ایک شخص بھي ایسا نهیں پاتا جو اس عزت کے حاصل کرنے اور اپنے ملک کي حکومت میں حصه لینے کے لایق هو پس مسلمانوں کي قسمت میں بجز اسکے که ذلیل رهو ذلیل رهو و ضربت علیهم الذلة والمسکنة وباؤا بغضب من الله کے مصداق بنو اور اپنے نعصب یا مغوي مولویوں کے تعصب کي لعنت میں گرفتار رهو اور کیا لکھا هوا هي هم یهه باتیں نهایت دلسوزي سے کرتے هیں اور اُنکو جگاتے هیں که اُٹھو اور هوشیار هو وقت جاتا هي اب بھي کچھه نهیں گیا پھر اس سے بھي زیاده پچھتاؤگے اُس وقت رونا اور دانت پیسنا هوگا اور کچھه نهیں *

اے عزیز هموطنوں تمپر ضرور هي که اپني اولاد کي بدبختي کو جو تمهارے هي سبب سے اُن پر هونے والي هي غور سے دیکھو اور اُس وقت سے پہلے که وه لا علاج هوجاوے اُسکا علاج کرو — اے دولتمند مسلمانوں تم یهه مت سمجھو که یهه تمهاري دولت بدستور تمهاري اولاد تک بھي رهیگي پچھلے خاندانوں کو دیکھو جو تم سے بھي زیاده دولت چھوڑ گئے تھے اور اُنکي اولاد نان شبینه کو محتاج هي — اے تعلقه‌دار رئیسوں یهه مت سمجھو که جسطرح تم دس بیس پچاس گانوں کے تعلقه‌دار بنے هوئے هو اور اپني چوپال یا گڑھي میں بیٹھے هوئے نواب صاحب اور خانصاحب اور میرجي کهلاتے هو تمهاري اولاد بھي ایسي هي هوگي اگر تمهارے علاقے تمهاري اولاد برباد بھي نکرے تو تمهاري هڈیاں تمهاري قبروں میں گلنے بھي نه پاوینگي اور تمهاري آنکھیں تمهارے حدقه چشم میں نگراں هي هونگي که تمهارے علاقے تمهاري هي اولاد میں تقسیم در تقسیم هونے اور تمهاري اولاد کي نالایقي سے نعلیم رهن هونے سے تمهاري اولاد کي وه حالت هو جاویگي جسکو دیکھکر تمهاري روح کو بهشت بھي دوزخ سے بدتر هو جاویگي پس میري دلسوز نصیحتوں پر غور کرو اور اپني اولاد کي تعلیم و تربیت پر متوجهه هو *

سن لو جب تک خود ہماری قوم اپنی اولاد کے لیئے ایک نہایت عالیشان گھر نہ بناویگی جس میں وہ اپنی اولاد کو بھیجدے جہاں اُنکے رہنے کہانے تعلیم و تربیت کا کافی اعلیٰ درجہ تک بندوبست ہو اُس وقت تک اُنکی اولاد کا تعلیم و تربیت پانا محالات سے ہی --- اے میری قوم کے کمبخت لوگوں سمجھو میری بات کو مانو تعصب کو چھوڑو اور ان خود غرض شکم بندہ مولویوں کے اغوا میں مت آؤ انہی خیالات سے اور انہی دور اندیشیوں سے اور اُس قومی ہمدردی سے مدرسۃالعلوم قایم کیا ہی سب متفق ہو اور اپنی اولاد کے اُس گھر کو پورا کرو اگر تم اس وقت دل سے متوجہہ ہوگے اور کمائی کوشش کروگے تب بھی دس برس کا عرصہ چاھیئے کہ تمہاری اولاد اس قابل ہو کہ اپنی عزت سنبھال سکے --- کیا تم حقیقت میں اوچھالے ہوئے پتھر ہو کہ بغیر زمین پر گرے سنبھل ہی نہیں سکنے کے کیا درحقیقت خدا نے مسلمانوں کی قسمت میں ذلت و ادبار لکھدیا ہی کہ اپنی بھلائی کی کوئی بات نہیں سننے کے کیا قرآن مجید میں صم بکم عمی فھم لایرجعون تمہارے ہی حق میں نازل ہوا ہی --- اگرچہ مجھوں کو تمہاری طرف سے نا اُمیدی ہی اور میں بھی اُن ہی کے ہمزبان ہوں لیکن پھر بھی دل نہیں مانتا اور بےاختیار وہ باتیں کہتا ہوں جنکو خود بےسود سمجھتا ہوں صرف اس توقع پر کہ شاید تم سمجھو اپنی بھلائی کو سوچو ورنہ کسی شاعر کا یہہ قول تو محقق ہی جس میں کسیکو کلام نہیں *

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

راقم

سید احمد

انسان کا عجیب کشمکش میں ہونا

انسان جیسیکہ ایک اعلیٰ اور برتر ہستی ہی ویسی ہی ایسی کشمکشوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہی جسکے دیکھنے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوتے ہیں --- عالم بےخبری سے قدم باہر نکالتے ہی ایک غول کے غول اُسکی جان کے لیئے آ موجود ہوتے ہیں --- وقت --- زمانہ --- مصلحت --- مذہب --- دستورات --- رسم و رواج --- کانشنس --- نیچر --- توہمات دنیا کے عجائبات کوئی کچھہ کہتا ہی کوئی کچھہ وقت کہتا ہی میری ہی قدر شناسی سے دین دنیا کی کامیابی ہی --- زمانہ پکارتا ہی مجھکو چھوڑا اور کسیکے نہوئے --- مصلحت چلاتی ہی مصلحت اِس میں ہی کہ مجھکو پہچانو --- مذہب کہتا ہی خیر دو چار روز جو جی چاھے کرلو انجام میں مجھی سے کام پڑتا ہی --- رسم و رواج بولتا ہی میری برکتوں

کو تمهاري سوسئیتي اور خاندان نے مدت دراز سے تسلیم کیا هی — کانشنس آواز دیتا هی کھوتے کھرے کي پہچان میرے هي ذریعه سے کرنا ورنه پچھتاؤگے — نیچر پکارتا هی که تمام نفع منحصر میں هی مجھکو نجانا تو کچھه نجانا — توهمات کہتے هیں که همارے مصالح میں عقل کو کیا دخل هی اگر اپني بهتري چاهتے هو تو عقل کو طاق پر دهر دو اور همکو رهنما بناؤ — دنیا کے عجائبات فرماتے هیں جو کچھه هیں هم هی هیں دگر هیچ — هنوز اِن سے چھٹکارا نهوا تها که دنیا معه اپني تمام دلفریب سهیلیوں کے آ حاضر هوئي اور عجیب عجیب کرشموں سے اس بیچارہ کا دامن دل پکڑنا شروع کیا — دن کي گرمي بازار رات کا سنسان عالم — جاڑے کی جانفزا سردي — گرمي کي خوشنما گرمي — برسات کا جهم جهم برسنا سروں کي دلربائي — پهاڑوں کي خوشنمائي — دریاؤں کي روحافزا موجیں ان سب نے اپنے اپنے رنگ و روپ دکھاکر ایک عجیب کیفیت دل پر پیدا کي — یاروں کے جلسے — حسینوں کا حسن — نعماے دنیوي کے مزے نے تو اِس مصیبت‌زده کو تو اپنا هي مملوک بنانا چاها *

یهه بیچارہ اِن سب کا هجوم اور شور و غوغا دیکھکر اگر ایسا هي صبر و استقلال کا پکا اور سمجھه بوجهه کا پورا هی تو خیر ورنه دم بخود هوجاتا هی — نه اسکے منهه سے کچھه نکلتا هی نه اسکا قدم آگے بڑهتا هی صرف زبان حال سے یهه کهتا هی نه یاراے گفتار نه طاقت رفتار ایک کی سنتا هی دوسرا خفا هوتا هی ایک کو پکڑتا هی دوسرا هاتهه سے جاتا هی — ایک سے ملتا هی دوسرا چھوٹتا هی کهیں رسم و رواج کي بیڑي میں پیر ڈالدیا اور اُس میں کام تمام هوگیا کهیں باپ دادا کے دستورات میں پهنس گیا اور اُسي کا هوگیا — کهیں مذهب هي کا هورها — کهیں عجائب پرستي هي میں گذران ڈالي — کهیں گلشن کي سیر میں بسر هوگئي — کهیں صحرا گردي میں تمام هوگئي — کهیں یاروں هي کے هو لیئے — کهیں جلسوں هي میں مر مٹے — کهیں شعر و شاعري هي میں گذران دي — کهیں قصه کهانیوں هي میں بسر کردي — کهیں نمود و شهرت هي کي هوس میں تمام هوگئے — کهیں شادي بیاه کے ڈهکوسلوں هي میں ختم هوگئے *

اگر استقلال کا پکا هی اور سمجھه بوجهه کا پورا تو نهایت جوانمردي سے اِس کشمکش اور معرکه عظیم کا مقابله کرتا هی اور بالاخر سبهوں پر غالب آتا هی — اُس جوان کا اعلی اُصول یهه هی سبهوں کي سنتا هی لیکن اپني کرتا هی — سبهوں کو دوست بناتا هی لیکن وهیں تک که اُنکي دوستي سے نقصان نهو — سبهوں کو رفیق گردانتا هی لیکن وهیں تک که اُنکي رفاقت سے اُسکا اصلي مقصد فوت نهو — یهه مستقل — جوانمرد — اوالعزم سبهوں سے کچھه عجیب طور سے تعلق رکھتا هی — سبهوں میں رهتا هی پر وقت سبهوں سے الگ هر ایک سے سروکار رکھتا هی اور پهر سب سے جدا وقت کي قدر شناسي کرتا هی —

زمانہ کو اپنے ساتھہ لیتا ھی — مصلحت کو اپنا ھادي بناتا ھی — نیچر سے بقدر طاقت نفع اُٹھاتا ھی — توھمات کو چھوڑ دیتا ھی مذھب کو روحانی مقاصد کے لیئے پیشوا بناتا ھی — رسم و رواج کا بھي خیال رکھتا ھی لیکن وھیں تک کہ اُسکے مقاصد میں ھرج نہو باپ دادا کے دستورات کا بھي لحاظ رکھتا ھی لیکن وھیں تک کہ اُسکے اعلیٰ خیالات کے مخالف نہوں — دنیاوي نعمتوں سے بھي متمتع ھوتا ھی لیکن نہ ایسا کہ اُسي کا ھوجاوے سردي — گرمي — برسات سبھوں کے لطف اُٹھاتا ھی پر دیکھہ بھال کر — احباب دوست جلسے سبھوں کے مزے اُڑاتا ھی پر سمجھہ بوجھہ کر — وہ سب کام کرتا ھی پر اسکا ورد دل بیار دست بکار نہیں چھوڑتا — وہ اپنے موجودہ وقتوں کو نہایت غنیمت سمجھتا ھی — اور اس منزل کا جو اُسکو طی کرني ھی روز کچھہ نکچھہ حصہ طی کرتا ھی وہ اس نہایت حکمت انگیز مقولہ کو کار امروز بفردا مگذار خوب غور سے سمجھتا ھی اور نہایت مستعدي سے اِس پر عمل کرتا ھی وہ سونے سے پہلے اس عبرت‌انگیز مضمون کو من‌استوی یوماہ فہو مغبون پیش نظر رکھتا ھی اور اپني اوقات کا حساب کرتا ھی اور ذرا بھي ضایع ھوا تو نہایت بیقراري سے اُسکي تلافي کي فکر کرتا ھی — وہ کوئي کام تاوقتیکہ اُسکا انجام نہ سوچ لے شروع نہیں کرتا — وہ کسي کام کے کرنے کے پہلے اپني قوت کا موازنہ کرتا ھی اگر اُسکے امکان میں ھی تو کرتا ھی ورنہ وہ دوسروں کا حق سمجھتا ھی — پتا کھڑکنے چڑیا بولنے سے بھی وہ کوئي نصیحت یا عبرت حاصل کرتا ھی — اُسکے تمام خیالات سے اِس مضمون کی تصدیق ھوتي ھی —

نگویند از سر بازیچہ حرفي * کزو پندے بگیرد صاحب ھوش

وہ ھسٹري پڑھتا ھی اور نہایت سودمند اخلاقي نصیحتیں حاصل کرتا ھی وہ طبیعات پڑھتا ھی اور خدا کی عظمت و قدرت و یکتائي کا ایک بڑا اور امت خیال مدلل طور پر اپنے دل میں بٹھالتا ھی — وہ ریاضي پڑھتا ھی اور انسان کے کمال اور رسائي کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرکے کسي نئے میدان کے حاصل کرنے کي کوشش کرتا ھی — وہ جغرافیہ پڑھتا ھی اور مختلف ملکوں اور مختلف آدمیوں اور مختلف زندگي کے طریقوں کو دیکھکر اپني سوسئیٹي کے حسن معاشرت اور تمدن میں بقدر امکان اصلاح چاھتا ھی غرض جو کرتا ھی کام کي جو سوچتا ھی مطلب کي *

اب میں چاھتا ھوں کہ یہہ بات دیکھوں کہ میري قوم نے اِس معرکہ کا (جسکا مقابلہ بمقتضاے نیچر ھر شخص کو اور ھر قوم کو گو وہ کسي ملک کي ھو کرنا پڑتا ھی) کیسا مقابلہ کیا اور اُسکے استقلال کا کیا حال رھا — کیا اُس کچے دلے کي مانند میري قوم اِس معرکہ میں لوٹ پوٹ ھوگئي یا اُس مستقل الوالعزم کي مانند نہایت بہادري سے مقابلہ کیا — گذشتہ نسلوں نے تو نہایت دلیري سے اُس معرکہ کا مقابلہ کیا — اور کامیابي حاصل

کي اور اپني جوانمردي اور استقلال کا حال سنہري حرفوں سے دنیا کي ہستري میں لکھایا
چنانچه وہ اب تک ذریعه افتخار ھیں اور قیامت تک ھم اُنکي جوانمردي — استقلال —
اولوالعزمي — سمجھه بوجھه پر فخر کرینگے لیکن موجودہ نسلوں کي بُزدلي — ناعاقبت‌اندیشي
بالکل قابل عبرت ھی — حال کے مسلمانوں کا یہه حال ھی که اِس معرکه میں آتے ھي
اُنکے اوسان خطا ھوجاتے ھیں اور استقلال کیسا نه اُنکو سر کي خبر رھتي ھی نه پانؤں کي —
بدحواسي سے اُنکي سمجھه ایسي غلط ھوجاتي ھی که نه زمانه کي سنتے ھیں نه وقت کي —
نه مذھب کي — نه کانشنس کي — نه مصلحت کي نه نیچر کي — وہ توھمات میں
پڑ کر جھٹ پٹ اپنے باپ دادا کے دستورات اور رسم و رواج کے پانؤں پڑتے ھیں اور کہتے ھیں
که اِس اڑے وقت کا تو ھي سہارا ھی اے ھماري سات پشت کے رفیق ھم سب کو چھوڑتے
ھیں اور تیري ھي رفاقت میں زندگي بسر کیا چاھتے ھیں ھم سب کے مُردود ھوئے اور تیرے
مقبول — ھم سب کو چھوڑا چاھتے ھیں اور تجھکو لیا چاھتے ھیں خدا چھوٹے — رسول
چھوٹے اپنا انجام برا ھو پیاري اولاد کا ستیاناس ھو — غیر قوموں کي نظروں میں حقیر
بنیں وحشي کہلائیں جو چاھے سو ھو لیکن اے خاندان اور ملک کے رسم و رواج تیرا ساتھه
نچھوٹے — ھماري روح کانپتي ھی جس وقت ھم تیرے امداد کو اور اپنے بزرگوں کي بیعت
کو خیال کرتے ھیں — بعض جنکا قدم اِس معرکه میں تکتا ھی اور جو تسیقدر سمجھه‌دار
ھیں اُنکا بھي یہه حال که باپ دادا کي رسم و رواج کو کبھي کبھي چھوڑا بھي تو مصیبت
اور زمانه کو ساتھه نہیں لیتے اور اسیوجھه سے وہ بھي منزل مقصود تک نہیں پہنچتے *

الرّاقــــــــم

مسکین احسان‌الله

الهٰ‌آباد

الدین یسر

دین برحق کي شان سے یہه ھی که اُس میں کوئي چیز انسان کي مقدور کرنے والي
نہو . نه اعتقادیات میں کوئي محال بات تسلیم کرائي جاے ، نه عبادات میں کوئي ایسا
بوجھه ڈالا جاے که عاجز بندوں سے اُسکي برداشت نہوسکے . خدا کي کوئي نعمت جس سے
نفس یا بدن کے حق میں مضرت کا اندیشه نہو اُن پر حرام نه کي جاے . کھانے پینے پہننے
اور برتنے کي چیزوں میں اُنکے لیئے اُسیقدر روک ٹوک ھو جیسے طبیب کي طرف سے بیمار
کے حق میں ھوتي ھی اُسکا بڑا مقصد اخلاق کي تہذیب اور نفس انساني کي تکمیل ھو .

اُس میں عبادت کے طریقے ایسے عمدہ ہوں جن میں مشقت کم اور فائدہ بہت ہو اُسکے اُصول ایسے جامع ہوں کہ ایک ایک نیکي میں بہت بہت نیکیاں مندرج ہوں ۔ اُس میں کوئي بندش ایسي نہو جس سے انسان کو اپني واجبي آزادي سے دستبردار ہونا پڑے اُس میں کوئي مزاحمت ایسي نہو جس سے انسان پر ترقي کي راہیں مسدود ہوجائیں اور وہ خلافت رحماني کا منصب حاصل کرنے سے محروم رہ جاے اور جس خوان یغما سے اُسکے بني نوع بہرہمند ہیں اُس میں اُنکا شریک نہوسکے جیسے ایک پرتل گھوڑا جو اپنے ہمجنسوں کو جنگل میں آزاد اور بےقید چرتا اور کلول کرتا دیکھتا ہی مگر خود اپنے مالک کے بس میں ایسا مجبور و ناچار ہی کہ اُنکو حسرت بھري نگاہ سے دیکھتا ہی پر ہات پانؤں نہیں ہلا سکتا اور بوجھہ میں لدا ہوا چُپ چَاپ چلا جاتا ہی *

دین اسلام بھي جب اُسکي اصل ماہیت پر نظر کي جاتي ہی تو ایسا ہي پاک دین معلوم ہوتا ہی جو انسان کي آزادي کو قایم رکھتا ہی اور اُسکو کسي دشوار بات کے ماننے پر مجبور نہیں کرتا ۔ نہ اُس میں تثلیث اور کفارہ جیسي کوئي انوکھي بات تسلیم کرني پڑتي ہی ، نہ رہبانیت جیسي کوئي سخت مشقت اُٹھانے کي ضرورت ہی ۔ خدا تعالی نے اِس دین کے آسان ہونے کو اپنے کلام پاک میں طرح طرح سے جتایا ہی وہ فرماتا ہی کہ

یریدالله بکم‌الیسر ولا یرید بکم‌العسر (بقرہ) لایکلف‌الله نفسا الا وسعها (بقرہ) ماجعل علیکم فی‌الدین من حرج (الحج).

" خدا تمہارے ساتھہ آساني چاہتا ہی دشواري نہیں چاہتا ۔ خدا کسیکو اُسکي طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔ خدا نے دین میں تم پر کسیطرح کي تنگي نہیں کي " ہمارے ہادي اور رہنما نے بھي اِس ضروري بات کو طرح طرح سے امت کے خاطرنشین کیا ہی اُسنے کہا ہی کہ " یہہ دین آسان ہی اور جو کوئي اِس دین میں سختي اختیار کریگا وہ آخر کو عاجز اور درماندہ ہوگا (یعني اعمال شاقہ سے تھککر ضروري فرایض بھي ترک کرنے لگیگا) یہہ بھي فرمایا کہ " میں وہ شریعت لایا ہوں جو آسان اور روشن ہی " یہہ بھي کہا کہ " وہ اعمال اختیار کرو جنکے متحمل ہوسکو یہہ بھي ارشاد کیا کہ (اے اسلام والو) " تم سہل‌گیر بھیجے گئے ہو نہ سخت‌گیر " اُسنے نجات کا مدار صرف ایک نیکي یعني توحید پر رکھا جو تمام

ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الاغلبه (بخاري).

بعثت بالحنیفیة السمحة البیضاء (بخاري).

خذوا من‌الاعمال ماتطیقون

انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین،

نیکیوں کا سرچشمہ ہی اور یہہ کہا کہ من شہد ان لا اله الاالله صادقاً بها دخل‌الجنة ۔ اُسنے استحقاق رحمت سے صرف ایک بدي یعني شرک کو مستثنی کیا جو تمام بدیوں کي جڑ

ھی اور یہہ کہا کہ من مات لایشرک باللہ شیأً حرمہ اللہ علی النار ۔ تعصب جو کہ انسان کي ترقي کا سخت مانع ھی اُسکے ناگوار بوجھہ سے اسلام طرح طرح سے سبکدوش کیا گیا ۔ مسلمانوں کو اجازت دي گئي کہ " اگر تم امم سالفہ کا علم نہیں رکھتے تو اھل کتاب سے پوچھہ لو " زید بن ثابت کو سریاني سیکھنے کے لیئے ارشاد ھوا ۔ بني اسرائیل سے روایت کرنیکي صاف صاف اجازت دي گئي ۔ ھر مسلمان کو آگاہ کیا گیا کہ دانشمندي کي بات مومن کي گمشدہ پونجي ھی پس جہاں کہیں اُسکو ملے وہ اُسکا زیادہ حقدار ھی یہہ بھي صاف صاف ارشاد ھوا کہ " جسنے لوگوں کو تعصب کي طرف بلایا ' یا تعصب کي حالت میں مرا ' یا تعصب کي بنا پر لڑا وہ ھم میں سے نہیں ھی " اھل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیئے اور مسلمانوں کا کھانا اھل کتاب کے لیئے حلال کیا گیا ۔ یہہ بھي جتایا گیا کہ " جس باب میں کوئي نص صریح نہو اُس میں موافقت اھل کتاب کي پسندیدہ ھی " لونڈي غلاموں کی اسقدر حمایت کي گئي کہ وہ حقیقۃ یا حکماً ھمیشہ کے لیئے آزاد کیئے گئے راے انساني کو یہاں تک آزادي حاصل ھوئي کہ نبي کے اُس حکم کي نسبت جو وہ اپني راے سے دے لوگوں کو ماننے نہ ماننے کا اختیار دیا گیا ۔ خود نبي کریم کو یہہ حکم ھوا کہ مسلمانوں سے مشورہ لیا کرو ۔ سفر اور خوف اور مرض وغیرہ کي حالت میں عبادات مفروضہ میں طرح طرح کي آسانیاں کي گئیں ۔ یہہ بھي اجازت دي گئي کہ اگر کہیں قبلہ کي سمت متحقق نہو تو اٹکل سے کوئي سي سمت مقرر کرکے اُسي طرف نماز پڑہ لو ۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے رکھکر رمضان کو ختم کردو ۔ اگر پاني نملے تو تیمم کرلو ۔ اگر کپڑا نہو تو ننگے بدن نماز پڑہ لو ۔ الغرض اِس پاک دین میں جب تک وہ اپني اصلیت پر برقرار رھا کوئي چیز انسان کي واجبي اُمنگ اور خوشي اور آزادي کي روکنے والي نہ تھي ۔ مگر افسوس ھی کہ وقتاً بعد وقت اور حیناً بعد حین اُس پر حاشیے چڑھنے شروع ھوئے اور رفتہ رفتہ اُنکي کثرت اِس درجہ کو پہنچي کہ متن اور حاشیوں میں تمیز کرني دشوار ھوگئي بلکہ وہ متن متین بالکل نظروں سے غایب ھوگیا ۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۔

من دعا الی عصبیۃ فلیس منا و من مات علی عصبیۃ فلیس منا و من قاتل علی عصبیۃ فلیس منا ۔

کان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیمالم یؤمر فیہ بشیء (شمائل ترمذي) ۔

پہلا حاشیہ جو اِس ملت بیضا پر چڑھایا گیا وہ یہہ تھا کہ جو باتیں رسول خدا نے محض اصلاح معاش کے لیئے تعلیم فرمائي تھیں اور جنکا مدار صرف مصالح دنیوي پر تھا وہ بھي شریعت میں داخل کي گئیں ' اور اُنکو بھي ضروریات دین سے سمجھا گیا ۔ حالانکہ یہہ ایک صریح مغالطہ تھا جسکو خود رسول کریم نے اپني زندگي میں حل کردیا تھا ۔

اصل یہہ ھی کہ جس قوم میں رسول خدا (صلعم) مبعوث ہوئے تھے اُسکی اندرونی اور بیرونی دونوں حالتیں زمانہ جاہلیت کی امداد سے معالجہ اور اصلاح کی محتاج تھیں ۔ جسطرح اُنکے عقاید اور اخلاق بگڑ گئے تھے اسیطرح اُنکا طریق تمدن اور طرز معاشرت بری حالت میں تھا ۔ وہ جیسے مبدا و معاد سے غافل تھے ویسے ھی کھانے پینے اور پہننے کے آداب سے ناواقف تھے ۔ اُنکی مجلسیں تہذیب سے معرّا تھیں ۔ اُنکے معاملات وحشیانہ تھے ۔ اُنکا طریق معاش بےڈھنگا تھا ۔ پس اُس دین کے ھادی اور دنیا کے رھبر نے جیسا اپنے منصبی فرایض یعنی تبلیغ احکام الہی کو ضروری سمجھا اور اُنکو مبدا و معاد کی حقیقت سے آگاہ کیا اور اُنکے عقاید باطلہ اور اخلاق رذیلہ کی اصلاح فرمائی اسیطرح رفت نوعیت اور قومی همدردی کے مقتضی سے اُنکے طریق معاش کو بھی درست کیا ۔ اُنکی مجلسوں میں تہذیب پھیلائی ۔ لباس اور طعام کے آداب سکھائے ۔ نشست و برخاست کے قاعدے بتائے ۔ سلام مصافحہ معانقہ تہنیت تعزیت مہمانی ضیافت بیاہ شادی لین دین سفر اقامت کھیتی تجارت حفظ صحت دوا دارو غرض کہ جملہ اُمور دنیوی کے اُصول تعلیم فرمائے ۔ مگر اُسیقدر جتنے کہ اُس زمانہ اور اُس ملک کے مناسب تھے ۔ اِن دونوں میں سے پہلی تعلیم آپ کا منصبی فرض تھا جسکے لیئے آپ مبعوث ہوئے تھے اور جسکی نسبت کلام الہی میں آپ کو یہہ ارشاد ہوا کہ یا ایہاالرّسول بلغ ما انزل الیک من ربک اور اُمت کو یہہ حکم ہوا کہ ما اتاکم الرّسول فخذوہ و مانہاکم عنہ فانتہوا ۔ اِسیکا نام شریعت رکھا گیا اور اِسیکی مخالفت پر ضلالت کا اطلاق کیا گیا ۔ دوسری تعلیم جو کہ معاش سے علاقہ رکھتی تھی وہ آپ کے منصبی فرض سے بالکل علحدہ تھی ۔ نہ اُسکی تعمیل اُمت پر فرض کی گئی اور نہ اُسکے خلاف عملدرآمد کرنے کی ممانعت ہوئی ' اور اسی تعلیم کی نسبت آنحضرت نے یہہ ارشاد فرمایا کہ انما انابشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشیء من رائی فانما انابشر ۔

حضرت شاہ ولی‌الله محدث دهلوی (قدس سرہ) نے اپنی کتاب حجۃاللہ‌البالغہ کی ساتویں مبحث میں اسبات کا بیان کیا ھی کہ احکام شرعیہ کو احادیث نبوی سے کیونکر استنباط کرنا چاھیئے اور اِس مبحث کے پہلے باب میں احادیث نبوی کو دو قسموں پر تقسیم کیا ھی ۔ ایک وہ قسم جو تبلیغ رسالت سے متعلق ھی اور جسکی نسبت کتاب‌الله میں یہہ ارشاد ہوا ھی کہ مااتاکم‌الرّسول فخذوہ و مانہاکم عنہ فانتہوا (جس بات کا رسول تمکو حکم دے اُسے مان لو اور جس بات سے وہ تمکو روکے اُس سے باز رھو) ۔ اس قسم کو علم آخرت اور علم عجائب ملکوت اور علم شرایع و احکام اور علم اخلاق و فضایل اعمال میں منحصر کیا ھی ۔ پھر لکھا ھی کہ اسی قسم سے ہماری غرض متعلق ھی اور اسی کو ہم اس مبحث میں بیان کرینگے (یعنی جو باتیں دنیوی تعلیم سے علاقہ رکھتی ھیں وہ اِس کتاب کے مباحث سے خارج ھیں) ۔ پھر وہ لکھتے ھیں کہ دوسری قسم وہ ھی جو تبلیغ رسالت سے

تعلق نہیں رکھتي اور جسکي نسبت آپ نے فرمایا ھی که میں صرف ایک آدمي ھوں جب میں تمکو تمھارے دین کي کوئي بات بتاؤں تو اُسکو مان لو اور جب اپني راے سے کوئي بات کہوں تو (یہہ جان لو که) میں صرف ایک آدمي ھوں اور نیز قصه † تابیر نخل میں اِسي طرف اشارہ فرمایا ھی که میںنے ایک راے لگائي تھي سو تم مجھه سے اُس راے کي بابت مواخذہ نه کرو لیکن جب میں کوئي بات خدا کي طرف سے کہوں تو اُسے مان لو کیونکه میں خدا پر جھوٹ نہیں باندھتا اِسکے بعد شاہ صاحب نے دوسري قسم میں بہت سے ابواب داخل کیئے ھیں ازانجمله وہ بےشمار حدیثیں جو طب سے علاقه رکھني ھیں یا جو آپ نے اپنے ذاتي تجربه کي روسے ارشاد فرمائي ھیں جیسے حدیث علیکم بالادھم الاقرح (یعني جس مشکي گھوڑے کي پیشاني پر سفید دھبا ھو اُسے تھونڈکر لیا کرو) ازانجمله وہ افعال جو آپ نے عادت کي نظر سے نہیں بلکه عادت کي راہ سے یا قصداً نہیں بلکه اتفاقاً کیئے ھیں ۔ ازانجمله وہ اُمور جنکا ذکر آپ بھي اُسیطور پر کرتے تھے جسطرح آپ کي قوم کرني تھي جیسے حدیث ام ذرع اور حدیث خرافه ۔ ازانجمله وہ حدیثیں جو خاص کسي وقت کي مصلحت کے لحاظ سے ارشاد ھوئي ھیں نه یہه که تمام اُمت کے لیئے ھمیشه کے واسطے ضروري ھیں ۔ اور اِس اخیر باب کي نسبت شاہ صاحب لکھتے ھیں که اِس پر بہت سے احکام محمول کیئے گئے ھیں انتہی ملخصاً ۔

صحابه کرام بھي جیساکه صحیح روایتوں سے ثابت ھی احادیث نبوي کی نسبت ایسا ھي اعتقاد رکھتے تھے جیساکه شاہ صاحب نے بیان کیا ھی اور آپ کي تمام تعلیمات کو تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں جانتے تھے ایک بار کچھه لوگ زید بن ثابت رض کے پاس حدیث سننے کو آئے اُنھوں نے پہلے اس سے که اُنکے سامنے کچھه حدیثیں بیان کریں یہه کہا که میں آنحضرت کے ھمسایه میں رھتا تھا سو جب آپ پر وحي نازل ھوتي تھي آپ مجھے بلا بھیجتے تھے میں حاضر ھوکر وحي لکھتا تھا ۔ پھر جب ھم دنیا کي باتیں کرتے تھے تو آپ بھي ھمارے ساتھه ویسي ھي باتیں کرنے لگتے تھے ۔ اور جب ھم آخرت کا ذکر کرتے تھے تو آپ بھي ھمارے ساتھه آخرت ھي کا ذکر کرنے لگتے تھے ۔ اور جب ھم کھانے کا ذکر کرتے تھے تو آپ

† کھجوروں میں ایک درخت نر ھوتا ھی اور ایک مادہ ۔ نر کے پھول مادہ پر جھاڑنیکو تابیر کہتے ھیں ۔ مسلم نے یہه قصه رافع بن خدیج سے اِس طرح پر نقل کیا ھی که جب آنحضرت مدینه میں آئے تو اھل مدینه کو تابیر کرتے ھوئے دیکھا ۔ پوچھا کیا کرتے ھو ۔ لوگوں نے عرض کیا که ھم اسیطرح کرتے رھے ھیں آپ نے فرمایا شاید اگر تم نه کرو تو بہتر ھو ۔ اُنھوں نے چھوڑ دیا ۔ اُس سال پھل کم آیا ۔ اُنھوں نے آپ سے ذکر کیا ۔ آپ نے فرمایا انما انا بشر الخ اور بعض روایتوں میں یہه ھی که آپ نے یہه کہا انما ظننت ظناً ولا تواخذوني بالظن ولکن اذا حدثتکم عن الله شیئاً فخذوا به فاني لم اکذب علی الله — شاہ ولي الله نے یہي روایت نقل کي ھی ۔

بھي ویسا ھي ذکر کرنے لگتے تھے ۔ سوَ میں اِن سب باتوں کو بطور حدیث نبوي کے تمھارے سامنے بیان کرونگا (حجۃاللہ) اس روایت سے صاف معلوم ھوتا ھی کہ زید بن ثابت اُن لوگوں کو یہہ جتانا چاھیے تھے کہ میں بہت سي حدیثیں تمھارے سامنے ایسي بیان کرونگا جو امر دین سے علاقہ نہیں رکھتیں ۔

مسلم اور ترمذي میں ابن عمر اور جابر سے روایت ھی کہ آنحضرت نے طواف میں رمل † کیا اور اب تک اسیکے موافق عملدرآمد ھی مگر حضرت عمر کے عہد خلافت میں جب حج کا موسم آیا تو اُنھوں نے طواف میں رمل کرنے سے منع کیا اور یہہ کہا کہ مالنا و للرمل کنا نترا یا بہ قوما قد اھلکھم‌اللہ (یعني جس قوم کے دکھانے کو ھم رمل کرتے تھے اُسکو خدا نے ھلاک کیا) (حجۃاللہ) ۔

ابوداؤد میں ابوالطفیل سے روایت ھی کہ میئے ابن عباس سے پوچھا کہ لوگ کہتے ھیں کہ آنحضرت نے رمل کیا اور یہہ سنت ھی ۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ اِس میں کچھہ صحیح ھی کچھہ غلط ھی ۔ میئے کہا صحیح کیا ھی اور غلط کیا ھی ۔ کہا رمل کرنا آنحضرت کا تو صحیح ھی مگر اُسکو سنت جاننا غلطي ھی ۔

اِن دونوں روایتوں سے ظاھر ھی کہ حضرت عمر رض رمل کے حکم کو مصالح دنیوي سے جانتے تھے اور عبداللہ ابن عباس رض آنحضرت کے ھر فعل کو سنت یا دین نہیں سمجھتے تھے ۔ اِسکے سوا اَوْر اکثر حدیثیں اسي مطلب پر دلالت کرتي ھیں طول کے خوف سے یہاں نقل نہیں کي گئیں ۔

غرض اِس میں شک نہیں کہ ایک بہت بڑا حصہ احادیث نبوي کا ایسا تھا جو تبلیغ رسالت سے کچھہ علاقہ نہ رکھتا تھا مگر غلطي سے وہ بھي اُس میں داخل سمجھا گیا اور جو طریقہ تمدن اور معاشرت کا اب سے تیرہ سو برس پہلے خاص عرب کو اُس زمانہ اور اُس ملک کي ضرورتوں کے موافق تعلیم کیا گیا تھا وہ ھر ملک اور ھر قوم کے لیئے الی‌یوم‌القیمہ واجب‌العمل اور واجب‌الاذعان ٹھیرایا گیا یہاں تک کہ جسطرح نماز روزہ حج زکوۃ کے مسائل میں علما کي طرف رجوع کرنے کي ضرورت تھي اُسیطرح اِن باتوں کے دریافت کرنے کي بھي حاجت ھوئي کہ کھانا کس وضع پر کھائیں ۔ لباس کیسا پہنیں ۔ جوتا مُنڈا پہنیں یا نوکدار ۔ ٹوپي ھلکي پہنیں یا بھاري ۔ برتن چیني کے برتیں یا تانبے کے ۔ غیر قوموں کے علوم پڑھیں یا نہ پڑھیں ۔ غیر زبانوں میں سے کونسي زبان سیکھیں اور کونسي

† رمل بازو ھلاکر پہلوانوں کي طرح چلنے کو کہتے ھیں ۔ مدینہ کے بخار سے کفار مکہ مہاجرین کي نسبت یہہ خیال کرتے تھے کہ وہ ضعیف و کمزور یا ھلاک ھوجائینگے ۔ اُنکا گمان غلط کرنے کے لیئے آپ نے رمل کا حکم دیا تھا ۔

نه سیکهیں . غیر زبانوں کے الفاظ بحسب ضرورت اپنی زبان میں استعمال کریں یا نه کریں .
نئی وضع کا مکان جس میں هر موسم کی آسایش هو بنائیں یا نه بنائیں . تنباکو میں
گڑ ڈالکر پیئیں یا خشک . چاے میں کچّا دودھ ملاکر پیئیں یا اونٹا هوا . غرضکه انسان کے
تمام قواے جسمانی اور نفسانی اور اُسکے تمام حرکات و سکنات اور اُسکے تمام اعضا اور جوارح
پر قیدیں اور بندشیں لگائی گئیں ' اور اُسکے لیئے کوئی موقع ایسا نچھوڑا گیا جس میں
وہ اپنی بد نصیب عقل سے بهی کچهه کام یا مشورہ لے سکے .

دوسرا حاشیه یهه چڑها که اعمال بدنی اور احکام ظاهری جو که بمنزله قالب کے تهے
اُن میں اسقدر تعمق اور تدقیق کی گئی اور اُن پر اسقدر زور دیا گیا که اخلاق فاضله
اور ملکات صالحه جو بمنزله روح کے تهے اور جنکے تر و تازہ رکهنے کے لیئے اعمال ظاهری مشروع
هوئے تهے اُنکی طرف اصلا توجهه باقی نه رهی اور دنیوی ترقیات جنکے بغیر دین کی شوکت
قایم نهیں رہ سکتی مسدود هوگئیں . خدا اور رسول کی نهیں بلکه فقها کی تکلیفات نے
عاجز بندوں کو ایسا شکنجه میں کهینچا که اُن میں دنیا کے بڑے بڑے کام کرنے کا دم باقی
نه رها .

انبیا کے بعثت کا خاص مقصد انسان کے نفس کی تکمیل اور اُسکے اخلاق کی تهذیب
تهی اور اگرچه هر نبی بحسب ظاهر ایک جداگانه شریعت کے ساتهه بهیجا گیا مگر نتیجه
تمام شریعتوں کا واحد تها . خدا تعالی قرآن میں فرماتا هی که شرع لکم من‌الدین ما وصی
به نوحاً والذی اوحینا الیک و ما وصینا به ابراهیم و موسی و عیسی ان‌اقیمواالدین ولاتتفرقوا فیه
(مقرر کیا تمهارے لیئے وہ دین جو تعلیم کیا تها همنے نوح کو اور جسکی وحی بهیجی همنے
تجهکو اور تعلیم کیا ابراهیم اور موسی اور عیسی کو (اور وہ یهه هی) که برپا رکهو دین کو
اور اُس میں تفرقه نه ڈالو) . اِس سے معلوم هوا که اُمت محمدیه کو وهی دین تعلیم هوا
جو نوح اور ابراهیم اور موسی اور عیسی علیهم‌السلام کو تعلیم هوا تها . اور آنحضرت نے فرمایا
هی که انما بعثت‌لاتمم مکارم‌الاخلاق (یعنی میں صرف اِس لیئے بهیجا گیا هوں که اخلاق
کی خوبیوں کو کمال کے درجه تک پهنچا دوں) . اس آیت اور اِس حدیث کا مضمون
ملانے سے یهه نتیجه نکلتا هی که تمام ادیان کا خاص مقصد تهذیب اخلاق انسانی کے سوا اور
کوئی شی نه تهی . ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں آیا اور اُسنے چار بار آپ سے
یهه پوچها که دین کیا چیز هی آپ نے هر بار یهی فرمایا که حسن خلق (احیاءالعلوم) .
فضیل سے روایت هی که ایک عورت کی نسبت آنحضرت کی خدمت میں یهه عرض کیا
گیا که وہ همیشه روزے رکهتی هی اور همیشه شب بیدار رهتی هی مگر بدخلق هی' همسایوں
کو اپنی بد زبانی سے آزار پهنچاتی هی . آپ نے فرمایا اُس میں کچهه خیر نهیں هی وہ
اهل دوزخ میں سے هی (احیاء العلوم) . آپ فرماتے هیں که مسلمان وہ هی جسکی زبان

اور ھاتھہ سے لوگ سلامت رھیں اور مہاجر وہ ھی جو بُرائیوں کو چھوڑ دے (بخاري) . ایک شخص نے آنحضرت سے پوچھا کہ اسلام کي کونسي چیز سب سے بہتر ھی فرمایا کھانا کھلانا اور جان پہچان اور اَنجان دونوں سے صاحب سلامت کرني (بخاري) . آپ نے یہہ بھي فرمایا ھی کہ تم میں سے کوئي صاحب ایمان نهوگا جب تک اپنے بھائي کے لیئے بھي وھي نچاھے جو اپنے لیئے چاھتا ھی .

اِس سے ظاھر ھی کہ وضو اور غسل نماز اور روزہ حج اور زکوۃ اور اسیطرح تمام ظاھري احکام مقصود بالذات نہ تھے بلکہ محض تصفیہ باطن اور معالجہ نفس اور تہذیب اخلاق کے لیئے بمنزلہ آلات کے تھے چنانچہ نماز کي نسبت ارشاد ھوا کہ وہ فحشا اور منکر سے باز رکھتي ھی اور روزہ کي نسبت یہہ فرمایا کہ وہ اس لیئے فرض کیئے گئے ھیں کہ تم بُرائیوں سے بچو . اسي واسطے قرون اولی — اور خاصکر قرن اول میں طہارت اور نجاست اور عبادات بدني اور اعمال ظاھري میں اُس مبالغہ اور تشدد کا کہیں نام نہ تہا جو اُسکے بعد عباد و زھاد و فقہا اور صوفیہ میں پیدا ھوا . امام غزالي احیاءالعلوم میں لکھتے ھیں کہ صحابہ کبار کسب معاش اور طلب علم اور اعلاے کلمةالله اور اَور ضروري کاموں میں ایسے مصروف تھے کہ اُنکو اِن باتوں کي اصلا فرصت نہ تھي . وہ ننگے پانوں چلتے تھے . زمین پر نماز پڑھتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے . گھوڑے اور اونت وغیرہ کے پسینہ سے پرھیز نکرتے تھے . دل کي پاکي میں بہت کوشش کرتے تھے . ظاھري پاکي پر چنداں التفات نہ کرتے تھے . غیر مذھب والوں کے برتن کا پاني برابر استعمال کرتے تھے . جس برتن میں عام لوگوں کے ھات پڑیں اُس سے نفرت نہ کرتے تھے انتہی .

آنحضرت (صلعم) بھي ظاھري احکام کي چنداں پابندي نفرماتے تھے . اعضاے وضو کو کبھي ایک ایک بار کبھي دو دو بار کبھي تین تین بار دھوتے تھے . کبھي ایک ھي چُلو سے مضمضہ اور استنشاق دونوں کرلیتے تھے . کبھي ایک دو چُلو سے کبھي تین چلو سے . جس زمین پر نماز پڑھتے اُسي پر تیمم کرلیتے اور یہہ فرماتے کہ جہاں نماز کا وقت آجاے وھیں مسلمان کي مسجد ھی اور وھیں اُسکي طہارت ھی . ھمیشہ مقتدیوں کا خیال رکھتے تھے . اگر جماعت میں سے کسي بچّہ کے رونے کي آواز آتي تونماز جلد ختم کردیتے . اگر نماز میں کوئي بچّہ آپ سے آن لپٹتا اُسے اُتھاکر کندھے پر بتھا لیتے . بارھا امام حسین ع سجدہ کي حالت میں آپ کي پشت مبارک پر چڑہ گئے اور آپ نے اُنکے خیال سے سجدہ کو طول دیا . کبھي آپ نماز میں ھوتے تھے اور حضرت عایشہ اپنے حجرہ کي کُنڈي کھٹکھٹاتیں آپ نماز ھي میں جاکر باھر کي کُنڈي کھول دیتے تھے — کبھي آپ سے نماز میں کوئي سلام کرتا آپ نماز ھي میں اشارہ سے اُسکو جواب دیتے — ایک بار بني عبدالمطلب کي دو لڑکیاں لڑتي ھوئي جب آپ کے قریب آئیں تو نماز ھي میں آپ نے دونوں ھاتھوں سے پکڑ کر اُنکو

چھوڑ دیا ۔ کبھی جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے ۔ اور کبھی ننگے پاؤں (سفرالسعادۃ) ابن عباس سے روایت ھی کہ آپ نے ظہر کو عصر کے ساتھہ اور مغرب کو عشا کے ساتھہ اُس حالت میں جمع کیا کہ نہ سفر تھا نہ کوئی خطرہ تھا نہ بارش تھی ۔ لوگوں نے ابن عباس سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ۔ کہا اسلیئے کہ اُمت پر تنگی نرھے (ترمذي) ۔ موسم حج میں ایک شخص نے آکر آپ سے عرض کي کہ میں نے قربانی سے پہلے سرمُنڈوالیا ھی۔ فرمایا کچھہ حرج نہیں ھی اب قربانی کرلے ۔ پھر ایک اوٗر شخص نے آکر کہا کہ میں نے کنکریاں پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی ھی ۔ فرمایا کچھہ حرج نہیں ھی اب کنکریاں پھینک لے ۔ اسیطرح جس کسینے ایسی بے ترتیبي کي بابت پوچھا اُس سے یہی فرمایا کہ اعمل ولاحرج (بخاري) ۔ عمرو بن عاص ایک آیت سے یہہ سمجھہ گئے " کہ جنب کو ضرورت کی حالت میں تیمم کافي ھی اور عمر بن خطاب ایک دوسري آیت سے یہہ سمجھے کہ تیمم لمس نساء کے لیئے ھی نہ جنابت کے لیئے آنحضرت نے دونوں پر کچھہ اعتراض نہیں فرمایا ۔ طارق سے روایت ھی کہ ایک شخص جنب تھا اُسنے نماز نہ پڑھی جب آپ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ تو تھیک سمجھا ۔ پھر ایک دوسرے شخص نے جنابت کي حالت میں تیمم کرکے نماز پڑھلي اور جب آپ سے ذکر کیا تو آپ نے یہي اُسکو فرمایا کہ تو تھیک سمجھا ۔ (عقدالجید) ۔ غرضکہ تمام اعمال ظاھري اور عبادات بدني میں آپ کے برتاؤ ایسے تھے جنمیں اُمت کے لیئے آسانی ھو ۔

شاہ ولي‌الله صاحب حجت‌الله‌البالغه میں لکھے ھیں کہ آپ کے زمانہ میں احکام کی بحث ایسي نہ تھي جیسي فقہا کے وقت میں ھوئی کہ وہ کمال اھتمام سے ھرشی کے ارکان اور شرائط اور آداب جدا جدا بیان کرتے ھیں اور فرضي صورتوں پر گفتگو کرتے ھیں ۔ آنحضرت کے زمانہ میں تو یہہ حال تھا کہ صحابہ نے جسطرح آپ کو وضو کرتے دیکھا اُسیطرح آپ بھی کرنے لگے نہ آنحضرت نے کسي چیزکو رکن ٹھیرایا اور نہ ادب ٹھیرایا ۔ اسیطرح اُنھوں نے جیسے آنحضرت کو نماز پڑھتے اور حج کرتے دیکھا ویساھي آپ‌بھی کرنے لگے ۔ کبھي آپ نے یہہ نہیں فرمایا کہ وضو کے چھہ فرض ھیں یا چار ھیں اور کبھی آپ نے (فقہا کیطرح) کوئی صورت فرض کرکے اُسپر کوئی حکم نہیں لگایا الا ماشاءالله اور صحابہ بھي ایسے امور میں آپ سے کچھہ سوال نہ کرتے تھے انتہی ۔

عمر بن اسحاق سے منقول ھی کہ اصحاب نبي میں جتنےصحابیوں کو میںنے دیکھا ھی وہ اُنکی نسبت زیادہ ھیں جو مجھہ سے پہلے گذرگئے ۔ میں نے کوئي گروہ دین میں آسانی کرنے والا اور سختي نہ کرنے والا اُنسے زیادہ نہیں دیکھا (دارمي) ۔ عبادہ بن نُسر کُندي سے لوگوں نے سوال کیا کہ اُس عورت کي بابت کیا حکم ھی جو کسي ایسے قافلہ میں مر جاے جسمیں اُسکا کوئي ولي نہو عبادہ نے کہا جن لوگوں کو میں نے دیکھا ھی نہ وہ تمھاري سی نکتہ چینیاں کرتے تھے اور نہ ایسے مسائل پوچھتے تھے (دارمي) ۔

هندوستان کے † ایک پرهیزگار اور ذي‌علم امیر نے شیخ عبدالله سراج مکي شیخ‌العلماء سے حقه کي اباحت و حرمت کی بابت سوال کیا شیخ نے مسکراکر یهه آیت پڑهي که ولا تقولوا لماتصف السنتکم الکذب هذا حلال و هذا حرام لتفتروا علی‌الله‌الکذب (یعني نه کهو تم اپني زبانوں کي بےاصل باتوں کو که یهه حلال هی اور یهه حرام هی خدا پر جهوٹ باندهنے کے لیئے) . مگر افسوس هی که همارے علماء نے احکام ظاهري میں تعمق اور تدقیق کو اسقدر کام فرمایا که شریعت کا موضوع بالکل بدل گیا اور جس دین کي نسبت الدین یسر کہا گیا تها وہ الدین عسر کہنے کا مستحق هوگیا . طهارت اور نجاست کي تحقیق میں اتنا کچهه لکها گیا که انسان کي تمام عمر اُسکے دیکهنے اور پڑهنے اور سمجهنے کے لیئے کفایت نهیں کرسکتي . اگر فقط آمین اور رفع یدین اور قراءت فاتحه کي تحقیقات میں کوئی شخص اپنا تمام وقت صرف کرے تو اُسکي عمر کا ایک بڑا حصه اسي میں تمام هوجائیگا . اگر کوئي شخص ایک سجده سهو کي تمام جزئیات کو ازبر کرنا چاهے اور اِس ناائق دنیا کي ضروریات بهي سرانجام کرتا رهے تو نهایت دشوار معلوم هوتا هی که وہ تمام جزئیات کا احاطه کرسکے . کلمات کفر جنکے زبان سے نکلتے هي ایمان باقي نهیں رهتا ایک غیر محدود باب هی جسکو کوئي عدد حصر نهیں کرسکتا . اسیطرح معاملات میں وہ تدقیقیں کي گئیں که کوئي بیع اور کوئي عقد فقها کے اُصول کے موافق صحیح نهیں تهیر سکتا . علماے دین کے سوا جنکي نسبت بدگماني نهیں کي جاسکتي شاید هي کسي اُمي کا وضو غسل نماز روزہ حج زکوة بیع شرا نکاح طلاق وغیرها صحیح هوتا هوگا . امام شعراني نے میزان میں لکها هی که دین میں جتني آسانیاں هیں وہ خدا اور رسول کي طرف سے هیں اور جتني دشواریاں هیں وہ علماء کي طرف سے هیں . واقعي یهه قول نهایت صحیح هی کیونکه هم اپنے عهد کے علما کا حال ایسا هي دیکهتے هیں . اِنهیں دنوں میں ایک مولوي صاحب نے جو که عامل بالحدیث هیں دس مسئلوں کي نسبت یهه اشتهار دیا تها که اگر اُنکے ثبوت پر کوئي صاحب آیات قراني یا احادیث صحیحه جنکي صحت میں کسیکو کلام نهو اور جس مدعا کے لیئے وہ پیش کي جائیں اُسکے واسطے نص صریح قطعي الدلاله هوں پیش کرینگے تو فی آیت اور في حدیث دس روپیه انعام دونگا . اُسکے جواب میں ایک دوسرے مولوي صاحب نے نهایت تعجب سے یهه لکها هی که اگر احتجاج کا مدار صرف آیت اور اُس حدیث صحیح پر هو جسکي صحت میں کسیکو کلام نهو اور اثبات دعوي کے لیئے نص صریح قطعي الدلالة هو تو دین اسلام کے ۳۲ حصوں میں سے ۳۱ حصے باطل هوجائینگے اور صرف ایک بتیسواں حصه باقي* رہ جائیگا اور اسبات کو بهت عمده طور سے ثابت کیا هی .

---

† یهه سوال نواب مصطفی خاں مرحوم نے کیا تها اور راقم نے خود اُنکي زبان سے یهه روایت سني هی ۔

منیب صاحب کی اس تقریر سے ہر شخص سمجھہ سکتا ھی کہ ھمارے علما کے نزدیک دین کی عظمت اور بڑائی اسی میں ھی کہ وہ ایک ایسا دفتر طویل الذیل ہو جو داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال کی طرح سمیٹا نہ سمٹے اور نیز اُنکے نزدیک ایسی تقریر کے بطلان میں کچھہ شبہہ نہیں ھی جس سے دین کا اختصار لازم آئے. مگر اس تعمق اور تشدد میں علما کے ساتھہ حضرات صوفیہ کو بھی شامل کرنا ضرور ھی جنہوں نے عبادات شاقہ اور بےانتہا اذکار و اشغال اور دائمی روزے اور اَور سخت سخت ریاضتیں اختیار کرکے اَوروں کو رغبت دلائی اور اُمت کو اور بھی زیادہ بوجھل اور گرانبار کردیا اور تحریف دین کی ایک دوسری بنیاد ڈالی.

صحابہ نماز بھی پڑھتے تھے روزہ بھی رکھتے تھے اور دنیا کے کام بھی سرانجام کرتے تھے حضرت عمر کا قول تھا کہ † احسب جزیة البحرین و انا فی الصلوٰة و اُجہز الجیش و انا فی الصلوٰة. وہ نکاح کرتے تھے بال بچّوں کے لیئے کمائی کرکے لاتے تھے. مہمات خلافت کو سرانجام کرتے تھے. خلیفۂ وقت کی اعانت میں مصروف رہتے تھے. لوگوں کے جھگڑے فیصلہ کرتے تھے. غرضکہ دنیا کے تمام کام جنکے بغیر دین کی شوکت ہرگز نہیں رہ سکتی سرانجام کرتے تھے. اگر وہ بھی حضرات صوفیہ کی طرح خانقاہوں میں ھو بیٹھتے اور نماز روزہ اور ذکر و شغل کے سوا سارے کام چھوڑ دیتے تو آج بغداد میں پیران پیر کی درگاہ اور اجمیر میں خواجۂ خواجگان کے مزار کا کہیں نام و نشان نہوتا شاید وھاں کوئی عظیم الشان آتشکدہ اور یہاں کوئی عالیشان بتخانہ نظر آتا جہاں مسلمان کی ھوا تک نہ پہنچ سکتی.

شاہ ولی الله صاحب حجة الله البالغه میں لکھتے ھیں کہ عبادت میں سب سے زیادہ مضر چیز انسان کا عبادت سے اُکتا جاتا ھی کیونکہ پھر اُس عبادت میں خشوع کی صفت باقی نہیں رہتی اور اُسکی تمام منفعتیں جو وہ عبادت میں کرتا ھی عبادت کی روحانیت سے محروم رہ جاتی ھیں. چنانچہ آنحضرت ص نے فرمایا ھی کہ "ہر چیز کی حرص ہوتی ھی اور ہر حرص کے بعد سستی اور ماندگی ضرور ھی." اسیواسطے شارع نے عبادات کی مقدار ایسے طور پر معین کی ھی جیسے دوا کی مقدار مریض کے لیئے کہ نہ اُس سے زیادہ ہونی چاھیئے نہ کم. اور نیز اصل مقصود تہذیب نفس ھی ایسے طور پر کہ تدابیر حسن معیشت اور حقوق عباد فروگذاشت نہونے پائیں. آنحضرت نے فرمایا ھی کہ "میں روزہ بھی رکھتا ھوں افطار بھی کرتا ھوں تہجد بھی پڑھتا ھوں سوتا بھی ھوں نکاح بھی کرتا ھوں سو جسنے میرے طریقہ کو چھوڑا اُسکو مجھہ سے علاقہ نہیں ھی". اور نیز شریعت کا بڑا مقصد یہہ ھی کہ دین کی باتوں میں دقتیں پیدا کرنے کا رستہ بند کیا جاے ایسا نہو کہ

---

† یعنی میں بحرین کے خراج کا حساب لگاتا ھوں اور نماز میں بھی ھوتا ھوں اور میں لشکر کی تیاری کرتا ھوں اور نماز میں بھی ھوتا ھوں -

لوگ اُنکو لازم پکڑلیں اور جو اُنکے بعد پیدا ھوں وہ اُنکو عبادات مفروضہ خیال کرنے لگیں اور جو اُنکے بعد پیدا ھوں اُنکو اُن عبادات کي فرضیت کا یقین ھوجاے اور رفتہ رفتہ دین متحرف ھوجاے ۔ اِنھیں مصلحتوں سے آنحضرت نے چاھا کہ لوگ اعمال میں میانہ‌روي اختیار کریں اور یہہ فرمایا کہ " خذوا من‌الاعمال ماتطیقون " انتہی ملتخصاً ۔

الغرض یہہ دوسرا حاشیہ جو فقہا کے تعمق اور صوفیہ کے تشدد سے دین اسلام پر چڑھا اسنے بھی اھل اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ۔ مسلمانوں کي دنیوي ترقیات اِس سے مسدود ھی نہیں ھوگئیں بلکہ تنزل کے ساتھہ مبدل ھوگئیں ۔ دین اسلام جو ایک صاف اور ھموار اور نہایت نزدیک رستہ تھا وہ اُنکو ایسا پیچدار اُونچا نیچا دور و دراز نظر آیا جسکے طی کرنے میں انسان کو اِدھر اُدھر دیکھنے کي مہلت نہیں مل سکتي ۔ دوسرے اُنکي تمام ھمت اور توجہہ طہارت ظاھري اور احکام جسماني کي طرف مصروف ھوگئي اور طہارت باطني اور تہذیب روحانی جو کہ اصل مقصود تھي بالکل فراموش ھوگئی اور وہ سراسر عیسی علیہ السلام کے اُس قول کے مصداق ھوگئے جو اُنھوں نے یہودیوں کي طرف مخاطب ھوکر کہا تھا کہ تم اپنے برتنوں کو باھر سے دھوتے ھو پر اندر کی ناپاکي کو دور نہیں کرتے ۔ یہي سبب ھے کہ جسقدر بداخلاقیاں علماء اور عباد و زھاد و حجاج میں دیکھي جاتي ھیں وہ عام مسلمانوں میں بہت کم پائي جاتي ھیں ۔

تیسرا حاشیہ واعظوں کی ناداني اور صوفیوں کی سادہ لوحي یا خودغرضیوں کی بےدیانتي سے اِس پاک دین پر چڑھا ۔ اُنھوں نے اعمال ظاھري کی ترغیب یا کسی مذھب کی تائید کے لیئے یا تعصب کے جوش میں یا کسي اَور دنیوي غرض کے پورا کرنے کو حدیثیں وضع کیں اور رفتہ رفتہ یہہ حدیثیں بھی دین کا ایک اصلي جزو قرار پاگئیں ۔ اگرچہ محدثین نے اُنکي تحقیقات اور چھان‌بین کرنے میں کوتاھي نہیں کی اور اُنکے موضوعات اور مفتریات کو احادیث صحیحہ سے جہاں تک ھوسکا جدا کیا مگر اُنکي جرح و قدح صرف کتابوں ھي میں رھي اور واعظوں کے رنگین فقرے جو کم سے کم ھزار برس تک وعظ کی بھري مجلسوں میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر چلتے رھے وہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک وبا کی طرح پھیل گئے ۔

علما کي ایک بڑي جماعت جیسا کہ جامع‌الاصول اور شرح نخبۃالفکر وغیرہ میں تصریح کي گئي ھی اِسبات پر متفق ھوگئي تھي کہ ترغیب اور ترھیب کے لیئے حدیثیں وضع کرني یا ضعیف اور منکر حدیثوں کي روایت کرنی جائز ھی ۔ اسي بنا پر بےشمار حدیثین ترغیب اور ترھیب کے لیئے وضع کي گئیں ۔ مثلاً موذنوں کے فضائل میں ایسا مُبالغہ کیا گیا کہ اُنکے مراتب سے بڑھکر انسان کے لیئے ولوکان نبیاً او اماماً کوئي درجہ تصور میں نہیں آسکتا ۔ مثلاً یہہ حدیث کہ " موذن کے لیئے ھر شی جسکو اُسکي اذان کي آواز پہنچي

کی پہنچ ہو یا درخت یا ڈھیلا یا خشک یا تر سب گواہی دینگے اور اُس مسجد کے تمام نمازوں کی برابر اُسکو حسنات ملینگی " یا یہہ حدیث کہ " قیامت کے دن سونے کی کُرسیاں لائی جاوینگی جنمیں یاقوت اور موتی جڑے ہونگے اور سندس و استبرق کے فرش پر بچھائی جاوینگی پھر اُنپر نور کے سائبان لگائے جاوینگے اور پکارا جائیگا کہ کہاں ہیں موذن تاکہ اُن پر آکر بیٹھیں . " یا مثلاً مسجد کی خدمت کرنے والوں کے فضائل میں جیسے کہ ۱ — جسنے مسجد میں چراغ روشن کیا جبتک وہ چراغ روشن ہی اُسکے لیئے فرشتے اور حاملان عرش برابر استغفار کرتے رہتے ہیں . ۲ — جسنے مسجد میں قندیل لٹکائی یا بوریا بچھایا اُس پر ستر فرشتے برابر درود بھیجتے ہیں جبتک وہ قندیل نہیں بُجھتی یا وہ بوریا نہیں ٹوٹتا . ۳ — جسنے خدا کے کسی گہر میں جھاڑو دی اُسنے گویا چارسو حج ادا کیئے اور چار سو بردے آزاد کیئے اور چار سو روزے رکھے اور چارسو جہاد کیئے . یا مثلاً حفظ القرآن کے فضائل میں جیسے یہہ حدیث کہ " حافظ قرآن کی فضیلت غیر حافظ پر ایسی ہی جیسے خالق کی فضیلت مخلوق پر اسیطرح سینکڑوں روزے اور ہزاروں نمازیں اور بے انتہا طواف اور بے شمار صدقے وضع کیئے گئے اور اُنکے اجر اور ثواب کے بیان کرنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا .

ترہیب و تخویف کے لیئے بہی ایسے ہی مبالغوں کے ساتھہ حدیثیں وضع کی گئیں . مثلاً ۱ — جسنے دو نمازوں کو بغیر عذر کے جمع کیا وہ گناہ کبیرہ کا مُرتکب ہوا . ۲ — مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا کہیں نہیں ہوتی . ۳ — جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہی خدا اُسکے تمام اعمال حسنہ کو ضائع کردیتا ہی . ۴ — جسنے بے نماز کی مدد ایک لقمہ سے کی اُسنے گویا تمام نبیوں کے قتل میں اعانت کی .

بہت سی حدیثیں اپنے اپنے مذہب کی تائید اور نصرت کے لیئے بنائی گئیں . مثلاً ۱ — جسنے نماز میں رفع یدین کیا اُسکی نماز باطل ہی . ۲ — جسنے رکوع میں رفع یدین کیا اُسکی نماز باطل ہی . ۳ — جب سورہ کوثر نازل ہوئی تو آنحضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ نحر سے کیا مراد ہی کہا یہہ مراد ہی کہ جب نماز کی نیت باندھو تو پہلی تکبیر پر اور رکوع کرنے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرو .

بہت سی حدیثیں تعصب یا تنفر کی وجہہ سے بنائی گئیں جیسے امام شافعی اور امام اعظم کی مدح یا ذم میں . یا جیسے معاویہ بن ابی سفیان کی مدح یا ذم میں مثلاً یہہ حدیث کہ خدا کے نزدیک تین امین ہیں میں اور جبرئیل اور معاویہ . یا یہہ حدیث کہ ہر اُمت کے لیئے ایک فرعون ہی اور اِس اُمت کا فرعون معاویہ ہی . یا مثلا یہہ حدیث کہ " ایک بار آنحضرت نے جبرئیل سے ہاتھہ ملانا چاہا جبرئیل نے ہاتھہ ملانے سے اِنکار کیا آپ نے سبب پوچھا کہا تمنے ایک یہودی کا ہاتھہ پکڑاتہا سو جو ہاتھہ کافر کے ہاتھہ سے مس

کرنے میں اُس سے ہاتھہ ملانا پسند نہیں کرتا " یاپہہ کہ " جو شخص یہودی یا نصرانی سے مصافحہ کرے اُسکو اپنا ہاتھہ دھونا اور وضو کرلینا چاھیئے ۔

امام ابن جوزی نے لکھا ھی کہ حدیثیں وضع کرنے والوں کا ایک بہت بڑا گروہ تھی جنکے راس و رئیس وھب بن وھب اور قاضی بختری وغیرہ بیرہ آدمی ھیں انہی ۔ انہیں بعد آدمیوں میں سے ایک محمد ابن عکاشہ کرمانی تھی جسنے محمد بن تمیم فاریابی کی شرکت میں دس ہزار حدیثوں سے زیادہ وضع کی تھیں ۔

ابن جوزی کہتے ھیں کہ جنکی حدیثوں میں وضع اور کذب وغیرہ کے آثار پائے جاتے ھیں وہ کئی قسم کے لوگ ھیں ۔ بعضے تارک دنیا ھیں جنہوں نے حدیث کی نگہداشت سے غفلت کی ۔ بعضوں کی تحریریں ضائع ہوگئیں اور اُنہوں نے اپنی یاد کے بھروسہ پر غلط روایتیں کردیں بعضے ثقات بوڑھے ھیں جو بڑھاپے میں آکر خرف ھوگئے ۔ بعضوں نے سہو سے غلط روایت کی اور جب اپنی غلطی سے خبردار ھوئے تو اُنکو صحیح روایت کرنے سے شرم آئی ۔ اور بعضے زندیق اور ملحد ھیں جنہوں نے شریعت میں رخنہ ڈالنے کے لیئے حدیثیں وضع کیں ۔ حماد بن زید نے کہا ھی کہ " زنادقہ نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ھیں ملکہ جسوقت ابن ابی العوجا کو وضع حدیث کے جرم میں قتل کرنے لگے تو اُسنے تنہا یہہ اقرار کیا کہ میں نے تمہارے دین میں چارھزار حدیثیں بنائیں ھیں جنمیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھیرایا ھی " بعضوں نے اپنے مذھب کی تائید کے لیئے بنائیں چنانچہ اھل بدعت میں سے ایک شخص تائب ھوا تو اُس نے کہا کہ حدیث کے لیئے میں احتیاط کیا کرو اور دیکھا کرو کہ کس شخص سے حدیث لیتے ھو ھمارا مدت تک یہہ حال رھا کہ جس بات کو چاھا حدیث نبوی کے پیرایہ میں بیان کردیا ۔ بعضے ایسے بھی تھے جو ثواب و اجر کی اُمید پر ترغیب و ترھیب کے لیئے وضع کرتے تھے گویا اُنکے نزدیک شریعت ناقص تھی جسکی تکمیل کی ضرورت تھی — بعضوں نے یہہ ٹھیرالیا تھا کہ حسن کسیکا کوئی عمدہ قول ھاتھہ لگے اُسمیں اسناد اپنی طرف سے شامل کردیجیئے اور نبی تک اسناد کو پہونچا دیجیئے ۔ بعضوں نے سلاطین و ملوک کے خوش کرنے اور اُنکا قرب حاصل کرنے کے لیئے یہہ شیوہ اختیار کیا تھا اور بعضے قصہ گو اور واعظ تھے جو لوگوں کو حسن بیان پر فریفتہ کرنے کے لیئے حدیثیں وضع کرتے تھے اور کتب صحاح میں اس قسم کی حدیثیں نقل کی گئی ھیں انتہی ۔ اس کے سوا اور بھی اسباب وضع و افترا کے بیان کیئے ھیں من شاء فلیرجع الی الفوائد المجموعۃ لمحمد بن الشوکانی ۔

چوتھا حاشیہ یہہ جرحا کہ مفسرین نے اپنی تفسیر کی کتابوں میں ہزاروں موضوع اور ضعیف و منکر و متروک حدیثیں بھردیں ۔ اُنہوں نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین و من بعدھم کے اقوال بلا ذکر اسناد بحسب ضرورت اپنی اپنی تفسیر کی تدوین کے لیئے حدیث

ندوی کے پیرایہ میں نقل کیئے ۔ اُنہوں نے یہودیوں سے سنے سنائے لا انتہا جھوٹے اور بے بنیاد قصے تفسیروں میں بھر دیئے ۔ اُنہوں نے بہت سے مسائل اصول اور فروع کے قرآن کی عبارات اور اشارات سے محض اپنی رائے اور قیاس کے موافق استنباط کیئے نہ اُس کی تائید کے لیئے کوئی حدیث صحیح نقل کی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا قول لکھا ۔ جن موجودات علوی و سفلی کا ذکر قرآن میں آیا ھی اُن کے حقایق کی تشریح ارسطو اور بطلیموس اور دیگر فلاسفہ یونان کی رایوں کے موافق کی گئی ۔ متکلمین نے مخالف فرقوں کے الزام دینے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیئے صدھا آیتوں کی تفسیریں اپنی مرضی کے موافق کیں اور آیات قرانی کو کھینچ تانکر کہیں سے کہیں لیگئے ۔ اور یہہ تمام کوڑا کرکٹ اصل دین میں داخل سمجھا گیا اور وحی سماوی کی طرح واجب‌التسلیم خیال کیا گیا ۔ شرح جامع صغیر میں علامہ ابن کمال سے نقل کیا گیا ہی کہ تفسیر کی کتابیں موضوع حدیثوں سے مالا مال ہیں ۔ اسیطرح مفسرین کے قصص و اخبار کی نسبت ابوالامداد ابراھیم نے قضاءالوطر حاشیہ ونخبۃالفکر میں اور ملا علی قاری نے شرح‌الشرح نخبۃالفکر میں اور علامہ سیوطی نے اتقان میں اور علامہ ذھبی نے میزان‌الاعتدال میں تصریح کی ھی جس سے معلوم ھوتا ھی کہ تقریباً یہہ تمام قصے اھل کتاب کے قاصے لیئے گئے ھیں ۔ اصل یہہ ھی کہ فتح شام میں عبداللہ عمروبن عاص کو اھل کتاب کی بہت سی کتابیں بقدر ایک بار شتر کے ھاتھہ لگی تھیں سو جو باتیں اُن سے بہ کثرت منقول ھیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اھل کتاب کی ھیں ۔ اور اسیطرح بہت سی روایتیں عبداللہ بن سلام سے بھی اسی قسم کی مروی ہیں یہہ مفسرین کے دوسرے طبقہ میں مجاھد اور تیسرے طبقہ میں مقاتل بن سلیمان اور ان کے سوا اور لوگوں نے صدھا قصے اھل کتاب سے اخذ کیئے ھیں ۔ اس مطلب کو اگر تفصیل سے دیکھنا چاھو تو تہذیب‌الاخلاق کے ایک مضمون میں جو مولوی مہدی علی صاحب نے لکھا ھی دیکھو ۔

پانچواں حاشیہ متکلمین کے تفلسف اور حکیمانہ تدقیقات سے اس پاک دین پر چڑھا ۔ اور وہ بھی دین کا ایک اصلی جزو قرار دیا گیا ۔ خلفاے عباسیہ کےعہد میں جب مصر و شام و یونان و قبرس وغیرہ سے فلسفہ کی کتابیں مسلمانوں کے ھاتھہ لگیں اور اُنکے ترجمے عربی زبان میں ھونے شروع ھوئے اور فلاسفہ کے مختلف خیالات اور اُنکی مختلف رائیں جو باری تعالی کی ذات اور صفات اور عالم کی حقیقت سے علاقہ رکھتی تھیں علماے اسلام میں شائع ھوئیں تو فلسفہ کی چکنی چپڑی اور دلفریب دلیلوں کے آگے مذھب کی عظمت آھستہ آھستہ دلونمیں کم ھونے لگی ۔ کیونکہ حکما کے مقالات بظاھر موجہہ و مدلل دکھائی دیتے تھے اور مذھبی تعلیمات محض حسن عقیدت یا وجدانی شہادت سے تسلیم کی گئی تھیں ۔ دوسرے اھل نفاق کے شبہے آنحضرت صلعم کے زمانہ

میں پیدا ہوچکے تھے اور اسلام میں شک اور تردد کا تخم بوچکے تھے تیسرے آپ کے مرض موت میں اور آپ کی وفات کے بعد کاغذ و دوات ، جیش اُسامہ ، خلافت ، فدک ، شہادت عثمان بن عفان ، صفین ، جمل وغیرہ کے جھگڑے دین میں اختلاف ڈال چکے تھے ۔ پس دین کے ہوا خواہوں نے اِس بات کی ضرورت دیکھی کہ فلسفۂ یونانیہ کے مقابل میں ایک دوسرا فلسفہ مرتب کیا جائے جس میں مذہبی تعلیمات کی تائید فلسفی دلیلوں سے کیجائے ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر رفتہ رفتہ جیسا کہ انسان کی طبیعت کا مقتضا ہی اُس جدید فلسفہ میں صدہا مباحث ضرورت سے زیادہ بڑھادیئے گئے اور خوب دل کھولکر معرکہ آرائیاں کی گئیں ۔ چونکہ یہہ کام کسی جماعت یا کمیٹی نے ملکر نہیں کیا تھا بلکہ جدا جدا طبع آزمائیاں ہوتی تھیں اسلیئے ضرور تھا کہ اُنکی رایوں میں بےشمار اختلافات واقع ہوں ۔ پس اسطرح دین اسلام میں بےشمار فرقے پیدا ہوگئے ۔ مگر علما نے کھینچ تانکر اُن بےشمار فرقوں کو تہتر فرقوں میں محدود کردیا تاکہ † حدیث " ستفترق اُمتی ثلثة وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة " کی سچائی میں کچھہ فرق نہ آئے اگرچہ اِن تہتر فرقوں میں سے معدود" فرقوں کے سوا (جیسے اشاعرہ یا شیعہ یا اُنکی چند شاخیں) کوئی فرقہ اب دنیا میں نہیں پایا جاتا مگر صدہا بلکہ ہزارہا کتابیں انکے مناظروں اور مباحثوں سے بھری ہوئی اب تک موجود ہیں اور وہ تمام علم کلام کے نام سے مشہور ہیں اور جن مطالب کی تفصیل ان کتابوں میں درج ہی اُنکا جاننا اور سمجھنا اور یقین کرنا ایسا ضروری سمجھا گیا ہی کہ اُسکے بغیر اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوسکتا ۔ مثلاً اشاعرہ کے ہاں جو کہ آج کل اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہیں اِن باتوں کا انکار کرنا (کہ صفات باری تعالی نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات نہ لاعین نہ لاغیر ۔ یا یہہ کہ خدا تعالی اگر تمام نیک بندوں کو ہمیشہ کے لیئے دوزخ میں ڈالدے اور تمام شریروں کو ہمیشہ کے لیئے جنت میں بھیجدے تو اُسکی طرف حیف و میل کی نسبت نہیں ہوسکتی ۔ یا یہہ کہ خلفا کی فضیلت ایک دوسرے پر خلافت کی ترتیب کے موافق ہی یعنی ہر خلیفہ سابق خلیفہ لاحق سے افضل ہی) بالکل ایسا ہی ہی جیسے نبوت یا معاد کا اِنکار کرنا ۔ اگر کوئی شخص مثلاً رویت بصری کو محال قرار دے اور حدیث نبوی جو رویت بصری پر دلالت کرتی ہی اُسکی تاویل کرے یا علی مرتضی ع کو شیخین کے برابر یا اُن سے افضل سمجھے وہ فوراً اہل سنت کی جماعت سے باہر ہوجاتا ہی اور اُن فرقوں میں شمار کیا جاتا ہی جنکی نسبت کلهم فی النار کہا گیا ہی ۔ شرح مواقف اور شرح مقاصد اور امام رازی کی اکثر مبسوط کتابیں جو علم کلام میں ہیں اور صواعق محرقہ اور صواقع کابلی اور تحفہ اور منتهی الکلام اور ازالة الغین اور اِس قسم کی ہر کتاب اور ہر رسالہ

---

† علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے سفرالسعادة کے خاتمہ میں لکھا ہی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی –

جو علم کلام میں اشاعرہ کي تائید کے لیئے لکھا گیا ہو یا لکھا جاے سب اول سے آخر تک واجب‌التسلیم سمجھے گئے ہیں اور جو شخص اُنکے خلاف ایک لفظ بھي کہتا ہی وہ مبدع سمجھا جاتا ہی ۔

چھٹا حاشیہ تقلید اور بدعات و رسوم کا ایک طویل‌الذیل حاشیہ ہی جسکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا ہی ۔ یہہ حاشیہ اصل دین سے بھي زیادہ عزیز ہوگیا ہی ۔ تقلید نے کتاب‌الله اور سنت رسول‌الله کو کتب سابقہ کي طرح منسوخ کردیا ہی ۔ کتاب‌الله سوا اسکے کسي کام کی چیز نہیں رہي کہ ذرا ذرا سے بچّے اُسے مکتبوں میں طوطے کیطرح پڑھیں یا بڑے ہوکر اُسکی لفظي تلاوت کیا کریں یا ختموں اور عرسوں میں اُسکي چند آیتیں یا سورتیں مناقب کے ساتھہ پڑھي جائیں ۔ یا فتے مُردوں کی قبروں پر اُسکا ایک آدہ ختم کرایا جاے یا رمضان کی تراویح میں اُٹکا اُٹکا کر اور پچھتا پچھتا کر اُسکا ایک ختم وہ لوگ سنیں جو اُسکا ایک حرف نہیں سمجھتے ۔ سنت رسول‌الله کا بھي یہي حال ہی کہ اول تو اُسکے پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے والے روز بروز صفحہ ہستي سے محو ہوتے جاتے ہیں اور اگر چند نفوس متبرکہ باقي ہیں اُنکا لے دیکر یہہ کام ہی کہ صحاح کے اول و آخر کے چند صفحے تبرکاً و تیمناً شاگرد کو سرسري طور پر پڑھا دیئے اور اُنکو علم حدیث کي سند لکھدي ۔ شاگرد اور اُستاد دونوں کو کبھي اسبات کا خیال بھي نہیں آتا کہ کبھي ضرورت کے وقت ہمکو اِن حدیثوں سے کچھہ کام پڑیگا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کوئي دعوی اور کسي مسئلہ کا جواب اُس وقت تک مقبول نہیں ہوسکتا جب تک قاضي خاں اور عالمگیري یا بحرالرّائق وغیرہ کي عبارت اُس میں درج نہ کیجاے ۔ گویا قرآن اور حدیث کے مخاطب صحیح تمام اُمت میں چند آدمي تھے جو اُنکا لب‌لباب نکالکر کتب فقہیہ میں درج کرگئے ۔ اب کتاب و سنت معاذالله بالکل اِس شعر کے مصداق ہیں ۔ (۲ مر)

من ز قرآں مغز را برداشتم * استخواں پیش سگاں انداختم

رسوم و بدعات کا بھي یہي حال ہی کہ وہ بھي اسلام کي رگ و پے میں پیٹھہ گئے ہیں ۔ اُنکا دین سے جدا کرنا اور گوشت کا ناخن سے جدا کرنا برابر ہی ۔ دوپلڑي ٹوپي ، پردہ‌دار انگرکھہ ، ڈھیلا یا تنگ مہري کا پاجامہ ، نوکدار جوتي ، زمین میں بیٹھہ‌کر کھانا ، اور اسي قسم کي سیکڑوں باتیں مسلمانوں نے قطعاً غیر قوموں سے سیکھي ہیں ۔ بیاہ شادي کي اکثر رسوم ہندوستان میں آکر اُنہوں نے تعلیم پائي ہیں ، مگر وہ اسقدر عزیز اور ضروري ہوگئي ہیں کہ اگر کوئي شخص اُنکے خلاف کرتا یا کہتا ہی وہ کرستان کا خطاب پاتا ہی ۔

یہاں ہمکو رسوم و بدعات اور تقلید کا مفصل بیان کرنا منظور نہیں ہی بلکہ مجمل طور پر یہہ جتانا ہی کہ دین اسلام پر جو فضول اور لغو حواشي چڑہے ہوئے ہیں اُن میں سب سے بڑا حاشیہ تقلید اور رسوم و بدعات کا ہی ۔ لیکن کسي اور موقع پر یہہ بحث کسي قدر تفصیل کے ساتھہ لکھي جائیگي ۔

یہہ تمام حواشي جو هم نے اُوپر بیان کیئے ان کے سوا اَوْر بھی بہت سے حاشیئے اس سیدھے سادے دین پر چڑھے هوئے هیں، جو تھوڑی سي غور کرنے سے معلوم هوسکتے هیں ۔ پس نہایت افسوس کي بات هی کہ همارے علماے دین دوش اسلام کو اس ناگوار بوجھہ سے سلکا کرنے میں کوشش نہیں کرتے، بلکہ اُس کي عظمت اور بزرگي اسی میں جانتے هیں کہ وہ روز بروز اور بھي زیادہ بوجھل اور گرانبار هوتا چلا جاے ۔ شاید پچھلي صدیوں میں کوئی زمانہ ایسا بھي گذرا هو، جسمیں اُمت کے لیئے شریعت کا دائرہ تنگ کرنا قرین مصلحت سمجھا گیا هو، اور انسان کے حق میں خدا اور رسول کي تکلیفیں ناکافي خیال کي گئی هوں، اور اُسکی بہبودی اسي میں تصور کي گئی هو کہ وہ کسي حالت میں اپنے آپکو آزاد نہ سمجھے، مگر هم سچ کہتے هیں کہ یہہ زمانہ هرگز ایسا نہیں هی ۔ آج همکو نہ صرف دنیوي عزت حاصل کرنے کے لیئے بلکہ زیادہتر اسلیئے کہ دین محمدي کي شان و شوکت دنیا میں قایم رهے، اور اُمت محمدیہ اپنے همعصروں کي نظر میں حد سے زیادہ حقیر و ذلیل نہوجاے، اسقدر کام درپیش هیں کہ خالص دین کے سوا اور تکلیفات کا تحمل هم میں باقی نہیں هی ۔ اسلام پر حاشیئے چڑھتے چڑھتے جو صورت اُسکي اب هوگئي هی اگر اُسیکو اسلام سمجھا جاے تو عنقریب کسي مسلمان کو ضروریات دین سے اسقدر مہلت نہ ملیگي کہ وہ نہایت ذلت و خواري سے دونوں وقت قوت لایموت بہم پہنچاکر بُري بھلی طرح اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرلے، چہ جائیکہ وہ دنیا میں عزت سے رہ سکے یا دین کي کچھہ شان و شوکت بڑھاسکے ۔ جس عالم میں همکو اب اور آیندہ رهنا هی اُسمیں ادنی درجہ کی عزت کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کے لیئے وہ تدبیریں درکار هیں جو پہلے شاید ملک اور سلطنت هی کے لیئے درکار تھیں ۔ کیونکہ ترقي انساني کا زمانہ اُس قوم کے حق میں سخت مصیبت کا زمانہ هوتا هی جو اُس زمانہ کا ساتھہ ندے بلکہ اُسکے برخلاف اپنے لیئے ایک دوسرا رستہ اختیار کرے ۔

همکو دین کي شان و شوکت قایم رکھنے کے لیئے یہي ضرور هی کہ صرف خالص اسلام کی حمایت کریں ۔ اور اُسکو حشو و زوائد سے پاک کرکے تمام عالم کو دکھادیں کہ صرف اسلام هی دنیا میں ایسا دین هی جو انسان کي خوشي اور آزادي کو ترقي دینے والا هی ۔ یوروپ کے بڑے بڑے محققوں نے جو اسلام کي نسبت نہایت عمدہ عمدہ رائیں لکھیں هیں اُس سے اُنکي کمال تحقیق اور تفقیح معلوم هوتي هی، کیونکہ اُنھوں نے جیسا کہ اُنکي تصنیفات سے ظاهر هی اُس سارے مجموعہ کو اسلام نہیں سمجھا جسپر اب اسلام کا اطلاق کیا جاتا هی، بلکہ اُنھوں نے اپني نہایت گہري نگاہ سے اُس تمام کوڑے کرکٹ کو دور کرکے ٹھیٹ اسلام کا کھوج لگایا هی، اور صرف اُسي پر اپني اپني رائیں لکھي هیں ۔ اگر وہ اس تمام مجموعہ کو جسکو همارے بھائي مسلمان اسلام سمجھتے هیں ٹھیٹ اسلام جانکر اُسي پر راے لکھہ بیٹھتے تو اُنکي راستي اور انصاف هرگز ایسي رائیں لکھنے کي اجازت ندیتا ۔

جو مسلمان اِس زمانه کے موافق تعلیم پارهے هیں یا آیندہ پائینگے وہ جبهي تک اسلام پر ثابت قدم رہ سکیے هیں که اِس تمام مجموعه کو اسلام نه سمجهیں . اگر بدنصیبي سے اُنہوں نے بهي اسي کو دین اسلام سمجها تو عیاذا بالله اُن غریبوں کي نوبت الحاد و ارتداد تک پہنچ جائیگي ' اور اُسکا مطالبه اُن مولویوں اور عالموں کي گردن پر هوگا جو اسي مُہیب اور ڈراؤني اور وحشت‌انگیز صورت پر اسلام کا رهنا پسند کرتے هیں .

هم جو دنیا کے تمام ادیان و ملل میں سے صرف دین اسلام هي کو واجب‌التسلیم سمجهتے هیں اور اُسکے سوا اور دینوں کو ایسا نہیں جانتے اسکے یہه معني هرگز نہیں هیں که صرف اسلام خدا کا بهیجا هوا دین هی اور باقي ایسے نہیں ' کیونکه کلام الهي میں وارد هوا هی که " ان من امة الا خلا فیها نذیر " (یعني کوئي قوم ایسي نہیں هی جس میں کوئي نبي نآیا هو) . اور یہه بهي ارشاد هوا هی که " منهم من لم نقصص علیک " (یعني همنے بعض انبیا کا حال تجهه پر اے نبي آخرالزماں ظاهر نہیں کیا) . پس معلوم هوا که هم اسلام کو اُس وجهه سے جو اُوپر مذکور هوئي اَور دینوں پر ترجیح نہیں دیتے ' بلکه اِس سبب سے دیتے هیں که جس وقت دین اسلام کا ظهور هوا اُس وقت ادیان سابقه میں سے کوئي دین اپني اصلیت پر باقي نرها تها . انسان کي افراط و تفریط سے حق اور باطل مل جلکر ایک هوگئے تهے . شرک اور بدعات نے توحید اور سنن راشدہ کو دبا لیا تها ' اور خود غرض عالموں کي تحریفات اور مقلد جاهلوں کي جہالت اور متعصب دینداروں کے غلو سے تمام شریعتوں کے موضوع بدل گئے تهے . نبي آخرالزماں نے آکر حق کو باطل سے جدا کیا اور جو کهوٹ اور ملمّع اگلي شریعتوں میں مل گیا تها اُسکو دور کرکے ایک خالص کُندن نکالا اور اُسیکا نام اسلام رکها . اب اگر اسلام بهي شرائع سابقه کي طرح اپني اصلیت پر باقي نرهے تو هم کس مُنهه سے کہه سکیے هیں که همارا دین حق هی اور باقي ادیان ایسے نہیں هیں .

راقـــــــم

الطاف حسین حالي

از دهلي

بدگماني

بدگماني انسان کي ایک ایسي بدخصلت هی جس سے اکثر خود بدگماني کرنے والے کو اور نیز اُس شخص کو جس پر وہ بدگماني کرتا هی تهوڑا یا بہت نقصان ضرور پہنچتا هی. اسي واسطے کلام الهي‌میں یہه ارشاد هوا هی که" یا ایهاالذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من‌الظن ان بعض‌الظن اثم " (یعني اے دیندارو بہت سے گمانوں سے بچو بےشک بعضے گمان گناہ هیں) .

بدگمانی کرنے کی عادت اکثر نکمی تعلیم اور ناقص سوسئیتی سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ھی - مثلاً ایک سچّا مسلمان محض انصاف کی روسے عیسائی پادریوں کے اخلاق کی تعریف تمھارے سامنے کرتا ھی اگر تم سدا سے ایسی صحبتوں میں رہے ہو جہاں غیر مذھب کے آدمیوں کا نام ھمیشہ حقارت سے لیا جاتا ھی تو تمکو غالباً یہہ گمان ہوگا کہ یہہ شخص عیسائی مذھب کی طرف میلان رکھتا ھی یا درپردہ عیسائی ھی یا ایک خالص شیعی اپنے ھم مذھبوں سے کہتا ھی کہ ائمہ علیہم‌السلام نے تبرّا کرنے سے منع کیا ھی اگر وہ لوگ ھمیشہ سے خود بھی تبرّا کرتے رہے ھیں اور اپنے مجتہدوں سے بھی سنتے رہے ھیں تو ضرور اُسکو شیعوں کا مخالف اور سنیوں کا طرفدار خیال کرینگے اکثر ایسا ہوتا ھی کہ آدمی دوسرے شخص کو اپنے نفس پر قیاس کرکے اُس سے بدگمان ھوجاتا ھی - مثلاً ایک شخص اپنے ملک یا قوم کی بھلائی میں بیغرضانہ کوشش کرتا ھی مگر اُس ملک یا اُس قوم کے وہ آدمی جو خودغرضی میں ڈوبے ہوئے ھیں اُسکی کوشش کو بھی خودغرضی ھی پر محمول کرتے ھیں - یا ایک شخص اھل یورپ کو جو کہ حاکم وقت ھیں سچّا اور راستباز اور خوش معاملہ سمجھکر اُن سے زیادہ میل جول رکھتا ھی مگر جو لوگ اُن سے اس حیثیت سے نہیں ملتے وہ اُسکو بھی اپنی طرح ایک خوشامدی اور کُون‌کُھرا اور کھانیا سمجھتے ھیں -

بعض اوقات ناواقفیت اور بےعلمی سے بھی سخت بدگمانی پیدا ہوتی ھی مثلاً ایک شخص انگریزی طریقہ پر کھانے پہننے کو اِس لیئے پسند کرتا ھی کہ اُسکے تجربہ میں وہ طریقہ صحت کے واسطے نہایت مفید ثابت ہوا ھی مگر جنکو اُس طریقہ کا تجربہ نہیں ہوا وہ اُس شخص کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے ھیں - یا مثلاً ایک دانا گورنمنٹ جو مختلف قوم و مذھب کی رعایا پر حکمراں ھی اپنے مدارس میں کسی خاص مذھب کی تعلیم کو جایز نہیں رکھتی مگر جو لوگ اُس گورنمنٹ کے دانشمندانہ اُصول سے ناواقف ھیں وہ یہہ خیال کرتے ھیں کہ گورنمنٹ ھمارے مذھب کو نیست و نابود کرنا چاھتی ھی -

کبھی بدگمانی کا سبب یہہ ہوتا ھی کہ جن لوگوں کے اخلاق و عادات قوم کے عام اخلاق و عادات کے برخلاف ہوتے ھیں اُنکی نسبت سوء ظن پیدا ہوتا ھی مثلاً ایک قوم میں حد سے زیادہ بناوٹ تکلف ساختگی اور ظاھرداری کا دستور ھی اگر کوئی شخص اُس قوم میں روکھا پھیکا بےتکلف سادہ مزاج اور کھرا پایا جائیگا وہ ضرور ایک متکبر مغرور بدمزاج اور اکل‌کُھرا تصور کیا جائیگا - یا مثلاً ایک خاندان کے آدمی اکثر مسرف فضول خرچ لہو و لعب میں زندگی بسر کرنے والے نام اور نمایش پر مرنے والے ھیں اگر اُن میں کوئی شخص اس روش کے خلاف پایا جائیگا گو وہ کیسا ھی فیاض جوانمرد بامروت اور کُنبہ‌پرور مگر کفایت شعار اور منتظم ہو خاندان کے تمام آدمی اُسکو خسیس دنی‌الطبع کنجوس کنتک اور مکھی چوس خیال کرینگے -

بعضے لوگ اس دھوکه میں که همارا ذهن دور دور پهنچتا هی اور هم لوگوں کے دل کي بات سمجهه لیتے هیں اکثر بدگمانیاں کیا کرتے هیں . مثلاً ایک شخص گورنمنٹ کے کسي قانون یا پالسي کو رعایا کے حق میں مضر سمجهکر اُس پر آزادانه اعتراض اور نکته چیني کرتا هی مگر وه دل کي بات سمجهنے والے لوگ یهه کهتے هیں که یهه شخص چونکه گورنمنٹ کو آزادي پسند جانتا هی لهذا اِس پرده میں گورنمنٹ پر اپني لیاقت اور دانشمندي ظاهر کرني چاهتا هی . یا ایک شخص مذهب اور حکمت میں اس لیئے تطبیق کرتا هی که جب قوم میں حکمت شایع هوجاے تو قوم کے تعلیم یافته نوجوان مذهب کو عقل کے خلاف سمجهکر اُس سے تجاوز نه کریں مگر وه لوگ یهه سمجهتے هیں که یهه شخص گورنمنٹ کے ایما سے یا گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لیئے لوگوں کو لامذهب اور ملحد بنانا چاهتا هی تاکه سلطنت کو مذهبي مخالفت اور تعصبات کا کهٹکا نرهے .

اور بدگماني کا سبب یهه هوتا هی که کسي ایک بُرائي یا ایک غلطي کي وجهه سے جو که بشریت کا خاصه هی انسان کي تمام خوبیوں پر خاک ڈالی جاتي هی اور اُسکی کسي بات پر نیک گمان نهیں کیا جاتا مثلاً ایک سچّا اور راستباز اور دیانتدار آدمی کسي معامله میں غلطي سے ایسي بات کر بیٹها جو راستي کے خلاف معلوم هوتي هی، تو پهر وه کسي معامله میں راستباز نهیں سمجها جاتا یا ایک لایق اور دانشمند آدمي سے کوئی ایسي لغزش هوگئي جو عقل کے خلاف معلوم هوتي هی تو پهر اُسکي کسي راے پر اعتماد نهیں کیا جاتا .

بعضے لوگ بات کا محل اور موقع نه سمجهنے سے بهی بدگمان هوجاتے هیں مثلاً ایک مسلمان سچّي محبت اور بےریا عشق کے جوش میں رسول کریم کو کبهي صرف محمد کبهي صرف ابوالقاسم کبهي آمنه کا اکلوتا بیٹا اور کبهي بني سعد کي بکریاں چرانے والا اپني بےساخته تحریروں میں لکهه جاتا هی اور تعظیم کے رسمي اور عرفي الفاظ نهیں لکهتا تو وه لوگ جو حسن بیان اور لطف تحریر کي گهاتوں سے واقف نهیں هیں اور تعظیم کو اُنهیں رسمی اور عرفي الفاظ میں منحصر جانتے هیں ضرور خیال کرینگے که اس شخص کے دل میں آنحضرت صلعم کي کچهه عظمت نهیں هی یا اسلام کا ایک ظریف رفارمر دوسرے رفارمر کو اپني پرایوٹ تحریر میں لکهتا هی که میںنے یهاں بهتیرے جال ڈالے مگر کوئي پنچهي دام میں نه آیا تو ساده لوح مسلمان یا زاهد خشک اگر وه خط دیکهه پائینگے تو اُنکو اسبات کا یقین پخته هوجائیگا که اِن لوگوں نے اسلام کے برخلاف سازش کر رکهي هی اور یهه مسلمانوں کو مرتد کرنا چاهتے هیں لیکن ایک سمجهدار آدمي صرف یهه کهکر خاموش هوجائیگا که ایسي ظرافت رفارمر کي شان سے بعید هی .

ابلہانه حزم و احتیاط بھی اکثر بدگمانی کا باعث ہوتی ھی مثلاً ایک خوش معامله
اور دانا گورنمنت ملکي معاملات کی صفائي کے لیئے ملک ھمسایه میں اپنا مشن بھیجنا
چاھتي ھی مگر اُس ملک کے ارکان سلطنت یہه سمجھکر که مبادا اِس مشن کے آنے سے
ھماري حکومت یا اقتدار میں کچھه فرق آئے مشن کو اپنے ملک میں نہیں آنے دیتے ۔
یا ایک ھائي اسکول یا کالج سے اکثر طالب علم لائق اور نیک چلن اور صاحب علم ھوکر
نکلے ھیں مگر ایک وھمی مزاج رئیس اِس خیال سے که مبادا میري اولاد وھاں جاکر غیر
جنس لڑکوں کي صحبت میں آوارہ ھوجاے اپني اولاد کو وھاں نہیں بھیجتا ۔
یہه تمام اسباب بدگمانی کے جو لکھے گئے سرسري نظر میں سب ایک دوسرے سے جدا
معلوم ھوتے ھیں مگر غور کرنے کے بعد ظاھر ھوتا ھی که یہه سب ایک عام سبب سے پیدا
ھوتے ھیں جسکو بدگماني کا اصل اصول سمجھنا چاھیئے ۔ جس بدبخت قوم کا اخلاقي قوام
بگڑ جاتا ھی اور اُسکے تمام فرقوں میں ناراسي اور بدیانتي شایع ھوجاتي ھی تو اُس قوم
کے خاص و عام کو مجبوراً نه صرف اپني قوم سے بلکه ساري دنیا سے بدگمان ھونا پڑتا ھی ۔
جب وہ متواتر دوستوں سے بیوفائي اور بھائي بندوں سے دغا اور بےمہري دیکھتے ھیں اور خود
بھی اُنکے ساتھه ایسے ھي برتاؤ برتتے ھیں تو اُنکو تمام جہان میں کوئي دوست صادق نظر
نہیں آتا جب وہ علماء کي بدیانتي اور مشائخوں کا مکر و فریب اور زاھدوں کي ریاکاري اور
عابدوں کي جوفروشي و گندمنمائي دیکھتے ھیں تو اُنکو ساري دنیا مکر و زور سے بھري ھوئي
معلوم ھوتي ھی اور فرسته پر بھي اُنکو نیک گمان مشکل سے ھوتا ھی وہ نه صرف غیروں
سے بلکه خود اپنے سے بھي بدگمان ھوجاتے ھیں جسطرح وہ سب کو جھوٹا اور مکار اور عیار
اور خود غرض سمجھتے ھیں اسیطرح وہ یہه بھی جانتے ھیں که لوگ ھمکو جھوٹا اور مکار اور
خود غرض سمجھتے ھیں اور اسي لیئے وہ کوئي وعدہ بغیر تاکید شدید کے زبان سے نہیں نکالتے
اور کوئي روایت بغیر سوگند اور قسم کے نہیں بیان کرتے اور کوئي بات بغیر سند اور شہادت
کے نہیں کہتے خواہ مخاطب کي طرف سے درخواست ھو خواہ نہو گویا وہ یہه جانتے ھیں
که ھماري کوئي بات اعتبار کے قابل نہیں ھی ۔ اُنکو جابجا خوشامد اور تملق کرنا پڑتا ھی
کیونکه وہ جانتے ھیں که ھماري خیرخواھي اور دوستي پر بغیر ایسي باتوں کے یقین نہیں
آسکتا ۔ تمنے اکثر نمود اور شیخي کرنے والوں کو دیکھا ھوگا که ایک آدھ جھوٹا سچّا گواہ اُنکے
ساتھه ھر وقت لگا رھتا ھی ۔ جب وہ کوئي واقعه بیان کرتے ھیں تو بات بات پر اُس گواہ کا
حواله دیتے جاتے ھیں که یہه بھي وھاں موجود تھے اِن سے پوچھیئے ۔ گویا وہ اپنے کو ایسا
جھوٹا سمجھتے ھیں که اُنکي کوئي بات بغیر شہادت کے قابل تسلیم نہیں ۔ تمنے بعضے
مصنفوں کو دیکھا ھوگا که وہ حد سے زیادہ بدیہي اور مسلم‌الثبوت دعووں پر بھي جب کسیکا
قول سنداً نقل کرتے ھیں تو اُس مصنف کا نام ، اُسکي کتاب کا نام ، باب اور فصل کا پتا ،

صفحه اور سطر کا شمار ' چھپنے کے سن ' چھپنے کا مقام ' چھاپہ‌خانه کا نام اور سوا اِسکے اور بہے مفصل لکھتے هیں حالانکه اُن دعووں کے تسلیم کرنے میں جنکی تائید میں وه بہه مفصل سندیں لکھتے هیں کسیکو بهي کلام نہیں هوتا مگر اُنکو اپنی بےاعتباری کا ایسا یقین یہیں هوتا هی که اگر اُنکي کتاب ضروری مقدار سے دس گُني زیاده هوجاے تو بهی وه اس تفصیل سے باز نہیں آسکتے بہه اور ایسي هي اور بےشمار مثالیں اسبات کی هیں که جب کسي قوم کے تمام اخلاق بگڑ جاتے هیں تو اُس قوم کے لوگ نه صرف اوُروں سے بلکه اپنے نفس سے بهي بدگمان هوجاتے هیں ۔

هم اپنے ملک میں اور خاصکر اپني قوم میں یہي بدگمانی کا حال ایسا هي دیکھتے هیں ۔ گاهک سچے دوکانداروں کو بهي سچّا نہیں جانتے کیونکه اُنہوں نے بڑے بڑے بےایمانوں سے دھوکے کہائے هیں ۔ دنیادار آپس میں ایک دوسرے کو خائن اور بددیانت سمجھتے هیں کیونکه اُنہوں نے بڑے بڑے دیانتداروں کو ایسا هي پایا هی اگر کوئي دیانتدار کمیٹی قوم کي بہبودي اور اصلاح کے لیئے کہڑي هوتی هی تو قوم کي طرف سے بجاے اعانت و امداد کے اُسکي مخالفت اور مزاحمت هوتي هی کیونکه قوم کے سرگروهوں کي متواتر خیانتوں نے کسیکو اعتبار اور اعتماد کے لائق نہیں چھوڑا ۔

ایک شخص کي بدگمانی سے جو مضر نتیجے پیدا هوتے هیں وه اکثر ایک یا چند آدمیوں سے زیاده کو نقصان نہیں پہنچاتے لیکن جب کسي ملک یا قوم کی عام طبیعتوں میں بدگمانی کا بیج بویا جاتا هی تو اُس سے تمام ملک یا تمام قوم کو مضرت پہنچتي هی ۔ عام بدگمانی سے اکثر ایسا هوا هی که فوج اپنے بادشاه سے منحرف اور رعایا باغی هوگئي هی اور اُسکے بُرے ثمرے فوج اور رعایا دونوں کو سالہا سال تک بُھگتنے پڑے هیں ۔ افسوس هی اور نہایت افسوس هی که هماري قوم میں بهي یہي عام بدگمانی پهیلي هوئی هی جسکے سبب سے اُسکو طرح طرح کے نقصان اُٹھانے پڑے هیں اور اُٹھانے پڑتے هیں اور اُٹھانے پڑینگے ۔ ابتدا میں وه گورنمنٹ سے بدگمان تهي اُنکو بہه خیال تها که سرکار همکو عیسائی بنانا چاهتي هی پادري لوگ جو جابجا منادي کرتے پهرتے هیں بہه سرکار هي کي طرف سے اِس کام پر مامور هیں اور انگریزي مدارس بهي اسي لیئے قایم کیئے گئے هیں که هملوگ رفته رفته اپنے دین سے بیخبر هوکر آخر کو دین عیسوي اختیار کرلیں ۔ اِس بیہوده اور باطل خیال سے جو بےشمار نقصان اُنہوں نے اُٹھائے هیں اُنکا اندازه کرنا مشکل هی ۔ اگر بہه پوچھا جاے که کیوں سرکاري دفتر مسلمانوں سے خالي هیں ؟ کیوں تجارتؒ اور صنعت کی فہرست میں مسلمانوں کا نام نہیں پایا جاتا ؟ کیوں اُنکي ناداري اور افلاس روز بروز بڑھتا جاتا هی ؟ کیوں اُنکے خاندان برابر مٹتے چلے جاتے هیں ؟ کیوں اُنکي اولاد میں نه

خصلتیں سب سے زیادہ پائي جاتي ھیں ؟ کیوں اُنکے رئیس اور امیر نالایق اور کُندہ‌ناتراش ھوتے ھیں ؟ تو شاید اِن سب سوالات کا جواب بھي ھوگا کہ اُنکي بدگماني سے ۔

اب چند سال سے قوم کي ایک خیرخواہ جماعت نے قوم کي تعلیم و تربیت کا سامان مہیا کرنے پر کمر باندھي ھی اور علیگڈہ میں ایک ایسا قومي مدرسہ قایم کیا ھی جسکی نظیر ایشیا کي تاریخ میں نہیں پائي جاتي ۔ اُسنے قوم کي بدگماني رفع کرنے میں بھي حتی‌الامکان کوشش کي ھی اور کوئي عقدہ اُنکی دلجمعي اور اطمینان کا فروگذاشت نہیں کیا مگر قوم کي بدگماني بدستور چلي جاتي ھی ۔ وہ برابر آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ھیں کہ ھر سال اِس مدرسہ میں طالب علموں کي ایک معتدبہ مقدار توقع سے زیادہ کامیاب ھوتي ھی (حالانکہ اُسکے قیام کو کچھہ بھي زمانہ نہیں گذرا) وھاں تعلیم کے ساتھہ تہذیب میں بھي بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا ھی جس سے مسلمانوں کي اولاد کے واسطے ھمیشہ کے لیئے اخلاق کي جڑ قایم ھوتي ھی ۔ وھاں طالب علموں کی حفظ صحت کا خیال بھي جوکہ نہایت ضروري چیز ھی حد سے زیادہ کیا جاتا ھی ۔ اُنکو مذھبي قواعد کا بھي کمال تدین کے ساتھہ پابند کیا جاتا ھی اُنکو دنیوي تعلیم کے ساتھہ دیني تعلیم بھي دیجاتي ھی ۔ غرض تعلیم و تربیت کا سامان وھاں اسقدر مہیا ھی کہ ھندوستان میں مسلمانوں کي اولاد کے لیئے اس سے بڑھکر ھرگز نہیں ھوسکتا لیکن باوجود اِن سب باتوں کے بہت سے بےپروائي سے اور بہت سے عناد سے اور سب سے زیادہ بدگماني سے اِس چشمۂ فیض سے محروم ھیں اور اِس سے قوم کي ترقي کي طرف سے ایسی سخت مایوسي ھوتي ھی جسکا تدارک ناممکن معلوم ھوتا ھی ۔ بھوکے کو کھانا اور پیاسے کو پاني میسر نہ آنے سے بھي سخت مایوسي ھوتي ھی لیکن یہہ اُس مایوسي سے بہت کم ھی کہ کھانا اور پاني موجود ھو پر بیمار نہ کھانا کھاسکے نہ پاني پي سکے ۔ ایسا بیمار کوئي دم کا مہمان ھوتا ھی نہ طبیب اُسکے کام آسکتا ھی نہ تیماردار اُسکي مدد کرسکتا ھی ۔

ھم نہیں کہتے کہ ھمارے مسلمان بھائي اس باب میں کسیکے کہنے سننے پر التفات کریں بلکہ اُنکو چاھیئے کہ انصاف اور بےتعصبي سے خود مدرسۃالعلوم کا حال دیکھیں اور سمجھیں کہ جو کچھہ ھم اُسکي نسبت کہتے ھیں وہ صحیح ھی یا غلط ھی —

آفتاب آمد دلیل آفتاب * گر دلیلے بایدت زو رو متاب

راقـــــم

الطاف حسین حالی

از پاني پت محلہ انصار

رنج و مصیبت

هم دریافت کیا چاهتے هیں که رنج و مصیبت کیا چیز هی — کیا یهه ایک ایسی چیز هی جو انسان کی فطرت میں ابتداهي سے رکھي گئي هی — کیا یهه ایک ایسی چیز هی جو انسان کي طبیعت میں ازل هي سے موجود هی — کیا یهه خود انسان کی کمائي هوئي چیز هی — کیا همکو رنج و مصیبت سے اس وجهه سے چارہ نهیں که انسانی خواهشات کے رفع هونے کے وسایل اس وسیع دنیا میں بهت کمي کے ساتهه هیں — کیا رنج و مصیبت کسي سرزمین کي قوت پیداوار یا آب و هوا یا کسی طبقه خلایق کے طریق تمدن کا ضروري نتیجه هی — کیا خود نیچر هي کا (جسکو هم قضا و قدر بهي کهه سکتے هیں) یهه منشا هی که انسان کی نهایت مسرت‌ناک حالت زار و دردناک هوجاے — کیا خود اُسی کي جسنے ایک پهولي پهلي دنیا اور بےانتها خوشي اور خوبي بهرے هوئے قوا سے انسان کو ایک عجیب و غیر محدود خوشي دي یهه مرضي هی که انسان مصیبتوں کا هدف اور تکلیفوں کا نشانه هو — کیا خود اُسی صانع کي جس نے اس پتلے کو نهایت هي محبت اور پیار کي نگاهوں سے دیکها اور اپنا نایب بنایا یهه خواهش هی که انسان دکهه درد سے مضطر هو — کیا وهي پیارے اور بن دیکھے هاتهه جنهوں نے همارے چهروں کو نهایت هي بشاش اور سڈول بنایا همارے چهروں کو رنج و مصیبتوں سے خون آلود کیا چاهتے هیں — کیا نیچر کا یهه ایک معین قاعدہ هی که کسي وقت بلا قصور هماري ساري خوشیاں همسے چهن جائیں — میري دانست میں رنج و مصیبت انسان کي فطرت میں رکھي هوئي چیز نهیں — رنج و مصیبت محض انسان کي کمائي هوئي چیز هی — رنج و مصیبت قواء خدا داد کے بیکار کرنے قواء خدا داد کے نامناسب استعمال — قانون قدرت کي خلاف ورزي — قانون قدرت کي غلط فهمي کا ضروري نتیجه هی — اُس خدا کا جسنے انسان کو ایک پهولي پهلي دنیا دي اور اُسکي تمام خواهشات روحاني اور جسماني رفع کرنے کے لیئے دنیا کو عجیب و غریب فائدوں اور نعمتوں سے بهرپور کیا هرگز یهه منشا نهیں هوسکتا که یهه پتلا جسکي دلجوئي وہ هزاروں کرشمه اور ناز سے کرتا هی تکلیفیں سهے اور مصیبتیں اُٹهائے — اُس فیاض ازل کي ایک محبت بهري نگاہ نے اس پتلے کو کن کن نعمتوں اور خوشیوں سے مالا مال نهیں کیا — رهنے کو زمین سا مکان، روشنی کو آفتاب سا چراغ دیا — کمانے کو دن — استراحت کو رات بنائي — ایک نیند میں وہ مزا رکها جو تمام کسلمندیوں کو زایل اور زندگي کو تازہ کردے، صرف رفع اشتها کے لیئے (جو ساگ پات سے بهي رفع هوسکتي تهي) کیسے کیسے غلے — کیسے کیسے پهل — کیسے کیسے میوے پیدا کیئے — صرف تفریح کے لیئے پهاڑوں — دریاؤں — سبزے — درختوں میں وہ خوشنمائي

دی جسکے دیکھنے سے آنکھوں کو ایک عجیب فرحت حاصل ہوتي ہی — سواري کے لیئے
دیسے کیسے جانور پیدا کیئے — انسان کي ایک ادنی ادنی خواهش کے لیئے ایک بے بہا
ذخیرہ قدرتي چیزوں کا مہیا کیا — ان خارجي نعمتوں اور خوشیوں کو چھوڑ دو خود انسان
ہي ایک مضغہ گوشت هي نہیں، بلکہ اُسکي گھڑت ایسي عجیب ہی کہ بے انتہا خوشیوں
کے سامان خود اُسیکي ذات هي میں موجود هیں، چلنے کو پیر سي چیز جسمیں
حرکت — سکون — قیام — قعود کی عجیب صلاحیت ہی — کرنے کو هانهہ سي شی
جسمیں درازي — تنگي — گرفت کي عجیب قابلیت ہی — خیالات میں وہ جلا کہ
اگر هم اپنے اوهام باطلہ سے اُسکو زنگ آلود نکریں تو اُس چھپے ترسمہ باز کي سب قلعي
کھول دیں — طبیعت میں وہ زرخیزي کہ اگر هم قدرتي خوبي پر اُسکو پھونچادیں تو وہ
کونسا عقدہ ہی جسکو هم حل نکرسکیں — تفکر اور تعقل کي ایک ایسي قوت کہ اگر
هم اُسکو کامل اور صحیح طور پر استعمال کریں تو دنیا میں — نیچر میں — وہ کونسا فائدہ
ہی جو همکو حاصل نہوسکے — اسمیں کچھہ شک نہیں کہ قدرت نے هر قسم کي — داخلي —
خارجي — روحانی — جسماني خوشیوں سے اس پتلے کو نہال کیا هی اور یہہ خطاوار
وجود خود هي اپنے هانهہ سے اپني تمام خوشیوں اور فائدوں کو چھوڑ کر مبتلاے رنج و مصیبت
هوجاتا هی — اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ ازماست کہ برماست — اُس داناے جزوکل نے
هماري خوشیوں — همارے فائدوں — هماري سلامت حالي کو چند ایسے مستحکم غیر
متبدل اصول کے تابع کیا ہی کہ اگر ذرا بهي اُسکي خلاف ورزي کي جاے تو رنج و مصیبت
سے همکو کچھہ چارہ نہیں — انسان تمام خوشیوں اور تمام فائدوں سے متمتع هونے کا اُسی
وقت مستحق هی جب وہ اپنے قانون وجود کي جسکو بعبارت متعارف (خدا کا حکم کہتے
هیں) پوري پوري تعمیل کرے، بیشک همارے تمام منافع — هماري تمام خوشیاں اُسی
وقت تک قایم هیں اور اُسي وقت تک هم رنج و مصیبتوں سے محفوظ رہ سکتے هیں جب
تک هم اُن قاعدوں کي پوري پوري پیروي کرتے رهیں جنکي هماري خوشیاں — همارے
فائدے تابع هیں — همارے قانون وجود کا یا یوں کہو کہ همارے خدا کے حکم کا یہہ منشا
هی کہ اگر هم نیچر کي پیروي کریں اور اپنے قوا کو مناسب طور سے استعمال تو وہ تمام
فائدے اور خوشیاں جو نیچر میں هیں سب همارے هي لیئے هیں، اور اگر هم اُسکي خلاف
ورزي کریں تو بقدر خوشي اور فائدہ رنج و مصیبت سے بهي همکو چارہ نہیں — دنیا میں
کوئي قوم کوئي شخص ایسا نہیں گذرا جسنے ایک مستحکم فلاح — ایک دیرپا خوشي
بجز نیچر کے کسي اَور کي پیروي میں پائي هو اور نیچر کي خلاف ورزي میں رنج و
مصیبت کا ایک پہاڑ اُسکے سرپر نہ گرا هو — دنیا کے وہ تمام رو دار اور بڑے آدمي جنکو
تمام انساني خوشیاں اور فائدے حاصل هوئے محض نیچر هي کے اتباع سے حاصل

هوئے — همارے پاک مذهب نے بهي جسنے انسان کو اُسکي کامل خوشي اور فلاح کے تمام مستحکم اُصول کو نهایت تکمیل سے سکهلایا هی یهه کهکر " ولن تجد لسنتها تبدیلا " انسان کے منافع اور خوشیوں کو نیچر هي کا ماتحت بتلایا هی — یهه فرماکر " لیس للانسان الا ماسعی " نیچر هي سے فائدے کا متوقع کیا هی — یهه بتلاکر " ان الله لم یک مغیراً نعمة انعمها علیٰ قوم حتی یغیروا ما بانفسهم " تمام رنج و مصیبت کو خود انسان هي کي کمائي هوئي چیز بتلایا هی — اب میں دیکها چاهتا هوں که هماري قوم کي حالت جو بالفعل نهایت درد ناک هورهي هی کیا اسکي وجهه سواے اُس کے کچهه اور هی که هماري پیاري قوم نے اس سچے اور نهایت سچے مضمون کو " ولن تجد لسنتها تبدیلا " یعني خدا کے کاموں کے قاعدے نهیں بدلتے " لیس للانسان الا ما سعی " یعني انسان کي کامیابي اُس کي کوشش هي سے وابسته هی ' عملاً صحیح نهیں خیال کیا - هماري قوم نے حبل متین (یعني نیچر) کو جسکے مضبوط پکڑنے کي اُسکو سخت تاکید هوئي هی چهوڑ دیا هی — هماري قوم قدرت کے کاموں کو جو همیشه مسلسل اور غیر مبدل اصول سے هوتے هیں بالکل بے قاعده اور بے تک خیال کرتي هی — هماري قوم توهمات اور خیالات باطله کي (جو همارے پاک ایمان کے لیئے بهي ویسے هي مضر هیں جیسے کامیابي کے لیئے) مرید هو رهي هی - میري دانست میں سواے اسکے اَوْر کوئي وجهه نهیں — اے قوم کے دانشمندوں — اے قوم کے سمجهه بوجهه والوں — خوب سمجهو که یهه ساري مصیبتیں جو همارے سر پر موجود هیں اس میں کچهه شک نهیں که واسطه در واسطه همارے هي شامت اعمال کے نتیجے هیں ' اور همارے هي هاتهوں کي کمائیاں هیں ' اُن میں سے بهت سي مصیبتیں همارے پر دادا صاحب کي کمائي هوئي هیں اور بهت سي همارے دادا صاحب کي — بهت سي باپ جان کي اور بهت سي هماري - ان میں بهت سي مصیبتیں اُن پرخار علوم کے نتیجے هیں جو همکو پڑهائے گئے هیں — اُن میں بهت سي مصیبتیں ایسي هیں جو حضرات سلسله بند مقدسین کے وعظ و نصیحت سے پیدا هوئي هیں — انمیں سے بهت سي مصیبتوں کو همارے طریق تمدن نے پیدا کیا هی انمیں بهت سي مصیبتیں ایسي هیں جو رسم و رواج کي پیروي سے همپر نازل هوئي هیں یهه زخم همارے هي ناخونوں کے هیں — یهه بیڑیاں همارے هي هاتهوں نے ڈالي هیں — اس درد ناک حالت کے باعث همیں هیں - یهه مصیبتیں کچهه آج سے نهیں بلکه اُسي وقت سے همپر نازل هوني شروع هوئي هیں جب سے همنے بهبودي کے نهایت سیدهے — سچے - مستحکم اصول - توکل — سعي - میں غلط فهمي کي اور اوهام و خیالات کے پیرو هوئے — جبسے همنے حکمت سي بےبها چیز کو کهودیا — جب سے همنے تفکر اور تعقل کي عادت چهوڑي — جب سے همنے بیجا تعصب اختیار کرکے آنکهوں کے اندهے - کانوں کے بهرے بنے - جب سے همارے دماغوں میں بهوچکي اور حیرت زده باتیں متمکن هوئیں — جب

سے عجیب غریب باتوں کا ھمارے دلوں میں اثر ھونے لگا — جب سے علمي ترقي ھمارے ھاتھوں سے جاتي رھي - جب سے حب انساني ھماري طبیعتوں سے نکل گئي - جب سے قوم کي محبت ھمارے دلوں سے رخصت ھوگئي — جب سے نفاق — حسد — تکبر — خود بیني ھماري طبیعتوں میں سمائي — جب سے خود غرضي - خود مطلبي ھمارے دلوں میں بس گئي - جب سے ھمارے کمالات علمي کا انحصار محض لفظوں ھي میں رہ گیا - جب سے ھم سے غور و فکر کي عادت چھٹي - جب سے ھمنے قدرت کے کاموں کو محض لڑکوں کا کھیل تصور کیا جسکا کچھہ اصول و قاعدہ نہیں - جب سے دعا — تعویذات نقش گنڈے وغیرہ کو رافع حاجت سمجھا — جب سے توکل کے معني ھاتھہ پاؤں توڑکر مسندوں میں بیٹھہ جانا خیال کیا - جب سے قواء خداداد کا بیکار کردینا (جو اکبر الکبایر) ھی خدا پرستي سمجھي جب سے رھبانیت کو (جو سخت ممنوع ھی) کمال انسا جانا - جب سے دلوں میں غلط معنوں سے یہہ سمائي کہ دنیا و ما فیہا ھیچ ھی - جب سے طبیعتوں میں یہہ آیا کہ دنیا چند روزہ ھی اور اسلیئے اصلاح حالت کي کچھہ ضرورت نہیں - جب سے یہہ سمجھے کہ ھمارے پیرصاحب بلا لحاظ ھمارے اعمال کے ھمکو بہشت میں پھونچا دینگے — جب سے ھمنے خدا کے دربار کو ایک ایسا دربار سمجھا جہاں رشوت سے کام چل سکتا ھی اور سفارش کو دخل ھی — جب سے ھمنے مولویوں کي جیب بھر دینی ھي نجات کا ذریعہ خیال کیا — اے قوم کے تمام لوگو وہ مصیبتیں جو ھمارے ھاتھوں نے کمائیں ھیں اور جسکو ھم اپنے سروں پر دیکھتے ھیں اور جسکا آغاز ایک مدت دراز سے ھی ھنوز اپنے کمال کو نہیں پھونچیں تھوڑے ھي دن باقي ھیں کہ یہہ مصیبتیں اپنے کمال کو پھونچکر اس قومي جہاز کے تمام تختوں کو جسکے کیل کانٹے نہایت ڈھیلے ھو رھے ھیں پاش پاش کردینگي اور تھوڑے ھي دن باقي ھیں کہ یہہ قومي زخم ناسور ھوجاوینگے - یہہ مت سمجھو کہ تمھاري کمائیاں تمھاري اولاد کے حق میں مضر نہونگي یا اُتني ھي مضر ھونگي جتني تمھارے لیئے — تمھاري کمائیاں اگر تمھارے لیئے بمنزلہ زخم ھیں تو تبدیل وقت سے ضرور اُنکے لیئے بمنزلہ ناسور ھونگي اگر تمکو شام تک ایک روٹي میسر ھوتي ھی تو اُنکو دوسرے فاقہ پر بھي میسر نہوگي — اگر تم تعلقہ دار کہلاتے ھو تو شاید اُنکو کسي مہاجن کي سائیسي کا تمغہ ملے - اے قوم کے روشن ضمیرو ' اے قوم کے عالي دماغو ' آنکھیں کھولو زمانہ کي چال دیکھو — اُسکے ھمراھیوں — اُسکے بچھڑوں کا حال دیکھو — کیا تم خیال کرتے ھو کہ بیٹھے بیٹھے منزل مقصود تک پھونچ جاؤگے — کیا تم خیال کرتے ھو کہ زمانہ اپني قدرتي چال کو تمھاري خاطر سے بدل دیگا — کیا تم خیال کرتے ھو کہ تمھارے لیئے قدرت کے کاموں کے مستحکم اور غیر مبدل اصول ٹوٹ جائینگے — کیا تمنے خوب سمجھہ لیا ھی کہ خدا کو — نیچر کو — زمانہ کو تمھاري کچھہ پروا ھی ھرگز نہیں ھرگز نہیں — زمانہ کي چال نہ بدلیگي اگر تم فلاح چاھتے

تمکو خود اپني چال بدلني چاهيئے — قدرت کے کاموں کے اصول نه توتينگے اگر تم اپنا نفع چاهتے هو تو اُسکي پيروي اختيار کرو *

اے خداے کارساز جيسا تونے محض اپني عنايت کامله سے همکو لاکهوں نعمتوں هزاروں فائدوں سے نهال کيا هى ويسي هي توفيق بهي عطا کر که هم اپنے قوا کے مناسب استعمال — قانون قدرت کي پوري تعميل — خدا کي خالص اطاعت — رسول کي سچي فرمانبرداري سے اِن تمام مصيبتوں کو جو همارے سرپر نازل هيں دور کريں اور وه تمام خوشياں اور فائدے حاصل کرليں جنکو ہونے اِس پہلے کے لیئے اپنا عين مقصد گردانا هى آمين *

راقـــــــم

مسکين احسان الله

ساکن منڈاره ضلع الهآباد

الاسلام هوالفطرت والفطرت هي الاسلام

کيا نيچري هونا شرع کي رو سے منع هى ؟ يا مباح ؟ جائز يا واجب ؟ يهه مسئله اس زمانه کے علوم کے مروج هونے سے زير بحث هى *

اگر نيچري هونے ميں بجز اسکے اَور کچهه نهيں هى که موجودات عالم اور اُنکے باهمي تعلقات پر اور اُن تعلقات سے جو نتايج حقه پيدا هوتے هيں اُن پر غور و فکر کي جاوے اور اُنکي دلالت اور هدايت سے اُنکے صانع کا يقين کيا جاوے ؛ کيونکه موجودات کي صنعت اُسکے صانع پر دلالت کرتي هى ؛ اور جسقدر زياده اور کامل علم صنايع کا هوتا هى اُسي قدر صانع کي معرفت کامل هوتي هى ؛ تو تو شرع ميں نيچري هونے کي هدايت هى — خدا نے قرآن مجيد ميں فرمايا هى که " اولم ينظروا في ملکوت السموات والارض وما خلق الله من شی " — اِس آيت سے صاف صاف نيچري هونے کا حکم پايا جاتا هى — پهر خدا تعالي نے ابراهيم کے نيچري هونے کي بُزرگي کو بنايا جهاں فرمايا " وکذالک نري ابراهيم ملکوت السموات والارض " — پهر اس نيچري هونے کي بزرگي کے بيان هي پر بس نهيں کيا بلکه اُسکا حکم بهي ديا جهاں يوں کها که " افلا ينظرون الی الابل کيف خلقت والی السماء کيف رفعت والی الجبال کيف نصبت والی الارض کيف سطحت " پهر ايک جگهه فرمايا " الذين يتفکرون في خلق السموات والارض " — علاوه اسکے اس قسم کي بهت سي آيتيں هيں جنميں نيچري هونے کي هدايت هى — " نيچر " جسکو خدانے " فطرت " کها اسلام کا دوسرا نام هى ؛ — اسلام ايسا سادا سيدها بے کهٹر وسيع مذهب هى که لامذهبي بهي جو لوگوں نے اپنے خيال ميں سمجهه رکهي هى بر حقيقت اسلام هي کا ايک نام هى ؛ عدم محض کا تو وجود نهيں هى پس

لامذهب بهي کوئي مذهب رکهتا هوگا اور وهي اسلام هی — مذهب اُن رسوم و قيود سے مميز هوتا هی جنسے هر ایک مذهب مفيد و مميز هی — اُن قيود و مميزات کو نه ماننا لامذهبي کهي جاتي هی — پهر اگر تمام جهان کے مذاهب کي اُن قيود و مميزات کو جنسے ایک مذهب دوسرے سے مميز هوا هی نکال ڈالو ' تو بهي کوئی ایسی چيز باقي رهيگي جو بلا تخصيص هوگي ' يعني اُسکي تخصيص مذهباً کون مذهب هوگی ' اور وهي لا مذهبي هوگي ' اور وهي عين اسلام هی ' اور وهي عين نيچر اور عين فطرت *

اسلام کے اصلي اصولوں کے موافق نه اُن اصولوں کے جنکو علما نے قرار دیا هی وه شخص جو نه کسي نبي کو مانتا هو نه کسی اوتار کو نه کسي کتاب الهامي کو اور نه کسی حکم کو جو مذاهب میں فرض و واجب سے تعبير کيئے گئے هيں ' اور صرف خداے واحد پر يقين رکهتا هو ' کون هی ؟ هندو هی ؟ نهيں ' زردشتي هی ؟ نهيں ' موسائي هی ؟ نهيں ' عيسائي هی ؟ نهيں ' محمدي هی ؟ نهيں ' — پهر کون هی ؟ مسلمان — گو همنے ایسے شخص کے محمدي هونے سے انکار کيا مگر اُسکا محمدي هونا ایسا هي لازم هی جيسے که اُسکا مسلمان هونا ' کيونکه اُنهي کي بدولت وه مسلمان کهلاتا هی — پس وه بهي در حقيقت محمدي هی ' پر ناشکرا محمدي جيسے همارے زمانه میں بعض فرقے هيں جو غالباً توحيد ذات باري پر بکماله يقين رکهتے هيں — اگر کهو که وه کافر هيں ' تو غلط هی ' کيونکه کافر تو نجات نهيں پانيکا ' مگر موحد سے تو خدانے نجات کا وعدہ کيا هی جهاں فرمايا هی " وقالوا لن يدخل الجنة الّا من کان هوداً أوْ نصارى تلک امانيهم قل هاتوا برهانکم إن کنتم صادقين بلى من اسلم وجهه لله وهومحسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولاهم يحزنون " (سورہ البقره آيت ۱۰۵ و ۱۰۶) — اور پهر ایک جگهه فرمايا " ان الله لايغفر ان يشرک به ويغفر مادون ذلک لمن يشاء ومن يشرک بالله فقد افترى اثماً عظيما " (سورهٔ النساء آيت ۵۱) — اور محمد رسول الله صلعم نے فرمايا " من شهد ان لااله الاالله مستيقنا بها قلبه فدخل الجنة " — پس جو شخص اِس کلمه پر يقين رکهتا هی وه بلاشبهه مسلمان و محمدي هی *

جن لوگوں کي نسبت کهاجاتا هی که خدا کے وجود کے بهي قايل نهيں هيں میں تو اُنکو بهي مسلمان جانتا هوں — اول تو يهه کهنا که وه خدا کے وجود کے قايل نهيں هيں غلط محض هی — خدا کے وجود پر يقين کرنا انسان کا امر طبعي هی — کوئي دل اس سے خالي نهيں — کيا سچ فرمايا هی اُسنے جسنے انسان کا دل بنايا که " وله اسلم من في السموات والارض طوعاً وکرهاً و اليه يرجعون " (سورہ آل عمران آيت ۷۷) دوسرے يهه که خدا کے وجود کا انکار اُنپر تهمت هی ' اُنکا قول يهه نهيں هی که خدا نهيں هی ' بلکه يهه هی که همارے پاس کوئي دليل اُسکے ثبوت کي نهيں هی — پس يهه انکار انکار

وجود نہیں ھی بلکہ انکار علم دلیل سے ھی ' اور بلحاظ امر طبعی اُنکا دل وجود باری کا مصدق ھی ' اور شرک سے بري ھیں پھر اھل جنت ھونے میں کیا باقی رھا *

اگر ھمکو طعنہ دیا جاوے کہ ھم موحد کو ناجي سمجھے ھیں ' با زاني اور سارق کو بھی نجات سے محروم نہیں رکھتے ' تو یہہ طعنہ در حقیقت ھمپر نہیں ھی ' کیونکہ ھم تو دل سے اِن لفظوں پر اور اِن لفظوں کے کہنے والے پر کہ " وان زني وان سرق علی رغم انف ابی ذر " دل سے یقین رکھے ھیں ' اور نہایت دل سے پکار کر کہے ھیں کہ " من قال لاالہ الااللہ دخل الجنۃ وان زني و ان سرق علی رغم انف فلاں و فلاں *

ھماري اس گفتگو سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ ھم زنا کو برا نہیں سمجھے ' اور چوري کو جائز قرار دیتے ھیں ' اور لوگوں کو ھر قسم کے اعمال بد کي جرأت دلاتے ھیں ' یا کسی کام کو بد نہیں سمجھتے ' یہہ اُنھي لوگوں کے بد خیالات ھیں جو ایسا نتیجہ نکالتے ھیں – چنکہ ھماري سمجھہ میں اعمال قبیح فطرت کي رو سے قبیح ھیں اور اعمال حسنہ فطرت کي رو سے حسن ھیں تو کبھي قبیح حسن اور حسن قبیح نہیں ھوسکتے ' اور کسي سچے عالم کا حکم بھي اُنکے برخلاف نہیں ھوسکتا ' اور نہ کوئي اُنکو تبدیل کرسکتا ھی ' تو ھم تو قبیح کو حسن اور حسن کو قبیح سمجھہ ھي نہیں سکتے ' ھاں شاید وہ لوگ جو کسي کام کو صرف اس وجہہ سے کہ مامور بہ ھی حسن ' اور صرف اس وجہہ سے کہ ممنوع عنہ ھی قبیح سمجھے ھیں اِس دھوکے میں پڑجاویں تو کچھہ تعجب نہیں *

پھر ھمارا قول صحیح ھو یا غلط جس حدیث پر ھمنے استدلال کیا ھی اور اُسکي صحت قرآن مجید کي آیتوں سے ھوسکتي ھی ' اُسکي نسبت کیا کہا جاویگا — اگر وہ فرمودہ رسول خدا صلعم ھی تو اُسکے انکار کي کیا وجہہ ھی — فرض کرو کہ حضرت عمر نے صلاح دي ھو کہ خدا کے اِس حکم کو مشہور کرنا مصلحت نہیں ھی ' خدا نے نا سمجھي سے جاري کردیا ھی ' لوگ اسي پر تکیہ کربیٹھینگے اور اعمال کو چھوڑ دینگے — اور نعوذباللہ منہا آنحضرت صلعم نے تبلیغ رسالت کو چھوڑکر حضرت عمر کي صلاح کو مان لیا ھو ' تو بھي اُس سے جو حقیقت حکم الٰھي کي تھي وہ تبدیل نہیں ھوسکتي ' اور وہ حقیقت یہي ھی کہ " من قال لاالہ الااللہ مستیقنابہا قلبہ فدخل الجنۃ " — اصل یہہ ھی کہ توحید ذات باري پر یقین کرنا اسلام ھی اور باعث نجات — نہ ھمارا یہہ مدعا ھی کہ لوگ انبیاء سے انکار کریں ' نہ ھمارا یہہ منشا ھی کہ لوگ کُتب الہامي کو نہ مانیں ' نہ ھمارا یہہ مقصد ھی کہ لوگ پابندي احکام شریعت کو چھوڑدیں ' بلکہ صرف ھمارا یہہ مطلب ھی کہ تمام موحد مسلم و ناجي ھیں — پھر جو کوئي چاھے اپنے خیالات فاسد سے ھمارے اس قول کے اور کچھہ معنی قرار دےلے *

همنے بہت سے اهل مذاهب اور شریعت پر چلنے والوں کو بهي دیکھا هی ' اور ایسے تعلیم و تربیت یافته لوگوں کو بهي دیکھا هی جنکو لامذهب عرفي اعتبار سے کہا جاسکتا هی --- همنے اِن پچھلوں کو اُن پہلوں سے هزار درجه زیاده نیک اور ایمان دار پایا هی --- پہلے کو نه بُرائي کے بُرائي هونے کا دلي یقین هوتا هی ' نه بهلائي کے بهلائي هونے کا - وه سمجھتا هی نه وه چیز اسلیئے بري هی که بري کہي گئي هی ' اور یهه چیز اسلیئے اچھي هی که اچھي کہي گئي هی --- اُسکے دل پر کوئي لازوال اثر اُسکا نہیں هوتا --- برخلاف اسکے اس پچھلے شخص کو برائي کے برا هونے کا اور بهلائي کے بهلا هونے کا دل سے یقین هوتا هی جو کسي طرح زایل نہیں هوسکتا ' اور اسیلیئے اعمال اور برتاؤ میں اور نیکي میں یهه پچھلا شخص پہلے سے هزار درجه زیاده نیک هوتا هی *

پہلا شخص اُس برائي کو کسي حیله سے چھپاکر کرنے کي کوشش کرتا هی ' وه ایک بے گناه معصوم عورت کو حیله سے بهکا کر لے آتا هی ' لوگوں کا مال حیله سے کہا لیتا هی ' جن کاموں کو اُس نے اُوپري دل سے ناجائز سمجھه رکھا هی اُنکے جائز کرنے کے لیئے سینکڑوں حیلے پیدا کرتا هی ' اور کتب فقهه میں دفتر کے دفتر کتاب الحیل کے لکھه دیتا هی --- یهي سبب هی که تمام مذاهب میں جو لوگ زیاده مقدس گنے جاتے هیں ' خواه وه یهودي مذهب کے ربي توهوں یا عیسائي مذهب کے پوپ ' یا هندو مذهب کے گرو یا مسلماني مذهب کے مولوي ' اکثر اُنهیں کے مکار و دغا باز و فریبي و ریاکار دکھائي دیتے هیں --- یقولون مالا یفعلون اُنکا تهیت مذهب هوتا هی --- خدا کو دهوکا دیتے هیں ' دنیا کو دهوکا دیتے هیں ' هر حیله سے هواے نفس کو پورا کرتے هیں ' اور اپنا دوزخ بهرتے هیں *

پچھلا شخص ایک سیدها سادها آدمي هوتا هی ' برائیوں کو دل سے برا جانتا هی * حتی المقدور اُنسے بچنے کي کوشش کرتا هی --- اس کامل یقین پر که وه در حقیقت برے هیں اُنکو کسي حیله سے اچھا بنا لینا نہیں چاهتا --- وه کسي عورت کو حیله سے بهگا لانے کو بے گناه نہیں سمجھتا وه بد نظر کو آنکھه کا گناه ' زبان سے فریبي باتیں کہکر بهکانیکو زبان کا گناه ' هاتهه سے چهونے کو هاتهه کا گناه ' ظاهر میں وعظ کے حیله سے مکر اور نیت سے کسي کے گهر جانے کو پاؤں کا گناه سمجھتا هی --- کسي برے کام کو کسي حیله سے اچھا هوجانے کا اُسکو یقین نہیں هوتا ' هاں وه بهي برے کام کرتا هی مگر اُسکا دل همیشه رنج کرتا هی ' اور وه یقین سمجھتا هی که میں نے برا کیا --- مگر وه پہلا شخص اپنے حیلوں کے بهروسه اُسکو برا نہیں سمجھتا اور اُسکي برائي اُسکے دل میں نہیں رهتي ' نه خدا سے شرم کرتا هی اور نه دنیا سے --- مسجد کے غسلخانه میں نهاکر داڑهي پهتکار عمامه بانده کرتا پہن چاندسا منهه لیکر ممبر پر وعظ کو آن بیتهتا هی ' اور نهایت قرائت سے اعوذ بالله من الشیطان الرجیم پڑهتا هی اور بالکل خیال نہیں کرتا که جس سے پناه مانگتا هی-وه تو ممبر هي پر هی *

نیچری کافر ھوں یا لامذھب یا بد مذھب مگر وہ ایسے مذھب کو جیسا کہ ممبر پر عوذباللہ پڑھنے والے کا ھی پسند نہیں کرتے ھیں — وہ یقین کرتے ھیں کہ فطرت اور اسلام ایک چیز ھی — جو چیز کہ بری ھی وہ فطرت کي رو سے بري ' اور جو اچھي ھی وہ فطرت کي رو سے اچھي ھی ' اور اسلیئے اسلام نے جن چیزوں کو اچھا یا برا بتایا ھی وہ وھي ھیں جو فطرت کي رو سے اچھي یا بري ھیں — پس وہ بري چیزوں سے بچنے کي اُنکو یقیني برا جانکر ' اور اچھي چیزوں کے حاصل کرنے کي اُنکو یقیني اچھا جانکر کوشش کرتے ھیں اور تہہت مسلمان اور سچے تابعدار سچي شریعت کے ھوتے ھیں گناہ بھي کرتے ھیں اور گنہگار بھي ھوتے ھیں مگر دغاباز اور مکار اور ریا کار نہیں ھوتے *

حافظا می خورو رندي کن و خوش باش ولیک
دام تزویر مکن چوں دگراں قراں را

راقـــــم

سید احمد

ایک تدبیر

مسلمانوں کے خاندانوں کو تباھي اور بربادي سے بچانے کي

جو کہ مسلمان خاندانوں کي حالت روز بروز خراب ھوتي جاتي ھی اور جو امیر اور ذي مقدور خاندان تھے اُنکي اولاد نہایت غریب و مفلس ھوگئي ھی اور جو باقي ھیں ھر پشت میں اُنکي جائدادیں اور ریاستیں بھي سب برباد اور چھوتے چھوتے ٹکڑوں میں تقسیم ھوکر قرضہ میں بک جاوینگي اسلیئے مجھکو اس بات کا خیال پیدا ھوا ھی کہ کوئي ایسي تدبیر کیجاوے جس سے مسلمانوں کي ریاستیں قایم رھیں اور مسلمانوں میں رئیس و ذي مقدور لوگ دکھائي دیں جنسے مسلمانوں کي قوم کي عزت اور امتیاز قایم رھے اور وہ تدبیر بھي ایسي ھوني چاھیئے کہ سني اور شیعہ دونوں فریق کے فقہ کے مطابق ھو اور دونوں فریق کے مسائل مسلمہ مذھب کے برخلاف نہو *

مسلمانوں کي ملکیت میں جو جائداد ھوتي ھی شرع کے بموجب اُسکي دو حالتیں ھوتي ھیں ایک زمانہ حیات مالک میں اور ایک بعد وفات مالک کے *

زمانہ حیات میں ھر مالک کو ازروے شرع کے جائداد کي نسبت اختیار کامل حاصل ھوتا ھی چاھے وہ اُسکو بیع کرڈالے چاھے کسیکو بخشش دے چاھے وقف کرے چاھے ایک ثلث کي بپابندي قواعد شرع وصیت کردے *

بعد وفات کے اُسکي جائداد اُسکے وارثوں میں حسب فرایض تقسیم هوجاتي هی وراثت کا مسئله بموجب شرع کے ایسا مستحکم هی که کوئي مسلمان اُسکي بجاآوري سے اِنکار نهیں کرسکتا اور کوئي شخص اُسمیں دست اندازي کا مجاز نهیں هی ضرور هی که وہ اُسیطرح تسلیم کیا جاوے اور بجنسه بجا لایا جاوے جسطرح که قرآن مجید اور کتب فقه میں مندرج هی *

وصیت کا مسئله بهي قریب قریب وراثت کے مسئله کے هی یعني کسي شخص کو ثلث مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نهیں هی اور نه ذوي الفروض کے حصمیں اُسکو وصیت کرنے کا اختیار هی اور یهه مسئله بهي مثل مسئله وراثت کے ایسا هی که نه کوئي اُسمیں دست اندازي کرسکتا هی اور نه اُس سے اِنکار کرسکتا هی *

مگر وقف کا مسئله جسکا اختیار مالک کو بموجب شرع کے اپني حیات میں حاصل هی غور کے قابل هی شیعه اور سني دونوں مذهب کي فقه کي کتابوں میں وقف دو قسم کا قرار دیا گیا هی ایک وقف واسطے امورات مذهبي کے اور دوسرا وقف واسطے اپنے اور اپنے اهل و عیال کي پرورش کے اس دوسري قسم کے وقف کے لیئے فقه کي کتابوں میں جداگانه ابواب اور جداگانه احکام مندرج هیں چنانچه فتاواے عالمگیري میں جو خاص باب اس پچهلي قسم کے وقف کے لیئے منعقد کیا گیا هی اُسکا یهه عنوان هی " باب في الوقف علی نفسه و علی اولادہ و نسله " یعني یهه باب هی جائداد کو اپنے لیئے اور اپني اولاد کے لیئے اور اپني نسل کے لیئے وقف کرنے میں *

غرضکه شیعه و سني دونوں کے مذهب کي رو سے هر شخص کو اختیار هی که اپني جائداد کو اپنے لیئے اور اپني اولاد اور اپني نسل کے لیئے وقف کردے یهه ایک مسلمه مسئله دونوں مذهبوں کا هی — اسطرح پر جائداد کے وقف کردینے سے بموجب شرع کے یهه نتیجه پیدا هوتا هی که وہ جائداد نه بیع هوسکتي هی نه وراثت میں تقسیم هوسکتي همیشه قایم و برقرار رهتي هی اهل خاندان میں سے ایک شخص اُس قاعدہ اور اُس ترتیب سے جو مالک جائداد نے مقرر کیا هو یکے بعد دیگرے جائداد پر بطور جانشین یا متولي کے قابض هوتا هی اور اُسکي آمدني میں سے بموجب اُس طریقه و مقدار کے جو مالک نے قرار دیا هو خود بهي لیتا هی اور بقیه اُن لوگوں کو اُس طریقه و مقدار سے دیدیتا هی جو مالک جائداد نے بروقت وقف کے قرار دیا هو بڑي عمدگي اس میں یهه هی که مالک جائداد اپني زندگي تک جائداد کي آمدني لینے اور خرچ کرنے کا مجاز رهتا هی اور اُسکي وفات کے بعد جانشین یا متولي کے قبضه میں جاتي هی مگر وقف کرنے کے بعد خود واقف کو بهي اُس جائداد کے انتقال کردینے کا اختیار نهیں رهتا چنانچه اسباب میں جو روایتیں کتب فقه میں مندرج هیں ذیل میں مندرج کي جاتي هیں *

روایات فتاوای عالمگیري

(۱) رجل قال ارضي صدقة موقوفة علی نفسي تجوز هذا لوقف	ایک شخص نے کہا کہ میري زمین میرے لیئے وقف هی تو ایسا وقف جائز هی *
(۲) ولو قال وقفت علی نفسي ثم من بعدي علی فلان ثم علی الفقراء جاز	اگر ایک شخص نے کہا کہ میںنے اپني زمین کو اپنے نفس کے لیئے اور میرے بعد فلاں شخص کے لیئے پھر محتاجوں کے لیئے وقف کیا تو یہہ وقف جائز هی *
(۳) ولو قال ارضي موقوفة علی فلان و من بعده علی او قال علی و علی فلان او علی عبدي وعلی فلان المختار انه یصح	اگر کوئي شخص کہے کہ میري زمین فلاں شخص کے لیئے وقف هی اور اُسکے بعد میرے لیئے یا میرے لیئے اور فلاں شخص کے لیئے یا میرے غلاموں اور فلاں شخص کے لیئے تو مذهب مختار یہہ هی کہ وقف صحیح هی *
(۴) و کذا لو قال علی ولدي و علی من یحدث لي من الولد فاذا انقرضوا فعلی المساکین	اور اسیطرح وقف صحیح هی اگر کوئي کہے کہ میںنے اپني زمین اپنے بیٹے کے لیئے اور اُس بیٹے کے لیئے جو آیندہ پیدا هو وقف کي هی مگر جب وے نرهیں تو وہ وقف مساکین کے لیئے هوجائیگا *
(۵) ولو قال ارضي هذه صدقة موقوفة علی من یحدث لي من الولد ولیس له ولد تصح	اگر کوئي شخص کہے کہ میري یہہ زمین اُس بیٹے کے لیئے وقف هی جو پیدا هوگا حالانکہ بالفعل اُسکے کوئي بیٹا نہیں هی تو یہہ وقف صحیح هی *

(۶) وان قال علی ولدي و ولد ولدي و ولد ولد ولدي ذکر البطن الثالث فانه یصرف الغلة الی اولاده ابدا ما تناسلوا ولا تصرف الی الفقراء ما بقي احد یکون الوقف علیهم و علی من اسفل منهم الاقرب والا بعد فیه سواء الا ان یذکر الواقف في وقفه الاقرب فالاقرب او یقول علی ولدي ثم من بعدهم علی ولد ولدي او یقول بطنا بعد بطن فح یبدا بما بداء الواقف

اگر کوئي کہے کہ میري یہہ زمین وقف هی میرے بیٹے کے لیئے اور بیٹے کے بیٹے کے لیئے اور بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے لیئے یعني تین پشت تک اُسنے بیان کردیا تو اُسکي آمدني همیشہ اُسکي اولاد صرف کریگي جب تک کہ اولاد هوتي رهے اور اگر ایک بھي اُنمیں سے باقي رهے تو محتاجوں کو ندي جاویگي یہہ وقف اُنھي کے لیئے هوگا اور اُنکے لیئے جو اُنسے نیچے کي پشت میں هیں اور قریب و بعید اُسمیں برابر هونگے مگر اس صورت میں کہ وقف کرنے والے نے وقف کرنے وقت یہہ کہا هو کہ اول سب سے قریب پھر اُسکے بعد جو قریب هیں یا یہہ کہا هو کہ میرے بیٹوں کے لیئے اور پھر اُنکے بعد بیٹوں کے بیٹوں کے لیئے یا یہہ کہا هو کہ پہلي پشت کے لیئے اور پھر اُسکے بعد کي پشت کے لیئے تو ایسي حالت میں اُسیطرح پر شروع هوگا جسطرح کہ وقف کرنے والے نے شروع کیا هی *

(۷) و کذا لو قال علی نسلي و ذرتي فهو جایز

اگر کسي شخص نے کہا کہ یہہ وقف هی میري نسل کے لیئے اور میري ذریت کے لیئے تو یہہ وقف جائز هی *

وقف کرنے کے بعد امام ابو حنیفه کے نزدیک وقف لازم نہیں هوتا جب تک که قضاے قاضي یعني حکم حاکم اُس کي نسبت نافذ نهو مگر صاحبین کے نزدیک وقف لازم هو جاتا هی جیسے که عالمگیري کي مندرجه ذیل روایت سے ثابت هوتا هی *

(۸) و عند هما حبس العین علی حکم ملک الله علی وجهه یعود منفعته الی العباد فیلزم ولا یباع ولایوهب ولایورث

یعني امام محمد اور قاضي ابو یوسف کے نزدیک وقف کے معني جائداد کو خدا کي ملکیت کے طور پر مقید کرنا هی اسطرح پر که اُس کي منفعت لوگوں کو پہونچے پس وقف لازم هو جاتا هی اور وہ جائداد نه بیع هوسکتي هی نه هبه هوسکتي هي اور نه اُسمیں وراثت جاري هوتي هی *

حنفي مذهب کي رو سے وقف مؤبد یعني همیشه کے لیئے هونا هی صرف امام محمد کے نزدیک اُس کو دوامي کردینا ضرور هی اگر دوامي نهیں کیا تو وقف صحیح نهیں هی مگر قاضي ابو یوسف کے نزدیک دوامي کردینے کو بیان کرنا ضرور نهیں هی بلکه جب وقف کردیا تو وہ دوامي هوهي جاویگا جیسے که عالمگیري کي مندرجه ذیل روایت میں هی *

لو قال ارضي هذه موقوفة علی فلان او علی ولدي او فقراء قرابتي و هم یحصون او علی الیتامی و لم یزد نه جنسه لا یصیر وقفا عند محمد لانه وقف علی شیء ینقطع و ینقرض ولا یتابد و عند ابي یوسف یصح لان التابید عنده لیس بشرط — ان قال ارضي او داري هذه صدقة موقوفة علی فلان او علی اولاد فلان فالغلة لهم ماداموا احیاء و بعد الممات یصرف الی الفقراء

اگر کسي شخص نے کہا که میري یہه زمین فلاں شخص کے لیئے یا میرے بیٹے کے لیئے یا فقیر محتاج میرے رشتداروں کے لیئے جو محصور هیں یا یتیموں کے لیئے وقف هی اور اُس سے کوئي سي اولاد یا کوئي سا رشته دار یا کوئي سا یتیم مراد نهلي هو تو امام محمد کے نزدیک وہ وقف نهیں هی کیونکه اُس نے جائداد کو ایسي شی پر مقید کیا هی جسکا سلسله ٹوٹ جاتا هی اور ختم هوجاتا هی اور همیشه قایم نهیں رهتا - اور قاضي ابي یوسف کے نزدیک همیشگي کي قید شرط نهیں هی اس لیئے اُن کے نزدیک وقف صحیح هی *

اگر کسي شخص نے کہا که میري یہه زمین یا میرا یہه گھر فلاں شخص کے لیئے یا فلاں شخص کي اولاد کے لیئے وقف هی تو پیداوار اُن لوگوں کي هوگي جب تک وہ زندہ هیں اور اُن کے مرنے کے بعد وہ محتاجوں پر خرچ هوگي *

روایات شرایع الاسلام فقه مذهب شیعه

شیعه مذهب کے مطابق بھي اپني اولاد اور نسل کے لیئے وقف کرنا جائز هی جیسے که شرایع الاسلام کي مندرجه ذیل روایت سے ثابت هوتا هی *

و اذا وقف علی اولادہ و اخونه او ذي قرابة اقتضی الاطلاق اشتراک المذکر والاناث والادنی والا بعد و التساوي فی القسمة الاان بشترط ترتیبا اواختصاصاً او تفصیلاً و لو وقف علی اخواله و اعمامه تساووا جمیعاً و اذا وقف علی اقرب الناس الیه فهم الابوان والولدون و ان سلفوا فلایکون لاحدمن ذوي القرابة شی مالم بعدم المذکورون ثم الاجداد والاخوة و ان نزلوا ثم الاعمام والاخوال علی ترتیب الارث لاکن یتساوون في الاستحقاق الاان یعین التفصیل

جسوقت که وقف کیا کسي نے اپنی اولاد کے لیئے اور اپنے بھائیوں کے لیئے اور اپنے رشتہداروں کے لیئے تو بلا قید ہونے کے سبب سے مرد اور عورت اور قریب اور بعید سب شریک ہونگے اور (محاصل) سب پر برابر بتیگا مگر اُس صورت میں که وقف میں کسي قسم کي ترتیب یا خصوصیت یا تفصیل لگادي ہو اور اگر اپنے ماموں اور خاله اور چچا اور پھوپھي کے لیئے وقف کیا ہی تو سب برابر ہونگے اور جب که اپنے قریب‌تر شخص کے لیئے وقف کیا ہو تو ماں باپ اور بیتے اور جو اُن سے نیچے ہوں قریب ہیں تو اس صورت میں رشته داروں کو کچھه نه ملیگا جبتک که وہ رشته دار جنکا ذکر ہوا معدوم نہو جائیں پھر اجداد اور بھائیوں کو ملیگا اور جو اُن سے نیچے ہیں پھر چچا اور پھوپھي اور خاله اور ماموں کو وراثت کي ترتیب پر ملیگا لیکن سب برابر پاوینگے مگر اُس صورت میں که تفصیل معین کردي ہو *

غرضکه سني و شیعه دونوں مذہبوں کي مذکورہ بالا روایتوں سے ظاہر ہوتا ہی که مسلمانوں کو اپنے مذہب کي رو سے علاوہ مسئله وراثت و وصیت وقف واسطے امورات مذہبي کے اپنی جائداد اور اپنی ریاست کو وقف خانداني کرنے کا بھي اختیار حاصل ہی جس سے مندرجه ذیل نتیجے پیدا ہونگے *

اول یہه که — وہ جائداد ہمیشه کے لیئے قایم و موجود رہیگی کوئي شخص اُس کو تلف نه کرسکیگا *

دوسرے یہه که — جو جائداد اس طرح وقف ہوگي اُسمیں وراثت جاري نہوسکیگي یعني تقسیم نہوگي ہمیشه بلا تقسیم بطور ریاست قایم و غیر منقسم رہیگي *

تیسرے یہه که — جس ترتیب اور جس قاعدے سے مالک جائداد نے قرار دیا ہو اُسی قاعدہ اور ترتیب سے کوئي شخص مثلاً بڑا بیتا بطور متولي جانشین ہوگا اور جائداد کي آمدني میں سے جن جن لوگوں کو مالک جائداد نے دینا تجویز کیا ہی اُسي طرح پر دیتا رہیگا *

چوتھے یہه که — جانشیني کي ترتیب بالکلیه مالک جائداد کي مرضي پر مقرر ہی اور شرع کي رو سے اختیار ہی که مالک جائداد جو مناسب سمجھے اُسکے مطابق طریقه جانشیني مقرر کرے کچھه ممانعت شرع میں نہیں ہی *

پانچویں یہہ کہ — مالک جائداد کو اختیار هی کہ جس جس مقدار سے کہ مناسب سمجھے اور جس جس کے لیئے مناسب سمجھے اُسکي آمدني میں سے سالانہ مقرر کرے کوئي قید اور کچھہ ممانعت شرع کي روسے نہیں هی *

شرع کي روسے صرف یہي ایک طریقہ ریاست کے محفوظ و قایم رکھنے کا هی اور هر شخص کے اختیار میں کہ چاهے کرے چاهے نکرے چنانچہ چند لوگوں نے جو اپني ریاست و جائداد کا همیشہ قایم رکھنا چاها هی اس طریقہ پر مگر بُري طرح و ناسمجھي سے عمل درآمد کیا هی امروهه ضلع مرادآباد میں علي مظفر خاں نے اور جونپور میں حاجي امام بخش نے اور آگرہ میں میر نیاز علي صاحب نے اور ڈھاکہ میں نواب خواجہ احسن اللہ خاں بہادر سي ایس آئي نے اور اسیطرح اَور لوگوں نے دیگر اضلاع میں اسي قسم یا اُس کے مشابہ طریقہ میں اپني ریاست کے همیشہ قایم رهنے کي تدبیریں کي هیں مگر اسطرح خانگي طور پر بندوبست کرنے میں مندرجہ ذیل نقصانات پیش آتے هیں *

اول یہہ کہ — نا سمجھي سے وقف ایسے طریقہ پر کیا هی اور قاعدہ جانشیني ایسے خراب طور پر قرار دیا گیا هی جسموں هزاروں خلشیں پیدا هوسکتي هیں وہ نہیں سمجھہ سکتے کہ کیسا قاعدہ کلیہ مقرر کیا جاوے جس سے دوام کے لیئے ایک مستحکم قاعدہ جانشیني قرار پاوے جو غیر مشتبہ هو اور کبھي نزاع برپا نہو *

دوسرے یہہ کہ — اسطرح پر وقف کردینے سے کوئي حکم حاکم وقت کا اُسکي منظوري کي بابت نہیں هوسکتا جو بموجب قول امام حنفیہ کے جسکا ذکر اوپر هوا هی ضروري هی *

تیسرے یہہ کہ — همیشہ ایسے وقف کے فرضي و فریبي هونے کا الزام لگاکر اُسکي منسوخي کے دعوے عدالت میں دائر کیئے جاتے هیں اور هزارها روپیہ خرچ پڑجاتا هی اور چونکہ درحقیقت یہہ معاملہ ایسا نازک هوتا هی جس میں اس بات کا تصفیہ کہ وہ وقف فی الواقع نیک نیتي سے کیا گیا هی یا فریب سے مشکل هونا هی اسلیئے اکثر وہ وقف باطل قرار پاتا هی جیسیکہ بمبئي کے صوبہ میں بعض مقدمات کا حال هوا هی *

چوتھے یہہ کہ — جو کہ اکثر جائدادیں دیہات مالگذاري سرکار هوتي هیں اور جب کوئي نالایق جانشین زر مالگذاري سرکار نہ ادا کرے تو کوئي امر مذهبي یا قانوني اُس جائداد کے بعلت باقي مالگذاري نیلام هوجانے کا مانع نہیں هی پس اگر یہہ مسئلہ شرعي گورنمنٹ کي منظوري سے بذریعہ ایک قانون کے استحکام پا جاوے تو یہہ تمام خرابیاں رفع هوسکتي هیں *

میں صرف بنظر قومي بھلائي کے اس میں کوشش کرنا چاهتا هوں اور اسي لیئے میں نے ارادہ کیا هي کہ کونسل گورنمنٹ آف انڈیا میں ایک ایسے قانون کے پیش کرنے کي

تحریک کروں جس سے خاندانی وقف کا مسئلہ جو سنی و شیعہ کے مذہب کے مطابق ہی استحکام پا جاوے *

جو کہ مجھے یقین کامل اسبات کا ہی کہ گورنمنٹ دل سے مسلمانوں کی بہتری، اور مسلمانوں کی اسودگی اور اُن کے رفاہ و فلاح کی ایسی ہی خواہشمند ہی جیسیکہ اپنی باقی رعایا کی ہی اسلیئے مجھے اُمید ہی کہ گورنمنٹ بھی غالباً اُس پر التفات فرماویگی — مگر یہہ سمجھنا چاہیئے کہ خود گورنمنٹ ایسے قانون کی جیسا کہ خاندانی وقف کا مجوزہ قانون ہوگا اپنی طرف سے موجد نہیں ہوسکتی اور نہ خود اپنے پر اُس کی ذمہ داری لے سکتی ہی بلکہ یہہ بات صرف ذی عزت وصاحب ونعمت ذی جائداد مسلمانوں کی خواہش پر منحصر ہی اگر شریف و عالی خاندان مسلمان کثرت سے ایسے قانون کے موجود ہونے پر اپنی خواہش ظاہر کریں تو میں ایسے قانون کی پیشی کی اجازت کی تحریک کرسکتا ہوں اور غالباً گورنمنٹ بھی بلحاظ خواہش و کثرت رائے شریفوں کے اُس پر خیال کرے پس میں نے یہہ تمام حالات اسلیئے چھاپے ہیں کہ مسلمان رئیس و شریف اسپر بخوبی غور کریں اور اپنی مرضی و خواہش سے مجھے مطلع فرماویں *

اُس قانون میں مندرجہ ذیل مطالب ہونگے

دفعہ ۱ — اُس قانون کا نام قانون جائداد موقوفہ خاندانی اہل اسلام رکھا جاویگا لیکن اُس قانون کا کوئی حکم ایسی جائداد کے کسی مسئلہ شرعی وراثت پر موثر نہوگا جو اس قانون کے ماتحت نہ کی گئی ہو *

اُس دفعہ کا مقصد یہہ ہی کہ جو مسایل شرعی نسبت وراثت جائداد کے مسلمانوں میں مقرر ہیں اُن سے اس قانون سے کچھہ علاقہ نہیں ہی، اور اسیطرح نہ وصیت کے مسئلہ سے اور نہ وقف مذہبی کے مسئلہ سے تعلق رکھتا ہی صرف اُس جائداد سے متعلق ہوگا جو حسب مرضی مالک اس قانون سے متعلق کی جاویگی *

دفعہ ۲ — لفظ مسلمان سے جو اس قانون میں مستعمل ہوگا اس مذہب کے کل فرقے مراد ہونگے *

دفعہ ۳ — ہر عاقل و بالغ مسلمان مجاز ہوگا کہ اپنی جائداد کو جو از قسم زمینداری یا معافی دوامی ہو یا اس میں سے کسیقدر کو اس قانون کے ماتحت کردے بشرطیکہ —

۱ — جائداد کلیۃً اور خالصاً اُسی کی ہو اور محض اُسی کے خالص قبضہ مالکانہ میں ہو اور کلکٹری کے دفترمیں اُسی کے نام پر مندرج ہو —

۲ — جائداد مذکور ایک یا زیادہ محالات پر مشتمل ہو —

۳ — جائداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہو —

۴ — جائداد مذکور کے ذمہ سرکاری مالگذاری باقی نہو —

۵ — جائداد مذکور کي سالانه نکاسي دس هزار روپیه سے کم نهو —

اس دفعه سے صاف ظاهر هی که کوئي شخص خواه نخواه اس قانون کي تعمیل پر مجبور نهوگا بلکه جو شخص که چاهے که اُس کي جائداد همیشه کو محفوظ رهے اُس کو اختیار هوگا که اپني ریاست کو اس قانون کے متعلق کردے *

بلالحاظ اس قانون کے جو مسئله وقف خانداني کا مسلمانوں میں هی اُس کے مطابق بهي جائداد کے وقف کرنے کا کچهه امتناع اس قانون سے نهوگا مگر جو خاص رعاتیں اس قانون میں کي گئي هیں وه اُسي جائداد سے متعلق هونگي جو اس قانون کے ماتحت کي گئي هونگي *

یهه قانون جائداد منقوله اور جائداد سکني مثل مکانات و دوکانات وغیره سے متعلق نهیں هوسکنے کا کیونکه جو جائداد اِس قانون سے متعلق هوگي ضرور هی که وه ایسي هو جو همیشه کو قایم رهے *

اجراء موضع مالگذاري بهي جب تک که اُن کا بٹواره مکمل نهولے اِس قانون کے ماتحت نهیں هوسکنے کي اِسلیئے که جو دیهات اِس قانون کے ماتحت هوجائینگے اُنکے وصول مالگذاري کے لیئے ایک خاص رعایت اِس قانون میں کي گئي هی اور اگر مالگذاري کي جوابدهي مشترکه رهے تو وه رعایت نهیں هوسکني اسلیئے یهه شرط لگائي گئي هی که جو جائداد اس قانون کے ماتحت هو وه پورا محال هو *

جو که مقصد اِس قانون بنانے سے یهه هی که مسلمان خاندانوں میں همیشه ریاست قایم رهے اس لیئے ضرور هی که کوئي حد مقرر کي جائے که کسقدر آمدني کي جائداد بطور ریاست قایم هو اِسلیئے وه تعداد اختیار کي گئي هی جو اوده کے تعلقه داروں کي ریاست کے لیئے قرار دي گئي هی *

دفعه ۴ — جو شخص که اپني جائداد کو اس قانون کے ماتحت کرنا چاهیگا اُس کو صاحب کلکٹر کے سامنے درخواست دیني هوگي *

دفعه ۵ — صاحب کلکٹر اپنے دفتر سے اُس جائداد کي نسبت تحقیقات کرکے حسب ضابطه گورنمنٹ میں رپورٹ کریگا *

دفعه ۶ — اگر گورنمنٹ اُس درخواست میں کوئي قانوني اعتراض نه دیکهیگي تو ایک سند عطا کریگي جسکا مطلب یهه هوگا که وه جائداد بطور ریاست خانداني کے اُس قانون کے بموجب قرار دي گئي *

دفعه ۷ — بعد اسکے اگر کوئي شخص چاهیگا که کوئي اَور جائداد اُسي جائداد میں شامل کردي جاوے جو بموجب سند کے ریاست خانداني بنائي گئي هی تو اُس کو ایسا کرنے کا اختیار هوگا *

دفعه ۸ جب که گورنمنٹ سے سند مل جائے تو وہ جائداد اس قانون کے مطابق خاندانی ریاست منصور ہوگي *

دفعه ۹ جب کوئي جائداد اس قانون کے ماتحت ایک دفعه ہوجاویگي تو اس قانون کي تاثیر سے بجز اُن خاص صورتوں کے جو آگے مذکور ہونگي بري نہوگي *

دفعه ۱۰ اس قانون کي مندرجه ذیل تاثیر جائداد کي نسبت ہوگي *

(۱) وہ جائداد مطابق اُس مسئله شرعي کے جو مسئله هشتم مذکورہ بالا میں بیان هوا هی نه بیع ہوسکیگي نه هبه هوسکیگي نه وراثت میں تقسیم ہوسکیگي بلکه همیشه یکجائي و غیر منقسم رهیگي صرف ایک شخص بطور جانشین کے هوگا اور جانشین صرف حین حیات منافع پانے والا جائداد مذکور کا منصور هوگا یعني جائداد کے منافع کو صرف اپني حین حیات تصرف میں لانے کا مجاز هوگا اور اصل جائداد کو بذریعه بیع یا هبه یا وصیت کے یا کسي اَور طرح پر منتقل کرنے کا مجاز نہوگا اور نه اُس پر کوئي مواخذہ قایم کرنے یا کسي ایسے معاهدہ کے عمل میں لانے کا مجاز هوگا جو جائداد پر اُس کي حیات کے بعد کوئي قانوني اثر پیدا کرے البته ٹھیکه سادہ دینے کا اختیار هوگا بشرطیکه اُسکي میعاد سات برس سے زیادہ نہو *

(۲) جانشین کي وفات کے بعد جائداد اُس کے وارثوں میں تقسیم نہوگي بلکه جو قاعدے که اس قانون میں قرار دیئے گئے هیں اُن کے مطابق اُس کے وارثوں میں سے ایک شخص جانشین هوجائیگا *

(۳) کسي عدالت کي ڈگري قرضه سادہ کے اجرا میں جائداد مذکور مستوجب نیلام نہوگي اور باقي مال گذاري میں بھي نیلام نہوگي *

دفعه ۱۱ — اگر کوئي دوسرا شخص اپني حقیت کي ڈگري اُس جائداد پر پالے جس سے معلوم هو که جائداد کل یا جزو اُس شخص کي ملکیت نه تھي جس نے جائداد کو بطور ریاست خانداني بنایا تھا تو اُس قدر جائداد جس پر ڈگري هوئي اس قانون کي تاثیر سے بري هوگي *

دفعه ۱۲ اسي طرح اگر کوئي ڈگري کفالت کے ماقبل کي هو اور اُس میں جائداد نیلام هوجاوے تو جائداد نیلام شدہ بھي اس قانون کي تاثیر سے بري هوجاویگي *

دفعه ۱۳ —اسي طرح اگر کوئي جزو موضع ڈگري حقیت یا ڈگري کفالت ما قبل کے سبب سے نکل جاوے تو وہ کل موضع اسلیئے که وہ غیر منقسمه رہ گیا اس قانون کي تاثیر سے بري هوجاویگا *

دفعه ۱۴ — ۲۰ ان دفعات میں جو ڈگریات قرضه ذات جانشین پر هوں اُن کي نسبت مندرجه ذیل قواعد بنائے گئے هیں که وہ ڈگري عدالت سے کلکتري میں منتقل هوجاویگي *

کلکٹر جائداد کو قرق کریگا اور بعد ادائے مالگذاري سرکار بقیه روپیه میں سے جانشین اور اُسکے خاندان کي گذران کے واسطے کچھه تجویز کریگا اور بقیه آمدني ڈگریدار کو دیجاویگي *
ایسي حالت میں وه جانشین بعلت اجراے ڈگري گرفتار نهوگا اور نه اُسکي جائداد قرق هوگي *
یهه انتظام تا اداے ڈگري یا تا وفات جانشین موجوده قایم رهیگا *
بروقت اداے زر ڈگري یا وفات جانشین موجوده جائداد قرقي سے واگذاشت هوجاویگي اور ڈگریداروں کا کچھه مطالبه جائداد پر نهوگا *
دفعه ۲۱ و ۲۲ — باقي مالگذاري کي علت میں ذات اور جایداد منقوله جانشین کي اور نیز منافع جائداد کا تا اداے باقي مواخذه دار رهیگا اور اگر جانشین موجوده مرجاوے تب بهي محاصل جایداد سے باقي وصول کیجائیگي صرف اسقدر رعایت کي جاویگي که جو جائداد اس قانون کے ماتحت کردي جائیگي وه بعلت باقي مالگذاري نیلام نهوگي اور نه بهه منسوخي بندوبست اُسکا انتقال عمل میں آویگا *

طریقه جانشیني

دفعه ۲۳ لغایت دفعه ۲۸ — جب که ایک مستحکم قانون بنایا جاتا هی تو قاعده جانشیني کا مهمل اور مجمل نهیں چهوڑا جاسکتا بلکه ضرور هی که اُس کے لیئے قانون میں ایک مستحکم قاعده جانشینوں کے سلسله کا بنایا جاوے تاکه کوئي محل اشتباه اور نزاع باقي نرهے اسلیئے اس میں یهه قاعده بنایا گیا هی که جو شخص متوفي سے قرابت قریبه رکهتا هی اور عمر میں بڑا هی اُس شخص کو استحقاق جانشیني کا هوگا *

پرورش رشته داران

دفعه ۲۹ لغایت ۳۳ — پرورش رشته داران کے لیئے بهي قاعدے بنائے گئے هیں صوبه اوده میں جو ریاسیں تعلقه داروں کي قایم کي گئي هیں اُن کے رشته داروں کي پرورش کا طریقه جو قانوناً قرار دیا گیا هی وه هي طریقه اس قانون میں بهي رکها گیا هی *
چونکه مقصد اس قانون سے یهه هی که مسلمان خاندانوں کي ریاستیں قایم رهیں اور رئیس اور ذي مقدور اور ذي عزت اشخاص مسلمانوں میں موجود رهیں اسواسطے پرورش خاندان کے لیئے اعتدال کے ساتهه قاعده مقرر کیا گیا هی تاکه جانشین کے پاس مناسب سرمایه ریاست قایم کرنے کے لیئے بچے *

فواید جو اس قانون سے مسلمانوں کو حاصل هونگے

سب سے بڑا فائده اس قانون سے یهه هوگا که مسلمان خاندانوں کي ریاستیں جو روز بروز برباد هوتي جاتي هیں وه بربادي سے بچینگي اور همیشه کو قایم رهینگي *
مسلمان خاندانوں میں ایک یهه آفت هی که جب کوئي مورث صاحب جائداد مرجاتا هی اور اُسکي متعدد اولاد رهتي هی تو جائداد اُس کے بیٹوں میں تقسیم هوجاتي هی اور

ہر ایک کے پاس تھوڑی تھوڑی آمدنی کی جائداد رہ جاتی ہی مگر ہر ایک بیٹا اپنی خاندانی عزت برقرار رکھنے کو ویسے ہی اخراجات قایم رکھنا ہی جیسے کہ اُس کے باپ کے زمانہ میں تھے آمدنی تو گھٹ جاتی ہی اور اخراجات پورے رہتے ہیں اور روز بروز قرضہ بڑھتا جاتا ہی اور جائداد تلف ہوجاتی ہی *

ایک اور آفت مسلمان خاندانوں میں یہہ ہی کہ ذی مقدور اور صاحب جائداد رئیسوں کی اولاد اس خیال سے کہ جب باپ مریگا تو کچھہ جائداد اُنکے حصہ میں آویگی کسی قسم کی لیاقت اور قابلیت جس سے وہ خود کمانے کے لایق ہوں پیدا نہیں کرتے خود بھی نالایق رہتے ہیں اور انجام کار جو جائداد بوراثت اُنکو ملتی ہی اُسکو بھی تلف کربیٹھتے ہیں اس قانون سے اگر جاری ہو تو یہہ سب خرابیاں رفع ہوجاوینگی *

یہہ تدبیر جو بیان کی گئی ہی اُسمیں بڑی خوبی یہہ ہی کہ سنی اور شیعہ دونوں فریق کے مذہب کے بالکل مطابق ہی اور جو مسئلہ شرعی اسوقت دونوں فریق کے فقہ کی کتابوں میں مندرج ہی اُسکو زیادہ استحکام ہوجاتا ہی اور بااینہمہ ہر شخص کو اختیار رہتا ہی کہ چاہے اس قانون کے مطابق عمل درآمد کرے چاہے نکرے *

جسطرح پر کہ میں نے اس قانون کا مسودہ بنایا ہی اُسکو بعینہ اس کے ساتھہ چھاپا جانا ہی ممکن ہی کہ رئیسوں اور مسلمانوں کی صلاح سے اس مسودہ میں مناسب مناسب اصلاحیں کیجاویں اس وقت صرف یہہ مقصود ہی کہ جو لوگ اس قسم کے قانون کو پسند کرتے ہوں وہ اپنی راے سے اُسکی پسندیدگی کی نسبت مجھکو اطلاع دیں جزئیات پر بحث اور جزئیات کی اصلاح بعد کو کثرت راے رئیسان سے ہوا کریگی *

واضح ہو کہ یہہ مسودہ قانون کا ابھی میں نے بطور نمونہ کے بنایا ہی اور ابھی اُسکو کونسل میں پیش نہیں کیا اور یہہ تمام تحریر جو میں نے لکھی ہی ایک پریوٹ تحریر ہی اور جب تک کہ مجھکو یہہ نہ معلوم ہوجاوے کہ مسلمان رئیس اور اہل خاندان اس طرح کے قانون کو پسند کرتے ہیں اُسوقت تک اس مسودہ کو کونسل میں پیش کرنیکا میرا ارادہ نہیں ہی پس یہہ تمام تحریر بطور پریوٹ تحریر کے تصور کیجاوے *

اب اخیر کو میری التماس تمام مسلمان رئیسوں اور اہل خاندان سے یہہ ہی کہ جو خرابیاں اُنکے خاندان پر آتی جاتی ہیں اور جو خرابیاں کہ دو تین پشت بعد اُنکے خاندان پر نازل ہونگی اُن سب کو غور کریں اور اُسکے بعد جو کچھہ اُنکی راے نسبت اس تدبیر کے ہو اُس سے مطلع فرماویں جو بزرگ کہ اپنی راے اسکی نسبت تحریر فرما کر میرے پاس بھیجینگے میں اُنکا شکر گذار ہونگا *

مقام علیگڈھ پانچویں نومبر سنہ ۱۸۷۹ ع }

راقم
سید احمد خاں

مسودہ

ایکٹ بمراد انضباط ایسے قواعد کے جنسے اھل اسلام کو اپني جائداد کے برقرار رکھنے کے واسطے شرعي وقف خانداني کرنے میں تسهیل هو

هرگاہ که ایسے قواعد قانوني منضبط کرنے ضرور هیں جن سے اهل اسلام کو اپني جائداد کے برقرار رکھنے کے واسطے وقف خانداني کرنے میں آساني هو لهذا احکام ذیل صادر هوتے هیں *

حصه اول

مراتب ابتدائي

دفعه ۱ — جائز هی که یهه ایکت از نام " قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام " موسوم هو *

یهه ایکت کل برتش انڈیا سے متعلق هی اور تاریخ منظوري سے نافذ هوگا *

لیکن کوئي چیز مندرجه ایکت هذا ایسي جائداد کے کسي قاعدہ وراثت پر موثر نه خیال کي جائیگي جو باضابطه اس ایکت کے ماتحت نه کي گئي هو *

دفعه ۲ — ایکت هذا میں بشرطیکه مضمون یا سیاق کلام میں کوئي امر خلاف نهو لفظ مسلمان میں اس مذهب کے کل فرقے شامل هیں *

لفظ زمینداري سے هر ایسي زمین مراد هی جس پر سرکاري مالگذاري مقرر هو جسکے ادا کرنے کے واسطے مالک زمین کا سرکار سے معاهدہ هوا هو *

لفظ معافي سے هر ایسي زمین مراد هی جس کي مالگذاري دوام کے لیئے کلًا واگذاشت کي گئي هو یا کسي خاص معاهدہ سے چھوڑ دي گئي هو یا منقطع کرا لي گئي هو یا عطا کي گئي هو † *

لفظ جائداد سے مراد وہ جائداد هی جو زمینداري یا معافي یا دونوں پر مشتمل هو *

لفظ موضع سے ‡ مراد *

(الف) — هر ایسي زمینداري هی جسبر مالگذاري اراضي کے ادا کرنے کے واسطے ایک جداگانه معاهدہ هوا هو *

(ب) — هر ایسي معافي نی جس پر مالگذاري اراضي کے ادا کرنے کے واسطے ایک جداگانه معاهدہ هوا هوتا اگر وہ اراضي زمینداري هوتي *

---

† ضمن ۱۰ دفعه ۳ ایکت ۱۹ سنه ۱۸۷۳ع —

‡ ضمن ۱ دفعه ۳ ایکت ۱۹ سنه ۱۸۷۳ ع —

لفظ مواخذہ سے مراد اراضي پر ایسے مطالبہ یا دعوی سے ھی جو کسي باھمي معاھدہ کي بنا پر عائد ھوا ھو † *

لفظ مالیت سالانہ سے دوچند تعداد مالگذاري مراد ھی اور معافي کي صورت میں اُس تعداد مالگذاري کا دوچند جو اُس معافي پر مشخص ھوتي اگر وہ زمینداري ھوتي ‡ *

لفظ کلکتر ضلع سے ضلع کے انتظام مال کا اعلی عہدہدار مہتمم مراد ھی § *

لفظ کمشنر قسمت سے قسمت کے انتظام مال کا اعلی عہدہ دار مہتمم مراد ھی || *

لفظ جانشین سے ایسي جائداد کا قابض مراد ھی جو ایکت ھذا کے ماتحت لائي گئي ھو *

لفظ موت (یا وفات) سے طبعي موت اور سول موت دونوں مراد ھیں *

لفظ ڈگري اور ڈگریدار اُسي معني میں استعمال کیئے گئے ھیں جس معني میں کہ مجموعہ ضابطہ دیواني میں مستعمل ھوئے ھ‍ * *

لفظ ڈگري قطعي سے وہ ڈگري مراد ھی جس کو عدالت مجوز ڈگري (بجز صیغہ نظر ثاني کے) کسي فریق کي درخواست پر تبدیل یا اپني مرضي سے اُسپر نظر ثاني نہ کرسکے اور جو بوجہہ انقضاے میعاد یا کسي اَور قاعدہ قانون کے سبب سے قابل اپیل نہو ¶ *

لفظ قرابت سے ایسے اشخاص کا علاقہ یا رشتہ مراد ھی جو حسب شرع محمدي ایک ھي اصل یا ایک ھي مورث یا مورثہ اعلی سے پیدا ھوئے ھوں * *

لفظ قرابت سلسلہ وار سے ایسے دو اشخاص کي قرابت باھمي مراد ھی جن میں سے ایک شخص دوسرے شخص سے ذکور یا اناث کے سلسلہ مستقیم میں پیدا ھوا ھو خواہ وہ سلسلہ اعلی ھو یا اسفل † *

لفظ قرابت متفرعہ سے ایسے دو اشخاص کي قرابت باھمي مراد ھی جو ایک ھي اصل یا مورث اعلی سے پیدا ھوئے ھوں لیکن اُن میں سے کوئي سا دوسرے سے سلسلہ مستقیم میں نہ پیدا ھوا ھو ‡ *

---

† ضمن ۷ دفعہ ۳ ایکت ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

‡ ضمن ۶ دفعہ ۳ ایکت ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

§ ضمن ۲ دفعہ ۳ ایکت ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

|| ضمن ۳ دفعہ ۳ ایکت ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ ع —

¶ دفعہ ۱۳ تشریح ۴ ایکت ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ ع —

* دفعہ ۲۰ ایکت ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

† دفعہ ۲۱ ایکت ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعہ ۲۲ ایکت ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

لفظ درجہ قرابت سے ہر اعلی یا اسفل پشت مراد ہی مثلاً ہر شخص کا باپ اُس سے پہلے درجہ قرابت میں ہی اور اسي طرح اُس کا بیتا - اُس کا دادا اور پوتا دوسرے درجہ میں ہیں اور اُس کا پردادا اور پرپوتا تیسرے درجہ میں ہیں † *

لفظ جانشینی سے کسی جانشین کی وفات پر اُسي حیثیت سے اُس کي جگہہ قایم ہونا اور اُس کي جائداد پرقابض ہوکر اُس سے متمتع ہونا مراد ہی *

حصہ دوم

جائداد کو ایکت ھذا کے ماتحت کرنے اور اُس پر قانوني نتائج کے بیان میں

دفعہ ۳ — ہر مسلمان جو قانوناً کسي معاہدہ کے کرنیکے قابل ہی ‡ مجاز ہوگا کہ حسب طریق مصرحہ ایکت ھذا اپني جائداد کو اس ایکت کے ماتحت کرے - بشرطیکہ *

(۱) جائداد کلیۃ و خالصۃ اُسي کي ہو اور محض اُسي کے خالص قبضہ مالکانہ میں اور سرکاري کتب مالگذاري میں اسیطرح سے درج ہو *

(۲) جائداد مذکور ایک یازاید مواضعات پر مشتمل ہو *

(۳) جائداد مذکور پر کوئي مواخذہ نہو *

(۴) جائداد مذکور کے ذمہ سرکاري مالگذاري کي باقي نہو *

(۵) جائداد مذکور کي سالانہ مالیت دس ہزار روپیہ سے کم نہو *

دفعہ ۴ — بررعایت قیود دفعہ ماسبق کے ہر شخص کو جسکو اپني جائداد اِس ایکت کے ماتحت کرني منظور ہو لازم ہے کہ ایک تحریري درخواست حسب نمونہ نقشہ (الف) تتمہ منسلکہ ایکت ھذا اُس ضلع کے کلکٹر کو دے جسمیں وہ کل جائداد یا اُسکا ایک جزو اعظم واقع ہو *

دفعہ ۵ — درخواست متذکرہ دفعہ ماسبق کے گذرنے پر کلکٹر اِس امر کي تحقیق کریگا کہ ایا کتب مالگذاري سرکاري سے بیانات مندرجہ درخواست کي تصدیق ہوتي ہی یا نہیں اور اگر تصدیق ہوتي ہو تو کلکٹر درخواست مذکور کو معہ کیفیت کے معمولي ذریعوں سے لوکل گورنمنت بالا دست کو ارسال کریگا اور اگر کلکٹر کو دریافت ہو کہ بیانات مندرجہ درخواست سرکاري کتب مالگذاري کي تحریرات کے مطابق نہیں ہیں تو وہ اِس درخواست کو نامنظور کریگا *

---

† دفعہ ۲۱ ایکت ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع -

‡ دفعات ۱۱ و ۱۲ ایکت ۹ سنہ ۱۸۷۲ ع -

تشریح — جبکہ جائداد جسکی بابت درخواست دی گئی ہو ایک سے زاید اضلاع میں واقع ہو تو وہ کلکٹر جسکو درخواست دی گئی ہو دفعہ ہذا کے اغراض کے بارہ میں اُس کلکٹر سے تحقیقات کریگا جسکے ضلع میں باقی جائداد واقع ہو *

دفعہ ۶ — اگر لوکل گورنمنٹ درخواست میں کوئی اعتراض قانونی نہ پاے تو سائل کو ایک سند حسب نمونہ نقشہ (ج) تتمہ منسلکہ ایکٹ ہذا عطا کریگی *

دفعہ ۷ — ہر شخص جسنے حسب دفعہ ماسبق سند حاصل کرلی ہوگی یا اُسکے جانشین بعد عطاے سند مذکور کے ہر زمانہ میں اِس امر کے مجاز ہونگے کہ حسب نمونہ نقشہ (ب) تتمہ منسلکہ ایکٹ ہذا ایک تحریری درخواست واسطے ازدیاد جائداد بماتحتی ایکٹ ہذا دیں بشرطیکہ جائداد مذکور دفعہ ۳ کی قیود کو باستثناے اور باللحاظ ضمن آخری کے پورا کرتی ہو — اُس درخواست پر جو حسب دفعہ ہذا دیجائیگی بشمول ترمیمات ضروری اُسی طرحپر عملدرآمد ہوگا جس طرح کہ درخواست گذرانیدہ حسب دفعہ ۴ پر اور شرایط مندرجہ دفعہ ۶ بھی ایسی درخواست پر واجب الاطلاق خیال کیجائینگی *

دفعہ ۸ — یوم عطاے سند کو اور اُسکے بعد سے جائداد مندرجہ سند مذکور ایکٹ ہذا کے ماتحت باضابطہ لائی گئی متصور ہوگی *

دفعہ ۹ — جب کوئی جائداد ایکٹ ہذا کے ماتحت ایک مرتبہ لائی گئی ہو تو وہ ایکٹ ہذا کی تاثیر سے بجز اُس صورت کے جو آگے مذکور ہوگی بری نہوگی *

دفعہ ۱۰ — ایکٹ ہذا کی تاثیر مفصلہ ذیل نتایج قانونی پیدا کریگی *

(۱) جانشین صرف حین حیات منافعہ پانیوالا جائداد مذکور کا متصور ہوگا یعنی جائداد کے منافع کو صرف اپنے حین حیات تصرف میں لانیکا مجاز ہوگا اور اصل جائداد کو بذریعہ بیع یا ہبہ یا وصیت کے یا کسی اَور طرحپر منتقل کرنیکا مجاز نہوگا اور نہ اُسپر کوئی مواخذہ قایم کرنے یا کسی ایسے معاہدہ کے عمل میں لانیکا مجاز ہوگا جو جائداد پر اُسکی حیات کے بعد کوئی قانونی اثر پیدا کرے بدیں قید کہ کوئی امر مندرجہ دفعہ ہذا کل یا جزو جائداد کے ایسے ٹھیکہ پر (بشرطیکہ وہ ٹھیکہ بطور رھن نہو) جو سات سال سے متجاوز نہو موثر نہوگا *

(۲) جانشین کی وفات پر جائداد اُسکے وارثوں کو بطور وراثت کے نہ پہونچیگی بلکہ جانشینی اُن قواعد کے بموجب عمل میں آئیگی جو آگے مرقوم ہونگے *

(۳) کسی عدالت کی ڈگری قرضہ سادہ کے اجرا میں جائداد مذکور مستوجب نیلام نہوگی اور نہ مالگذاری سرکاری کی باقی میں مستوجب نیلام ہوگی ان دونوں صورتوں میں جائداد مذکور کے ساتھہ اُس طور پر عملدرآمد ہوگا جو آگے مذکور ہوگا *

دفعه ۱۱ — اگر کوئي شخص جانشين پر ايسي ڈگري حاصل کرے جو اُسکو کسي جائداد ماتحت ايکٹ ھذا کے کل يا جزو کا مستحق کردے تو ايسا ڈگريدار اُس ڈگري کے اجرا ميں دخل اراضي کي درخواست کرنے کا اُسوقت تک مجاز نہوگا جب تک کہ وہ ڈگري قطعي نہ ھوجاوے اور اُس تاريخ پر اور اُسکے بعد سے جبکہ ڈگريدار نے بہ تعميل ڈگري قبضہ حاصل کيا ھو جائداد مقبوضہ ايکٹ ھذا کي تاثير سے خارج خيال کي جائيگي *

دفعه ۱۲ — اگر کوئي شخص جانشين پر ايسي ڈگري حاصل کرے جس ميں کسي جائداد ماتحت ايکٹ ھذا کے کل يا جزو نيلام کے ايک باھمي معاھدہ کي وجہہ سے جو بالخصوص جائداد مذکور پر موثر ھوتا ھو ھدايت ھو تو ايسا ڈگريدار اجراے ڈگري ميں نيلام کي درخواست کا مجاز نہوگا تاوقتيکہ وہ ڈگري قطعي نہو اور اُس تاريخ پر اور اُسکے بعد سے جبکہ مشتري کو جائداد پر جو ايسي اجراے ڈگري کي علت ميں نيلام ھوئي ھو قبضہ حاصل ھوا ھو جائداد مقبوضہ ايکٹ ھذا کي تاثير سے خارج خيال کي جائيگي *

دفعه ۱۳ — ھر موضع جو اس ايکٹ کے ماتحت ھو اور جو ايسي ڈگريوں کے اجرا کي وجہہ سے جو حسب شرايط ھر دو دفعات ماسبق عمل ميں آيا ھو بحيثيت کلي جانشين کے پاس نرھے تو اُس تاريخ پر اور اُس تاريخ کے بعد سے جيسيکہ ڈگريدار يا مشتري نے (جيسي صورت ھو) بعلت اجراے ڈگري ايسے موضع کے ايک جزو پر قبضہ حاصل کيا ھو بحيثيت کلي اس ايکٹ کي تاثير سے خارج متصور ھوگا *

دفعه ۱۴ — اگر کوئي شخص جو جانشين پر ڈگري قرضہ سادہ رکھتا ھو کسي جائداد ماتحت ايکٹ ھذا پر اُس ڈگري کے جاري کرانے کا خواھاں ھو تو ايسے ڈگريدار کو لازم ھي کہ ڈگري مذکور کو بغرض اجرا اُس کلکٹر کے پاس جس کے ضلع ميں وہ جائداد واقع ھو منتقل کرانے کي درخواست عدالت مجاز سے کرے اور اس درخواست کے گذرنے پر عدالت مذکور درخواست کو منظور کرکے ڈگري کو منتقل کرديگي *

دفعه ۱۵ — جب کوئي ڈگري حسب دفعه ماسبق منتقل ھوجاوے تو کلکٹر اپني راے کے بموجب بذات خود يا کسي دوسرے شخص کي معرفت جانشين کي کل جائداد يا جزو جائداد کا انتظام اُس طور پر کريگا جو آگے مذکور ھوگا *

دفعه ۱۶ — جب کسي جائداد کو حسب دفعه ماسبق کلکٹر اپنے انتظام ميں لے لے تو کلکٹر يا کوئي اَور آدمي جسکو وہ مقرر کرے اپنے ايام منتظمي ميں جائداد مذکور کا تمام محاصل و منافع وصول و جمع کريگا اور اُس محاصل و منافع کي وصولي کي رسيد بھي ديگا *

جمع وصول شدہ ميں سے اُسکو يہہ اخراجات ادا کرنے ھونگے *

اول اگر مالگذاري سرکاري ھو تو وہ اور جملہ قرضے اور مواخذے جو جائداد مذکور پر اُسوقت بحق گورنمنت واجب ھوں *

دوم وہ جمع سالانہ جو اُسکي راے میں جانشین اور اُسکے خاندان کي گذران کے لیئے کافي ھو — اور جمع باقیماندہ اخراجات انتظام اور مطالبہ ڈگري کے ادا کرنے میں صرف ھوگي † *

دفعہ ۱۷ — جب تک یہہ انتظام جاري رھیگا جانشین بعلت مطالبہ ڈگري جو حسب دفعہ ۱۳ کلکٹر کے ھاں منتقل ھوگئي ھو مستوجب گرفتاري نھوگا اور نہ ایسے جانشین کي جائداد منقولہ بعلت اجراے ڈگري مذکور مستوجب قرقي یا نیلام ھوگي *

ایسا جانشین اُس کل جائداد کي نسبت جو کلکٹر کے انتظام میں ھو یا اُسکے جزو کي بابت ٹھیکہ دینے کے قابل نھوگا اور اُس جائداد کے محاصل یا منافع کے واسطے جائز رسیدیں دینے کے بھي قابل نھوگا لیکن یہہ دونوں اختیارات کلکٹر کو یا اُس شخص کو جس کو کلکٹر نے جائداد کے انتظام کے واسطے مقرر کیا ھو اُسي طرحپر حاصل ھونگے جسطرح کہ جانشین کو ایسے انتظام کے شروع ھونے سے قبل حاصل تھے ‡ *

دفعہ ۱۸ — یہہ انتظام تا بیباقي مطالبہ ڈگري جاري رھیگا بشرطیکہ وہ جانشین جسپر ڈگري صادر ھوئي ھو قبل بیباقي مطالبہ ڈگري فوت نھوجاے —

دفعہ ۱۹ — مطالبہ ڈگري کي بیباقي پر کل جائداد یا جزو جائداد (جیسي صورت ھو) جسکا انتظام کلکٹر نے اپنے ذمہ لیا ھو جانشین کے حوالہ کیجائیگي — مگر اُن ٹھیکوں کي (اگر ایسے ٹھیکے ھوں) ماتحت رھیگي جو حسب دفعہ ۱۷ دیئے گئے ھوں § *

دفعہ ۲۰ — جانشین کي وفات پر جسپر کہ ڈگري صادر ھوئي ھو کل جائداد یا جزو جائداد (جیسي صورت ھو) جسکا انتظام کلکٹر نے اپنے ذمہ لیا ھو اس انتظام سے واگذاشت کیجائیگي اور جانشین متوفی کے جانشین کے قبضہ میں دیدیجائیگي خواہ مطالبہ ڈگري بیباق ھوا ھو یا نہ ھوا ھو اور پھر کبھي وہ جائداد مستوجب اداے مطالبہ ڈگري مذکور کے نھوگي *

دفعہ ۲۱ — اگر کسي وقت بعد اُس تاریخ کے جبکہ کوئي موضع اس ایکٹ کے ماتحت کیا گیا ھو موضع مذکور پر مالگذاري سرکاري کي بابت باقي رھجاے تو کلکٹر اس بات کا مجاز ھی کہ مالگذاري کي باقي کے وصول کرنیکے واسطے اپنے اُن اختیارات کو جو از روے

---

† دفعہ ۵ — ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ع —

‡ دفعہ ۳ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ع —

§ دفعہ ۱۱ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۰ ع —

قانون رایج‌الوقت اُسکو حاصل هوں کلاً یا جزواً عمل میں لاے دیں قید که بندوبست منسوخ نہوگا اور موضع بذریعہ نیلام کے یا کسي آوٗر طرح‌پر منتقل نه کیا جائیگا *

دفعه ۲۲ — جانشین کي وفات کسي مطالبه مالگذاري سرکاري پر جو اُسکے زمانه حیات میں باقي رہ گئي هو موثر نہوگي *

حصه سوم

جانشیني اور طریقه شمار درجات قرابت کے بیان میں

دفعه ۲۳ — اس بات کے دریافت کرنے کے واسطے که کوئي شخص جو سلسله وار قرابت میں متوفي سے رشته رکهتا هو اُس سے کونسا درجه قرابت کا رکهتا هی یهه مناسب هی که متوفي سے شخص مذکور تک اعلی یا اسفل جانب میں (جیسي صورت هو) شمار کریں اور هر شخص کے واسطے ایک ایک درجه مقرر کرتے جائیں — مثلاً هر شخص کا باپ اُس سے اول درجه قرابت کا رکهتا هی اور اسیطرح سے اُسکا بیٹا — اُسکا دادا اور پوتا دوسرے درجه میں هیں اور اُسکا پردادا اور پرپوتا تیسرے میں † *

دفعه ۲۴ — اس بات کے دریافت کرنیکے واسطے که کوئي شخص جو قرابت متفرعه میں متوفي سے رشته رکهتا هو اُس سے کونسا درجه قرابت کا رکهتا هی یهه مناسب هی که متوفي سے اعلی جانب میں مورث مشترک تک شمار کریں اور پهر اسفل جانب میں اُس شخص تک جو قرابت متفرعه رکهتا هو شمار کریں اور شمار اعلی اور اسفل دونوں میں هر شخص کے واسطے ایک ایک درجه مقرر کریں ‡ *

دفعه ۲۵ — شجرہ منسلکه میں چهه درجه § تک شمار هوئے هیں اور اُنپر هندسے لگائے گئے هیں *

جس شخص کا درجه قرابت شمار کیا جاے وہ اور اُسکا برادر عمزاد شجرہ کي روسے چوتهے درجه قرابت میں هیں کیونکه جانب اعلی میں ایک درجه باپ تک هی اور دوسرا درجه مورث مشترک یعني دادا تک اور دادا سے جانب اسفل میں ایک درجه چچا تک اور دوسرا درجه برادر عمزاد تک هی اس حساب سے کل چار درجے هوئے *

بهائي کا پوتا اور چچا کا بیٹا یعني پوت بهتیجا اور برادر عمزاد برابر درجه میں هیں کیونکه چار چار درجه کا فصل رکهتے هیں *

---

† دفعه ۲۱ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعه ۲۲ ایکٹ ۱۰ سنه ۱۸۶۵ ع —

§ یهه شجرہ چهه درجه کا بطور تمثیل کے لگایا هی اسیطرح بے انتها درجات قرابت محسوب هونگے جس میں تمام رشته دار کسي درجه کے هونگے سب آ جاوینگے —

برادر عمزاد کا پوتا وهي درجہ رکھتا هی جو دادا کے بھائي کا پوتا رکھتا هی کیونکہ یہہ دونوں چھٹا درجہ قرابت کا رکھتے هیں † *

دفعہ ۲۶ — قاعدہ جانشیني میں اُن اشخاص میں جو جانشین متوفی کے ایام حیات میں واقعي پیدا هوئے هوں اور اُن میں جو وقت وفات جانشین مذکور کے صرف حمل کے اندر هوں اور بعد کو زندہ پیدا هوئے هوں کچھہ تمیز نہیں هی ‡ *

دفعہ ۲۷ — هر جانشین کي وفات پر جائداد اُس شخص کو پہونچیگي جو متوفی سے درجہ قرابت میں اقرب هو بدیں قید کہ یہہ جانشیني قواعد مفصلہ ذیل کے بموجب عمل میں آئیگي *

(۱) جائداد وقت واحد میں صرف ایک شخص کو ملیگي *

(۲) برعایت قاعدہ ماسبق ذکور کو اناث پر ترجیح هوگي خواہ ایک هي درجہ قرابت کا رکھتے هوں یا مختلف باستثناے اُس صورت کے جبکہ شخص قسم ذکور کي ماں متعدد هو مگر باپ مختلف اس صورت میں ایسا شخص بزمرہ اناث متصور هوگا *

(۳) برعایت قواعد ماسبق وہ اشخاص جو کسي شخص قسم ذکور کي وساطت سے رشتہ رکھتے هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو کسي شخص قسم اناث کي وساطت سے رشتہ رکھتے هوں خواہ ایک هي درجہ قرابت کا رکھتے هوں یا مختلف *

(۴) برعایت قواعد ماسبق وہ اشخاص جو نسب اعلی یا اسفل کے سلسلہ مستقیم میں هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو قرابت متفرعہ رکھتے هوں *

(۵) برعایت قواعد ماسبق وہ اشخاص جو نسب اسفل کے سلسلہ مستقیم میں هوں اُن اشخاص پر ترجیح پائینگے جو نسب اعلی کے سلسلہ مستقیم میں هوں *

(۶) برعایت قواعد ماسبق ایک هي درجہ قرابت کے حقیقي رشتہ‌دار کو سوتیلے رشتہ دار پر ترجیح هوگي *

(۷) برعایت قواعد ماسبق کبیرالسن کو صغیرالسن پر ترجیح هوگي *

(۸) برعایت چھہ قواعد اولی کے اور بلا لحاظ قاعدہ ۷ کے کبیرالسن کي اولاد کو صغیرالسن کي اولاد پر ترجیح هوگي *

(۹) برعایت قواعد ماسبق باستثناے و بلا لحاظ قاعدہ ۷ جب دو یا زاید اشخاص کا باپ متعدد لیکن مائیں مختلف هوں تو وہ شخص ترجیح پائیگا جسکي ماں کا

---

† دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

‡ دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ ع —

نکاح اُس کے باپ کے ساتھہ دوسرے کی ماں کے نکاح سے پیشتر اُسی باپ کے ساتھہ ہوا ہو *

(۱۰) در صورت عدم موجودگی رشتہ داران نسبی کے جائداد شوہر یا زوجہ کو (جیسی صورت ہو) ملیگی — لیکن اگر مرد متوفی کے ایک سے زاید زوجات ہوں تو اُس زوجہ کو ترجیح دی جائیگی جسکا نکاح اُسکے ساتھہ پہلے ہوا ہو *

(۱۱) در صورت عدم موجودگی اُن تمام اشخاص کے جو از روے قواعد ماسبق جانشینی کے مستحق ہوں جائداد گورنمنٹ کے پاس بطور امانت کے اس واسطے چلی جائیگی کہ اُس کو بطرز مناسب کسی ایسے کار خیر میں صرف کرے جس سے اہل اسلام کی تعلیمی اخلاقی اور تمدنی ترقی مترتب ہو *

دفعہ ۲۸ — جب کوئی موضع جو ایک مرتبہ ایکٹ ہذا کے ماتحت لایا گیا ہو بعد کو حسب منشاء دفعہ ۱۱ یا ۱۲ یا ۱۳ کے اس ایکٹ کی ماتحتی سے خارج ہو جاے تو ایسی جائداد حسب شرع محمدی اُس شخص کے ورثاء کو بطور ترکہ کے پہونچیگی جس نے جائداد مذکور کو ایکٹ ہذا کے ماتحت کیا تھا *

حصہ چہارم

پرورش رشتہ داران کا بیان

دفعہ ۲۹ — جب کسی جانشین کے مرنے کے بعد ایسے رشتہ دار اُس کے باقی رهیں جو آگے مذکور ہونگے تو جانشین وقت کو ایسے ہر رشتہ دار کو اپنے ایام حیات میں یا اُس میعاد تک جو آگے مذکور ہوگی بذریعہ بارہ اقساط مساوی ماہواری کے رواج ملک کے مطابق ایک مواجب سالانہ ادا کرنا ہوگا جو اُس مقدار سے متجاوز نہوگا جس کا ذکر آگے آئیگا بشرطیکہ رشتہدار مذکور بروز وفات جانشین متوفی کے اُس کے ساتھہ سکونت اور خور و نوش رکھتا ہو اور نیز بدیں شرطکہ یہہ رشتہ دار اور کوئی کافی ذریعہ پرورش کا نہ رکھتا ہو اور نہ رکھنے والا ہو † *

دفعہ ۳۰ — متوفی کے جدین و والدین و بیوگان کبیرہ کی حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کی حسب شرح ذیل ہوگی *

(ا) جب جائداد کی مالیت سالانہ تین لاکھہ روپیہ یا تین لاکھہ روپیہ سے زاید ہو تو تعداد چھہ ہزار روپیہ سے زیادہ نہوگی *

(ب) جب مالیت سالانہ دو لاکھہ روپیہ یا اُس سے زاید ہو مگر تین لاکھہ سے کم ہو تو تعداد دو ہزار چار سو روپیہ سے زیادہ نہوگی *

---

† دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۹ ع —

[ج] جب مالیت سالانہ ایک لاکھہ روپیہ یا اس سے زاید ہو مگر دو لاکھہ سے کم ہو تو تعداد ایک ہزار دو سو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[د] جب مالیت سالانہ پچاس ہزار روپیہ یا اُس سے زاید ہو مگر ایک لاکھہ سے کم ہو تو تعداد چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[ہ] جب مالیت سالانہ تیس ہزار روپیہ یا اُس سے زاید ہو لیکن پچاس ہزار سے کم ہو تو تعداد تین سو ساتھہ روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[و] جب مالیت سالانہ چودہ ہزار روپیہ یا اُس سے زاید ہو لیکن تیس ہزار سے کم ہو تو تعداد دوسو چالیس روپیہ سے زیادہ نہوگي *

[ز] جب مالیت سالانہ چودہ ہزار روپیہ سے کم ہو تو تعداد ایک سو اسي روپیہ سے زیادہ نہوگي † *

جانشین متوفی کي بیوہ صغیرہ کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي اُس غایت تعداد سے نصف ہوگي جس کي بیوہ کبیرہ بموجب جزو ماسبق دفعہ ہذا کے مستحق ہوتي *

دفعہ ۳۱ — جانشین متوفی کے برادران اور پسران نابالغ کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي ایک ہزار دوسو روپیہ سے زیادہ نہوگي *

جانشین متوفی کے بھتیجوں کي حالت میں جو یتیم اور نابالغ ہوں غایت تعداد مواجب سالانہ کي چھہ سو روپیہ سے زیادہ نہوگي ‡ *

دفعہ ۳۲ -- جانشین متوفی کي دختران ناکتخدا اور پسران اور برادران کي بیوگان کي حالت میں غایت تعداد مواجب سالانہ کي تین سو ساتھہ روپیہ سے زیادہ نہوگي § *

دفعہ ۳۳ — بہ پابندي شرایط متذکرہ بالا کے مواجب سالانہ مذکورہ عرصہ مندرجہ ذیل تک جاري رہینگے *

[ا] نابالغ بیٹے یا نابالغ بھتیجے کي حالت میں اُسکے سن بلوغ تک *

[ب] دختر یا بیوہ کي حالت میں تاوقتیکہ متوفی کے جانشین کے گھر سے بخوشي نہ نکل جاویں یا تاوقتیکہ بموجب رسم ملک کے مستحق پرورش کے نرہیں —

[ج] اور باقي حالتوں میں تا وفات یابندہ مواجب مذکور کے || *

---

† دفعہ ۲۵ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

‡ دفعہ ۲۶ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

§ دفعہ ۲۷ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

|| دفعہ ۲۸ ایکٹ ا سنہ ۱۸۶۹ ع —

حصہ پنجم

متفرقات

دفعہ ۳۴ — جملہ احکامات جو کوئی کلکٹر ضلع اس ایکٹ کے بموجب صادر کرے اُس قسمت کے کمشنر کے ہاں جس میں وہ ضلع واقع ہو قابل اپیل ہونگے *

دفعہ ۳۵ — جملہ احکامات جو اپیل مدایرہ حسب دفعہ ماسبق میں کمشنر قسمت صادر کرے حکام مال بالا دست کے ہاں جنکے ماتحت وہ کمشنر ہو قابل اپیل ہونگے *

دفعہ ۳۶ — جملہ احکام جو کسي اجراء ڈگري کي تعميل ميں عدالت نافذ کنندہ ڈگری سے کسي ايسی جائداد پر يا اُسکي بابت جو اس ايکٹ کے ماتحت کی گئي ہو اُسي طور پر اور اُن هي حکام کے هاں قابل اپيل هونگے جس طرح که عدالت مذکور اور احکامات اپني اجراء ڈگريوں کي تعميل ميں صادر کرني هی *

دفعہ ۳۷ — جب بوجهه تعميل اجراء ڈگري مندکرہ دفعہ ۱۱ يا ۱۲ کوئی شخص کسي موضع ماتحت ايکٹ هذا پر قبضہ حاصل کرے يا اُس موضع کے جزو پر قبضہ حاصل کرے تو عدالت نافذ کنندہ ڈگري پر واجب هوگا که اس امر کي اطلاع اُس ضلع کے کلکٹر کو جس میں وہ موضع واقع هو جسقدر جلد ممکن هو کردے *

دفعہ ۳۸ — هر ضلع کے جس میں کوئی موضع ماتحت ايکٹ هذا واقع هو دفتر کلکٹري میں ایک رجسٹر رها کريگا جو از نام " رجسٹر جائداد وقف خانداني اهل اسلام " موسوم هوگا اور جس میں هر موضع مندکرہ صدر کي ايک ياد داشت لکهي جايا کريگي † *

اس ياد داشت میں امور منفصله ذيل درج هونگے —

۱ — نام موضع —

۲ — نام پرگنه جس میں وہ موضع واقع هو —

۳ — نام مالک مندرجه دفاتر سرکاري —

۴ — وہ تاريخ جس میں که موضع ايکٹ هذا کے ماتحت کيا گيا هو —

۵ — وہ تاريخ جس میں که موضع ايکٹ هذا کي ماتحتي سے خارج هوگيا هو (اگر ايسا امر هوا هو) —

۶ — اُس ڈگريدار کا نام اور تاريخ جسکے اجرا کي تعميل کي وجهه سے موضع ايکٹ هذا کي ماتحتي سے خارج هوگيا هو —

۷ — نام عدالت نافذ کنندہ ڈگري —

۸ — اُس شخص کا نام جسکو کل يا جزو موضع کا قبضہ دلايا گيا هو —

---

† دفعہ ۱۸ ايکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ ع —

۹ — وہ تاریخ جس میں کہ ایسے شخص کو کل یا جزو موضع پر واقعي قبضہ حاصل ھوا ھو —

اِس قسم کي یادداشت ھر موضع کي بابت جو ایکت ھذا کے ماتحت کیا جاے ماتحتي کے بعد اور اُس ماتحتي سے خارج ھونے کے بعد (اگر ایسي صورت ھو) جسقدر جلد ممکن ھوگا قلمبند ھوگي اور ھر نئے اندراج پر کلکتر خود اپنے ھاتھہ اور اپنے دستخط سے اُس کي تصدیق کریگا *

دفعہ ۳۹ — وہ یادداشتیں جو ھر سہ ماھي میں رجستر مذکورہ صدر میں مندرج ھونگي دورہمت گزت مختص المقام میں بعد اختتام سہ ماھي مذکور جسقدر جلد ممکن ھوگا مشتہر ھونگي † *

دفعہ ۴۰ — رجستر جائداد وقف خاندانيِ اھل اسلام کے معائنہ کي کلکتر سے درخواست کرنے پر ھر شخص کو ھر معقول وقت میں اجازت ھوگي اور جب کسي کو کسي اندراج کي نقل لیني منظور ھوگي تو تحریري درخواست دینے پر کلکتر سایل کو نقل مطلوبہ اپنے ھاتھہ کي مصدقہ اور دستخطي حوالہ کریگا ‡ *

دفعہ ۴۱ — ھر درخواست پر جو حسب منشاء دفعہ ۴ دي جاے ایک کورت فیس اسٹامپ قیمتي پانسو روپیہ کا چسپاں ھونا چاھیئے *

دفعہ ۴۲ — ھر درخواست پر جو حسب منشاء دفعہ ۷ دي جاے ایک کورت فیس اسٹامپ قیمتي دو سو روپیہ کا چسپاں ھونا چاھیئے *

دفعہ ۴۳ — ھر عرضي اپیل پر جو حسب منشاء دفعہ ۳۴ یا ۳۵ دي جاے ایک کورت فیس اسٹامپ قیمتي دس روپیہ کا چسپاں ھونا چاھیئے *

دفعہ ۴۴ — دربارہ تعین اسٹامپ کورت فیس عرضي اپیل جو حسب منشاے دفعہ ۳۶ دي جاے وھي قواعد واجب الاطلاق ھونگے جن پر اُس عدالت کے جس کے حکم کي ناراضي سے اپیل دائر کیا گیا ھو اور احکامات کي ناراضي کے اپیلوں کا مدار ھی *

دفعہ ۴۵ — درخواست مذکرہ دفعہ ۴۰ میں وہ اندراجات مذکور ھونے چاھیئیں جن کے واسطے سایل رجستر دیکھنا چاھتا ھو اور ایسي درخواست پر ایک کورت فیس اسٹامپ بحساب ایک روپیہ في اندراج مطلوب المعائنہ کے چسپاں ھونا چاھیئے *

دفعہ ۴۶ — ھر درخواست حسب دفعہ ۴۰ واسطے حصول نقل اندراج پر ایک کورت فیس اسٹامپ قیمتي دو روپیہ کا چسپاں ھونا چاھیئے *

---

† دفعہ ۱۹ ایکت ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ ع —

‡ دفعہ ۳ ایکت ۲۰ سنہ ۱۸۳۷ ع —

دفعہ ۴۷ — لوکل گورنمنت اس بات کي مجاز هی که وقتاً فوقتاً ایسے قواعد منضبط کرے جو جملہ امور میں جو اس ایکت کے نفاذ سے متعلق هوں ایکت هذا سے مطابقت رکھتے هوں *

اس قسم کے قواعد نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کي منظوري اور سرکاري گزت مختص المقام میں منتشر هونے کے بعد نفاذ قانوني حاصل کرینگے *

ضمیمہ

نقشہ (الف)

بعدالت (بیان عہدہ‌دار) (نام ضلع)

درخواست (نام درخواست دهندہ) حسب دفعہ ۴ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام —

میں مذکورالصدر (نام درخواست دهندہ) مظہر هوں کہ —

(۱) جائداد منصلہ ذیل ایک ایسي جائداد هی جسکي تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی —

(۲) جائداد مذکور کلیۃ اور خالصۃ میري هی اور محض میرے هی خالص قبضہ مالکانہ میں هی اور سرکاري کتب مالگذاري میں اسیطرح درج هی —

(۳) جائداد مذکور ایسے مسلم مواضعات (یا موضع) پر جنکي تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی مشتمل هی —

(۴) جائداد مذکور پر کوئي مواخذہ نہیں هی —

(۵) جائداد مذکور پر سرکاري مالگذاري کي باقي نہیں هی اور نہ کوئي ایسا مطالبہ هی جو مثل باقي مالگذاري سرکاري کے قابل وصول هو —

(۶) جائداد مذکور کي مالیت سالانہ جسکي تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام میں کي گئي هی دس هزار روپیہ سے کم نہیں هی —

میں مذکورالصدر (نام درخواست دهندہ) ملتجي هوں کہ جائداد مفصلہ ذیل وقف خانداني کیجائے اور اس باب میں ایک سند حسب دفعہ ۶ قانون جائداد وقف خانداني اهل اسلام مجھکو عطا هو *

تفصیل جائداد

نام موضع	نام پرگنہ	نام ضلع	نوعیت حق

دستخط درخواست دہندہ

مورخہ سنہ ۱۸ ع

نقشہ (ب)

بعدالت (بیان عہدہ دار) (نام ضلع)

درخواست (نام درخواست دہندہ) حسب دفعہ ۷ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام *

میں مذکور الصدر (نام درخواست دہندہ) جو جانشین حال اُس جائداد وقف خاندانی کا ہوں جسکی بابت سند نمبری فلاں مورخہ تاریخ فلاں عطا کی گئی تھی مظہر ہوں کہ —

(۱) جائداد مفصلہ ذیل ایک ایسی جائداد ہی جسکی تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام میں کی گئی ہی —

(۲) جائداد مذکور کلیۃ اور خالصۃ میری ہی اور محض میرے ہی خالص قبضہ مالکانہ میں ہی اور سرکاری کتب مالگذاری میں اسیطرح درج ہی —

(۳) جائداد مذکور ایسے مسلم مواضعات (یا موضع) پر جنکی تعریف دفعہ ۲ قانون جائداد وقف خاندانی اہل اسلام میں کی گئی ہی مشتمل ہی —

(۴) جائداد مذکور پر کوئی مواخذہ نہیں ہی —

(۵) جائداد مذکور پر سرکاری مالگذاری کی باقی نہیں ہی اور نہ کوئی ایسا مطالبہ ہی جو مثل باقی مالگذاری سرکاری کے قابل وصول ہو —

میں مذکور الصدر (نام درخواست دہندہ) ملتجی ہوں کہ جائداد مفصلہ ذیل اُس جائداد وقف خاندانی میں شامل کیجاے جسکی بابت سند متذکرہ صدر نمبری فلاں

مورخہ تاریخ فلاں عطا کی گئی تھی اور حسب دفعہ ۶ قانون جائداد وقف خاندانی اهل اسلام مجھکو ایک اور سند عطا ہو *

تفصیل جائداد

نام موضع	نام پرگنہ	نام ضلع	نوعیت حق

دستخط درخواست دهندہ

مورخہ سنہ ۱۸ ع

نقشہ (ج)

سند نمبری عطیہ گورنمنٹ حسب قانون جائداد وقف خاندانی اهل اسلام — (نام درخواست دهندہ) کی درخواست مورخہ سنہ ۱۸ع پر موضع (یامواضعات) مفصلہ ذیل حسب ایکٹ - سنہ — ۱۸ ع جائداد وقف خاندانی اهل اسلام کیا گیا هی —

تفصیل جائداد

نام موضع	نام پرگنہ	نام ضلع	نوعیت حق

دستخط

تاریخ سنہ ۱۸ع

شجرہ قرابت

(دفعہ ۲۵ ملاحظہ کرو)

مسدس حالی

مسمی بہ

مد و جزر اسلام

کسی نے یہ بقراط سے جاکے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھیں کہے جو طبیب اُس کو ہذیاں سمجھیں

سبب یا علامت گر اُنکو سوجھائیں تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں یونہیں رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ یہانتک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہی بھنور میں جہاز آکے جسکا گھرا ہی
کنارا ہی دور اور طوفاں بپا ہی گماں ہی یہہ ہردم کہ اب ڈوبتا ہی
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی پڑے سوتے ہیں بےخبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہی فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہی
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہی چپ و راس سے یہہ صدا آرہی ہی
کہ کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سوگئے تم

پر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہی مذلت پہ اپنے قناعت وہی ہی
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہی ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہی
نہ افسوس اُنہیں اپنی ذلت پہ ہی کچھہ نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہی کچھہ

بہائم کی اور اُنکی حالت ہی یکساں کہ جس حالمیں ہیں اُسیمیں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں
لیا عقل و دیں سے نہ کچھہ کام اُنہوں نے کیا دین برحق کو بد نام اُنہوں نے

وہ دیں جسنے اعدا کو اخواں بنایا وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
درندوں کو غمخوار دوراں بنایا گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ گراں کردیا اُس کا عالم سے پلہ

عرب کچھہ نہ تھا ایک جزیرہ نما تھا کہ پیوند ملکوں سے جسکا جدا تھا
نہ وہ غیر قوموں پہ چڑھکر گیا تھا نہ اُس پر کوئی غیر فرماں روا تھا
تمدن کا اُس پر پڑا تھا نہ سایہ ترقی کا تھا وہاں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھہ ایسے ساماں تھے وہاں میسر کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی فقط آب باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں — لوؤں کی لپٹ باد صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں — کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی — عرب اور کل کائنات اسکی یہہ تھی

نہ وہاں مصر کی روشنی جلوہ‌گر تھی — نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طابع بشر تھی — خدا کی زمیں بن جتی سر بسر تھی
پہار اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا — تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی وہاں بے محابا — کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا — بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی — طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا — خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا — کہ اس گھر سے ابلیگا چشمہ ہدی کا
وہ اک بت پرستوں کا تیرتھہ بنا تھا — جہاں نین سو ساتھہ بت پج رہا تھا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا — کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہہ عزی پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور — اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا انکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے — درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے — تو دونوں قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہاں شرارا — تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی — صدی جسمیں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جسنے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک انکی جہالت کا تھا وہ

اسیطرح ایک اور خوں ریز بیدا — عرب میں لقب حرب داحس ہی جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمیں برپا — بہا خوں کا ہرطرف جسمیں دریا
سبب اس کا لکھا ہی یہہ اصمعی نے — کہ گھوڑ دوڑ میں چیند کی تھی کسینے

کہیں تھا مویشی چرانے پر جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہیں روز ہوتی تھی تکرار ان میں — یونہیں چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جو هوتي تهي پيدا كسي گهر ميں دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پهرے ديكهتي جب تهي شوهر کے تيور — کهيں زنده گاڑ آتي تهي اُسكو جاكر
وه گود ايسي نفرت سے كرتي تهي خالي — جنے سانپ جيسے كوئي جننے والي

جوا اُنكي دن رات كي دل لگي تهي — شراب اُنكي گهٹي ميں گويا پڑي تهي
تعيش تها غفلت تهي ديوانگي تهي — غرض هر طرح اُنكي حالت بُري تهي
بس اسطرح نس اُنكو گذري تهيں صدياں — كه چهائي هوئي نيكيوں پر تهيں بدياں

يكايك هوئي غيرت حق كو حركت — بڑها جانب بوقبيس ابر رحمت
ادا خاك بطحا نے كي وه وديعت — چلے آتے تهے جسكي ديتے شهادت
هوئي پهلوئے آمنه سے هويدا — دعائے خليل اور نويد مسيحا

هوئے محو عالم سے آثار ظلمت — كه طالع هوا ماه برج سعادت
نه چٹكي مگر چاندني ايك مدت — كه تها ابر ميں ماهتاب رسالت
يه چاليسويں سال لطف خدا سے — كيا چاند نے كهيت غار حرا سے

وه نبيوں ميں رحمت لقب پانيوالا — مرادين غريبوں كي بر لانيوالا
مصيبت ميں غيروں کے كام آنيوالا — وه اپنے پرائے كا غم كهانيوالا
فقيروں كا ملجا ضعيفوں كا ماوے — يتيموں كا والي غلاموں كا مولے

خطا كار سے در گذر كرنے والا — بد انديش کے دل ميں گهر كرنے والا
مفاسد كا زير و زبر كرنے والا — قبائل كو شير و شكر كرنے والا
اُتر كر حرا سے سوئے قوم آيا — اور اك نسخهٔ كيميا ساتهه لايا

مس خام كو جسنے كندن بنايا — كهرا اور كهوٹا الگ كر دكها يا
عرب جسپه قرنوں سے تها جهل چها يا — پلٹ دي بس اك آن ميں اُسكي كايا
رها ڈر نه بيڑے كو موج بلا كا — ادهر سے اُدهر پهر گيا رخ هوا كا

پڑي كان ميں دهات تهي اك نكمي — نكچهه قدر تهي اور نه قيمت تهي جسكي
طبيعت ميں جو اُسكي جوهر تهے اصلي — هوئے سب تهے مٹي ميں ملكر وه مٹي
يه تها ثبت علم قضا و قدر ميں — كه بن جائيگي وه طلا اك نظر ميں

وه فخر عرب زيب محراب و منبر — تمام اهل مكه كو همراه ليكر
گيا ايك دن حسب فرمان داور — سوے دشت اور چڑه کے كوه صفا پر
يه فرمايا سب سے كه اے آل غالب — سمجهتے هو تم مجهكو صادق كه كاذب

كها سب نے قول آجتك كوئي تيرا — كبهي همنے جهوٹا سنا اور نه ديكها
كها گر سمجهتے هو تم مجهكو ايسا — تو باور كروگے اگر ميں كهوں گا
كه فوج گران پشت كوه صفا پر — پڑي هى كه لوٹے تمهيں گهات پاكر

کہا تیری ہر بات کا یہاں یقیں ہی — کہ بچپن سے صادق ہی تو اور امیں ہی
کہا گر میری بات یہہ دلنشیں ہی — تو سن لو خلاف اِسمیں اصلا نہیں ہی
کہ سب قافلہ یہاں سے ہی جانے والا — ڈرو اُس سے جو وقت ہی آنے والا

وہ بجلي کا کڑکا تھا یا صوت هادي — عرب کي زمیں جسنے ساري ہلادي
نئي اک لگن دل میں سبکے لگادي — اک آواز میں سوتي بستي جگادي
پڑا ہر طرف غل یہہ پیغام حق سے — کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا اُنکو پڑھایا — حقیقت کا گُر اُن کو ایک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کُھلے تھے نہ جو راز اسک جہاں پر — وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھاکر

کسیکو ازل کا نہ تھا یاد پیماں — بُھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دوْر صہباے بطلاں — مئے حق سے محرم نہ تھي بزم دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک — خم معرفت کا تھا منہہ خام اب تک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے — نہ آگاہ تھے مبدء و منتہی سے
لگائي تھي ایک اک نے لو ماسوا سے — پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہي تھرا گیا گلہ سارا — یہہ راعي نے للکار کر جب پکارا

کہ ہی ذات واحد عبادت کے لایق — زبان اور دل کي شہادت کے لایق
اُسیکے کے ہیں فرماں اطاعت کے لایق — اُسیکي ہی سرکار خدمت کے لایق
لگاؤ تو لو اُس سے اپني لگاؤ — جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

اُسي پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم — اُسیکے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسي کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اُسیکے طلب میں مرو جب مرو تم
مُبرّا ہی شرکت سے اُسکي خدائي — نہیں اُس کے آگے کسي کو بڑائي

خرد اور ادراک رنجور ہیں وہاں — مہ و مہر ادنی سے مزدور ہیں وہاں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں وہاں — نبي اور صدیق مجبور ہیں وہاں
نہ پرسش ہی رہبان و احبار کي وہاں — نہ پروا ہی ابرار و احرار کي وہاں

نصاری نے جس طرح کھایا ہی دھوکا — کہ سمجھے وہ عیسی کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا — میري حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
سب انساں ہیں جسطرح وہاں سرفگندہ — اسیطرح ہوں میں بھي اک اُسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میري صنم تم — نہ کرنا میري قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھہ مجھسے کم تم — کہ بیچارگي میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دي ہی حق نے بس اتني بزرگي — کہ بندہ بھي ہوں اُسکا اور ایلچي بھي

اسیطرح دل اُنکا ایک اک سے توڑا
هر اک قبلۂ کج سے منهه اُنکا موڑا
کہیں ماسوے کا علاقه نچھوڑا
خداوند سے رشته بندوں کا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیئے سر جھکا اُنکے مالک کے آگے

بنا اصل مقصود کا پاگیا جب
نشاں گنج دولت کا هاتهه آگیا جب
محبت سے دل اُنکا گرما گیا جب
سماں اُنکه توحید کا چها گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب اُن کو
پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

جتائی اُنہیں وقت کی قدروقیمت
دلائی اُنہیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت
هوں فرزند و زن اسمیں یا مال‌ودولت
نچھوڑے گا پر ساتهه هرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تمنے گذارا

غنیمت هی صحت علالت سے پہلے
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بُڑھاپے کی زحمت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت هی دولت
جو کرنا هی کرلو که تھوڑی هی مہلت

یهه کهکر کیا علم پر اُن کو شیدا
که هیں دور رحمت سے سب اهل دنیا
مگر دھیان هی جنکو هر دم خدا کا
هی تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا
اُنهیں کے لیئے یہاں هی نعمت خدا کی
اُنهیں پرهی وهاں جائے رحمت خدا کی

سکھائی اُنهیں نوع انساں په شفقت
کها هی یهه اسلامیوں کی علامت
که همسایه سے رکھتے هیں وه محبت
شب و روز پہنچاتے هیں اُسکو راحت
وه جو حق سے اپنے لیئے چاهتے هیں
وهی هر بشر کے لیئے چاهتے هیں

خدا رحم کرتا نهیں اُس بشر پر
نهو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسیکے گر آفت گذر جائے سر پر
پڑے غم کا سایه نه اُس بےاثر پر
کرو مہربانی تم اهل زمیں پر
خدا مہرباں هوگا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے اُنکو یهه کهکر
که زنده رها اور مرا جو اسی پر
هوا وه هماری جماعت سے باهر
وه ساتهی همارا نه هم اُسکے یاور
نهیں حق سے کچهه اُس محبت کو بهرا
که جو تمکو اندها کرے اور بهرا

بچایا برائی سے اُنکو یهه کهکر
که طاعت سے ترک معاصی هی بهتر
تورع کا هی ذات میں جن کی جوهر
نهونگے کبهی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اهل ورع کا جهاں تم
نه لو عابدوں کا کبهی نام وهاں تم

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
که بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکه لو اُس سے اپنی پرائی
نه کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے هی دنیا کی گر یهاں یهه نیت
تو چمکوگے وهاں ماه کامل کی صورت

امیروں کو تنبیہ کی اسطرح پر کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور
نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز اوٹھاتے نہوں بے دھڑک گام ہرگز

تو مُردوں سے آسودہ تر ہی وہ طبقہ زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
یہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا نہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا
نہیں اُس زمانہ میں کچھہ خیر و برکت اقامت سے بہتر ہی اُسوقت رحلت

دلئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے بھرا اُن کے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اُنہیں کذب سے افترا سے کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
بنا ڈول حق میں نہ کچھہ باک اُنکو بس اک شوب میں کردیا پاک اُنکو

کہیں حفظ صحت کے آئیں سکھائے سفر کے کہیں شوق اُن کو دلائے
مساد اُن کو سوداگری کے سوجھائے اُصول اُن کو فرماں دہی کے بتائے
نشاں راہ و منزل کا ایک ایک دکھایا بنی نوع کا اُن کو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
معائب سے بدلے گئے سب مناقب ہوئے روح سے بہرہ ور اُن کے قالب
جسے راج رد کرچکے تھے وہ پتھر ہوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کرچکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی کہ دنیا میں جسکی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے یتیموں کے بیوں کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے نشہ میں مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دیں پر جھکا دینے والے خدا کے لیئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینے سپر کرنے والے فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اُن میں باہمدگر تھا تو بالکل مدار اُس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا خلاف آشتی سے خوش آیندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلے اُس آزادگی کی ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہباں — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چرواہاں
مسلمان و ذمي کے سب حق تھے یکساں — نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسي — زمانہ میں ما جائي بہنیں ہوں جیسي
رہ حق میں تھي دوڑ اور بھاگ اُنکي — فقط حق پہ تھي جس سے تھي لاگ اُنکي
بھڑکتي نہ تھي خود بخود آگ اُنکي — شریعت کے قبضہ میں تھي باگ اُنکي
جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ — جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہاں چاهیئے وهاں کفایت — سخاوت جہاں چاهیئے وهاں سخاوت
جچي اور تلي دشمني اور محبت — نہ بے وجہہ الفت نہ بے وجہہ نفرت
جھکا حق سے جو جھک گئے اُس سے وہ بھي — رکا حق سے جو رک گئے اُس سے وہ بھي

ترقي کا جسدم خیال اُن کو آیا — اک اندھیر تھا ربع مسکون میں چھایا
هر ایک قوم پر تھا تنزل کا سایہ — بلندي سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ نیشن جو هیں آج گردوں کے تارے — دھندلکے میں پستي کے پنہاں تھے سارے

نہ هنگامہ تھا گرم عبرانیوں کا — نہ اقبال یاور تھا نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیوں کا — پریشاں تھا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اهل روما کا تھا ڈگمگاتا — چراغ اهل ایران کا تھا ٹمٹماتا

ادھر هند میں هر طرف تھا اندھیرا — کہ تھا گیان گن کا لدایہاں سے ڈیرا
ادھر تھا جہالت نے فارس کو گھیرا — کہ دل سب نے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں — نہ یزدان پرستي تھي یزدانیوں میں

هوا هر طرف موج زن تھي بلا کي — گلوں پر چھري چل رهي تھي جفا کي
عقوبت کي حد تھي نہ پرسش خطا کي — پڑي لت رهي تھي ودیعت خدا کي
زمیں پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا — تباهي میں تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومیں جو هیں آج غمخوار انساں — درندوں کي اور اُنکي طینت تھي یکساں
جہاں عدل کے آج جاري هیں دوراں — بہت دور پہنچا تھا وهاں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں هیں همارے — وہ تھے بھیڑئیے آدمي خوار سارے

هنر کا جہاں گرم بازار هی اب — جہاں عقل و دانش کا بھوار هی اب
جہاں علم و حکمت کي بھرمار هی اب — جہاں هن برستا لگاتار هی اب
تمدن کا پیدا نہ تھا وهاں نشان تک — سمندر کي آئي نہ تھي موج وهاں تک

نہ رستہ ترقي کا اب تک کھلا تھا — نہ زینہ بلندي پہ کوئي لگا تھا
وہ صحرا انھیں قطع کرنا پڑا تھا — جہاں نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جوهیں کان میں حق کي آواز آئي — لگا کرنے خود اُنکا دل رهنمائي

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اُٹھی — پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اُسکی پہنچی — جو ٹیگس په گرجی تو گنگا په برسی
رہے اُس سے محروم آبی نه خاکی — هری هوگئی ساری کھیتی خدا کی

کیا اُمیوں نے جہاں میں اوجالا — هوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا — هر اک ڈوبتی ناو کو جا سنبھالا
زمانه میں پہیلائی توحید مطلق — لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

هوا غلغله نیکیوں کا بدوں میں — پڑی کھل بلی کفر کی سرحدوں میں
هوئی آتش افسرده آتش کدوں میں — لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
هوا کعبه آباد سب گھر اُجڑ کر — جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لیئے علم و فن اُن سے نصرانیوں نے — کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب اُن سے سیکھا صفا هانیوں نے — کہا بڑھکے لبّیک یزدانیوں نے
هر اک دل سے رشته جہالت کا توڑا — کوئی گھر نه دنیا میں تاریک چھوڑا

ارسطو کے مرده فنوں کو جلایا — فلاطوں کو پھر زنده کرکے دکھایا
هر ایک شہر و قریه کو یونان بنایا — مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا بر طرف پرده چشم جہاں سے — جگایا زمانه کو خواب گراں سے

هر اک میکده سے بھرا جاکے ساغر — هر اک گھاٹ سے آئے سیراب هوکر
گرے مثل پروانه هر روشنی پر — گره میں لیا باندھ حکم پیمبر
که حکمت کو اک گم شده لال سمجھو — جہاں پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو

هر اک علم کے فن کے جویا هوئے وه — هر اک کام میں سب سے بالا هوئے وه
فلاحت میں بے مثل و یکتا هوئے وه — زراعت میں مشہور دنیا هوئے وه
هر اک ملک میں اُنکی پھیلی عمارت — هر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

کیا جاکے آباد هر ملک ویراں — مہیا کیئے سب کے راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں — اُنہیں کردیا رشک صحن گلستاں
بہار اب جو دنیا میں آئی هوئی هے — یہه سب پود اُنہیں کی لگائی هوئی هے

یہه هموار سڑکیں یہه راهیں مصفا — دو طرفه برابر درختوں کا سایه
نشاں جابجا میل و فرسنگ کے برپا — سر ره کوئیں اور سرائیں مہیا
اُنہیں کے هیں سب نے یہه چربے اُتارے — اُسی قافله کے نشاں هیں یہه سارے

سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا — هر اک برّ اعظم میں اُنکا گذر تھا
کھنڈالا هوا اُنکا سب بحر و بر تھا — جو لنکا میں تھے اُنکا بربر میں گھر تھا
وه گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو — گھر اپنا سمجھتے تھے هر دشت و در کو

جہاں کو ہی یاد اُنکی رفتار ابتک
کہ نقش قدم ہیں نمودار ابتک
ہیں سیلون میں اُنکے آثار ابتک
اُنہیں رو رہا ہی ملیبار ابتک
ہمالہ کو ہیں واقعات اُنکے ازبر
نشاں اُنکے باقی ہیں جبرالٹر پر

نہیں اس طبق پر کوئی برّ اعظم
نہوں جسمیں اُنکی عمارات محکم
عرب ہند مصر اندلس شام دیلم
بناؤں سے ہی اُنکی معمور عالم
نہیں کوہ آدم سے تا کوہ بیضا
ملیگا جہاں جاؤگے کھوج اُنکا

وہ سنگیں محل اور وہ اُنکی صفائی
جمی جنکے کھنڈروں پہ ہی آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی
وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی
زمانہ نے گو اُنکی برکت اُٹھالی
نہیں کوئی ویرانہ پر اُنسے خالی

ہوا اندلس اُنسے گلزار یکسر
جہاں اُنکے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھہ لے آج جاکر
یہہ ہی بیت حمرا کی گویا زبانپر
کہ تھے آل عدناں سے میرے بانی
میں ہوں اس زمیں پر عرب کی نشانی

ہویدا ہی غرناطہ سے شوکت اُنکی
عیاں ہی بلنسیہ سے قدرت اُنکی
بطلیوس کو یاد ہی عظمت اُنکی
پٹکتی ہی قادس میں سر حسرت اُنکی
نصیب اُنکا اشبیلیہ میں ہی سوتا
شب و روز ہی قرطبہ اُن کو روتا

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جاکے دیکھے
مساجد کی محراب و در جاکے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جاکے دیکھے
وہ اُجڑا ہوا کر و فر جاکے دیکھے
جلال اُنکا کھنڈروں میں ہی یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

وہ مشہور پایہ تخت عباسیوں کا
لب دجلہ اُترا تھا جسکا پھریرا
ترو خشک پر جسکا پڑتا تھا سایہ
عراق عرب جسپہ تھا فخر کرتا
ہوئی سرنگوں جسکی مدت سے جھنڈی
ہی جو آج کل اک تجارت کی منڈی

سنے گوش عبرت سے گر جاکے انساں
تو وہاں ذرہ ذرہ یہہ کرتا ہی اعلاں
کہ تھا جن دنوں مہر اسلام تاباں
ہوا یہاں کی تھی زندگی بخش دوراں
پڑی خاک ایتھنز میں جاں یہیں سے
ہوا زندہ پھر نام یوناں یہیں سے

وہ لقمان و سقراط کے در مکنوں
وہ اسرار بقراط و درس فلاطوں
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانوں
پڑے تھے کسی قبر کہنہ میں مدفوں
یہیں آکے مہر سکوت اُنکی ٹوٹی
اسی باغ رعنا سے بو اُنکی پھوٹی

یہہ تھا علم پر وہاں توجہہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسیطرح پیاس اُنکی ہوتی نہ تھی کم
بُجھاتا تھا آگ اُنکی باراں نہ شبنم
حریم خلافت میں اونٹوں پہ لد کر
چلے آتے تھے مصر و یوناں کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن   پہ تھا انکی کرنوں سے تاغرب روشن
نوشتوں سے ہیں جنکے اب تک مزین   کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جنکا تھا کشوروں میں   وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میداں   فراہم ہوئے جسمیں مساح دوراں
کرہ کی مساحت کے پھیلائے ساماں   ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آجتک نوحہ گر ہی   کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہی

سمرقند سے اندلس تک سراسر   انہیں کی رصدگاہیں تھیں جلوہ گستر
سواد مراغہ میں اور قاسیوں پر   زمیں سے صدا آرہی ہی برابر
کہ جنکی رصد کے یہہ باقی نشاں ہیں   وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں

مورخ ہیں جو آج تحقیق والے   تفحص کے ہیں جنکے آئیں نرالے
جنہوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے   زمیں کے طبق سربسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جاکر ابھارے   عرب ہی سے وہ ہونے سیکھے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھارہا تھا   ستارہ روایت کا گھنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا   شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سر رہ چراغ اک عرب نے جلایا   ہر اک قافلہ کا نشاں جس سے پایا

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا   لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا   کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانوں   نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دھن میں آسان کیا ہر سفر کو   اسی شوق میں طی کیا بحرو بر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو   لیا اس سے جاکر خبر اور اثر کو
پھر آپ اسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر   دیا اور کو خود مزا اسکا چکھکر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا   مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشایخ میں جو قبح نکلا جتایا   ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا   نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر   گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا انکا احسان یہہ اک اہل دیں پر   وہ تھے اسمیں ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی میں جو آج فایق ہیں سب سے   بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ   بلاغت کے رستے تھے سب نا سپردہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مردہ   ادھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی   کھلی کی کھلی رہگئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی | سنی برمحل اُنکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلمیں ریشہ دوانی | وہ خطبوں کی مانند دریا روانی
وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسوں کے | نہ سمجھے کہ گویا ہم ابتک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح و ذم کا | نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حکم کا | خزانہ تھا مدفون زباں اور قلم کا
نواسنجیاں اُنسے سیکھیں یہہ سب نے | زباں کھولدی سبکی نطق عرب نے

زمانہ میں پھیلی طب اُنکی بدولت | ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
تصرف ایک مشرق میں تھی اُنکی شہرت | مُسلم تھی مغرب تک اُنکی حذاقت
سلرنو میں جو اک نامی مطب تھا | وہ مغرب میں عطار مُسک عرب تھا

ابو بکر رازی علی ابن عیسیٰ | حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحق قسیس دانا | صفا و ابن بیطار راس الاطبا
انہی کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا | انہی سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہیں جو مایہ دین و دولت | طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت | سیاست تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج اُنکا جاکر جہاں تم | نشاں اُنکے قدموں کے پاؤگے وہاں تم

ہوا گو کہ پامال بُستاں عرب کا | مگر ایک جہاں ہی غزلخواں عرب کا
ہرا کر گیا سبکو باراں عرب کا | سپید و سیہ پر ہی احساں عرب کا
وہ قومیں جوہیں آج سرتاج سبکی | کنوڑی رہینگی ہمیشہ عرب کی

رہے جبتک ارکان اسلام برپا | چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادہ
رہا میل سے شہد صافی مصفا | رہی کھوٹ سے سیم خالص مُبرا
نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میداں | علم ایک تھا شش جہت میں دُر افشاں

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا | گیا چھوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا | تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ ہمنے بگاڑا نہیں کوئی ابتک | وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جبتک

بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب | وہ دنیا میں بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُن کے میلے بچھڑنے لگے اب | بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیاں جل گئیں لہلہا کر | گھٹا کھل گئی سارے عالم میں چھاکر

نہ ثروت رہی اُن کی قایم نہ عزت | گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُنسے ایک ایک رخصت | مٹیں خوبیاں ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی | اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا   کہ آتی ہو وہاں سے نظر ساری دنیا
چڑھے اُسپہ پھر ایک خردمند دانا   کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قوموں میں فرق اس قدر پائیگا وہ   کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزاروں چمن وہاں   بہت تازہ تر صورت باغ رضواں
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خنداں   بہت خشک اور بے طراوت مگر ہاں
نہیں لائے گو برگ و بار اُن کے پودے   نظر آتے ہیں ہونہار اُن کے پودے

پھر ایک باغ دیکھیگا اُجڑا سراسر   جہاں خاک اُڑتی ہی ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر   ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جسکی جلکر
نہیں پھول پھل جسمیں آنے کے قابل   ہوئے روکھہ جس کے جلانے کے قابل

جہاں زہر کا کام کرتا ہی باراں   جہاں آکے دیتا ہی رو ابرنیساں
تردد سے جو اور ہوتا ہی ویراں   نہیں راس جسکو خزاں اور بہاراں
یہہ آوازا پیہم وہاں آرہی ہی   کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہی

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا   نشاں جسکا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جسکا   نہ عماں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا
کیئے پے سپر جسنے ساتوں سمندر   وہ ڈوبا دہانہ میں گنگا کے آکر

اگر کان دھرکر سنیں اہل عبرت   تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمیں روکھہ ان پھول پھل ریت پربت   یہہ فریاد سب کر رہے ہیں بہ حسرت
کہ کل فخر تھا جنسے ہندوستاں کو   ہوئے آج سب ننگ ہندوستاں وہ

حکومت نے تمسے کیا گر کنارہ   تو اسمیں نہ تھا کچھہ تمہارا اجارہ
زمانہ کی گردش سے ہی کسکو چارہ   کبھی یہاں ہی بہمن کبھی یہاں ہی دارا
نہیں بادشاہی کچھہ آخر خدائی   جو ہی آج اپنی تو کل ہی پرائی

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی   کہ تعلیم جاری ہو خیرالوری کی
پڑی دھوم عالم میں دین ہدی کی   تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت   کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

ادا کرچکی جب حق اپنا حکومت   رہی اب نہ اسلام کو اُسکی حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کی اُمت   ہوئی آدمیت بھی ساتھہ اُسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ ایک جھول تمپر   کہ اوڑتے ہی اُسکے نکل آئے جوہر

زمانہ میں ہیں ایسی قومیں بہتسی   نہیں جنمیں تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہیں ایسی آئی نہوگی   کہ گھر گھر یہ یہاں چھاگئی آکے پستی
خروس اور شہباز سب آوج پر ہیں   مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

وه ملت که گردوں په جسکا قدم تها — هر ایک کهونٹ میں جسکا برپا علم تها
وه فرقه جو آفاق میں محترم تها — وه اُمت لقب جسکا خیر الامم تها
نشاں اُسکا باقي هی صرف اسقدر یهاں — که گنتے هیں اپنے کو هم بهي مسلماں

وگرنه هماري رگوں میں لهو میں — همارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں — طبیعت میں فطرت میں عادتمیں خو میں
نهیں کوئي ذره نجابت کا باقي — اگر هو کسي میں تو هی اتفاقي

هماري هر اک بات میں سفله پن هی — کمینوں سے بدتر همارا چلن هی
لگا نام آبا کو هم سے گهن هی — همارا قدم ننگ اهل وطن هی
بزرگوں کي توقیر کهوئي هی همنے — عرب کي شرافت ڈبوئي هی همنے

نه قوموں میں عزت نه جلسوں میں وقعت — نه اپنوں سے الفت نه غیروں سے ملت
مزاجوں میں سستي دماغوں میں نخوت — خیالوں میں پستي کمالوں سے نفرت
عداوت نهاں دوستي آشکارا — غرض کي تواضع غرض کي مدارا

نه اهل حکومت کے همراز هیں هم — نه درباریوں میں سرافراز هیں هم
نه علموں میں شایان اعزاز هیں هم — نه صنعت میں حرفت میں ممتاز هیں هم
نه رکهتے هیں کچهه منزلت نوکري میں — نه حصه همارا هی سوداگري میں

تنزل نے کي هی بُري گت هماري — بهت دور پهنچي هی نکبت هماري
گئي گذري دنیا سے عزت هماري — نهیں کچهه اُبهرنے کي صورت هماري
پڑے هیں اک اُمید کے هم سهارے — توقع په جنت کے جیتے هیں سارے

سیاحت کي گوں هیں نه مرد سفر هیں — خدا کي خدائي سے هم بے خبر هیں
یهه دیواریں گهر کي جو پیش نظر هیں — یهي اپنے نزدیک حد بشر هیں
هیں تالاب میں مچهلیاں کچهه فراهم — وهي اُن کي دنیا وهي اُن کا عالم

بهشت اور ارم سلسبیل اور کوثر — پهاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسي طرح کے اور بهي نام اکثر — کتابوں میں پڑهتے رهے هیں برابر
په جبتک نه دیکهیں کهیں کس یقیں پر — که یهه آسماں پر هیں یا هیں زمیں پر

وه بے مول پونجي که هی اصل دولت — وه شایسته ملکوں کا گنج سعادت
وه آسوده قوموں کا راس البضاعت — وه دولت که هی وقت جس سے عبارت
نهیں اُس کي وقعت نظر میں هماري — یونهیں مفت جاتي هی برباد ساري

اگر همسے مانگے کوئي ایک پیسا — تو هو گا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر هاں وه سرمایهٔ دین و دنیا — که ایک ایک لمحه هی انمول جسکا
نهیں کرتے خست اُڑانے میں اُس کے — بهت هم سخي هیں لٹانے میں اُسکے

اگر سانس دن راتکے سب گنیں ہم　　تو نکلینگے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمیں کل کے لیئے کچھہ فراہم　　یونہیں گذرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئي گویا خبردار ہم میں　　کہ یہہ سانس آخر ہیں اب کوئي دم میں

گڈریے کا وہ حکم بردار کُتا　　کہ بھیڑوں کي ہر دم ہی رکھوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہی پتے کا کھڑکا　　تو وہ شیر کي طرح پھرتا ہی بپھرا
گر انصاف کیجیے تو ہی ہمسے بہتر　　کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومیں جو سب راہیں طے کرچکي ہیں　　ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکي ہیں
ہراک بوجھہ بار اپنے سر دھر چکي ہیں　　ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مرچکي ہیں
اُسي طرح راہ طلب میں ہیں پویا　　بہت دور ابھی اُن کو جانا ہی گویا

کسي وقت جي بھرکے سوتے نہیں وہ　　کبھي سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپني ڈبو تے نہیں وہ　　کوئي لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکنے نہ اوکتاتے ہیں وہ　　بہت بڑہ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ ابتک جہاں تھے وہیں ہیں　　جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
ہیں دنیا میں ایسے کہ گویا نہیں ہیں　　زمانہ سے کچھہ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروري تھا جو کام کرنا　　وہ سب کرچکے ایک باقي ہی مرنا

یہاں اور ہیں جتني قومیں گرامي　　خود اقبال ہی آج اُنکا سلامي
تجارت میں ممتاز دولت میں نامي　　زمانہ کي ساتھی ترقي کي حامي
نہ فارغ ہیں تعلیم اولاد سے وہ　　نہ غافل ہیں سستي بنیاد سے وہ

دکان اُنکي ہی اور بازار اُنکا　　بنج اُنکا ہی اور بیوپار اُنکا
زمانہ میں پھیلا ہی بیوپار اُنکا　　ہی "پیرو جواں بر سرِ کار اُنکا
مدار اہلکاري کا ہی اب اُنہیں پر　　اُنہیں کے ہیں اوفس اُنہیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ　　گرامي ہیں ہرایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ　　نہ بدنام گفتار وکردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اُنکو　　نہ محنت مشقت سے کچھہ عار اُنکو

طبیعت میں ایک اک کے ہی خاکساري　　بُرا سنکے کرتے ہیں وہ بُردباري
تواضع ہی سبکي رگ وپے میں ساري　　دماغ اُنکے ہیں کبرو نخوت سے عاري
نہ باتوں میں اُنکي حقارت کسیکي　　نہ جلسوں میں اُنکے مذمت کسیکي

جو گرتے ہیں گرکر اُسنبھل جاتے ہیں وہ　　پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہیں وہ
ہراک سانچہ میں جاکے ڈھلجاتے ہیں وہ　　جہاں رنگ بدلا بدلجاتے ہیں وہ
ہر اک وقت کا مقتضی جانتے ہیں　　زمانہ کے تیور وہ پہچان تے ہیں

مگر هی هماري نظر اتنیٔ اونچي — کہ یکساں هی وهاں سب بلندي و پستي
نہیں ابتک اصلا خبر همکو یهہ بهي — کہ هی کون مردار کتنا ترقي
جدهر کهولکر آنکهہ هم دیکهتے هیں — زمانہ کو اپنے سے کم دیکهتے هیں

زمانہ کا دن رات هی یهہ اشارہ — کہ هی آشتي میں میرے یہاں گذارا
نہیں پیروي جنکو میري گوارا — مجهے اُنسے کرنا پڑے گا کنارہ
سدا ایک هي رخ نہیں ناؤ چلتي — چلو تم اودهر کو هوا هو جدهر کي

چمن میں هوا آچکي هی خزاں کي — پهري هی نظر دیر سے باغباں کي
صدا اور هی بلبل نغمہ خواں کي — کوئي دم میں رحلت هی اب گلستاں کي
تباهي کے خواب آرهے هیں نظر سب — مصیبت کي هی آنیوالي سحر اب

فلاکت جسے کہیئے اُم الجرائم — نہیں رہنے ایمان پہ دل جس سے قایم
بناتي هی انسان کو جو بہایم — مصلي هیں دلجمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اهل اسلام پر چهارهي هی — کہ مسلم کي گویا نشاني یہي هی

کہیں مکر کے گُر سکهاتي هی همکو — کہیں جهوت کي لو لگاتي هی همکو
خیانت کي چالیں سوجهاتي هی همکو — خوشامد کي گهاتیں بتاتي هی همکو
فسوں جب یهہ پاتي نہیں کارگر وہ — تو کرتي هی آخر کو دریوزہ گر وہ

یہاں جتني قومیں همارے سوا هیں — هزار اُنمیں خوش هیں تو دو بینوا هیں
یہاں لاکهہ میں دو اگر اغنیا هیں — تو سو نیم بسمل هیں باقي گدا هیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر هم — تو سمجهیں کہ هیں مبتذل کس قدر هم

بگاڑے هیں گردش نے جو خانداني — نہیں جانتے بسکہ روتي کماني
دلوں میں هی یهہ یکقلم سب نے ٹهاني — کہ کیجیئے بسر مانگ کر زندگاني
جہاں قدر دانوں کا هیں کهوج پاتے — پهونچتے هیں وهاں مانگتے اور کهاتے

کہیں باپ دادا کا هیں نام لیتے — کہیں روشناسي سے هیں کام لیتے
کہیں جهوتے وعدوں پہ هیں وام لیتے — یونهیں سبکو دم دیکے هیں دام لیتے
بزرگوں کے نازاں هیں جس نام پر وہ — اُسے بیچتے پهرتے هیں در بدر وہ

یهہ هیں ڈهنگ اُن تازہ آفت زدونکے — بہت کم زمانہ هوا جن کو بگڑے
ابهي ایک عالم هی آگاہ جنسے — کہ هیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنهیں دیس پردیس سب جانتے هیں — حسب اور نسب جنکا پہچانتے هیں

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشاں هی — پراني هوئي جنکي اب داستاں هی
فسانوں میں قصوں میں جنکا بیاں هی — بہت نسل پرتنگ اُنکے جہاں هی
نہیں اُنکي قدر اور پرسش کہیں اب — اُنهیں بهیک تک کوئي دیتا نہیں اب

بہت آگ چلموں کي سلگانے والے
بہت گھانس کي گٹھڑیاں لانیوالے
بہت در بدر مانگ کر کھانے والے
بہت فاقے کر کرکے مر جانے والے
جو پوچھو که کس کان کے هیں وہ جوهر
تو نکلیں گے نسل ملوک اُنمیں اکثر

انہیں کے بزرگ ایکدن حکمراں تھے
انہیں کے پرستار پیرو جواں تھے
یہي مامن عاجز و نا تواں تھے
یہي مرجع دیلم و اصفہاں تھے
یہي کرتے تھے ملک کي گله باني
انہیں کے گھروں میں تھي صاحبقراني

یہہ اے قوم اسلام عبرت کي جاهی
که شاهوں کي اولاد در در گدا هی
جسے سنیئے افلاس میں مبتلا هی
جسے دیکھیئے مفلس و بینوا هی
نہیں کوئي اُن میں کمانے کے قابل
اگر هیں تو هیں مانگ کھانے کے قابل

نہیں مانگنے کا طریق ایک هي یہاں
گدائي کي هیں صورتیں نت نئي یہاں
نہیں حصر کنگلوں په گدیه گري یہاں
کوئي دے تو منگوں کي هی کیا کمي یہاں
بہت هاتھه پھیلائے زیر ردا هیں
چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا هیں

بہت آپ کو کہکے مسجد کے باني
بہت بنکے خود سید خانداني
بہت سیکھکر نوحه و سوز خواني
بہت مدح میں کرکے رنگیں بیاني
بہت آستانوں کے خدام بنکر
پڑے مانگتے کھاتے پھرتے هیں در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں
هنر اور پیشه کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتي کو دشوار سمجھیں
فرنگي کے پیسے کو مردار سمجھیں
تن آسانیاں چاهیں اور آبرو بھي
وہ قوم آج ڈوبیگي گر کل نه ڈوبي

کریں نوکري بھي تو بے عزتي کي
جو روٹي کمائیں تو بے حُرمتي کي
کہیں پائیں خدمت تو بے غیرتي کي
قسم کھائیئے انکي خوش قسمتي کي
امیروں کے بنتے هیں جب یہه مصاحب
تو جاتے هیں هوکر حمیت سے تائب

کہیں اُنکي صحبت میں گانا بجانا
کہیں مسخرہ بنکے هنسنا هنسانا
کہیں پھبتیاں کہکے انعام پانا
کہیں چھیڑ کر گالیاں سب سے کھانا
یہه کام اور بھي کرتے هیں پر نه ایسے
مسلمان بھائي سے بن آئیں جیسے

امیروں کا عالم نه پوچھو که کیا هی
خمیر اُنکا اور اُنکي طینت جدا هی
سزاوار هی اُنکو جو نا سزا هی
روا هی اُنہیں سبکو جو نا روا هی
شریعت هوئي هی نکو نام اُنسے
بہت فخر کرتا هی اسلام اُنسے

هر اک بول پر اُنکي مجلس فدا هی
هر اک بات پر وهاں درست اور بجاهی
نه گفتار میں اُنکے کوئي خطا هی
نه کردار اُنکا کوئي نا سزا هی
وہ جو کچھه که هیں کہه سکے کون اُنکو
بنایا ندیموں نے فرعون اُنکو

وہ دولت کہ ہی مایۂ دین و دنیا — وہ دولت کہ ہی توشۂ راہ عقبی
سلیماں نے کي جسکي حق سے تمنا — بڑھا جس سے آفاق میں نام کسری
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوراں — کیا جسنے یوسف کو مسجود اخواں
ملا ہی یہہ فخر اُسکو انکي بدولت — کہ سمجھي گئي ہی وہ اصل شقاوت
کہیں ہی وہ سرمایۂ جہل وغفلت — کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہاں کے لیئے جو کہ آب بقا ہی — وہ اِس قوم کے حق میں سمي ہوا ہی

اُدھر مال و دولت نے یہاں منہہ دکھایا — اُدھر ساتھہ ساتھہ اُسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا — عمل وہانسے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہیں راس یہاں چار پیسے کسیکو — مبارک نہیں جیسے پر چیونٹي کو
سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو — بہائم سے نسبت ہی جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو — نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یہاں اہل دولت کو ہیں شیر مادر — نہ خوف خدا ہی نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازي پہ آئے — تو دولت بہت سي اسي میں لٹائے
جو کي حضرت عشق نے رہنمائي — تو کردي بھرے گھر کي دم میں صفائي
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے — یونہیں مٹ گئے یہاں ہزاروں گھرانے
نہ آغاز پر اپنے غور اُنکو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچھہ اُنکو کھٹکا
نہ فکر اُنکو اولاد کي تربیت کا — نہ کچھہ ذلت قوم کي اُنکو پروا
نہ حق کوئي دنیا پہ اُنکا نہ دیں پر — خدا کو وہ کیا منہہ دکھائینگے جاکر

کسي قوم کا جب اُلٹتاھی دفتر — تو ہوتے ہیں مسخ اُنمیں پہلے تونگر
کمال اُنمیں رہتے ہیں باقي نہ جوہر — نہ عقل اُنکي ہادي نہ دیں اُنکا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کي پروا — نہ عقبی میں دوزخ نہ جنت کی پروا
نہ مظلوم کي آہ و زاري سے ڈرنا — نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودي سے گذرنا — تعیش میں جینا نمایش پہ مرنا
سدا خواب غفلت میں بیہوش رہنا — دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہی — تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہی
اگر باغ اُمت میں فصل خزاں ہی — تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہی
بني نوع انساں کا حق اُنپہ کیا ہی — وہ اک نوع نوع بشر سے جدا ہی
کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ — بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ — مکاں رکھتے ہیں رشک خلد و جناں وہ
نہیں چلتے وہ بے سواري قدم بھر — نہیں رہتے بے نغمۂ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُنکي
گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُنکي
نفاست بھري ہی طبیعت میں اُنکي
نزاکت سو داخل ہی عادت میں اُنکي
دواؤں میں مُشک اُنکي اُٹھتاھي ڈھیروں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہہ ہوسکتے ہیں اُنکے ہمجنس کیونکر
نہیں چین جنکو زمانہ سے دم بھر
سواري کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹي
جو تدبیر اُلٹي تو تقدیر کھوٹي

یہہ پہلا سبق تھا کتاب ہدی کا
کہ ہی ساري مخلوق کُنبا خدا کا
وهي دوست ہی خالق دو سرا کا
خلایق سے ہی جسکو رشتہ ولا کا
یہي ہی عبادت یہي دین و ایماں
کہ کام آئے دنیامیں انساں کے انساں

عمل جنکا تھا اس کلام متیں پر
وہ سر سبز ہیں آج روے زمین پر
تفوق ہی اُنکو کہین و مہین پر
مدار آدمیت کا ہی اب اُنہیں پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہیں گمراہ جنکو مسلماں
نہیں جنکو عقبی میں اُمید غفراں
نہ حصہ میں فردوس جنکے نہ رضواں
نہ تقدیر میں حور جنکي نہ غلماں
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہی جنکا
حمیم آب و زقوم کھانا ہی جنکا

وہ ملک اور ملت پہ اپني فدا ہیں
سب آپسمیں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولوالعلم ہیں اُنمیں یا اغنیا ہیں
طلبگار بہبود خلق خدا ہیں
یہہ تمغا تھا گویا کہ حصہ اُنہیں کا
کہ حب الوطن ہی نشاں مومنیں کا

امیروں کي دولت غریبوں کي ہمت
ادیبوں کي انشا حکیموں کي حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کي جرأت
سپاهي کے ہتیار شاہوں کي طاقت
دلوں کي اومنگیں اُمیدوں کي خوشیاں
سب اہل وطن اور وطن پر ہیں قرباں

عروج اُنکا جو تم عیاں دیکھتے ہو
جہاں میں اُنہیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع اُنکا سارا جہاں دیکھتے ہو
اُنہیں بر تر از آسماں دیکھتے ہو
یہہ ثمرے ہیں اُن کي جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں آپس کي ہمدردیوں کے

غني ہم میں ہیں جو کہ ارباب ہمت
مسلم ہی عالم میں جنکي سخاوت
اگر ہی مشایخ سے اُنکو عقیدت
تو ہی پیرزادوں پہ وقف اُنکي دولت
نکمے ہیں دن رات وہاں عیش کرتے
یہ نوکر ہیں جنکے وہ بھوکے ہیں مرتے

عمل واعظوں کے اگر قول پر ہی
تو بخشش کي اُمید بے صرف زر ہی
نماز اور روزہ کي عادت اگر ہی
تو روز حساب اُنکو پھر کسکا ڈر ہی
اگر شہر میں کوئي مسجد بنادي
تو فردوس میں نیو اپني جمادي

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھائی — نہ نکلے کہیں ملک میں جسکا ثانی
نمائش میں ثروت سروں کی اڑائی — نمائش میں دولت خدا کی لٹائی
جہیز بیاہ میں کرنے لاکھوں کے ساماں — پھرے ہیں اُنکے ارماں پھرے ہیں اُنکے خوشحال

مگر [illegible]ن برحق کا بوسیدہ ایواں — تزلزل میں مدت سے ہیں جسکے ارکاں
زمانہ میں [illegible] کوئی دنکا مہماں — نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلماں
مربی نے [illegible] سے توجہہ اوٹھالی — عمارت کا ہی اُسکی اللہ والی

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں — وہ درویش و سلطاں کی اُمید گاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں — فرشتوں کی پڑتی نہیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے — کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں — وہ اخبار دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں — محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغاں — چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس وہ تعلیم دیں کے کہاں ہیں — مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرع مبیں کے کہاں ہیں — وہ وارث رسول امیں کے کہاں ہیں
رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوے — نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ ملا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر — کہاں ہیں وہ علم الٰہی کے مختصر
چلی ایسی اس بزم میں باد صرصر — بُجھیں مشعلیں نور حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی — صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ اُمت — سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانوں در گانوں نوبت بنوبت — پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہہ ٹھیرے ہیں اسلام کے رہنما اب — لقب ان کا ہی وارث انبیا اب

بہت لوگ پیروں کی اولاد بنکر — نہیں ذات والا میں کچھہ جنکی جوہر
بڑا فخر ہی جنکو لے دے کے اسپر — کہ تھے اُنکے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے — مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

یہہ ہیں جادہ پیمائے راہ طریقت — مقام انکا ہی ماورائے شریعت
انہیں پر ہی ختم آج کشف و کرامت — انہیں کے ہی قبضہ میں بندوں کی قسمت
یہی ہیں مراد اور یہی ہیں مرید اب — یہی ہیں جنید اور یہی بایزید اب

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی — جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی — مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہہ ہی والدوں کا ہمارے طریقہ — یہہ ہی ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کوئي مسئله پوچھنے اُنسے جاے — تو گردن په بار گران ليکے آئے
اگر بد نصيبي سے شک اُسميں لائے — تو قطعي خطاب اهل دوزخ کا پاے
گر اعتراض اُس کے نکلا زباں سے — تو آنا سلامت هي دشوار وهاں سے
کبھي وہ گلے کي رگيں هيں پھلاتے — کبھي جهاگ پر جهاگ هيں [illegible] لاتے
کبھي خوک اور سگ هيں اُسکو بناتے — کبھي مارنے کو [illegible]
ستوں چشم بددور هيں آپ ديں کے — نمونه هيں خلق [illegible] امم[illegible] کے

جو چاهے که خوش اُنسے ملکر هوانساں — تو هي شرط وہ قوم کا هو مسلماں
نشاں سجدہ کا هو جبيں پر نماياں — تشرع ميں اُسکے نهو کوئي نقصاں
لبيں بڑہ رهي هوں نه ڈاڑهي چڑهي هو — ازار اپني حد سے نه آگے بڑهي هو
عقايد ميں حضرت کا همداستاں هو — هر اک اصل ميں فرع ميں همزباں هو
حريفوں سے اُن کے بهت بدگماں هو — مريدوں کا اُن کے برا مدح خواں هو
گر ايسا نهيں هي تو مردود ديں هي — بزرگوں سے ملنے کے قابل نهيں هي

شريعت کے احکام تھے وہ گوارا — که شيدا تھے اُن پر يهود اور نصارى
گواہ اُن کي نرمي کا قرآں هي سارا — خود الدين يسر نبي نے پکارا
مگر يهاں کيا ايسا دشوار اُن کو — که مومن سمجھنے لگے بار اُن کو
نه کي اُن کي اخلاق ميں رهنمائي — نه باطن ميں کي اُنکے پيدا صفائي
يه احکام ظاهر کي لے يهه بڑهائي — که هوتي نهيں اُن سے دم بهر رهائي
وہ ديں جو که چشمه تها خلق نکو کا — کيا تلنين اُس کو غسل و وضو کا

سدا اهل تحقيق سے دل ميں بل هي — حديثوں په چلنے ميں ديں کا خلل هي
فتاووں په بالکل مدار عمل هي — هر اک راے قرآں کا نعم البدل هي
کتاب اور سنت کا هي نام باقي — خدا اور نبي سے نهيں کام باقي
جهاں مختلف هوں روايات باهم — نهوں سيدهي سادي روايت سے خوش هم
جسے عقل رکھے نه هرگز مسلم — اُسے هر روايت سے سمجھيں مقدم
سب اسميں گرفتار چھوٹے بڑے هيں — سمجھه پر هماري يهه پتھر پڑے هيں

کرے غير گربت کي پوجا تو کافر — جو ٹھيراے بيٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بهر سجدہ تو کافر — کواکب ميں مانے کرشمه تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ هيں راهيں — پرستش کريں شوق سے جسکي چاهيں
نبي کو جو چاهيں خدا کر دکھائيں — اماموں کا رتبه نبي سے بڑهائيں
مزاروں په دن رات نذريں چڑهائيں — شهيدوں سے جاجا کے مانگيں دعائيں
نه توحيد ميں کچھه خلل اِس سے آئے — نه اسلام بگڑے نه ايمان جائے

وہ دیں جس سے توحید پھیلي جہانمیں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقي نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازاں
وہ دولت بھي کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصب کہ ہی دشمن نوع انساں
بھرے گھر کیئے سیکڑوں جسنے ویراں
ہوئي بزم نمرود جس سے پریشاں
کیا جس نے فرعون کو نذر طوفاں
گیا [illegible] بولہب جسکے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یہاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہی
چھپا جس کے پردہ میں اُسکا ضرر ہی
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہی
وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہی
تعصب کوایک جزو دیں سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے یہہ تعلیم دي ہی
کہ جو کام دیني ہی یا دنیوي ہی
مخالف کي ریس اس میں کرني بُري ہی
نشاں غیرت دین حق کا یہي ہی
نہ ٹھیک اُسکي ہرگز کوئي بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اُس کا پاؤ
تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اس میں جو دقتیں وہ اُٹھاؤ
لگیں جس قدر ٹھوکریں اس میں کھاؤ
اگر نکلے جہاز اُس کا بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہوجاے صورت تمہاري
بہائم میں مل جاے سیرت تمہاري
بدل جاے بالکل طبیعت تمہاري
سراسر بگڑ جاے حالت تمہاري
تو سمجھو کہ ہی حق کي اک شان یہہ بھي
ہی اک جلوہ نور ایمان یہہ بھي

نہ اوضاع میں تمسے نسبت کسي کو
نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسي کو
نہ حاصل یہہ کھانوں میں لذت کسیکو
نہ پیدا یہہ پوشش یہہ زینت کسي کو
تمہیں فضل ہر علم میں برملا ہی
تمہاري جہالت میں بھي اک ادا ہی

کوئي چیز سمجھو نہ اپني بُري تم
رہو بات کو اپني کرتے بڑي تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کي تم
تو ہو ہر بدي اور گنہ سے بري تم
بدي سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمہارے گناہ اور نہ اوروں کي طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے
تو ذکر اُسکا ذلت سے خواري سے کیجے
کبھي بھولکر طرح اُس میں نہ دیجے
قیامت کو دیکھوگے اس کے نتیجے
گناہوں سے ہوتے ہو گویا مبرّا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سني میں اور جعفري میں ہو الفت
نہ نعماني و شافعي میں ہو ملت
وہابي سے صوفي کي کم ہو نہ نفرت
مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسي باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئي اصلاح کا گر ارادہ   تو شیطان سے اُس کو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ھی استفادہ   رہ حق سے ھی برطرف اُسکا جادہ
شریعت کو کرتے ھیں برباد دونوں   ھیں مردود شاگرد و اُستاد دونوں

وہ دین جسنے الفت کي بنیاد ڈالي   کیا طبع دوراں کو نفرت سے [illegible]
بنایا اَجانب کو جسنے موالي   ھراک قوم کے دل [illegible]
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم   ھوئے سارے [illegible]

تعصب نے اُس صاف چشمہ کو آکر   کیا بغض کے خار و خس [illegible] مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر   نفاق اهل قبله میں [illegible] سراسر
نہیں دستیاب ایسے اب دو مسلماں   که هو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

همارا یہہ حق تھا که سب یار هوتے   مصیبت میں یاروں کے غمخوار هوتے
سب ایک اک کے باهم مددگار هوتے   غم قوم میں سینه افگار هوتے
جب الست میں یوں هوتے ثابت قدم هم   تو کہہ سکتے اپنے کو خیرالامم هم

اگر بهولتے هم نه قول پیمبر   که هیں سب مسلمان باهم برادر
برادر هی جبتک برادر کا یاور   معین اُسکا هی خود خداوند داور
تو آتي نه بیڑے په اپنے تبا هي   فقیري میں بهی کرتے هم بادشاهي

وہ گھر جسمیں هوں دل ملے سبکے باهم   خوشي نا خوشي میں هوں سب یاروهمدم
اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم   اگر ایک غمگیں تو دل سب کے پر غم
مبارک هی اُس قصر شاهنشهي سے   جهاں ایک دل هو مکدر کسي سے

اگر هو مدار اسکا تحقیق دیں کا   که هی دین والوں کا برتاؤ کیسا
هی بازار اُنکا کھرا یا که کھوٹا   هی قول و قرار اُنکا جھوٹا که سچا
تو ایسے نمونے بہت شاذ هیں یہاں   که اسلام پر جنسے قایم هو برهاں

مجالس میں غیبت کا زور اسقدر هی   که آلودہ اس خون میں هر بشر هی
نه بهائي کو بهائي سے یہاں درگذر هی   نه ملا نه صوفي کو اس سے حذر هی
اگر نشه می هو غیبت میں پنہاں   تو هشیار پائے نه کوئي مسلماں

جنہیں چار پیسے کا مقدور هی یہاں   سمجھتے نہیں هیں وہ انساں کو انساں
موافق نہیں جن سے ایام دوراں   نہیں دیکھه سکتے کسي کو وہ شاداں
نشه میں تکبر کے هی چور کوئي   حسد کے مرض میں هی رنجور کوئي

اگر مرجع خلق هی ایک بهائي   نہیں ظاهرا جس میں کوئي بُرائي
بهلا جسکو کہتي هی ساري خدائي   هراک دل میں عظمت هی جسکي سمائي
تو پڑتي هیں اُس پر نگاهیں غضب کي   کھٹکتا هی کانٹا سا آنکھوں میں سبکي

بگڑتا هی جب قوم میں کوئی بنکر — ابهي بخت و اقبال تهے جس کے یاور
ابهي گردنیں جهکتي تهیں جسکے در پر — مگر کردیا اب زمانه نے بے پر
توظاهرمیں گڑهتےهیں پرخوش هیں جیمیں — که همدرد هاتهه آیا اک مفلسي میں

اگر [illegible] جوانمرد همدرد انساں — کرے قوم پر دل سے جاں اپني قرباں
[illegible] پهه بُهتاں — که هی اُسکي کوئي غرض اس میں پنهاں
و[illegible]کو کسیکي — یهه چالیں سراسر هیں خود مطلبي کي

[illegible] بهلائي کي صورت — تو ڈالیں جهانتک بنے اُس میں کهنڈت
سنیں [illegible] میں جب اُسکي شهرت — تو دل سے تراشیں کوئي تازه تهمت
مُنهه اپنا هو گو دین و دینا میں کالا — نهو ایک بهائي کا پر بول بالا

اگر پاتے هیں دو دلوں میں صفائي — تو هیں ڈالتے اُن میں طرح جدائي
نهني دو گروهوں میں جس دم لڑائي — تو گویا تمنا هماري بر آئي
بس اس سے نهیں مشغله خوب کوئي — تماشا نهیں ایسا مرغوب کوئي

تعلب میں بدنیتي میں دغا میں — نمود اور بناوٹ فریب اور ریا میں
سعایت میں بهتان میں افترا میں — کسي بزم بیگانه و آشنا میں
نه پاؤگے رسوا و بدنام همسے — بڑهے پهر نه کیوں شان اسلام همسے

خوشامد میں همکو وه قدرت هی حاصل — که انساں کو هر طرح کرتے هیں مایل
کهیں احمقوں کو بناتے هیں عاقل — کهیں هوشیاروں کو کرتے هیں غافل
کسي کو اُتارا کسي کو چڑهایا — یونهیں سینکڑوں کو اسامي بنایا

روایات پر حاشیه اک چڑهانا — قسم جهوٹے وعدوں په سو بار کهانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑهانا — مذمت په آنا تو طوفاں اُٹهانا
یهه هی روز مره کا یهاں اُن کے عنواں — فصاحت میں بے مثل هیں جو مسلماں

اُسے جانتے هیں بڑا اپنا دشمن — همارے کرے عیب جو هم په روشن
نصیحت سے نفرت هی ناصح سے اَن بن — سمجهتے هیں هم رهنماؤں کو رهزن
یهي عیب هی سب کو کهویا هی جسنے — همیں ناؤ بهر کر ڈبویا هی جس نے

وه عهد همایوں جو خیرالقروں تها — خلافت کا جب تک که قایم ستوں تها
نبوت کا سایه ابهي رهنموں تها — سماں خیر و برکت کا هردم فزوں تها
عدالت کے زیور سے تهے سب مزین — پهلا اور پهولا تها احمد کا گلشن

سعادت بڑي اُس زمانه کي یهه تهي — که جهکتي تهي گردن نصیحت په سبکي
نه کرتے تهے خود قول حق سے خموشي — نه لگتي تهي حق کي اُنهیں بات کڑوي
غلاموں سے هو جاتے تهے بند آنا — خلیفوں سے لڑتي تهي ایک ایک بڑهیا

نبی نے کہا تھا جنہیں فخر اُمت　　جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم میں جنکی عدالت　　رہا مفتخر جن سے تخت خلافت
وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے دردر　　کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سنکر

مگر ہم کہ ہیں دام و دد ہمسے بہتر　　نہ ظاہر کہیں ہم میں خو[illegible]
نہ اقران و امثال میں ہم موقر　　نہ اجداد و [illegible]
نصیحت سے ایسا بُرا مانتے ہیں　　کہ گویا ہ[illegible]

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر　　کوئی ہم پہ م[illegible]
تو ہی جیسے مذکور قرآں کے اندر　　ضلالات یہود اور [illegible]ی اکثر
یونہیں جو کتاب اُس پیمبر پہ آتی　　وہ گمراہیاں سب [illegible]اری جتاتی

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب　　علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب　　فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر　　تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر　　عفونت میں سنڈاس سے جو ہی بدتر
زمیں جس سے ہی زلزلہ میں برابر　　مُلک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر
ہوا علم و دیں جس سے تاراج سارا　　وہ علموں میں علم ادب ہی ہمارا

بُرا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہی　　عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہی
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہی　　مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہی
گنہگار وہاں چھوٹ جائینگے سارے　　جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہی یہاں آج حصہ ہمارا　　نہیں قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہراک کذب و بہتاں ہی جسمیں گوارا　　مجسم ہو اُسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند میں اُس سے اور اک ہمالا　　ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانہ میں جتنے قلی اور نفر ہیں　　کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہیں
گویئے امیروں کے نور نظر ہیں　　ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں
مگر اس تپ دق میں جو مبتلا ہیں　　خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں

جو سقے نہوں جی سے جائیں گذر سب　　ہو میلا جہاں کم ہوں دھوبی اگر سب
بنے سم پہ گر شہر چھوڑیں نفر سب　　جو ٹھہر جائیں مہتر تو گندے ہوں گھر سب
پہ کرجائیں ہجرت جو شاعر ہمارے　　کہیں ملکے خس کم جہاں پاک سارے

عرب جو کہ تھے دنیا میں اس فن کے بانی　　نہ تھا کوئی آفاق میں جنکا ثانی
زمانہ پہ وہ جنکی فصاحت تھی مانی　　مٹا دی عزیزوں نے اُنکی نشانی
سب اُنکے ہنر اور کمالات کھو کر　　رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب میں پڑی جان اُنکی زباں سے
چلا دین نے پائی اُنکے بیاں سے
سناں کے لیے کام اُنھوں نے لساں سے
زبانوں کے کوچے تھے بڑھکر سناں سے
ہوئے اُنکی شعروں سے اخلاق صیقل
پڑی اُنکے خطبوں سے عالم میں ہلچل

خ[illegible] جو کہ جادو بیاں ہیں
فصاحت میں مقبول پیر و جواں ہیں
[illegible]ں ہیں
وہ کچھ ہیں تو لے دے کے اس گوں یہاں ہیں
ک[illegible]ري گوائیں
تو بیاند اُنکي غزلیں مجالس میں گائیں

[illegible]یں دیوان اُنکے
گویوں پہ بے حد ہیں احسان اُنکے
نکالے [illegible] میں ارمان اُنکے
ثناخواں ہیں ابلیس و شیطان اُنکے
کہ عملوں پہ پڑھ[illegible] ڈال انھوں نے
ہمیں کردیا فارغ البال انھوں نے

وہ طب جسکہ غش ہیں ہمارے اطبا
سمجھتے ہیں جس کو بیاض مسیحا
بتانے میں ہی بخل جس کے بہت سا
جسے عیب کي طرح کرتے ہیں اخفا
فقط چند نسخوں کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُن کو نباتات سے آگہي ہی
نہ اصلا خبر معدنیات کي ہی
نہ تشریح کی لے کسي پر کھلي ہی
نہ علم طبیعي نہ کیمسٹري ہی
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہی
مریضوں کا ان کے نگہباں خدا ہی

نہ قانون میں اُن کے کوئي خطا ہی
نہ مخزن میں انگشت رکھنے کي جا ہی
سدیدي میں لکھا ہی جو کچھ بجا ہی
نفیسي کے ہر دول پر جاں فدا ہی
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے
صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسماں سے

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کي
وہ حکمت کہ ہی ایک دھوکے کي ٹٹي
یقیں جسکو ٹھیرا چکا ہی نکمي
عمل نے جسے کردیا آکے ردي
اُسے وحي سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئي بات اُس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں
بالاجماع ہیں قابل نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یوناں
نہیں نسخ و تبدیل کا اُن میں امکاں
نہیں متتے جب تک کہ آثار [illegible]
متیگا کبھي کوئي [illegible]ن کا

نتائج ہیں جو مغربي علم و فن کے
وہ ہیں ہند میں جلوہ گر سو برس [illegible]
تعصب نے لیکن وہ ڈالے ہیں پردے
کہ ہم حق کا جلوہ [illegible] دیکھ[illegible]
جمي ہیں دلوں میں ارسطو کي رائیں
جو اب وحي اُترے تو ا[illegible] نہ لائیں

اب اس فلسفہ پر ہیں جو مرنے والے
شفا کے ہیں سب جن کو [illegible] مقالے
جنھوں نے مجسطي پہ ڈیرے ہیں ڈالے
حواشي ہیں تجرید کے جب کھنگالے
وہ تیلي کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں
پھرے عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
اگر رکھتے ھیں کچھہ طبیعت میں جودت
کھسگر دن کو وہ رات کہدیں زباں سے
سوا اسکے جو آئے اُسکو پڑھا دیں
وہ سیکھی ھیں جو بولیاں سب سکھا دیں
یہہ لے دے کے ھی علم کا اُنکے حاصل
نہ سرکار میں کام پانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کماکر
جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھہ پڑھا ھی
مفاد اُسمیں دنیا کا یا دین کا ھی
تو مجذوب کی طرح سب کچھہ بکینگے
نہ حجت رسالت پہ لاسکتے ھیں وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ھیں وہ
دلیلیں ھیں سب آج بیکار اُنکی
پڑے اُس مشقت میں ھیں وہ سرا پا
گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بٹیا
نہیں جانتے یہہ کہ جاتے کدھر ھیں
مثال اُنکی کوشش کی ھی صاف ایسی
ادھر اور اُدھر ٹیک ٹیک آگ ڈھونڈتی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا
لیا جاکے تھام اور سبنے اُسیدم
لگے اُسکو سلگانے سب ملکے پیہم
یونہی رات ساری اُنھوں نے گنوائی
گذرتے تھے جو جانور اُس طرف سے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
نہ سمجھے وہ جبتک ھوا دن نہ روشن
نہ جھاڑینگے گرد توھم سے دامن
بہت جلد ھو جائیگا آشکارا

بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
تو ھی اُنکی سب سے بڑی یہہ لیاقت
تو منوا کے چھوڑیں اُسے اک جہاں سے
اُنھیں جو کچھہ آتا ھی اُسکو بتا دیں
میاں مٹھو اپناسا اُسکو بنا دیں
اسی پر ھی فخر اُنکو بین الاماثل
نہ دربار میں لب ھلانے کے قابل
نہ بازار میں بوجھہ اُٹھانے کے قابل
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر
مراد آپکی اسکے پڑھنے سے کیا ھی
نتیجہ کوئی یا کہ اُسکے سوا ھی
جواب اسکا لیکن نہ کچھہ دے سکینگے
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ھیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ھیں وہ
نہیں چلنی توپوں میں ہتھیار اُنکی
نتیجہ نہیں اُنکو معلوم جسکا
اُسی راہ پر پڑلیا گلہ سارا
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ھیں
کہ کھائی کہیں بندروں نے جو سردی
کہیں روشنی اُنکو پائی نہ اُسکی
پتنگا اُسے آگ کا سبنے سمجھا
کیا کھانس پھونس اُسپہ لاکر فراھم
نہ کچھہ آگ سلگی نہ سردی ھوئی کم
مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی
جب اِس کشمکش میں اُنھیں دیکھتے تھے
کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے
ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ
اسیطرح جو ھیں حقیقت کے دشمن
پہ جب ھوگا نور سحر لمعہ افگن
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ ایک شرارا

شریفوں کي اولاد بے تربیت ھے … تباہ اُنکي حالت بُري اُنکي گت ھے
کسیکو کبوتر اُڑانے کي لت ھے … کسیکو بٹیریں لڑانے کي دھت ھے
چرس اور گانجے پہ شیدا ھے کوئي … مدک اور چنڈو کا رسیا ھے کوئي
سدا گرم انفار سے اُنکي صحبت … ھر اک رند و اوباش سے اُنکي ملت
پڑھے لکھوں کے سایہ سے اُنکو وحشت … مدارس سے تعلیم سے اُن کو نفرت
کمینوں کے چرکہ میں عمریں گنواني … اُنھیں گالیاں دیني اور آپ کھاني

نہ علمي مدارس میں ھیں اُنکو پاتے … نہ شایستہ جلسونمیں ھیں آتے جاتے
پہ میلوں کي رونق ھیں جاکر بڑھاتے … پڑے پھرتے ھیں دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ھیں بھاگے … مگر ناچ گانے میں ھیں سب سے آگے

اگر کیجئے اُن پاک شہدوں کي گنتي … ھوا جنکے پہلو سے بچکر ھے چلتي
ملي خاک میں جن سے عزت بڑونکي … مٹي خاندانوں کي جنسے بزرگي
تو بہہ جسقدر خانہ برباد ھونگے … وہ سب اِن شریفوں کي اولاد ھونگے

ھوئي اُنکي بچپن میں یوں پاسباني … کہ قیدي کي جیسے کٹے زندگاني
ابھي ھونے جب کچھہ سمجھہ بوجھہ سیاني … چڑھي بھوت کي طرح سر پر جواني
بس اب اُنکا گھر میں دشوار تھمنا ھے اُنکا … اکھاڑوں میں تکیوں میں رمنا ھے اُنکا

نشہ میں مئی عشق کے چور ھیں وہ … صف فوج مژگان میں محصور ھیں وہ
غم چشم و ابرو میں رنجور ھیں وہ … بہت ھاتھہ سے دل کے مجبور ھیں وہ
کریں کیا کہ ھے عشق طینت میں اُنکے … حرارت بھري ھے طبیعت میں اُنکے

اگر شش جہت میں کوئي دلربا ھے … تو دل اُنکا نادیدہ اُس پر فدا ھے
اگر خواب میں کچھہ نظر آگیا ھے … تو یاد اُسکی دن رات نام خدا ھے
بھري سبکي وحشت سے روداد ھے یہاں … جسے دیکھئے قیس و فرھاد ھے یہاں

اگر ماں ھے دُکھیا تو اُنکي بلا سے … اپاھج ھے باوا تو اُن کي بلا سے
جو ھے گھر میں فاقہ تو اُنکي بلا سے … جو مرتا ھے کُنبا تو اُن کي بلا سے
جنھوں نے لگا لي ھو لو دلربا سے … غرض پھر اُنھیں کیا رھي ما سوا سے

نہ گالي سے دشنام سے جي چورائیں … نہ جوتي سے پیزار سے ھچکچائیں
جو میلوں میں جائیں تو لچپن دکھائیں … جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اوٹھائیں
لرزتے ھیں اوباش انکي ھنسي سے … گریزاں ھیں رند انکي ھمسایگي سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجے … تو بھوونکا بوجھہ اپني گردن پہ لیجے
جو بیٹي کے پیوند کي فکر کیجے … تو بد راہ ھیں بھانجے اور بھتیجے
بني چھینکنا کو بکو گھر بہ گھر ھے … بہو کو ٹھکانا نہ بیٹي کو بر ھے

نہ مطلب نگاری کا ان کو سلیقہ / نہ دربار داری کا ان کو سلیقہ
نہ اُمید واری کا ان کو سلیقہ / نہ خدمت گذاری کا انکو سلیقہ
تلی یا تبر ہو تو کچھہ کام آئے / مگر انکو کس مد میں [illegible]

نہیں ملتی روٹی جنھیں پیٹ بھرکے / وہ گذران [illegible]
جو ہیں اُنمیں دو چار آسودہ گھر کے / وہ دن رات [illegible]
نمونے یہہ اعیان و اشراف کے ہیں / سلف انکے [illegible]

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہی / کہ جسکی طرف آنکھہ [illegible]
بہت جس سے آیندہ چشم بہی ہی / بقا منحصر جسپہ [illegible] ہی
یہی جان ڈالیگی باغ کہن میں / اسی سے بہار آئیگی اس چمن میں

یہی ہیں وہ نسلیں مبارک ہماری / کہ بخشیں گی جو دین کو استواری
کرینگی یہی قوم کی غمگساری / انہیں پر اُمیدیں ہیں موقوف ساری
یہی شمع اسلام روشن کرینگی / بڑونکا یہی نام روشن کرینگی

خلف انکے الحق اگر یہاں یہی ہیں / سلف کے اگر فاتحہ خواں یہی ہیں
اگر یادگار عزیزاں یہی ہیں / اگر نسل اشراف و اعیاں یہی ہیں
تو یاد اسقدر انکی رہ جائیگی یہاں / کہ اک قوم رہتی تھی اس نام سے یہاں

سمجھتے ہیں شایستہ جو آپکو یہاں / ہیں آزادی رائے پر جو کہ نازاں
چلن پر ہیں جو قوم کے اپنے خنداں / مسلماں ہیں سب جنکے نزدیک ناداں
جو ڈھونڈو گے یاروں کے ہمدرد اُنمیں / تو نکلیں گے تھوڑے جوانمرد اُنمیں

نہ رنج انکی افلاس کا انکو اصلا / نہ فکر انکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا / اوڑانا مگر مفت ایک اک کا خاکا
نہیں انکی پوشاک پر طعن کرنا / کہیں انکی خوراک کو نام دھرنا

عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا / نشانہ اُسے پھبتیوں کا بنانا
شماتت سے دل بھائیونکا دکھانا / یگانوں کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھہ درد کی چوٹ انکے جگر میں / نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

جہاز ایک گرداب میں پھنس رہا ہی / پڑا جس سے جوکھوں میں چھوٹا بڑا ہی
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہی / کوئی اُنمیں سوتا کوئی جاگتا ہی
جو سوتے ہیں وہ مست خواب گراں ہیں / جو بیدار ہیں اُنپہ خندہ زناں ہیں

کوئی انسے پوچھے کہ اے ہوش والو / کس اُمید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہی جو / نچھوڑیگا سوتوں کو اور جاگتوں کو
بچیں گے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے / اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیاں اپنے کیا کیا — کہ بگڑا ہوا یہاں ھی آوے کا آوا
فقیہہ اور جاہل ضعیف اور توانا — تاسف کے قابل ھی احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا میں کم ھیں — بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ھیں

[illegible] یہ اک مرد دانا سے پوچھا — کہ نعمت ھی دنیا میں سب سے بڑی کیا
[illegible] دین و دنیا — کہا گر نہو اُس سے انسان کو بہرہ
[illegible] لم و ہنر ھی — کہ جو باعث افتخار بشر ھی
[illegible] بھی اُس کو میسر — کہا مال و دولت ھی پھر سب سے بڑھکر
کہا [illegible] بھی اگر بند اُسپر — کہا اُسپہ بجلی کا گرنا ھی بہتر
وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے — خلایق سب اُسکی نحوست سے چھوٹے

مجھے ڈر ھی اے میرے ھمقوم یارو — مبادا کہ وہ ننگ عالم تمھیں ھو
گر اسلام کی کچھہ حمیت ھی تمکو — تو جلدی سے اُٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہہ قول آئیگا راست تمپر — کہ ھونے سے انکا نہونا ھی بہتر

رھو گے یونہیں فارغ البال کب تک — نہ بدلوگے یہہ چال اور ڈھال کب تک
ھوگی نئی پود پامال کب تک — نچھوڑو گے تم بھیڑیا چال کب تک
[illegible] فسانے فراموش کردو — تعصب کے شعلہ کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ھیں — ترقی کی راھیں سراسر کھلی ھیں
صدائیں یہہ ہر سمت سے آرھی ھیں — کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ھیں
تسلط ھی ملکوں میں امن و اماں کا — نہیں بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بد خواہ ھی دین و ایماں کا کوئی — نہ دشمن حدیث اور قرآں کا کوئی
نہ ناقض ھی ملت کے ارکاں کا کوئی — نہ مانع شریعت کے فرماں کا کوئی
نمازیں پڑھو بیخطر معبدوں میں — اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

کھلی ھیں سفر اور تجارت کی راھیں — نہیں بند صنعت کی حرفت کی راھیں
جو روشن ھیں تحصیل حکمت کی راھیں — تو ھموار ھیں کسب دولت کی راھیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا — نہ رستوں میں قزاق و رھزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ھیں رستے پلوں میں — گھروں سے سوا چین ھی منزلوں میں
ھر اک گوشہ گلزار ھی جنگلوں میں — شب و روز ھی ایمنی قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا — وسیلہ ھی وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ھیں ملکوں سے دمدم کی خبریں — چلی آتی ھیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ھیں ھر اک بر اعظم کی خبریں — کھلی ھیں زمانہ پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا — ھی آئینہ احوال روے زمیں کا

خالي نهيں ' اُسپر نظر ڈالنے اور اُسكا ريويو لكهنے سے ميرا مقصد يهه هى كه جهاں تك مجهه سے هوسكے اُن دونوں قسم كے مضامين ميں تميز كروں ' اور اُنكے رساله كا ماحصل بهي اس ريويو ميں لكهوں *

يهه رساله درحقيقت ايك خط هى ' امام صاحب نے اُسكو اسطرح پر شروع كيا هى كه " اے بهائي اور اے ميرے دوست جب تم حاسدوں كے طعنے ميري بعض كتابوں كي نسبت سنو جو ميںنے اسرار علامات دين ميں لكهي هيں ' اور جنكي نسبت طعنه كرنے والے سمجهتے هيں كه اُنميں متقدمين علماء علم كلام كے مخالف باتيں هيں ' اور وہ مذهب اشاعرہ سے الگ هونے كو گو كه وہ بالشت هي بهر كيوں نهو ' اور اُنكے خلاف كرنے كو گو كه وہ ايك ذرہ سي چيز هي ميں كيوں نهو' گمراهي جانتے هيں' تو اے ميرے دوست دل تنگ مت هوؤ' اور ايسے لوگوں كي باتوں پر صبر كرو ' اور پوہ پوہ كركے چهوڑدو ' اے ميرے دوست جس شخص پر لوگ حسد نكريں اُسكو حقير جان ' اور جسكو كافر و گمراہ نكهيں اُسكو ناچيز سمجهه ' سيدالمرسلين سے زيادہ كون شخص هوگا ' اُنكي* باتوں كو بهي لوگوں نے اگلے زمانه كے زٹل قافيئے بنايا ' پهر اُنكے جهگڑے ميں مت پڑو اور اُنكو راہ پر لانے كي توقع مت ركهو ' كيا تمنے نهيں سنا ' —

كل العداوة ترجي سلامتها * الا العداوة من اعداك عن حسد

اگر كوئي بهي ايسے لوگوں كو راہ پر لاسكتا تو اُنسے بهي بڑوں كے حق ميں خدا ايسي سخت آيتيں كيوں نازل فرماتا ' كيا تمنے قران كي وہ آيت نهيں سني جسميں خدا نے فرمايا هى " اگرچه اُنكا آنا كاني دينا تجهكو گراں گذرتا هو پهر اگر تجهسے هوسكے كه زمين ميں ايك سرنگ اور آسمان پر ايك سيڑهي ڈهونڈ نكالے اور اُنكے لئے كوئي نشاني لے آوے " (توبهي وہ راہ پر نهيں آئينگے) ' اور ايك جگهه يهه فرمايا هى كه " اگر هم اُنكے لئے ايك دروازہ آسمان ميں كهولديں اور وہ اُسميں چڑهنے لگيں تو كهيں گے كه هماري آنكهوں پر ڈهٹ بندي هوگئي هى اور هم لوگوں پر جادو كيا گيا هى " اور ايك جگه فرمايا هى كه " اگر هم تجهپر كاغذ پر لكهي هوئي ايك كتاب اُتاريں اور وہ اپنے هاتهوں سے اُسكو چهو ليں تو جو لوگ منكر هيں وہ كهينگے كه يهه تو كهلا هوا جادو هى " اور ايك جگهه فرمايا هى كه " اگر هم اُنپر فرشتے بهيجتے اور مردے اُنسے باتيں كرتے اور اُنكے پاس هرايك شي كو اكهٹا كرديتے تو بهي وہ ايمان نه لاتے " *

سمجهو كه كفر اور ايمان كي حقيقت اور اُنكي حد اور حق و ناحق كا بهيد اُن دلوں پر نهيں كهلتا جو جاہ و منزلت كي تلاش سے اور مال كي محبت سے ميلے كچيلے اور ناپاك هوگئے هيں' بلكه وہ ايسے دلوں پر كهلتا هى جو اول تو دنيا كے ميل كچيل سے پاك صاف هوگئے هيں' پهر كامل رياضت سے اُنكو جلا هوگئي هى' پهر خدا كي ياد سے منور هوگئے هيں'

پھر غور سوچ سمجھہ سے اُنمیں حلاوت آگئي ہی؛ پھر شرع کي پابندي سے مزین ہوگئے ہیں؛ اور مشکواۃ نبوت سے اُنپر نور کي شعاعیں پڑنے لگي ہیں؛ اور جلا دار آئینہ کي مانند ہوگئے ہیں؛ اور اُنکہ ایمان کا چراغ بلور کي ھانڈیوں میں ہی؛ اور اُنکے دل سے نور کے چمکارے نکلنے ہیں؛ بغیر آگ کے چھوئے اُنکے دل کا چراغ روشن ہی — یہہ اسرار ملکوت کسطرح ایسے لوگوں پر کہل سکتے ہیں جنکي خواہشیں اُنکا خدا اور جنکے معبود سلاطین ہیں اور درہم و دنانیر اُنکا قبلہ اور جاہ ومنزلت اُنکي شریعت اور ارادت ہی ؛ دولت مندوں کي خدمت کرنا اُنکي عبادت اور تمام وسواس اُنکا ذکر اور حیلوں کا ڈھونڈنا اُنکي حشمت ہی — پھر ایسے لوگ کسطرح کفر کي ظلمت اور ایمان کي روشني کو تمیز کرسکتے ہیں ؛ کیا الہام رباني سے ؟ اُنکا دل تو دنیا کي آلایش سے پاک ہوا ہي نہیں ؛ اور کیا کمال علمي سے ؟ اُنکي پونجي علم کي تو صرف یہہ ہی کہ نجاست دور کرنے کو زعفران کا لیپ بتاتے ہیں — ان باتوں کا جاننا بہت دور ہی؛ پھر اے میرے دوست تو اپنے کم میں لگا رہ اور اپني اوقات اُن لوگوں کي باتوں میں خراب مت کر ؛ جو لوگ ہمکو بُرا کہتے ہیں اُنکا کچھہ خیال مت کر دنیا کي زندگي ہي کو وہ جانتے ہیں یہي اُنکا علم ہی — خدا اُنکو بھي خوب جانتا ہی جو گمراہ ہیں اور اُنکو بھي خوب جانتا ہی جو راہ پر ہیں" *

اِس مقام پر امام غزالي صاحب نے اُن لوگوں کي نسبت جو اُنکو کافر و مرتد و گمراہ بتاتے تھے خوب دل کے پھپولے پھوڑے ہیں اور اپنے مخلصین کو نہایت عمدہ نصیحت کي ہی اور بلاشبہہ ایسے شخص کے احباب کو ایسا ہي کرنا چاہیئے؛ ایسے شخص کے مخالفوں سے تکرار و مباحثہ محض بےسود ہی؛ ایسے مباحثوں سے مخالفین میں ناداني و ناسمجھي پر ضد و نفسانیت کي بیماري زیادہ بڑہ جاتي ہی اور جو مرض علاج کے قابل ہوتا ہی وہ لاعلاج ہوجاتا ہی؛ پس ایسے شخص کے مخلصین کو ضرور ہی کہ وہ معاندین کي باتوں پر صبر کریں اور یقین کریں کہ الحق یعلو ولا یعلی؛ اور اسیوقت کے آنیکے منتظر رہیں *

مگر اس مقام پر امام غزالي صاحب نے دو قسم کے دلوں کا حال لکھا ہی ایک اُنکا جو اسرار ملکوت اور کفر و ایمان کي حقیقت کے سمجھنے کے قابل ہیں اور دوسرے وہ جو ناقابل ہیں؛ اور اُن دونوں دلوں کے اوصاف بیان کیئے ہیں؛ مگر وہ مقام کسیقدر زیادہ تشریح کے قابل ہی *

اِس میں کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اس مقام پر امام صاحب نے جن لوگوں کے حال سے بحث کي ہی اُنمیں وہ لوگ جو علانیہ اہل دنیا کہلاتے ہیں داخل نہیں ہیں ؛ اہل دنیا سے میري مراد اُن دنیاداروں سے نہیں ہی جنکو اہل دنیا بھي " الدالخصام " سمجھتے ہیں بلکہ اُن سے مراد ہی جنہوں نے دنیا کو بغیر کسي بےایماني اور دغابازي کے اختیار کیا ہی؛ دنیا میں بحیثیت دنیاداري اپني عزت؛ اپنا نام؛ اپني شہرت؛ اپنا آرام؛ اپني حشمت

چاهتے هیں ' زهد و تقوی ' علم وافتا صبر و قناعت کےذریعه سے دنیا و آخرت میں تفوق کي خواهش اُنهوں نے ظاهر نهیں کي *

اُنهوں نے ایمان میں سے لا اله الاالله محمد رسول الله پر دل سے یقین کیا هی وه خدا کي ذات کو بےنقص اور رسول الله کو بےعیب سمجهتے هیں ' وه کسي ایسي بات کو جس میں اُنکي دانست میں خدا پر کوئي نقص آتا هو اور رسول پر کوئي عیب لگتا هو نهیں مانتے ' گو وه کسي نے کهي هو اور کسي نے لکهي هو ' اور گو کهنے والے اور لکهنے والے کےنزدیک اُس سے کوئي نقص نه آتا هو ' اور عیب نه لگتا هو ' اور گو بالفرض درحقیقت وه بات کوئي نقص یا عیب کي نهو مگر اس وجهه سے که وه اُسکے ناقص اور معیوب هونے پر یقین رکهتے هیں ' گو که وه غلطي پر هوں خدا اور رسول کي شان سے اُسکو بعید سمجهتے هیں ' اور اسلیئے اُسپر یقین نهیں کرتے — غرضکه اُنکو خدا کے تقدس اور رسول کي منزلت پر ایسا یقین هی که کسي دوسرے کي اُسکے سامنے کچهه حقیقت نهیں سمجهتے ' پهر وه کوئي کیوں نهو *

اعمال میں سے فرایض کو حق سمجهنا ' اور جس طرح پر هوسکیں اُنکو توتا پهوتا مسلسل یا گندےدار ادا کرنا ' اور اُس میں کوتاهي کو اپني شامت اعمال سمجهنا ' اور اُس پر تاسف کرنا ' دلکو بدي اور بدنیتي کینه و فساد و بغض و حسد سے پاک رکهنا ' کسي کے ساتهه دغابازي نکرنا ' کسي کا مال نه مار رکهنا ' کسي کو ایذا و تکلیف نه پهنچاني ' هر ایک کے ساتهه سچّي محبت سچّي دوستي سے پیش آنا ' سب کي بهلائي چاهنا ' سب کے ساتهه ایمانداري سے معامله کرنا اور رکهنا اختیار کیا هی *

دنیا تو گویا اُنکا مقصد هي هی ' اُن باتوں کے سوا اُنهوں نے دنیا هي دنیا کو پکڑا هی ' روپیه کے ایمانداري سے پیدا کرنے میں اپني محنت و مشقت سے روتي کمانے میں بے انتها کوشش کرتے هیں ' روپیه کماتے هیں ' عمده عمده مکانات بناتے هیں ' دنیا میں عزت و ترقي حشمت حاصل کرتے هیں ' باغ بناتے هیں ' اور اُسکے پهولوں اور بیلوں کي سیر سے خوش هوتے هیں ' میوے کهاتے هیں ' گهوڑوں پر چڑهتے هیں ' عمده سے عمده کپڑا پهنتے هیں ' اور اچهے سے اچهے کهانے کهاتے هیں ' قالینوں کے فرش کو جوتیوں کے تلے بچهاتے هیں ' تمام عیش و آرام جو که انسان عمده اخلاق اور شایستگي کے ساتهه کرسکتا هی کرتے هیں ' خدا کي پیدا کي هوئي چیزوں کو جسلیئے اُسنے پیدا کیا هی برتتے هیں ' اور کام میں لاتے هیں ' اور کهتے هیں که خدا نے همکو دیا هی هم کیوں نه برتیں اور کیوں مصیبت بهگتیں ' اگر خدا کو انسے همارا عیش و آرام مقصود نه تها تو اُنکو پیدا هي کیوں کیا تها ' پس همارا فرض هی که هم اُنکو برتیں اور عیش اُڑاویں مگر زیادتي نکریں کیوں که جسطرح کے استعمال کے لیئے وه بنائي گئي هیں اگر اُسطرح پر استعمال نه کریں تو نمک حرام اور چور هونگے نه شریف دنیادار — وه نه دعوي دینداري کرتے هیں ' نه کسي کے پیشوا بنا چاهتے هیں ' نه اپنے تئیں تابع سنت کهوانا پسند

کرتے هیں، نه پیر مُرشد نه ممبر پر واعظ بننا چاهتے هیں، نه استفتا کے مُفتي، سیدهی طرح سے خدا کے بندے رسول کي اُمت خدا کے دیئے هوئے عیش و آرام میں مَست رهتے هیں — پس ایسے لوگ تو امام صاحب کي بحث سے خارج هیں *

هاں جو کچهه اس مقام میں امام صاحب نے لکها هی وہ اُن لوگوں کي نسبت لکها هی جو جبه و عمامه دار هیں، دنیا چهوڑ دین کي راہ پر چلتے هیں، دن رات قال الله و قال الرسول میں بسر کرتے هیں، دین هي دین پکارتے هیں، دین هي کا اوڑهنا دین هي کا بچهونا بناتے هیں، دنیا داروں نے جسقدر مختصر انچهر دین کے اختیار کیئے تهے؛ اُن دینداروں نے اُسیقدر مختصر باتیں دنیا کي اختیار کي هیں، اور جسقدر وہ دنیا کے حاصل کرنے میں مشغول تهے اُسیقدر وہ دین کے حاصل کرنے میں مشغول هیں، گویا پہلے فرقے کے بالکل برعکس هیں، اسي مقدس فرقے کا (خدا اُنسے پناہ میں رکهے) امام غزالي صاحب نے ذکر کیا هی — بیشک جب یهه فرقه کریلا اور نیم چڑها هوجاوے، یعني هواے نفس کو اپنا خدا، اور سلاطین کو اپنا معبود، اور درهم و دنانیر کو اپنا قبله، اور حب جاہ کو اپني شریعت، اور اهل دول کي خدمت کو اپني عبادت، قرار دے تو وہ کبهي کفر کي ظلمت اور ایمان کي روشني کو تمیز نهیں کرسکتا فما قاله الغزالي فهو حق لاریب فیه *

مگر وہ دوسرا فرقه بهي نهایت هي خوفناک هی جنکي نسبت خیال کیا جاتا هی که اُنکا دل دنیا کے مَیل کچیل سے پاک هی، کامل ریاضت سے مُجلاً هی، خدا کي یاد سے معمور هی، فکر کي شیریني سے شیریں هی، شریعت کي پابندي سے مزین هی، مشکواۃ نبوت سے روشني لیئے هیں، چلادار آئینه کي مانند هیں، اُنکا نور ایمان سیشه کي هانڈي میں بے آگ کے سلگتا هی، نور کے چمکارے اُنکے دل سے نکلتے هیں — هاں یهه سچ هی که اس فرقه نے هواے نفس کو اپنا خدا اور سلاطین کو اپنا معبود اور درهم و دنانیر کو اپنا قبله نهیں بنایا، مگر خود هواے نفس نے اُنکو اپنا خدا اور خود سلاطین نے اُنکو اپنا معبود اور درهم و دنانیر نے اُنکو اپنا قبله بنایا هی پهر اُنکو بنانے کي کیا حاجت تهي *

جسوقت که پیر صاحب یا مولوي صاحب کے گرد اُنکے معتقدین کا حلقه هوتا هی اور حجر اسود کي مانند اُنکے دست مبارک کے بوسه دینے کو لوگ دوڑتے هیں تو اُنکا دست مبارک یمین الرّحمن اِسے بهي بالا دست هوجاتا هی، مولوي صاحب حضرت صاحب کي آواز کا چاروں طرف سے اُنکے کان میں آنا چاوشان کسرا و کیقباد کي آواز سے بهي قوي اثر اُنکے دل پر ڈالتا هی، مسکیني اور انکسار اُنکو آسمان پر چڑهاتي جاتي هی اسلیئے وہ اَوْر زیادہ مسکین اور منکسر هوتے جاتے هیں، سادہ وضعي پر لوگ فریفته هوتے هیں اسلیئے وہ اَوْر سادہ بنتے جاتے هیں، دنیا سے نفرت اُنکو دنیا دلاتي هی اور اسلیئے دنیا سے زیادہ نفرت کرتے جاتے هیں، بے طمعي حاجت سے زیادہ بغیر محنت کے درهم و دنانیر لادیتي هی اور اُس لیئے وہ زیادہ

بےطمع ہوتے جاتے ہیں - اُنکی ہر ایک بات پر لوگ امنا و صدقنا کہتے ہیں اسلیئے دوسرے کی بات کی حقارت جمتی جاتی ہی - ہاتوں کو چُھواتے چُھواتے پاؤں کو چُھواتے چُھواتے ہر ایک مشکل کے حل کو دعائیں منگواتے منگواتے ہرایک مسئلہ کا فتوی دیتے دیتے ایک اَوْر بےمعلوم چیز اُنمیں پیدا ہوجاتی ہی جسکے سبب بہلائی بُرائی دوزخ و بہشت کفر و ایمان کی کنجی وہ اپنے ہاتھہ میں سمجھنے لگے ہیں کسیکو کافر بنادیتے ہیں اور کسیکو مُرتد کسیکو جہنم دیتے ہیں اور کسیکو بہشت کبھی خازن جنت ہیں اور کبھی مالک جہنم خدا کے نور کے دل میں بھڑکنے کے خیال سے ظلمت پر ظلمت میں پڑتے جاتے ہیں — یہہ تمام باتیں مل ملاکر حضرت کو ایک ایسا شخص بنا دیتی ہیں جو پہول پہلاکر کُپا ہوجاتا ہی نہ کان رہتے ہیں جو کچھہ سنیں نہ آنکھیں رہتی ہیں جو کچھہ دیکھیں نہ منھہ رہتا ہی کہ حق بات کہیں جو سرور اور دلی آسایش اور دلکے پہولنے سے جو مزہ اس فرقہ کو آتا ہی نہ کسی دنیا دار کو میسر ہوتا ہی نہ کسی دولت‌مند کو اور نہ کسی صاحب تخت و سلطنت کو پس اس فرقہ سے بہی کفر کی ظلمت اور ایمان کی روشنی کو تمیز کرنے کی توقع نہیں ہی الا ماشاءالله — کوئی آفت انسان کے لیئے اس سے زیادہ نہیں ہی جبکہ وہ سمجھتا ہی کہ میں نیک ہوں — کوئی گمراہی انسان کے لیئے اس سے زیادہ نہیں ہی جب وہ جانتا ہی کہ میں پابند شریعت ہوں وہ زبان سے اپنے تئیں گنہگار کہتا ہی مگر اُسکا دل اُسکو جہٹلاتا رہتا ہی اس کہنے کو بہی وہ ایک نیکی اور تعلّی سمجھتا ہی اپنی چال ڈھال شریعت کے موافق بناتاہی مگر اُسکا دل روز بروز سیاہ ہوتا جاتا ہی — ازار کے دو انگل نیچے ہونے ڈاڑھی کے لنبی یا یکمشت دو انگشت ہونے کپڑے کو نجاست سے پاک کرنے پانی کے پاک ناپاک ہونے پر دن رات بحث کرتا ہی لنبے لنبے فتوے لکھتا ہی مگر دل کو نجاستوں سے پاک کرنے کا خیال بہی نہیں کرتا اکل حلال و صدق مقال پر لنبے لنبے وعظ کرتا ہی مگر جب کوئی لقمہ تر آجاوے تو جھپ نگل جاتا ہی اور اگر کبھی اُگل دیتا ہی تو اس اُمید پر کہ اس سے بہی زیادہ لقمہ تر بتر آویگا — یہی باتیں تہیں جنکے سبب حضرت عیسی نے فروسیوں اور صدوقیوں کو یعنی شریعت پر چلنے والے یہودیوں کو ملامت کی یہی لوگ اسکے مصداق ہیں کہ یلعنهم الله ویلعنهم اللاعنون عمدہ زندگی وہی ہی جو سیدھی سادی ایک دنیا دار کیسی ہو پہر خواہ وہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں قال رسول الله صلعم "لااعلم ما یفعل بی ولا بکم"

اس کے بعد امام صاحب اپنے دوست کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ "اگر تو اپنے دلکا اور اُنکے دل کا کانٹا نکالنا چاہتا ہی جنکو حاسدوں کے بہکانے نے نہیں اُبھارا اور تقلید نے اُنکو قید نہیں کیا بلکہ وہ اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں اور اُسیکہ پیاسے ہیں تو خود اپنے آپ سے اور اُنسے پوچھہ کہ کفر کی حد کیا ہی ؟ پھر اگر وہ یہہ کہیں کہ مذاہب

مشہورہ سے مخالفت کرنی کفر ھی ' ایسے شخص کو تو محض کودن سمجھہ' کہ اُسکو تقلید نے قید کر رکھا ھی ' اور نپٹ اندھا ھی ' اُسکے راہ پر لانے کو اپنی اوقات مت ضایع کر ' اُسکے لیئے تو یہی کافی ھی کہ اُسی کیسی بات سے جو اُسکا مخالف کہتا ھی اُسکو قایل کیا جاوے' کیونکہ وہ اپنے میں اور دیگر مذاهب کے مُقلدوں میں جو اُسکے مذہب کے برخلاف ھیں کُچھہ فضیلت نہیں پاتا — ایک شخص تمام مَذھبوں میں سے اشعري کے مذھب کو مانتا ھی اور سمجھتا ھی کہ جو باتیں اشعري کے مَذھب میں ھیں اُنکي مُخالفت کُفر ھی' اُس سے پوچھو کہ تونے کیونکر جانا کہ اشعري ھي کامذھب حق ھی جسکي مُخالفت کے سبب باقلاني کو کافر بتاتا ھی' جسنے الله تعالى کي صفت بقا کي نسبت اشعري کي مُخالفت کي ھی اور یہہ سمجھا ھی کہ صفت بقا ذات باري سے کُچھہ علاحدہ نہیں بلکہ عین ذات ھی ' اور کیوں اُسنے اشعري کي مُخالفت سے باقلاني کو کافر بتایا اور اشعري کو باقلاني کي مُخالفت سے کیوں نہ کافر سمجھا اور کسلیئے اُسنے اُنمیں سے ایک کو مذھب حق پر اور دوسرے کو باطل پر مانا ' اگر اسلیئے کہ اشعري باقلاني سے پہلے تھا تو اشعري سے پہلے معتزلي اور اَوْر لوگ تھے تو چاھیئے کہ وھي حق پر ھوں ' اور اگر علم اور سمجھہ کي زیادتي سے' تو کس ترازو اور کس پیمانہ سے اُسنے اُنکے علم کے درجوں کو تولا اور ناپا ھی جس سے اُسکو معلوم ھوا کہ جسکا وہ مُقلد ھی اُس سے بڑھکر کوئي نہیں ھی ' اور اگر وہ باقلاني کو مُخالفت کرنے کي اِجازت دیتا ھی تو اوروں کو کیوں منع کرتا ھی اور باقلاني اور کرابیسي اور قلانسي اور اَوْر لوگوں میں کیا فرق نکالتا ھی' اور اس تخصیص کي کیا وجہہ بتاتا ھی' اور اگر وہ یہہ گُمان کرتا ھی جیسے کہ بعض مُتعصبوں نے کہا ھی کہ باقلاني اور اشعري میں صرف لفظي اِختلاف ھی اور دوام وجود میں دونوں موافق ھیں' اور یہہ بات کہ صفت بقا عین ذات ھی یا ذات میں قایم ھی قریب قریب ھی' اور اِس اختلاف پر تشدد کي ضرورت نہیں ھی' تو وہ مُعتزلي پر یقین صفات باري میں کیوں تشدد کرتا ھی' کیونکہ وہ بھي تو اِس بات کے مُعترف ھیں کہ خدا عالم اور محیط جمیع معلومات پر ھی' جمیع ممکنات پر قادر ھی' اور اشعري سے صرف اسي بات میں اختلاف ھی کہ وہ عالم بالذات ھی یا بالصفت قایمة فی الذات' پھر ان اختلافوں میں کیا فرق ھی — اگر وہ یہہ کہے کہ ھم معتزلي کو اسلیئے کافر بتاتے ھیں کہ وہ یہہ کہتا ھی کہ خدا ذات واحد ھی اور اُسي ذات واحد سے علم و قدرت و حیات ھی' اور یہہ مختلف صفتیں مختلف الحقایق ھیں' اور حقایق مختلفہ کو ذات واحد کہنا یا سبکو ذات واحد ٹھہرانا ناممکن ھی' تو وہ کیوں اشعري کے اس قول کو مستبعد نہیں سمجھتا جب کہ وہ کہتا ھی کہ کلام ایک صفت ھی جو ذات باري میں قایم ھی' باوجودیکہ ذات باري واحد ھی اور کلام مختلف ھیں جیسیکہ توریت و انجیل و قرآن' اور امر و نہي' خبر دینا اور خبر چاھنا' اور یہہ سب حقایق مختلفہ ھیں خبر کسطرح حقیقت واحدہ ھوسکتي ھی ' جب کہ اُسپر صادق

اور کاذب ہونے کا اطلاق کیا جاتا ہی ' اور امر و نہي پر نہیں کیا جاتا ' پس جسپر صادق و کاذب کا اطلاق ہوسکے اور جسپر نہوسکے وہ کیونکر حقیقت واحدہ ہوسکتي ہیں ' پھر وہ نفي و اثبات دونوں کو ذات واحد میں جمع کرتا ہی — پھر اگر وہ اُسکا جواب ات کا ست دینے لگے اور اُسکي حقیقت نہ بتا سکے تو جانلے کہ وہ محقق نہیں ہی نرا مقلد ہی ' اُسکو چپ رہنا اور اُسکے جواب میں بھي خاموش رہنا چاہیئے کیونکہ مقلد کے سامنے دلیل کا لانا اور اُسکو سمجھانا بے فائدہ آھن سرد کوفتن ہی " *

یہہ تقریر امام صاحب کي نہایت عمدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہی ' مگر اُنہوں نے اُسکو نہایت محدود خیال کیا ہی ' یہہ تو ایک بڑا مضمون ہی صرف اشعري و باقلاني اور معتزلي هي پر محدود نہیں ہی بلکہ ادیان مختلفہ سےبھي متعلق ہی ' یہودي و عیسائي اور مسلمان مجوسي و برھمي سب کي نسبت یہي بحث ہی ' ایک مسلمان کیوں صرف اپنے مذہب کو حق اور اپنے هي کو ناجي اور سب مذہبوں کو باطل اور اُنکے پیروؤں کو کافر سمانا ہی ' اُسکا سبب بجز اسکے اورکچھہ نہیں کہ وہ اپنے متبوع پر اور اُسکے کلام پر پورا اعتقاد رکھتا ہی ' مگر یہودي و عیسائي مجوسي و برھمي بھي اسیطرح اپنے متبوع پر اعتقاد رکھتا ہی ' جو دلیلیں ایک مذہب والا اپنے متبوع کے قابل اتباع ہونیکي اپنے هي گروہ کي سند پر پیش کرتا ہی ' وهي دلیلیں دوسرے مذہب والا اپنے هي گروہ کي سند پر اپنے متبوع کے واجب الاتباع ہونیکي لاتا ہی ' خواہ وہ دلیلیں اُس متبوع کي ذاتي عمدگی اور اعلی سے اعلی درجہ رکھنے سے متعلق ہوں یا ذات باري سے تعلق خاص ثابت کرنے سے علاقہ رکھتي ہوں ' خواہ ظہور معجزات و خرق عادات اور اظہار عجایبات پر مبني ہوں — یہي سب سے بڑا مرحلہ ہی جو ہرایک مذہب والیکو جو صرف اپنے هي مذہب کے حق ہونیکا دعویدار ہی طے کرنا ہی — امام صاحب کو اس رسالہ میں صرف مذہب معین هي کے فرق متعددہ سے بحث کرني تھي اسلیئے اُنہوں نے اس بحث کو وسعت نہیں دي ' ہماري کوشش اسمیں ہی کہ ادیان مختلفہ میں سے مذہب حق کي تمیز کرنیکا طریقہ ظاہر کریں ' اور اسپر جو کچھہ ہمنے لکہا اُسکو لوگ نہیں سمجھے اور سمجھے تو کفر وارتداد اور نیچریت بمعني دہریت سمجھے ' اگرچہ موقع تہا کہ ہم بھي وهي کہیں جو امام صاحب نے کہا مگر ہمکو ایسي جرأت نہیں ہی اور ہم صرف اسي پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان ربي ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ہو اعلم بمن اہتدی *

اسکے بعد ایک نہایت عمدہ اور سچا فقرہ امام صاحب نے لکہا ہی ' فرماتے ہیں کہ " جو شخص صرف کسي ایک هي محقق پر راہ حق کو منحصر کرتا ہی وهي کفو اور تناقض کے قریب ہوتا ہی — کفر کے قریب تو اسلیئے ہوتا ہی کہ اُسنے اُس محقق کو ایسے نبي معصوم کا درجہ دیدیا ہی جسکي اتباع پر اسلام منحصر ہی اور جسکي مخالفت سے

کفر لازم آتا ھی ' (اسي مطلب کو ھمنے اپني تحریروں میں شرک في النبوة سے تعبیر کیا ھی) اور تناقض کے قریب اسلیئے ھوتا ھی کہ ھرایک مُحقق کو تحقیق لازم ھی اور تقلید اُسپر حرام ھی پھر کیونکر تحقیق و تقلید ساتھہ ھوسکتي ھی ' یہہ تو ایسي بات ھی جیسیکہ کوئي کہی کہ تجھکو دیکھنا واجب ھی مگر جو بنایا گیا ھی اُسکے سوا کچھہ مت دیکھہ اور اُسیکو تحقیق سمجھہ ' اور جو چیز تجھکو مشتبہ بنائي گئي ھی اُسکو مشتبہ یقین کر پھر کیا فرق ھی اُس شخص میں جو کہتا ھی کہ صرف میرے مذھب کي پیروي کرو اور اُس شخص میں جو کہتا ھی کہ میرے مذھب اور میري دلیل دونوں کي پیروي کرو ' اور یہہ تناقض نہیں ھی تو اور کیا ھی " *

اسکے بعد امام صاحب اپنے دوست کو مخاطب کرکے فرماتے ھیں کہ " اگر تو کفر کي حد جاننی چاھے تو میں تجھکو اُسکي صحیح نشاني جو سب جگھہ اور ھرطرح ٹھیک آرے بتادوں تاکہ تو لوگونکو جب تک کہ وہ لاالہ الاالله محمد رسول الله پر یقین رکھتے ھیں ناحق کافر نہ کھے ' اور اھل اسلام کے حق میں زبان درازي نکرے ' گو کہ اُنکے طریقے کیسے ھي مختلف ھوں — پس سمجھہ لے کہ ' کفر ' رسول الله صلعم کي تکذیب ھی اور جو کچھہ اُنپر نازل ھوا ھی اُسکو جھٹلانا ھی ' یھودي اور عیسائیونکو کافر اسلیئے کہتے ھیں کہ وہ رسول الله کي تکذیب کرتے ھیں ' اور براھیمي اسلیئے کافر کہ تمام رسولونکو جھٹلاتے ھیں ' اور دھریہ بھي کافر ھیں کہ رسولونکو نہیں مانتے ' کفر ایک حکم شرعي ھی جسکا مطلب خلود في النار ھی ' اور اُسکي پہچان بھي شرعي ھی کہ نص صریح یا قیاس سے جو نص پر مبني ھو پہچانا جاتا ھی ' یہود و نصاری کے حق میں نص موجود ھی ' براھمہ وبت پرست اور زندیق اور دھریہ اُنھي کے ساتھہ ھیں ' کیونکہ وہ رسول کي تکذیب کرتے ھیں اور جو رسول کي تکذیب کرتا ھی وہ کافر ھے ' یہي عام علامت ھی جو الٹ پلٹ کر سب طرح ٹھیک آتي ھی " *

اسمقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کردیا ھی ' یہہ ٹھیک ھی کہ کفر ایک شرعي حکم ھی اور منکر یا مکذب رسول کافر ھی ' مگر شرعي کافر ' پس ایک موحد جو پورا پورا ٹھیک طور پر کامل موحد ھی ' مگر وہ نفس رسالت ھي کا منکر ھی اور اسلیئے کسي رسول کو نہیں مانتا اُسکا کفر بھي شرعي کفر ھی ' مگر اُسپر خلود في النار کا حکم دینا جیسا کہ اسمقام پر امام صاحب نے بیان کیا ھی صحیح نہیں — موحد کے کفر پر کوئي نص وارد نہیں ھی ' بلکہ برخلاف اُسکے نص آئي ھی ' قیاس بھي جو نص پر مبني ھو بلکہ مطلق قیاس بھي موجود نہیں ھی ' انبیاء صرف خدا کي وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اُسیکي عبادت کي ھدایت کرنیکو مبعوث ھوئے ھیں ' اور موحد اُسپر کامل یقین رکھتا ھی ' پھر اُسکے کفر مطلق پر قیاس بھي موجود نہیں ھی ' کفر شرعي اور کفر مطلق دو علاحدہ علاحدہ چیزیں ھیں جنمیں عموم خصوص من وجھہ کي نسبت ھی ' اور خلود في النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ھی ' اور وہ کفر

صرف شرک حقیقی سے خواہ ذات میں ہو خواہ صفات میں خواہ عبادت میں متحقق هوتا هی نه کسی دوسری چیز سے لانه بغفر مادون ذلک ، فافهم *

اسکے بعد امام صاحب نے جو کچھہ لکھا هی درحقیقت الهام ربانی معلوم هوتا هی ، اور تحقیق کا ایک دریاے عمیق و شفاف دکھائی دیتا هی ، جو نہایت دلفریبی سے بہتا چلاآتا هی ، وہ فرماتے هیں کہ " جو بات همنے بیان کی وہ نہایت غورکے لایق هی ، هرایک فرقه دوسرے فرقه کی تکفیر کرتا هی ، اور اُسپر رسول کی تکذیب کی تہمت دهرتا هی ، حنبلی اشعری کو کافر کہتا هی ، اور یہہ خیال کرتا هی که اُسنے جو خدا کے لیئے اُوپر کی جهة ثابت کی هی اور عرش پر خدا کا بیٹهنا مانا هی تو اُسنے رسول کی تکذیب کی هی ، اور اشعری حنبلی کو کافر کہتا هی ، اور خیال کرتا هی که وہ خدا کی تشبیهه کا قایل هی ، اور رسول نے جو کہا هی لیس کمثله شئی اسلیئے وہ رسول کی تکذیب کرتا هی ، اور اشعری معتزلی کو اس خیال سے کافر بتاتا هی ، که اُسنے خدا کے دیدار هونے اور خدا میں علم اور قدرت اور دیگر صفات کے قایم فی الذات هونے سے انکار کرنے میں رسول کی تکذیب کی هی ، اور معتزلی اشعری کو اس خیال سے کافر بتاتا هی ، که صفات کو عین ذات نه ماننا تکثیر فی الذات هی ، اور توحید ذات باری میں تکذیب رسول کی هی — پس ان جھگڑوں سے نکلنا جب تک که تکذیب و تصدیق کی حقیقت نه سمجھی جاوے مشکل هی " *

اسکے بعد امام صاحب تکذیب و تصدیق کی حقیقت اسطرح پر بتلاتے هیں که کسی خبر کی تصدیق صرف اُس خبرهی تک نہیں ٹہرتی بلکه مخبر تک پہونچتی هی ، اور اُسکی حقیقت اُس چیز کے وجود کو تسلیم کرنا هی جسکے وجود کی خبر رسول نے دی هی ، لیکن وجود کے پانچ درجے هیں اور اُنهی کے نه جاننے سے ایک فرقه دوسرے فرقه کو کافر بتاتا هی ، اور وجود کے پانچ درجے یہہ هیں (۱) وجود ذاتی (۲) وجود حسی (۳) وجود خیالی (۴) وجود عقلی (۵) وجود شبهی (شین اور بے کے فتح یعنی زبر سے) - پس جس چیز کے وجود کی رسول نے خبر دی هی ، اور جس نے اُسکے وجود کو ان پانچوں قسموں میں سے کسی قسم کے وجود سے تسلیم کیا هی تو وہ اُسکی تصدیق کرتا هی نه تکذیب ، اور اُسکی تشریح مثالوں میں بتائی جاویگی *

وجود ذاتی — حقیقی وجود هوتا هی جو خارج میں موجود هو اور حس اور عقل اُس سے اُسکو سمجھے ، جیسے که آسمان اور زمین اور جانور اور نباتات کا وجود هی جو حقیقتا موجود هی اور سب جانتے هیں بلکه اکثر اُنسے بجز اُنکے وجود کے اور کوئی معنی هی نہیں سمجھتے *

وجود حسی — ایسا وجود هوتا هی جو آنکھہ میں محسوس هوتا هی مگر خارج میں اُسکا وجود نہیں هوتا اُسکا وجود صرف حس هی میں هوتا هی اور حس کرنے والاهی اُسکو

دیکھتا ھی اور کوئی دوسرا شخص اُسکو نہیں دیکھتا ' جیسے کہ مریض جاگتے میں بعضي دفعہ
طرح طرح کي صورتوں کو اسیطرح دیکھتا ھی جیسیکہ وہ اور تمام موجودات خارجي کو جو
وجود حقیقي رکھتے ھیں دیکھتا ھی ' حالانکہ اُنکا وجود خارج میں کنچھہ نہیں ھوتا —
بلکہ کبھي انبیاء اور اولیا الله کو صحت کي حالت میں اور جاگتے میں ایک خوبصورت
شکل جو فرشتہ کي خیالی کي جاتي ھی دکھائي دیتي ھی' اور اُسکے ذریعہ سے اُن تک وحي
و الہام پہونچتا ھی' جیسیکہ حضرت مریم کو ایک آدمي کي صورت دکھائي دي تھي جسکي
نسبت خدا نے فرمایا ھی " فتمثل لہا بشرا سویا " اور جیسیکہ آنحضرت صلعم نے جبریل کو
بہت طرح کي صورتوں میں دیکھا ھی اور اصلي صورت میں صرف دوھي دفعہ دیکھا ھی' اور
جبکہ مختلف صورتوں میں دیکھا تھا تو صرف مثالی صورت تھي - اور جیسیکہ کوئي آنحضرت
صلعم کو خواب میں دیکھتا ھی ' آنحضرت نے فرمایا ھی کہ جسنے مجھے خواب میں دیکھا
تو اُسنے مجھي کو دیکھا کیونکہ شیطان میري شبیہہ نہیں بنتا - اور آنحضرت کے دیکھنے کا
یہ مطلب نہیں ھی کہ آپکا جسم مطہر روضہ مبارک سے نکلکر خواب دیکھنے والے پاس جاتا ھی
اور اُسکو دکھائي دیتا ھی ' بلکہ وہ دیکھنا اُس صورت کا ھی جو خواب دیکھنے والے کي حس
میں ھی' باقي تحقیق اس حدیث کي اور کتابوں میں لکھي گئي ھی — اور اگر تجہکو
ان باتوں پر یقین نہو تو خود اپني آنکھہ پر تجربہ کرکے یقین کرلے ' آگ کي ایک چنگاری
ایک سطح کي برابر لے اور زور سے ھلا وہ تجھکو ایک آتشیں لنبا خط دکھائي دیگي ' اُسکو
چکر دے تو وہ ایک گول آتشیں دائرہ معلوم ھوگي حالانکہ نہ خط موجود في الخارج ھی نہ
دائرہ بلکہ صرف تیرے حس میں ھی ' اور موجود في الخارج تو صرف وہ نقطہ ھی *

وجود خیالي — ان محسوس چیزوں کي صورت ھی جو ھمکو دکھائي دیتي ھیں جبکہ
وہ ھمارے سامنے موجود نہوں ' تم آنکھیں بند کیئے ھي ھاتي اور گھوڑے کي صورت اپنے خیال
میں پیدا کرسکتے ھو گویا کہ تم اُسکو دیکھہ رھے ھو اور وہ ھو بہو پوري صورت و شکل کا
تمہارے سامنے موجود ھی ' مگر موجود في الخارج کنچھہ بھي نہیں *

وجود عقلي — ھرایک چیز کي ایک حقیقت اور اُسکے لیئے کوئي معني یعني غایت
ھی' پس جبکہ عقل اُس شے کي غایت و مقصد کیطرف بلا لحاظ اُسکي صورت ذاتي یا خیالي
یا حسي کے منتقل ھوتي ھی تو اُس شے کا وجود وجود عقلي ھوتا ھی ' مثلا ھاتھہ ' اُسکي
ایک تو صورت موجودہ فی الخارج ھی جو اُسکا وجود ذاتي ھی ' اور ایک اُسکا وجود حسي
ھی ' اور ایک وجود خیالي ھی جسکي تفصیل اُوپر بیان ھوئي ' مگر اُسکے سوا ھاتھہ کے لیئے
ایک معني بھي ھیں جو در اصل اُسکي حقیقت ھی' اور وہ کیا ھی پکڑنے کي قدرت ' اور
یہي عقلي ھاتھہ ھی ' اور مثلاً قلم' اُسکي ایک صورت ھی مگر اُسکے لیئے ایک معني بھي
ھیں' اور وہ کیا ھیں علوم کو نقش کردینا ' اور اس امر کو بغیر اسکے کہ قلم کو لکڑي یا نیزہ

یا پر یا استیل کي صورت پر خیال کیا جاوے عقل تسلیم کرلیتي ھی ' اور یہي اُسکا وجود عقلي ھی *

وجود شبہي (بضم شین وبائے موحدہ) — وہ ھی کہ نفس شی موجود نہو' نہ خارج میں اور نہ في الخارج اور نہ في الحس اور نہ في الخیال اور نہ في العقل' بلکہ ایک ایسي چیز موجود ھو جو اُسکي کسي خاصیت یا صفت میں مشابہ ھو — یہہ ذرا دقیق بات ھی آیندہ مثال میں بخوبي سمجھہ میں آویگي *

ان پانچوں اقسام وجود کے بیان کے بعد امام صاحب اُنکي مثالیں بیان کرتے ھیں اور فرماتے ھیں کہ وجود ذاتي جو کچھہ تاویل کا محتاج نہیں ھی اُس سے تو یہي ظاھري وجود مراد ھوتا ھی' اور اُسکی مثال میں فرماتے ھیں جیسے عرش و کرسي و سبع سماوات' جنکي خبر رسول صلعم نے دي ھی اور اُنکے وجود سے اُنکا ظاھري وجود مراد ھی اسلیئے کہ یہہ چیزیں بنفسہ موجود ھیں خواہ وہ حس سے اور خیال سے جاني جاویں یا نہ جاني جاویں *

یہہ اجتہاد تھا امام صاحب کا اور جو مثال کہ امام صاحب نے اسمقام پر دي ھی یہہ وھي تعلیمي و تربیتي بندش ھی جو توٹ نہیں سکي' تعلیم نے جو ابتدا سے اُنکے دل پر آسمان کے جسم کا ایسا ھی یقین دلادیا تھا جیسیکہ زمین کا اسلیئے اُنہوں نے مثال دینے میں آسمان و زمین میں کچھہ امتیاز نہیں کیا — یونانیوں کي ھیئت نے اُنکے سات عدد ھونیکا اور آٹھوں فلک ثوابت اور نوں فلک اطلس کا ایسا یقین دلا رکھا تھا کہ اُنکي تعداد کا بھي اُنکو ایسا ھي یقین تھا جیسیکہ زمین کا ' اور جو کہ یہہ غلط یقین کي ھوئي چیزیں نہ اُنکو دکھائي دیتي تھیں نہ محسوس ھوتي تھیں اسلیئے کہدیا کہ " اُدرکت بالحس والخیال اولم یدرک " اور یہہ نہ سمجھے کہ جو چیز نہ ظاھرا دکھائي دیتي ھو نہ حس و خیال سے معلوم ھوتي ھو تو اُسکا وجود ذاتي مع التشخص کیونکر مانا جاسکتا ھی' اور وہ شی کیونکر وجود ذاتي کي اُن معنوں میں جو خود اُنہوں نے بیان کیئے ھیں مثال ھوسکتي ھی *

وجود ذاتي کي نسبت زمین کي مثال بالکل صحیح ھی — سموات کے لفظ سے اگر یہي نیلا نیلا گنبد جو ھمکو دکھائي دیتا ھی مراد ھو گو اُسکي ماھیت کچھہ ھي ھو تو بھي وجود ذاتي کي مثال دینے میں چنداں مقام تامل نہیں ھی ' لیکن اگر اُس سے آگے بڑھو اور آسمان کا جسم یا جرم ایسا مانو جیسا کہ حکماء یوناني نے مانا ھی' اور علماء اسلام نے بھي اُسکو تسلیم کر کر غلطي سے وھي مطلب قرآن کا بھي قرار دیا ھی تو اسمیں کلام ھی' اور پھر کسیطرح سموات وجود ذاتي کي مثال نہیں ھوسکتي ' اور اُنکے ساتھہ عدد کو بھي وجود ذاتي کي مثال میں داخل کرنا تعجب پر تعجب ھوتا ھی *

عرش وکرسي کي تعریف یا اُنکي صورت یا اُنکے جسم کي حالت یا اُنکي ماھیت خدا نے نہیں بتائي اور کوئي وجہہ نہیں ھی کہ اُنکے وجود کو وجود عقلي سے خارج کرکے وجود

ذاتي کي مثال میں داخل کیا جاوے' پس یہہ وهي گندا پاني هی جو اس شفاف دریا میں مل گیا هی *

وجود حسي کي امام صاحب نے دو عمدہ مثالیں دي هیں - پہلي مثال رسول خدا صلعم کا موت کي نسبت یہہ فرمانا هی کہ قیامت کے دن ابلق مینڈھے کي صورت میں موت لائي جاویگي اور دوزخ و بہشت کے بیچ میں ذبح کرڈالي جاویگي' اسپر امام صاحب فرماتے هیں کہ جو یہہ دلیل لاتا هی کہ موت عرض هی' یا عدم عرض هی' یعني یا تو خود علاحدہ موجود نہیں هی بلکہ مردہ میں پائي جاتي هی یا زندہ میں جو حیات موجود هوتي هی اُسکے نہونیکا نام موت هی' پس جبکہ وہ علاحدہ کوئي چیز نہیں هی تو اُسکا مینڈھے کي صورت میں لایا جانا محال هی' تو وہ شخص اس حدیث کا مطلب یہہ قرار دیتا هی کہ قیامت میں لوگ ایسا هوتا دیکھینگے' اور اُس مینڈھے کي صورت کو جو وہ دیکھینگے موت سمجھینگے' اور یہہ صرف اُنکي حس میں موجود هوگا نہ موجود في الخارج — اور جو شخص اُس دلیل کو تسلیم نہیں کرتا وہ سمجھتا هی کہ درحقیقت موت هي مینڈھے کي صورت بن جاویگي اور وهي ذبح کي جاویگي *

دوسري مثال وجود حسي کي رسول خدا صلعم کا جنت کي نسبت یہہ فرمانا هی کہ مجھکو اس چار دیواري کے جوزان کے اندر جنت دکھلائي گئي' پس جو شخص یہہ دلیل لاتا هی کہ تداخل اجسام محال هی اور چھوٹي چیز کے اندر بڑي چیز نہیں سماسکتي' وہ اسکے معني یہہ کہتا هی کہ خود جنت اُس چار دیواري میں نہیں چلي آئي تھي لیکن حس میں جنت کي صورت بن گئي تھي گویا کہ وہ دکھائي دیتي هی' اور بڑي چیز کا چھوٹي چیز میں دکھائي دینا غیر ممکن نہیں هی جسطرح آسمان چھوٹے سے آئینہ میں دکھائي دیتا هی اور اسطرح کا دکھلانا صرف خیال میں آنے سے بالکل جدا چیز هی اور یہہ تفرقہ اُس وقت سمجھہ میں آجاتا هی جبکہ آسمان کو آئینہ میں دیکھو اور جبکہ آنکھہ بند کرکے اُسکا خیال کرو تو آئینہ میں آسمان کي صورت تخیئل کي صورت سے دوسري طرح پاؤگے *

وجود خیالي کي مثال امام صاحب نے رسول خدا صلعم کے اس قول سے دي هی کہ حضرت نے فرمایا کہ " گویا میں یونس ابن متی کو دیکھتا هوں اُسپر دو قطواني عبائیں هیں وہ لبیک کہتا هی اور پہاڑ اُسکو جواب دیتے هیں اور خدا کہتا هی لبیک اے یونس " آنحضرت صلعم کا ایسا فرمانا اسي پر مبني هی کہ حضرت کے خیال میں یہہ صورت بندھ گئي تھي اسلیئے کہ اس حالت کا وجود آنحضرت صلعم کے وجود سے پہلے تھا اور وہ معدوم هوگیا تھا اور اُس وقت موجود نہ تھا *

اور یہہ بھي هوسکتا هی کہ حضرت کي حس میں یہہ حالت اسطرح پر آئي تھي کہ اُسکو دیکھتے تھے جیسے کہ خواب دیکھنے والا صورتیں دیکھتا هی لیکن یہہ فرمانا کہ گویا میں

دیکھتا هوں اس بات کا اشارہ کہ حقیقت میں دیکھنا نہ تھا اور اس سے غرض صرف مثال سے مطلب کا سمجھانا هی نہ خاص اس صورت کا هونا ' بہرحال جو چیز خیال میں بندهجاتي هی وہ دیکھنے هي کي جگہہ هوجاتي هی اور اسلیئے وہ دیکھنا هي هوجاتا هی *

وجود عقلی کي امام صاحب نے دو مثالیں دي هیں — پہلي مثال رسول خدا صلعم کا یہہ فرمانا هی کہ جو شخص سب سے اخیر کو دوزخ میں سے نکالا جاویگا اُسکو دنیا سے دس گني جنت ملیگي — ظاهر میں تو اس سے معلوم هوتا هی کہ دنیا کے عرض و طول سے دس گني جنت ملیگي اور یہہ تفاوت حسي و خیالي هی اور جب اسبات کا تعجب هوتا هی کہ کیونکر دنیا سے باعتبار مساحت کے دس گني هوسکتي هی' کیونکہ جنت تو آسمان پر هی جیسیکہ روایتوں سے ظاهر هوتا هی' پھر آسمان میں دس گني دنیا سے کیونکر جنت سماسکتي هی اسلیئے کہ آسمان بھي تو دنیا هي میں داخل هی تو تاویل کرنے والا اس تعجب کواسطرح دور کرتا هی کہ اس تفاوت سے تفاوت معنوي اور عقلي مراد هی نہ حسي و خیالي ' جیسیکہ کہتے هیں کہ یہہ موتي تو گھوڑے سے دس گنا هی یعني مالیت و قیمت میں جو عقلي تفاوت هی نہ گھوڑے کے قد و قامت سے جو حسي و خیالي تفاوت هی' *

اس مثال میں تو امام صاحب نے صرف ملّاپن هي برتا هی' اُنھوں نے بلا تنقیح اسبات کے کہ فوق کے اور آسمان کے اور جنت کے اور دوزخ کے وجود سے منجملہ اقسام وجود کے جو اُنھوں نے بیان کیئے هیں کونسا وجود متحقق هی اس حدیث کو مثال میں پیش کردیا هی ' اور اُسي تعلیمي و تربیتي بندش سے بہشت اور دوزخ کے وجود کو منوا مالي کے باغ اور کلوا لوهار کي بھٹي کي مانند تسلیم کرلیا هی ' فلیتعجب کل العجب ' *

دوسري مثال رسول خدا صلعم کا یہہ فرمانا هی کہ چالیس دن تک خدانے اپنے هاتھہ سے آدم کي متي کو گوندها هی جس سے خدا کے هاتھہ هونا معلوم هوتا هی — پس جس شخص کے نزدیک دلیل سے ثابت هوا هی کہ خدا تعالی کے هاتھہ هونا محال هی جو ایک عضو محسوسہ اور متخیلہ هی تو وہ شخص الله کے لیئے عقلي هاتھہ ثابت کرتا هی یعني جو حقیقت اور غایت هاتھہ کي هی وہ خدا میں ثابت کرتا هی نہ هاتھہ کي صورت' اور هاتھہ کي حقیقت کیا هی ؟ پکڑنا ' اُس سے کام کرنا ' دینا' چھین لینا ' جو بواسطہ ملائکہ هوتے هیں ' رسول خدا صلعم نے فرمایا هی کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا اور کہا کہ تیرے واسطہ سے دونگا اور نہ دونگا ' اور اس سے عقل کا عرض هونا یعني نفس عقل میں قایم هونا نہیں پایا جاتا جیسا کہ متکلمین نے خیال کیا هی کیونکہ ممکن نہیں هی کہ عرض یعني وہ چیز جو ایک دوسري چیز میں قایم هو سب سے اول مخلوق هو بلکہ اُس سے

فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مراد ہوسکتا ہی جسکا نام عقل ہی اس حیثیت سے کہ وہ اشیاء کی ذاتی باتوں کو بغیر سکھاے جانتا ہی - اور اُسیکا نام قلم ہی اِس حیثیت سے کہ وہ انبیاء اور اولیا الله اور تمام ملائکہ کے لوح دل پر حقایق علوم کو وحی والہام سے نقش کردیتا ہی - ایک اَور حدیث میں آیا ہی کہ سب سے پہلے قلم کو خدا نے پیدا کیا ' پس اگر عقل و قلم کو ایک نہ مانا جاوے تو دونوں حدیثوں میں تناقض ہوتا ہی - ایک شی کے مختلف حیثیوں سے متعدد نام ہوسکتے ہیں ' عقل کا نام عقل باعتبار اُسکی ذات کے ' اور ملک بلحاظ اُس نسبت کے جو اُسکو خدا کے ساتھہ ہی اور خدا میں اور خلق میں واسطہ ہی ' اور قلم اس لحاظ سے کہ اُسکے سبب الہام اور وحی سے علوم کا دلوں پر نقش ہوتا ہی نام رکھا جاسکتا ہی ' اور یہہ ایک ہی شی کے تین نام مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے ہوئے ' جیسیکہ جبرئیل کا نام باعتبار اُسکی ذات کے روح ' اور بلحاظ اُن اسرار کے جو اُسکے سپرد کیئے جاتے ہیں امین ' اور بلحاظ اُسکی قدرت کے ذومرہ ' اور باعتبار اُسکی قوت کے شدیدالقوی ' اور باعتبار قربت الی الله کے مکین عند ذی العرش ' اور مطاع اس لحاظ سے کہ بعض ملایکہ کا متبوع ہی کہا جاتا ہی — جو شخص کہ اسطرح پر قایل ہی اُسنے قلم اور ہاتھہ کا عقلی وجود ثابت کیا ہی نہ حسی وخیالی — اسیطرح جو شخص اس بات کا قایل ہی کہ ہاتھہ سے مراد صفات باری کی صفتوں میں سے ایک صفت ہی خواہ اُس سے اُسنے صفت قدرت مراد لی ہو یا اَور کوئی وہ بھی عقلی ہاتھہ کا مثبت ہی *

وجود شبہی (بہ فتح الشین والباء الموحدہ) کی مثال امام صاحب نے خدا کی طرف غصہ اور شوق اور خوشی اور صبر اور اسیطرح کی باتوں کی نسبت کرنیکی دی ہی ' وہ فرماتے ہیں کہ مثلاً غضب اُسکی حقیقت دلمیں خون کا جوش مارنا ہی اس مقصد سے کہ غصہ کرکے تسکین حاصل ہو ' اور یہہ بات نقصان اور رنج سے خالی نہیں ' پھر جس شخص کے نزدیک خدا کی نسبت ذاتی یا خیالی یا حسی یا عقلی طور پر غضب کو منسوب کرنا دلیل سے محال ثابت ہوا ہی تو وہ اُس سے ایک اور صفت کو مراد لیتا ہی جو غضب پر مبنی ہونی جیسے ارادہ عقاب ' اور ارادہ عقاب اَور چیز ہی اور غضب اور چیز ہی ' لیکن اُسکی صفات میں سے ایک صفت کے قریب قریب ہی اور ایک اثر ہی جو غضب سے صادر ہوتا ہی ' اور وہ خداکی شان کے نامناسب نہیں ہی *

ان پانچوں قسم کے وجود کے بیان کرنے کے بعد امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شارع کے اقوال کو ان قسموں میں سے کسی قسم پر تسلیم کیا تو وہ شارع کے قول کا تصدیق کرنے والا ہی نہ تکذیب کرنے والا ' تکذیب جب ہی ہوگی جب وہ ان سب قسم کے معانی و مراد سے انکار کرے اور یہہ گمان رکھے کہ جو کہا ہی اُسکے کچھہ معنی نہیں ہیں اور وہ

کذب محض هی اور قایل کي غرض دهوکه دینا هی یا دنیاوي مصلحت ' اور یهه محض کفر اور زندقه هی — اور تاویل کرنے والوں کو جبتک که قانون تاویل کو پکڑے هوئے هیں جسکا هم آگے بیان کرینگے کفر لازم نہیں هوتا *

اب هم پوچھتے هیں که بموجب اس تشریح کے جو امام صاحب نے بیان کي کیا وجهه هی که جولوگ اس بات کا اقرار کرتے هیں که" الاخبار من الجنة والنار حق" مگر اُنکے نزدیک دلیل سے ثابت هوا هی که جنت و دوزخ مثوا مالي کا سا باغ اور کلوا لوهار کهسي بهٹي نہیں هوسکتي اور اسلیئے وہ اُسکا وجود شبهي قرار دیتے هیں' پهر وہ کیوں کافر هیں ؟ *

وہ لوگ جنکے نزدیک کسي دوسرے جسم غیر مرئي وغیر محسوس کا مُغوي للانسان یا هادي للانسان هونا محال ثابت هوا هی' اور اسلیئے وہ شیطان یا ملایک کے وجود خارجي کے منکر هوکر اُسکا وجود في نفس الانسان تسلیم کرتے هیں' اور بعوض اسکے که عورت کے رحم میں ایک مصور فرشته گهسا هوا سمجهیں قوت مصورہ هي پر ملک کا اطلاق کرتے هیں کیوں کافر هیں ؟ *

جو لوگ که لوح محفوظ کو لڑکوں کیسي تختي اور قلم کو نیزہ یا تهنیرے کا قلم نہیں سمجهتے بلکه اُسکا وجود عقلي تسلیم کرتے هیں ' وہ کیوں کافر هیں ؟ *

جو لوگ که وحي من الله میں کسي دوسرے کے واسطے کو بدلایل محال سمجهتے هیں اور وہ اُسي قوت کو جو انبیاء میں هی' جسکے سبب اُنپر نزول وحي هوتا هی اور جسکو ملکه نبوت سے بهي تعبیر کیا جاتا هی' جبرئیل امین تسلیم کرتے هیں' اور کہتے هیں که التجبریل حق وہ کیوں کافر هیں ؟ — علاوہ اسکے بے انتها دریا اسي قسم کي مثالوں کا اس چشمه سے جسکو امام صاحب نے کهولا هی بهه سکتا هی *

مگر اخیر کے دو لفظ امام صاحب کے سخت گرفت کے قابل هیں' اور صرف گرفت هي کے قابل نہیں هیں بلکه غلط بهي هیں - وہ اسطرح پر معني قرار دینے کو جسطرح پر بیان هوا تاویل کہتے هیں' تاویل کے معني اُنهوں نے نہیں بیان کیئے' مگر اُنکے سیاق کلام سے معلوم هوتا هی که جن الفاظ کے ظاهري معني بدلایل مستحکم درست نه ٹهر سکتے هوں تو اُسکے دوسرے معني لیئے جاویں اور تاویل کي جاوے تاکه قول قایل صحیح هوجاوے' جسکا منشاء یهه نکلتا هی که بغرض تصحیح قول قایل وہ تاویل کي گئي هی' اگر یهي مطلب امام صاحب کا هو تو یقني غلط هی اور خدا و خدا کے رسول کے کلام کو ایسا سمجهنا مساوي تکذیب کے هی جسکو اُنهوں نے کفر اور همنے کفر شرعي قرار دیا هی— تاویل کے معني اگر صرف صرف عن الظاهر کے لیئے جاویں تو میں اُسکو تسلیم کرتا هوں' اور اگر اُسکے معني صرف عما قاله القایل کے لیئے جاویں تو میں اُسکو کفر شرعي سمجهتا هوں — ایک شخص نے کہا که زید اسد ' اور لفظ اسد سے قایل کي

مراد تھي کہ زید شجاع ھی' تو اب ھم جو اسد کے معني شجاع کے لیتے ھیں وہ در حقیقت تاویل نہیں ھی' کیونکہ ھمنے وھي معني لیئے ھیں جسکے لیئے قایل نے یہہ لفظ بولا تھا' اور اسطرح پر معني لینے کو تاویل کہنا حماقت میں داخل ھی' کیا فرق ھی اِسمیں کہ ایک شخص نے شجاع کے لیئے اسد کا لفظ اختیار کیا ھی اور ایک شخص نے شمس کا اپنے بیٹے کے لیئے' شمس سے تو حیوان ناطق مع ھذالشخص مراد لینا تاویل نہو اور اسد سے شجاع مراد لینا تاویل ھو — ھم جو خدا اور خدا کے رسول کے کلام کے معني بیان کرتے ھیں یقین کامل رکھتے ھیں کہ خدا و خدا کے رسول نے انھي معنوں میں وہ الفاظ بولے ھیں' اور موافق اور مخالف دونوں کو دلیل سے اُسکا ثبوت دیتے ھیں — موافق یعني اھل اسلام سے صرف اسیقدر کہتے ھیں کہ تم خدا و رسول کو برحق اور اُنکے کلام کو سچ اور غلطي سے پاک یقین کرتے ھو' پس اگر ان الفاظ کے یہہ معني و مراد نہوں اور خدا و رسول نے اُن معني و مراد میں اُنکا استعمال نکیا ھو تو دلیل مستحکم سے اُنکا غلط اور جھوٹ ھونا ثابت ھوتا ھی جو تمھاري تسلیم کے برخلاف ھی' اسلیئے ضرور ھی کہ وھي معني اور مراد خدا او رسول کي ھی جو صحیح اور سچ ھی — مخالف کو یعني اُسکو جو مذھب اسلام کو تسلیم نہیں کرتا دلیل سے' اور مقتضاے کلام انساني سے' اور خود خدا وخدا کے رسول کے کلام کے سیاق سے' یا اُسیکي مثال دوسرے کلام سے ثابت کرتے ھیں کہ ان الفاظ کے یہي معني خدا و خدا کے رسول نے لیئے ھیں' ھم اُسکي تاویل نہیں کرتے' بلکہ انھي معنوں و مراد میں خدا و رسول نے اُن الفاظ کو استعمال کیا ھی — جب وہ کہتا ھی کہ تیرہ سو برس تک اَور کسي نے یوں یہہ معني سمجھے ھیں تو ھم اُسکو " غیر مفید " کہتے ھیں' کیونکہ بالفرض ھزاروں برس تک کسي کلام کے صحیح معنوں پر کسي اسباب سے لوگونکا غور نکرنا یا پے نہ لیجانا دوسري چیز ھی اور کلام کا في نفسہ صحیح ھونا دوسري چیز ھی — اس کے لیئے سیدھي راہ یہہ ھی کہ اُن لوگوں کے پے نہ لیجانے کے اسباب کو تفتیش کرے نہ یہہ کہ کلام کے صحیح معنوں کو تسلیم نکرے' ولا ینجي احد من ھذہ الظلمات الا من شرح اللہ صدرہ للکمالات *

دوسرا لفظ وہ ھی جس سے امام صاحب نے قانون تاویل کي طرف اشارہ کیا ھی اور اُس قانون کو آگے بیان کیا ھی' ھم اُس قانون تاویل کے صحیح نہونے پر بحث نہیں کرتے' بلکہ امام صاحب نے جو شرط عدم کفر کو اُس قانون پر مشروط کیا ھی اُس پر بحث کرتے ھیں' ھم پوچھتے ھیں کہ وہ قانون تاویل بنانے والا کون ھی ؟ امام صاحب ؟ اگر وھي ھیں یا اور کوئي انسان تو اسبات کے کہنے میں کہ جبتک تاویل کرنے والا ھمارے قانون تاویل کا پابند رھیگا اُس وقت تک اُس پر کفر لازم نہیں ھوگا' اور اس بات کے کہنے میں کہ جو شخص جبتک

همارے مسائل کا یا همارے مذهب کا پابند رهیگا اُس وقت تک اُسپر کفر لازم نهوگا ' کیا فرق هی اشعری و معتزلی و حنبلی کی مخالفت کو گو که وه ذات و صفات خداهی میں کیوں نهو جب کفر قرار نهیں دیا تو امام صاحب کے بنائے هوئے قانون تاویل کی مخالفت سے کیوں کفر لازم آویگا ' پس یهه وهی مثال هوئی که فرمن المطر و وقع تحت المیزاب - کوئی شخص جسکو امام صاحب نے مؤل کها هی جب تک که وه تاویل کرتا هی اور تکذیب نهیں کرتا کافر نهیں کهلایا جاسکتا گو که اُسکی تاویل کیسی هی غلط هو — کیا کهوگے حضرت امام محی الدین ابن عربی کو جنکی تفسیر ایسی رکیک تاویلوں سے بهری هوئی هی جس کے لیئے کوئی قانون هی نهیں ' هل هو کافر نعوذ بالله منها ' *

اس کے بعد امام صاحب فرماتے هیں که مؤل کی تکفیر کیونکر هوسکتی اهل اسلام کا کوئی فرقه بهی ایسا نهیں هی جو تاویل کا محتاج نهوا هو ' سب سے زیادہ تاویل سے پرهیز کرنے والے امام احمد بن حنبل هیں ' اور اقسام تاویل سے سب سے بعید تاویل جس سے کلام اپنی حقیقت سے خارج هوکر صرف مجاز و استعارہ هی رہ جاتا هی وہ وجود عقلی و شبهی سے تاویل کرنا هی - امام احمد بن حنبل ایسی بعید تاویل کرنے پر بهی مجبور هوئے هیں ' میں نے بغداد میں نهایت معتبر علماء حنبلی سے سنا هی که امام احمد حنبل نے بالتصریح تین حدیثوں کی تاویل کی هی — پهلی حدیث یهه هی " الحجر الاسود یمین الله فی الارض " اور دوسری یهه هی " انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن " (اور تیسری حدیث یهه هی " قلب المومن فی اصبعین من اصابع الرحمن ") اب دیکهو که امام احمد حنبل نے اُنمیں کیسی تاویل کی هی ' جب اُن کے نزدیک ان حدیثوں کے ظاهری معنوں کے محال هونے پر دلیل قایم هوئی تو اُنهوں نے فرمایا که بزرگوں کا عادتاً داهاں هاتهه چوما جاتا هی اور حجر اسود کا بهی تقربا الی الله بوسه لیا جاتا هی ' تو وہ داهیں هاتهه کی مانند هوا نه که حقیقت میں داهاں هاتهه هی ' اور اسی مناسبت سے اُس کو خدا کا داهاں هاتهه کها گیا ' اور یهه تاویل وهی هی جسکو هم نے وجود شبهی بتایا هی اور جو تاویلوں میں بعید سے بعید تاویل هی ' اب دیکهو که جو شخص سب سے زیادہ تاویل سے پرهیز کرتا تها کیسی بعید سے بعید تاویل پر مجبور هوا — اسی طرح جب اُنکے نزدیک خدا کے لیئے حسی دو اُنگلیوں کا هونا محال ثابت هوا تو اُن کو اُونگلیوں کے مقصد سے تاویل کیا ' اور یهه وهی تاویل هی جسکو وجود عقلی بتایا هی ' اُنگلیوں سے وہ چیز مقصود هی جس سے اشیاء کا اولٹ پلٹ کردینا هوسکے انسان کا دل جس سے اُلٹ پلٹ هوجاتا هی اُس کو کنایتاً خدا کی اُنگلیوں سے تعبیر کیا - اب دیکهو که امام احمد حنبل نے کس طرح ان تین حدیثوں کی تاویل کی ' اُنکے نزدیک اُن تین حدیثوں کے سوا اور کسی حدیث میں استحاله لازم نهیں آتا ' وہ کچهه زیادہ غور

کرنے والے نه تھے اگر زیادہ غور کرتے تو اُنکو معلوم ہوجاتا کہ خدا کو فوق کے ساتھ مخصوص کرنے اور اَوْر چیزوں میں بھی جن کی وہ تاویل نہیں کرتے استحالہ لازم آتا ھی *

جو کتاب ھمارے پاس موجود ھی اس مقام پر اُس میں غالبا کچھہ عبارت ساقط ہوگئی ھی اس لیئے کہ اُس میں صرف دوھی حدیثیں ھیں تیسری حدیث نہیں ھی اور جس کو دوسری حدیث لکھا ھی اُسکی تاویل کا بیان نہیں ھی پس یقینی اس مقام سے کچھہ عبارت ساقط ہوگئی ھی دوسرا نسخہ ھمارے پاس نہیں ھی جس سے مقابلہ کریں *

اس کے بعد امام صاحب لکھتے ھیں کہ قیامت سے متعلق امور میں اشعری تاویل نکرنے میں حنبلی کے قریب قریب ھیں ' اُنہوں نے سوائے چند کے اور سب امور قیامت کو اُسکے ظاھری معنوں میں قرار دیا ھی مگر معتزلہ سب زیادہ تاویل کرنے والوں میں ھیں ' باوجود اسکے اشعری بھی قیامت کے امور میں تاویل کے محتاج ہوئے ھیں جیسیکہ موت کے مینڈھے کی صورت میں لاکر ذبح کرنے کی مثال میں بیان ہوا — اعمال کے تولے جانے میں بھی اشعریوں نے تاویل کی ھی ' اور کہا کہ صحایف اعمال تولے جاوینگےاور اللہ تعالی اُنمیں بمناسبت اعمال کے وزن پیدا کردیگا ' اور یہہ تاویل وجود ذاتی کو وجود شبھی قرار دینا ھی جو ابعدالتاویلات ھی' کیونکہ صحایف تو ایسے اجسام ھیں جنمیں حساب لکھا جاتا ھی اور بطور اصطلاح کے اعمال کے لفظ سے اُسپر اسدلال کیا ھی جو عرض ھیں یعنی اُس میں لکھے گئے ھیں' پس اس صورت میں اعمال کا وزن نہوگا بلکہ اُس چیز کا وزن ہوگا جسمیں اعمال لکھے گئے ھیں — معتزلی میزان کی تاویل کرتے ھیں اور اُسکو ایسے سبب کا کنایہ قرار دیتے ھیں جس سے ھرایک شخص کے اعمال کی مقدار ظاھر ہوجاوے اور یہہ تاویل اعمال کو صحایف سے تاویل کرنے سے بھی زیادہ بعید ھی' اس مقام پر یہہ غرض نہیں ھی کہ ان تاویلوں میں سے کونسی صحیح ھی' بلکہ اس بیان سے غرض یہہ ھی کہ ھر فرقہ گو کہ وہ کیسا ھی ظواھر آیات کا پابند رھا ھو اُسکو بھی تاویل کی ضرورت پڑتی ھی - صرف وھی شخص جوحد سے زیادہ جاھل و غبی ھو تاویل کرنا نچاھیگا اور کہیگا کہ حجر اسود حقیقتا خدا کا داھنا ھاتھہ دنیا میں ھی ' اور موت گوکہ وہ عرض ھو وہ سچ‌مچ کا مینڈھا بن جاویگی' اور اعمال اگرچہ عرض ھیں اور معدوم بھی ہوگئے ھیں مگر وہ پھر ترازو میں آوینگے اور باوجود اُنکے خود عرض ہونے کے اُنمیں اعراض مثل وزن وغیرہ کے پیدا ہونگے ' پھر جو شخص کہ جہالت کی اس حد کو پہونچ جاوے تو اُسکی نسبت کہنا چاھیئے کہ وہ عقل سے خارج ہوگیا *

اسکے بعد امام صاحب قانون تاویل کو جسکا اوپر وعدہ کیا تھا بتاتے ھیں اور فرماتے ھیں کہ یہہ تو تونے جانلیا کہ یہہ پانچ درجے تاویل کے جو بیان ہوئے اُسپر تمام فرقے متفق ھیں اور اُنمیں کوئی سی تاویل کرنی تکذیب رسول نہیں ھی ' اور اسپر بھی اتفاق ھی

که ان تاویلوں کا جایز ہونا اُنکے ظاہري معنوں کي دلیل سے محال ثابت ہونے پر موقوف هی اور ظاہري معني هر ایک چیز کے جسکي خبر دي گئي هی وجود ذاتي ماننا هی؛ جبکه اُسکا وجود ذاتي ماننا متعذر ہو تو وجود حسي تسلیم کرنا هی؛ اور جبکه اُسکا تسلیم کرنا بهي متعذر ہو تو وجود خیالي اور عقلي کا تسلیم کرنا هی؛ اگر اسکا تسلیم کرنا بهي متعذر ہونو وجود شبهي و مجازي کا تسلیم کرنا هی - ایک درجه سے دوسرے درجه میں تنزل کي جدک که وجهه و دلیل نهو اجازت نهیں هی؛ ایسي حالت میں جو اختلاف ہوگا دلیل کے ٹهیک اور نا ٹهیک ہونے کي نسبت ہوگا — حنبلي کهیگا که ذات باري کو جهت فوق کے مخصوص کرنے میں کوئي محال لازم نهیں آتا ؛ اشعري کهیگا که خدا کي روءیت ہونے میں کوئي محال نهیں ہوتا ؛ اور اُنکے مخالف جو دلیلیں اُنکے محال ہونے کي پیش کرتے هیں اُنکو وہ دلیل کافي اور برهان قطعي نهیں سمجهتے — خیر جو کچهه که ہو مگر یهه بات کیونکر لائق هی که ایک فریق دوسرے فریق کو کافر بناوے باوجودیکه اُسکو دلیل کے سبب سے غلطي میں پڑنا تسلیم کرتا هی — هاں یهه بات ممکن هی که اُسکو گمراہ اور مبتدع کهے — گمراہ اسلیئے که جو راہ اُسکے نزدیک تهي اُس سے بهٹک گیا — مبتدع اسلیئے که اُسنے ایک بات نکالي که سلف سے اُسکي تصریح کرنیکا دستور نه تها؛ کیونکه سلف سے یهه بات مشهور هی که خدا دکهائي دیگا پس یهه کهنا که نهیں دکهائي دیگا بدعت هی ؛ اور تاویل کرنا روءیت کا بهي بدعت هی — بلکه جس شخص کے نزدیک یهه بات تحقیق ہو که روءیت سے مشاهده قلبي مراد هی تو اُسکو لازم هی که اُسکا ذکر کسي سے نکرے اور کسي سے نکهے؛ کیونکه سلف نے اسکا کبهي ذکر نهیں کیا؛ مگر اس کهنے پر حنبلي کهیگا که خدا کا فوق پر ہونا سلف سے مشهور هی اور اُنمیں سے کسي نے نهیں کها که خالق عالم نه عالم سے ملا ہوا هی اور نه عالم سے جدا هی اور نه عالم کے اندر هی اور نه عالم کے باهر هی اور چهئوں طرفیں اُس سے خالي هیں؛ یعني جهت سے مستغني هی؛ اور اُسکي نسبت فوق کے ساتهه ایسي هی جیسیکه تحت کے ساتهه تو یهه کهنا بهي بدعت هی کیونکه بدعت کے معني نئي بات نکالنے کے هیں جو سلف سے ماثور نهیں هی — اس بحث سے تجهکو معلوم ہوا ہوگا که ان باتوں کے لیئے دو مقام هیں ایک تو عوام خلق کا درجه و مقام هی؛ اُنکے لیئے تو یهي بهتر هی که جو کچهه هی اُسکو مانیں؛ اور جو ظاهري معني لفظ کے هیں اُسکي تغیر و تبدیل سے قطعاً باز رهیں ؛ اور اُسکي تصریح اور نئي تاویل سے جسکي تصریح صحابه نے نهیں کي باز رهیں؛ اور باب سوالات کو بالکل بند کردیں؛ اور اُسمیں خوض کرنے سے ڈانٹ دیئے جاویں؛ اور کلام الله اور حدیث رسول الله میں جو متشابهات هیں اُنکي متابعت کریں - روایت هی که حضرت عمر سے کسي نے دو متعارض ایتوں کي نسبت پوچها اُنهوں نے اُسکو دُروں سے ٹهونک دیا ؛ اور ایک

روایت میں هی که امام مالک سے خدا کے استوا علی العرش سے سوال کیا گیا اُنھوں نے کہا که استوا کے معنی معلوم هیں' اور اُسپر ایمان لانا واجب هے' اور اُسکی کیفیت لامعلوم هی' اور اُس سے سوال بدعت هی *

یهه جوکچهه امام صاحب نے بیان کیا رکاکت سے خالی نہیں' قانون جو اُنھوں نے بنایا عمدہ وسنجیدہ هی مگر خدا و خدا کے رسول کے کلام کے لیئے ایسا قانون قرار دینا تهیک نہیں هی' اس قانون کے تو یهه معنی هیں که همکو خواہ نخواہ ایک شخص کے کلام کو درست کرنا اور صحیح بنانا هی ' پس اگر اُسکے ایک معنی نہیں بنتے تو دوسرے معنی لیتے هیں 'جب دوسرے نہیں بنتے تو تیسرے معنی لیتے هیں ' اور علی هذاالقیاس ' خدا و رسول کے کلام کے لیئے ایسا قانون بنانا تو ایک ایسے نوکر کی مثال هی جو اپنے آقا کی هرغلط اور دور از قیاس بات کو صحیح پہلو پر ثابت کرنیکے لیئے کوشش کرتا تها — خدا اور رسول کے کلام کے لیئے تو خود اُنهی کے کلام سے' اُنهی کے منشاء و مراد سے' اُنهی کے سیاق کلام سے' اُنهی کی سیاق عبارت سے' اُنهی کے اصول مقررہ سے' اُنهی کے کلام کی' اُنهی کے کلام کی تفسیر و مراد سے' اُنهی کے کلام سے دلیل و برهان قایم کرکے ' اسبات کا تحقیق کرنا هی که اُن الفاظ کے کیا معنی اور اُنسے کیا مراد هی' حقیقی یا مجازی یا استعارہ ذاتی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا شبهی' پس جو تحقیق هو وهی اُسکے حقیقی معنی یعنی مراد قایل هی بلاتاویل و بلا رد وقدح کے' پس یهی اصلی قانون هی جو پاک کلام سے متعلق هوسکتا هی *

العجب ثم العجب که امام صاحب نے ایسے شخص کو جو اس قسم کی بحثیں کرتا هی ضال و مبتدع کہنا پسند کیا هی' ضال یعنی گمراہ اُسکی نسبت اطلاق کیا جاتا هی جو راہ حق سے گمراہ هوگیا هو ' مگر ابهی تک اُس شخص میں اور اُسکے مخالف میں اس بات کا تصفیه هی نہیں هوا که حق کسکی طرف هی' اور اسلیئے اُن دونوں میں سے کسیکو گمراہ کہنا صحیح و درست نہیں هی *

مبتدع کہنا اُس سے بهی زیادہ تعجب کی بات هی جو شخص که کسی امر کے حق هونے کا دعویٰ کرتا هی اور لوگوں کو اُسکا قبول کرنا اور یقین دلانا چاهتا هی اُسکا فرض هی که اپنے دعوی کے حق هونے کو ثابت کرے' خدا نے بهی یهی طریقه اختیار کیا هی' قرآن مجید میں اُنکے لیئے جنکو مذهب اسلام کی دعوت کی هی اور منکرین اور معترضین کے اسکات کے لیئے اول سے آخر تک دلیلیں بهری پڑی هیں ' جسکے دلمیں خود خدشات پیدا هوئے هیں اُسکو خود اپنی تسکین کرنی واجب هی ' پس ایسا امر جو خود خدا نے اختیار کیا هی اور جسکے بغیر چارہ نہیں کسطرح بدعت هوسکتا هی *

حقیقت میں یهی بدعت کا اطلاق اسپر نہیں هوسکتا کیونکه اسکی نظیر خدا کے کلام میں موجود هی' هاں بہت سے امور ایسے هیں جن پر اُس زمانه میں بحث نہیں هوئی

کیونکه پیش نہیں آئی تھی ' اب که وہ پیش آئی هیں اُسی نظیر سے اُسپر بحث کرنی ضرور هی *

عوام کو امام صاحب اس بحث سے منع کرتے هیں اور بزجرو توبیخ فرماتے هیں که چپ رهو اور اُسی پر یقین رکھو — اول تو یہی غلطی هی که اُنکو کہاجاتا هی که اُسی پر یقین رکھو' یقین کرنا تصدیق قلبی کا نام هی' پس جس شخص کو کسی بات میں شبهه هی جب تک که اُسکا وہ شبهه نه نکلجاوے اُسکو تصدیق قلبی هو کیونکر هوسکتی هی — حضرت عمر کی نسبت جو روایت لکھی هی اول تو وہ یقین کے لائق نہیں هی' اسلیئے که اُسکے سچ هونے کا ثبوت نہیں' اور اگر اُسکو واقعی تسلیم کیا جاوے تو امام مالک کی طرح هم بھی اُسکی نسبت کہینگے " والکیفیة مجہولة " کیونکه حضرت عمر کے کسی فعل کی کیفیت کا مجہول هونا ایمان میں کچھه نقصان نہیں لاتا ' برخلاف اسکے که عقاید اسلام میں سے کسی عقیدہ کا یقین تو لازمی اور ضروری بتایا جاوے اور اُسکی کیفیت کی نسبت کہا جاوے که " مجہولة " — امام مالک نے کیفیت استوا کو مجہول بتایا اُنکو معلوم دهوگی ' اور اُنکو باوجود اُسکی کیفیت نه معلوم هونیکے استوا پر یقین هوگا — اس زمانه میں هزاروں لاکھوں کروروں مسلمان ایسے هیں جنکو حقیقت استوا اور حقیقت حشر و میزان و وزن اعمال معلوم نہیں مگر وہ اُن سب پر دل سے یقین رکھتے هیں اور نہایت عمدہ اور سچے اور سیدھے مسلمان هیں ' یہی حال استوا کے مسئله میں امام مالک کا هوگا بحث اسمیں هی که جب مخالفین اسپر معترض هوں یا خود کسیکے دلمیں اسکی نسبت شبهه پیدا هو تو اُس سے بھی یہه کہا جاسکتا هی که والکیفیة مجہولة والایمان به واجب حاشا و کلا *

عوام کی تعریف امام صاحب نے کچھه نہیں فرمائی — امام صاحب کے زمانه میں معدودے چند لوگ هونگے جو دارالعلوم بغداد میں پڑھ کر ملا کہلاتے هونگے' اور اُنہوں نے بھی صرف عربی لٹریچر اور فلسفه یونانیه میں* کمال حاصل کیا هوگا جو خود بہت سی غلط باتوں پر مبنی هی ' باقی لوگ وہ هونگے جو الف کے نام بے بھی نہیں جانتے هونگے ' مگر همارے زمانه کا حال ایسا نہیں هی' عربی لٹریچر کا تنزل جہاں تک کہو تسلیم کیا جاسکتا هی' مگر علوم کسی خاص زبان میں مقید نہیں هیں' اس زمانه میں علوم کی ترقی اس درجه پر پہونچ گئی هی که عوام کے لفظ کا اطلاق هی مشکل پڑ گیا هی' علوم حکمیه اور ریاضیه و طبعیه نئے نئے پیدا هوگئے' گلی کوچوں میں پھیل گئے' بے مبالغه لاکھوں آدمی هیں جو هندسه کو اقلیدس سے بہت زیادہ جانتے هیں' لاکھوں آدمی هیں جو فن تشریح کو بوعلی سینا سے بہت بہتر جانتے هیں' علوم طبعیه نے هزاروں چیزوں کی حقیقت کو ظاهر کردیا هی جو پہلے معلوم نه تھیں' تمام دنیا کے مذهبوں کے امتحان کو' بڑے بڑے لوگوں کے اقوال کے جانچنے کو کسوٹیاں موجود هوگئی هیں — پس اس زمانه میں نه وہ ڈرہ کام اسکتا هی اور نه " والکیفیة

مجهولة " کہنا - اس زمانه میں جو شخص کسي بات کے سچ هونیکا دعوی کرتا هی گو که وہ مذهب هي کیوں نهو جب تک که اُسکا سچ هونا ثابت نکردے سچ نہیں مانا جاتا — پس جو لوگ که اسلام کے طرفدار هیں اُنکا فرض هی که اُسکو اُن کسوتیوں پر امتحان کے لیئے حاضر کریں اور کامل امتحان اور علوم کے مقابله میں اُسکا حق هونا ثابت کردیں و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ●

هاں اتني بات بیشک هی که سایل کے فہم کے موافق جواب دیا جاوے اور اُسکي تسکین کي جاوے ' خدا نے بھي بہت جگہه قرآن مجید میں ایسا هي کیا هی ' مگر یهه امر مجیب کي لیاقت سے علاقه رکھتا هی نه سایل سے - ایک دفعه جناب مولانا مولوي محمد اسمعیل صاحب رحمة الله علیه کے وعظ میں جسمیں اُنہوں نے اولیا اور انبیاء سب سے نفي علم غیب کی تھي ایک شخص نے کہا که آپ تو فرماتے هیں که اولیا کو علم غیب نہیں هوتا اور فلاں اولیاء الله نے لکھا هی که اگر ساتویں زمین پر چیونٹي چلتي هی تو مجھے خبر هوجاتي هی - مولانا نے اُسکے فہم کا اندازہ کرکے اُسکو جواب دیا که میاں کبھي اُنہوں نے اپني بھوي سے یهه بھي پونچھا هوگا که کھانا کیا پکا هی ' اسي سے معلوم هوتا هی که اُنکو علم غیب نه تھا —

ایک دفعه مولانا مرحوم سے ایک شخص نے حافظ کے اس شعر کے معنی پونچھے —

آن تلخ وش که صوفي ام الخبائیش خواند ● اشهي لنا و احلامن قبلة العذارا

اور کہا که شراب کو ام الخبایث تو آنحضرت صلعم نے فرمایا هی پس صوفي سے یہاں کیا مطلب هی — مولانا نے جواب دیا که میاں ایک شاعر کا شعر هی کچھه قرآن و حدیث تو نہیں هی جسکي صحت کي فکر میں پڑے هو جان لو اور سمجھه لو که بیجا کہا هی — هماري غرض یهه هی که عامي هو یا عالم اُسکے دل کا شبهه مٹانا یا اُسکو اپنے دل کا شبهه مٹانا واجب هی ' اور بغیر اسکے اُسکو تصدیق قلبي نہیں هوسکتي ' اور جنکے دلمیں کوئي شبهه نہیں هی خواہ وہ عامي هوں یا عالم اُنسے کچھه بحث نہیں هی ●

اسکے بعد امام صاحب نے دوسرے درجه کے لوگوں کي نسبت نہایت عمدہ بحث لکھی هی - وہ فرماتے هیں که جب اهل تحقیق کے عقاید ماثورہ اور مرویه ڈگمگا نے لگیں تو اُنکو بقدر ضرورت بحث کرني اور برهان قاطع کے سبب ظاهري معنوں کو ترک کردینا لایق هی - لیکن ایک دوسرے کي تکفیر اس وجهه پر که جس امر کو اُسنے برهان قاطع سمجھه کر ظاهري معنوں کو ترک کیا هی اُسکے برهان سمجھنے میں اُسنے غلطي کي هی نہیں هوسکتي ' کیونکه یهه بات آسان نہیں هی ' برهان کیسي هي هو اور انصاف هي سے لوگ اُسپر غور کریں ' مگر تاهم اختلاف هونا ناممکن نہیں هی ' خواہ تو اسوجهه سے که بعضوں نے اُسکے تمام شرایط پر لحاظ نہیں کیا ' یا بغیر کامل غور کے اور میزان برهان میں وزن کرنے کے صرف اپني طبیعت هي پر بھروسه کرلیا هی ' جیسے که کسي شاعر نے عروض تو پڑھلي هو مگر اشعار وزن نکرے اور صرف طبیعت کے بھروسه

پر رهنے دے تو کچھہ عجب نہیں که کبھي غلطي میں پڑجاوے ' یا اُن علوم کے اختلاف کے سبب سے جو برهان کے لیئے بطور مقدمات کے هیں' اسلیئے که جو علوم برهان کے لیئے بطور مقدمات کے هیں کچھہ تو اُنمیں سے تجربیه هیں اور کچھہ تواتریه وغیرہ ' اور لوگوں کو تجربه اور تواتر دونوں میں اختلاف هوتا هی' ایک کے نزدیک تو اُسمیں تواتر هونا هی اور دوسرے کے نزدیک نهیں هوتا — ایک شخص تجربه کرکے ایک بات کو مانتا هی اور دوسرے کا تجربه اُسکو نہیں مانتا - یا بوجهه مشتبهه هوجانے قیاسي امر کے وهمي امر سے ' یا بوجهه التباس کلمات مشهورہ کے اختلاف هوتا هی *

یهه تصریح امام صاحب کي بالکل سچ و برحق هی' اور اهل اسلام کو ایک دوسرے کي تکفیر سے عمدگی سے منع کیا هی اسکے بعد وہ فرماتے هیں که بعض آدمي بغیر برهان کے اپنے گمان و وهم کے غلبه سے تاویل کربیٹھتے هیں' مگر هر جگهه اُنکي بهي تکفیر لازم نہیں هی' بلکه دیکھنا چاهیئے که کس چیز میں وہ تاویل کرتا هی' اگر وہ تاویل مہمات عقاید سے متعلق نهو تو اُسکي تکفیر کرني نہیں چاهیئے - جیسے که بعض صوفیه کا قول هی که حضرت ابراهیم کا چاند و سورج کو دیکھنا اور یهه کہنا که یهه میرا خدا هی اُن سے چاند و سورج مراد نہیں هیں' بلکه اُنهوں نے ملکوت کي چیزیں دیکھي تهیں' اور اُنکي نورانیت عقلي تهي نه حسی' اور بسبب تفاوت درجات کمال کے حضرت ابراهیم نے اُنکو کواکب وشمس و قمر سے تعبیر کیا تها ' اور اسکي دلیل یهه لاتے هیں که حضرت ابراهیم خلیل‌الله کي شان سے بعید هی که کسي جسم میں خدا هونے کا اعتقاد کریں جب تک که اُنکا غروب هوجانا نه دیکھلیں' جسکا نتیجه یهه هی که اگر وہ غروب نهوتے تو وہ اُنهي کو خدا سمجهے رهتے اگر وہ خدا کو جسم میں هونا محال نه سمجهتے ' اور یهه دلیل بهي لاتے هیں که پهلے هي پهل اسي چاند و سورج و کواکب کو دیکھنا کیونکر کہا جاسکتا هی' اور جو کچھہ اُنهوں نے دیکھا تها وہ تو وہ چیز تهي جسکو پهلے هي پهل اُنهوں نے دیکھا تها *

اسکے بعد امام صاحب صوفیه کے استدلال کي غلطي بیان کرتے هیں' اور فرماتے هیں که حضرت ابراهیم کي شان سے ایسے اعتقاد کو بعید قرار دینا ٹهیک نہیں هی' اسلیئے که اُنهوں نے چُهٹ پن میں کواکب و شمس و قمر کو دیکھه کر ایسا خیال کیا تها' اور چُهٹ پن کے زمانه میں ایسے شخص کے دل میں جو نبي هونے والا هو ایسے خیالات کا آنا کچھہ بعید نہیں هی' خصوصاً جبکه وہ في‌الفور زایل هوگئے هوں ' اور کیا عجب هی که اُنکا غروب هونا اُنکے نزدیک اُنکے حادث هونے پر به نسبت اُنکي جسمیت و مقدار کے زیادہ تر واضح دلیل هو - اور اُنکا پهلے هي پهل اُنکا دیکھنا اُس روایت پر مبني هوسکتا هی جسمیں بیان کیا گیا هی که حضرت ابراهیم چُهٹ پن کے زمانه میں ایک بهونرے میں مقید تهے اور رات کو اُسمیں سے نکلے تهے *

امام صاحب کی دلیلوں کی رکاکت و لغویت ' اور مہمل قصوں پر اُنکا مبني ہونا ' اور ایسے بڑے عالم کا اسطرح پر تعلیمي و تربیتي گڑھوں میں گر پڑنا ' خود اُنکي دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہی' گو کہ صوفیہ کا اسدلال بھی ایک بے معني اسندلال ہی - و تجد تحقیق هذاالمقام في تفسیرالقران انشاء الله تعالی — بہر حال امام صاحب اس قسم کي تاویلات کو اور جو تاویل کہ صوفیہ نے " اخلع نعلیک " " والق مافي یمینک " کي نسبت نعلین و عصاے موسی کے کي ہی' اور جو تاویل کہ صوفیہ نے عجل سامري کي کي ہی' اُسکو مہمات عقاید سے خیال نہیں کرتے' اور اُنکے اسندلال کو ظنون و اوہام قرار دیے ہیں نہ برہان' مگر اُنکي تکفیر سے اسلیئے منع کرتے ہیں کہ وہ تاویل مہمات عقاید سے متعلق نہیں ہی *

اسکے بعد امام صاحب نے کفر کا دروازہ کہولا ہی اور فرماتے ہیں کہ مگر اس قسم کی تاویلیں جو اصول عقاید مہمہ کي نسبت کي جاویں اور ظاہري معنوں کو بغیر برہان قاطع کے تغیر کیا جاوے تو اُن تاویل کرنے والوں کي تکفیر لازم ہی' جیسیکہ منکرین حشر اجساد و منکرین عقوبات حسیہ نے اپني ظنون و اوہام سے بغیر برہان قاطع کے اُسکو مستبعد سمجہا ہی' پس اُنکي تکفیر قطعاً واجب ہی ' کیونکہ ارواح کے اجساد میں پھر آنیکے محال ہونے پر کوئی برہان قاطع نہیں ہی' اور اسپر بحث کرنی دین میں نقصان عظیم ڈالني ہی' پس اُنکي تکفیر واجب ہی *

اسیطرح اُس شخص کي بهی تکفیر واجب ہی جو کہتا ہی کہ خدا تعالی صرف اپنے آپ کے اور سچہہ نہیں جانتا ' اسلیئے کہ وہ صرف کلیات کے جزئیات کو جو اشخاص سے متعلق ہیں نہیں جانتا ' ایسے شخص کو تکفیر اسلیئے واجب ہی کہ اُس سے قطعاً تکذیب رسول صلعم لازم آتي ہی' اور یہہ اُس قسم کي تاویلات میں سے نہیں ہی جنکا ہمنے ذکر کیا ہی ' کیونکہ قرآن اور حدیث کي دلیلیں تعمیم حشر اجساد اور تعمیم علم باري پر نسبت ہرایک بات کے جو ہوتي ہی حد سے متجاوز ہیں جن میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتي' اور وہ لوگ بهي اپنے اس قول کو تاویل نہیں کہتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ معاد عقلي کے سمجہنے کي عقل لوگوں میں عموماً نہیں ہی اور اسلیئے خلق کي اصلاح اسي میں ہی کہ لوگ حشر اجساد پر اعتقاد رکہیں' اور یہہ بهي یقین کریں کہ جو کچہہ ہوتا ہی خدا اُسکو جانتا ہی اور اُنکا نگہبان ہی' تاکہ اِس اعتقاد سے اُنکے دل میں رغبت و ڈر پیدا ہو' اور رسول خدا صلعم کو اسطرح پر سمجہانا جائز ہی اور اگر کوئي شخص کسیکي بہلائي کے لیئے خلاف واقع کوئي بات کہے تو وہ کاذب نہیں ہی — مگر اسطرح پر کہنا بالکل غلط ہی کیونکہ وہ صریح جہوٹا کہنا ہی' اور جو دلیل بیان کي ہی وہ اسباب کا بیان ہی کہ کیوں جہوٹ بولا ہی' اور ایسي خصلت سے منصب نبوت میں خلل لازم آتا ہی' اور زندیق ہونے کا پہلا درجہ ہی' اور اعتزال اور زندقہ مطلق کے بیچ بیچ میں ہی' کیونکہ معتزلیوں کي دلیلیں فلسفیوں کي دلیلوں کیطرح پر ہیں *

بجز اسکے کہ معتزلی ایسے عذر کے سبب سے رسول پر کذب جایز نہیں رکھتے بلکہ وہ ظاہری معنوں کی جہاں اُسکے برخلاف اُنکو بُرہان ملتی ھی تاویل کردیتے ھیں اور فلسفی جن چیزوں کی تاویل بعید یا قریب ھوسکتی ھی تاویل کردیتا ھی — زندیق مطلق اصل معاد کا عقلی ھو یا حسی منکر ھوتا ھی اور صانع عالم کو بھی سرے سے نہیں مانتا — مگر معاد عقلی کا ثابت کرنا اور آلام و لذات حسی کا نہ ماننا اور صانع کے وجود کا تسلیم کرنا اور اُسکے علم تفصیلی سے انکار کرنا وہ ایک مقید زندقہ ھی جسمیں ایک نوع تصدیق انبیاء کی پائی جاتی ھی *

اسکے بعد امام صاحب لکھتے ھیں کہ جس حدیث میں یہہ آیا ھی کہ" ستفترق امتی نیفا و سبعین فرقة کلهم في الجنة الاالزنادقة " توظاھرا اس حدیث سے امت محمدیہ کا یہی فرقہ مراد ھی کیونکہ حضرت نے امتی کا لفظ فرمایا ھی اور جو شخص کہ حضرت کی نبوت کا قایل ھی نہو اُسپر اُمتی کے لفظ کا اطلاق نہیں ھوسکتا اور جو لوگ اصل معاد اور صانع کے منکر ھیں وہ نبوت کے بھی قایل نہیں ھیں بلکہ وہ سمجھتے ھیں کہ موت عدم محض کا نام ھی اور عالم بنفسہ بغیر صانع کے موجود ھی اور ھمیشہ چلا جاویگا اور نہ خدا پر یقین کرتے ھیں اور نہ قیامت پر اور انبیاء کو دھوکا دینے والا بتاتے ھیں ان پر تو اُمتی کا اطلاق ھوھی نہیں سکتا پس اس اُمت کے زنادقہ کا مصداق بجز اُنکے جنکا اُوپر ذکر ھوا اور کوئی ھوھی نہیں سکتا *

یہی مقام ھی جہاں امام صاحب اپنی تقلیدی و تعلیمی و تربیتی بندشوں کو توڑ نہیں سکے اور اپنے کلام کے اختلاف کو بھی خیال میں نہ رکھہ سکے — اُنہوں نے فرمایا ھی کہ جو شخص مہمات عقاید میں بغیر بُرھان قاطع تاویل کرے اُسکی تکفیر واجب ھی اور اُسکی مثال حشر اجساد اور عقوبات کے ظاھری معنوں کے تاویل کی دی ھی *

بُرھان قاطع کی اُنھوں نے اس مقام پر بھی شرط لگائی ھی اور خود لکھہ آئے ھیں کہ بُرھان کو بُرھان قرار دینے میں بہت سے اسباب سے اختلاف راے ھوسکتا ھی اور برھان کی غلطی کے سبب تکفیر نہیں چاھیئے — پس اب یہہ سوال ھی کہ گو امام صاحب کے نزدیک اعادہ ارواح اجسام معدوم میں محال نہو مگر جس شخص کے نزدیک اُسکا محال ھونا برھان سے ثابت ھوا ھو اور گو کہ برھان میں اُس سے غلطی ھوئی ھو' اُسکی تکفیر کیوں واجب ھی *

حشر اجساد پر بحث کرنے کو جو اُنہوں نے ضرر 'عظیم فی‌الدین' قرار دیا ھی یہہ بھی اُنکی غلطی ھی بلکہ بحث نکرنا اور اُسکو درجہ تحقیق پر نہ پہنچانا ضرر عظیم فی‌الدین ھی — دنیا میں ایسے لوگ ھیں جو حشر اجساد و نعیم جنت و عذاب دوزخ پر جن لفظوں سے کہ وہ وارد ھیں یقین رکھتے ھیں وہ لوگ تو ضرور مباحثہ سے خارج و غیر متعلق ھیں انکے سوا دو قسم کے اور لوگ ھیں ایک وہ جو مسلمان نہیں ھیں اور خواہ اس ارادہ

سے کہ بعد تحقیق کے مسلمان ہوں یا اس ارادہ سے کہ مذہب اسلام کا مہمل و غلط ہونا ثابت کریں مباحثہ کرتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو مسلمان ہیں اور بسبب شیوع علوم حکمیہ و تحقیقات علوم طبعیہ کے جو امام صاحب کے زمانہ سے اب بہت اعلی درجہ پر پہونچ گئی ہی اور حد استدلال سے خارج ہوکر مشاہدہ عینی کے درجہ تک ثابت ہوگئی ہی اور ایسی سہل و عام ہوگئی ہی کہ جن لوگوں کو امام صاحب عوام کہتے ہیں وہ بھی اُنکے عالم ہوگئے ہیں اور اُن مسلمانوں کے دل میں حشر اجساد اور آلام و لذایذ معاد کی نسبت شبہات پیدا ہوئے ہیں اور وہ اعادہ ارواح کو اجسام معدوم میں محال سمجھتے ہیں اور معاد میں الام ولذائذ کا ایسا ہی ہونا جیسا کہ دنیا میں الام و لذایذ ہوتے ہیں محال قرار دیتے ہیں پس اُنکے لیئے ان امور پر مباحثہ اور اُسکی حقیقت کو بیان کرنا نفع عظیم للدین ہی یا ضرر عظیم فی الدین — ایک کافر مسلمان ہونا چاہتا ہی بشرطیکہ اُسکو سمجھادو کہ اسلام میں حشر اجساد اور الام و لذایذ معاد کیونکر ہوسکتے ہیں — امام صاحب جواب دیتے ہیں کہ چُپ بحث مت کرو اُس سے ضرر عظیم فی الدین ہی جن لفظوں سے آیا ہی اُسی پر یقین کرو — سید احمد کہتا ہی کہ کوئی لفظ اسلام کا ایسا نہیں ہی جسپر بحث سے کچھہ اندیشہ ہو اور سچ میں بھی خوبی ہی کہ اُسکو بحث سے اندیشہ نہیں ' اِن دونوں میں کون شخص دین کو مضرت پہونچاتا ہی اور کون منفعت *

ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہی اسلیئے کہ حشر اجساد اور الام ولذایذ معاد جو اسلام میں ہیں اُسکے نزدیک اُنکا مُحال ہونا ثابت ہوتا ہی امام صاحب فرماتے ہیں کہ خاموش ایسی باتوں سے ضرر عظیم دین میں ہوتا ہی ' سید احمد اُسکی حقیقت اور ماہیت سمجھانے کو مستعد ہوتا ہی پھر اِن دونوں میں سے کون اِسلام کی حقانیت پر زیادہ یقین رکھتا ہی *

سب سے مشکل مثال جو اِمام صاحب نے اِس مقام پر دی ہی وہ نفی علم جزئیات کی ذات باری سے ہی میں یہہ نہیں کہتا کہ یہہ اعتقاد صحیح ہی نہ میں اس مقام پر اُسکی حقیقت بیان کرنی چاہتا ہوں مگر میں یہہ پوچھتا ہوں کہ جن آیات و اخبار سے امام صاحب قرار دیتے ہیں کہ خدا کو علم جزئیات کا ہونا اُنسے علانیہ ظاہر ہی ایا وہ بھی اُنسے علانیہ ظاہر ہونے کا قایل ہی یا نہیں اگر ہی اور پھر اُس سے انکار کرتا ہی تو بلاشبہ تکذیب رسول لازم آتی ہی اور اگر وہ قایل نہیں ہی اور اُن آیات و اخبار سے اُسکے نزدیک خدا کو علم جزئیات ہونا ظاہر نہیں ہی گوکہ وہ اُسمیں غلطی پر ہو تو اُسکی طرف تکذیب رسول کیونکر منسوب کی جاسکتی ہی *

اس سے بھی زیادہ سخت اُس شخص کی مثال ہی جو رسول کو ترغیباً و ترہیباً بے سمجھہ لوگوں کے لیئے معاد عقلی کو' یا علم کلیات ذات باری کو' معاد جسمانی کے پیرایہ اور

علم جزئیات کے طور پر بیان کرنا جایز قرار دینا هی' اور باوجود اسکے رسول کي طرف کذب کي نسبت نهیں کرتا گو اُسکا ایسا سمجهنا في نفسه غلط هو مگر اُسکي طرف کیونکر خلاف اُسکے قول و یقین کے تکذیب رسول کي نسبت کي جاسکتي هی *

حدیث جو امام صاحب نے پیش کي هی جسکي اور جسکے مانند اور حدیثوں کے الفاظ نهایت مضطرب واقع هوئے هیں اول تو اُسکا ثبوت امام صاحب سے طلب کیا جاتا هی جسکو وہ مهیا نکرسکیں گے اور اگر اُنهوں نے کیا بهي تو خبر احاد سے زیادہ رتبه اُسکا نهوگا — اور پهر اُسمیں جو لفظ زنادقه کا واقع هوا هی اُس سے مراد صرف امام صاحب کے خیال پر اور امتي کے لفظ سے استدلال کرنے پر جو امت دعوت اور امت اجابت دونوں پر اطلاق هوسکتا هی مبني هوگي اور ایسي ضعیف و مهمل و قیاسي بلکه وهمي استدلال پر ایک شخص کو جو لااله الاالله محمد رسول الله پر یقین رکهتا هی اور کهتا هی که الحشر حق و علم الله حق و ما جاء به رسول الله صلعم حق وان اختلف في مراده کافر کهدیا جاویگا " وماهذا الا اثر من اثار التقلید ورجحان الطبعیة الی مابه الانس من التعلیم دون التنقید " *

اصل یهه هی که جس شخص نے لااله الاالله پر یقین کیا اُسنے ذات باري کو جامع جمیع صفات وبري جمیع نقصانات سے یقین کیا هی ' اور جس شخص نے محمد رسول الله پر یقین کیا اُسنے اُنکو نبي صادق تسلیم کیا هی اور ماجاءبه کو حق مانا هی پس اُسکے کسي قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا استنباط کرنا اور کهنا که اس سے تکذیب رسول لازم اتي هی تفسیر القول بمالا یرضي به قایله هی اور اُس تفسیر سے جسکو خود قایل قبول نهیں کرتا اُسکي تکفیر بهت بڑي غلطي اور ناداني هی — ممکن هی که اُسکي تمام تاویلوں کو اور تمام دلایل و براهین کو ظن و وهم وسفسطه کها جاوے مگر اُسکو کافر نهیں کها جاسکتا پس کسي کلمه گو کو کافر کهنا سخت گمراهي هی' لانکفر اهل القبلة' صحیح اور ٹهیک مذهب هی *

اسکے بعد امام صاحب نے تکفیر کے معامله میں ایک وصیت کي هی اور ایک قانون بنایا هی — وصیت تو یهه هی که جهاں تک هوسکے اهل قبله کي تکفیر سے زبان بند رکهي جاوے جب تک که وہ لااله الاالله محمد رسول الله کے قایل هوں " غیر مناقضین لها " مگر هم اس اخیر فقرہ پر چند لفظ اضافه کرتے هیں که ' غیر مناقضین لها في زعمهم لافي زعم غیر هم ' مناقضت کے معني امام صاحب نے تکذیب رسول کے بتلائے هیں خواہ وہ تکذیب کسي عذر کے سبب سے هو یابغیر عذر کے ' اسلیئے همنے یهه قید بڑهائي که وہ سمجهتے هوں که اسمیں تکذیب رسول هوتي هی اور اگر اُنکا یهه یقین هو که اُسمیں تکذیب رسول نهیں هی تو اُنکي تکفیر نهیں هوسکتي *

قانون تکفیر امام صاحب یهه بتلاتے هیں که جن باتوں میں غور وفکر کي ضرورت هوتي هی وہ دو قسم هیں — ایک تو اصول عقاید سے متعلق هیں — اور دوسري فروع سے — اور

اصول ایمان کے تین هیں " ایمان بالله و برسوله وباليوم‌الاخر " اور اُسکے سوا سب فروع هیں — امامت کے معاملہ کو بهي اُنهوں نے فروع میں داخل کیا هی اور لکها هی که اُسکا انکار کوئي چیز نهیں هی اس کیسان اصل وجوب امامت کے منکر تهے اُنکي تکفیر نهیں هوسکتي اور وہ لوگ بهي جو امامت کو جزو ایمان قرار دیتے هیں السات کے لایق نهیں هیں — لیکن اگر فروعات هي میں کوئي شخص ایسي بات کهی جس سے تکذیب رسول لازم آتی هو تو تکفیر لازم هی — اِسکي دو مثالیں اُنهوں نے دي هیں — پهلي مثال یهه هی که اگر کوئي شخص کهے که خانه کعبه جو مکه میں هی وہ وہ کعبه نهیں هی جسکے حج کا خدا نے حکم دیا هی تو یهه کهنا کفر هی کیونکه بتواتر رسول خدا صلعم سے اُسکے قول کے برخلاف ثابت هوا هی اور اگر وہ اُسپر رسول کي شهادت هونے سے انکار کرے تو اُسکا انکار کچهه مفید نهیں هی بشرطیکه وہ نو مسلم نهو اور اُسکے نزدیک اُسکے ثبوت پر تواتر نهوا هو *

دوسري مثال اُنهوں نے حضرت عایشه پر بهتان کي دي هی باوجودیکه اُس بهتان کے غلط هونے پر قرآن نازل هوچکا هی تو ایسا شخص بهي کافر هی کیوں که یهه ایسي باتیں هیں که تکذیب اور انکار تواتر اُنکو لازم هی — اور جو چیز که تواتر سے ثابت هوتي هی اُس سے انسان زبان سے تو انکار کرتا هی مگر اُسکا یقین دل سے دور نهیں کرسکتا — هاں یهه بات هی که جو چیز خبر احاد سے ثابت هوئي هی اُسکے انکار سے تکفیر لازم نهیں هی — اور جو چیز که اجماع سے ثابت هوئي هی اُسکے انکار سے تکفیر کرنے میں تامل هی کیونکه یهه مسئله که اجماع حجة هی مختلف فیه هی *

جس زمانه میں که امام غزالي صاحب تهے اُس زمانه کے اور اُسکے بعد کے زمانه کے لوگوں پر یهه افت چهائي تهي که لوگوں کے اقوال پر کفر کے فتوے دیتے تهے اور اُنکے اقوال کا مطلب خود قرار دے لیتے تهے جو درحقیقت اُس قول کے قایل کا وہ مطلب نهیں هونا تها — یهي افت همارے زمانه کے لوگوں پر بهي هی اسي افت کا نتیجه هی که لوگوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلاني، حضرت امام محي‌الدین ابن‌العربي، حضرت شیخ احمد سرهندي، اور اور بزرگ مسلمانوں کے اور خود امام غزالي کي تکفیر کے فتوے دیئے هیں اُسي تقلید میں امام غزالي بهي پهنسے هوئے هیں اور لوگوں کے اقوال کے الفاظ لیکر اور اُنکا مطلب خود قرار دیکر تکفیر کو لازم قرار دیتے هیں — کسی شخص کے قول پر گو ظاهر میں وہ کیسا هي صریح هو جب تک که خود قایل سے نه پوچها جاوے که اس قول سے تیرا مطلب کیا هی ایا تو تکذیب رسول کرتا هی ؟ اُسوقت تک اُسپر کفر کا فتویٰ نهیں دیا جاسکتا — یهی مثالیں جو امام صاحب نے فرمائي هیں اور جنکي نسبت اُنهوں نے یقین کرلیا هی که تکذیب شهادت رسول اور قرآن هی اسي میں اُنهوں نے کسقدر غلطي کي هی — اب فرض کرو که جو شخص یهه کهتا هی که خانه کعبه جو مکه میں هی وہ کعبه نهیں هی جسکے حج کا قرآن میں حکم هی "

وہ طلب کیا گیا اور اُس سے پوچھا گیا کہ اس قول سے تیرا مطلب کیا ھی، اُس نے جواب دیا کہ میرا مطلب یہہ ھی کہ جو خانہ کعبہ آنحضرت صلعم کے وقت میں تھا وہ نہیں رھا عبداللہ ابن زبیر کے وقت میں جل گیا پھر جب ابن زبیر نے بنایا اُسکو حجاج نے ڈھا دیا اب یہہ خانہ کعبہ وہ نہیں ھی — پس اگر وہ اپنے قول کا یہہ مطلب بیان کرے تو اُسکے قول سے انکار شہادت رسول جس پر بناے تکفیر امام صاحب نے قایم کی ھی لازم نہیں آتی، پھر کسطرح مجرد قول پر امام صاحب تکفیر کو لازم ٹھیراتے ھیں — دوسری مثال میں اگر وہ مجرم یہہ بیان کرے کہ آیات قرآنی حضرت عایشہ صدیقہ کے حق میں نازل نہیں ھوئیں گو کہ وہ اُسمیں غلطی پرھو مگر اُس پر الزام انکار قرآن کیونکر لازم آتا ھی *

ایک مجلس علماء میں جناب مولوی اسمعیل صاحب مرحوم کی تکفیر کی نسبت گفتگو ھورھی تھی، ایک صاحب نے اُنکی کتاب تقویۃالایمان کے چند مقام پڑھے اور فرمایا کہ اس سے تحقیر و اھانت رسول لازم آتی ھی، میں نے عرض کیا کہ لازم آتی ھی یا اُنہوں نے کی ھی، مولانا نے فرمایا جبکہ الفاظ اھانت پر دال ھیں تو قایل نے اھانت کی ھی، اُنکی مدلولات سے عدول کی کوئی وجہہ نہیں — میں نے عرض کیا کہ وجہہ تو ھی کہ قایل اِن الفاظ کا محمد رسول اللہ کا قایل ھی جسکی تصدیق تحقیر و اھانت کے منافی ھی، پس قایل نے تو یقینی تحقیر و اھانت نہیں کی مگر آپ اُس سے لازم گردانتے ھیں و ھذا فعلکم لیس فعل القایل - جو شخص کہ لاالہ الااللہ و محمد رسول اللہ کی تصدیق کرتا ھی اُسکے کسی قول سے انکار شہادت رسول یا انکار قرآن یا تکذیب رسول قرار دینا نہایت جہالت و محض نادانی ھی *

اسکے بعد امام صاحب اُن تین اصولوں کا ذکر کرتے ھیں اور فرماتے ھیں کہ جس میں فی نفسہ تاویل نہیں ھوسکتی اور جو متواتر منقول ھی اور اُسکے خلاف پر برھان کا قایم ھونا متصور نہیں ھی اُسکی مخالفت محض تکذیب ھی، جسکی مثال ھمنے حشر اجساد و جنت و نار و علم جزئیات باری کی دی ھی *

مگر یہہ فیصلہ امام صاحب کا بھی صحیح نہیں ھی، اسلیئے کہ فی نفسہ تاویل کا نہوسکنا اور بتواتر منقول ماننا اور اُسکے برخلاف برھان کا قایم نہوسکنا اختلاف راے پر مبنی ھی — ممکن ھی کہ امام صاحب کے نزدیک کوئی امر ایسا ھو جسمیں فی نفسہ تاویل نہوسکتی ھو دوسرے کے نزدیک ایسا نہو، اُنکے نزدیک ایک امر بتواتر نقل ثابت ھو دوسرے کے نزدیک نہو، اُنکے نزدیک ایک امر کے برخلاف برھان کا قایم ھونا متصور نہو دوسرے کے نزدیک ھو، پس کسطرح یک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرسکتا ھی *

اسکے بعد امام صاحب ارقام فرماتے ھیں کہ جسمیں تاویل کا احتمال ھی گو کہ مجاز بعید سے ھو تو اُسکی برھان پر نظر ڈالنی چاھیئے، اگر وہ برھان قاطع ھو تو اُسکو ماننا چاھیئے

(یہاں بھي نہیں فرمایا کہ کسکے نزدیک) ' لیکن اگر عوام میں بیان کرنے سے اُنکي کم فہمي کے سبب ضرر کا احتمال ہو تو اُسکا بیان کرنا بدعت ہی '(لیکن اگر عوام ہي کے دلمیں وہ شبہات ہوں تو کیا کرنا چاهیئے ?) ' اور اگر برهان قاطع نہو اور دین میں ضرر نہو جیسیکہ معتزلي کا خدا کے دیدار سے انکار کرنا تو وہ بدعت هی اور کفر نہیں هی ' اور اگر اُسمیں ضرر هو تو وہ اجتهاد کي محتاج هی ' ممکن هی کہ تکفیر کي جاوے اور ممکن هی کہ نکیجاوے ' اور اسي قسم سے اُن صوفیه کا حال هی جو یہہ دعوی کرتے هیں کہ اُنمیں اور خدا میں ایسا درجه تقرب پہونچ گیا هی کہ نماز کا حکم اُنپر سے ساقط هوگیا هی ' اور مسکرات اور گناہ کي باتیں اور بادشاہ کا مال مار لینا اُنکو حلال هوگیا هی ' تو کچھہ شک نہیں هی کہ ایسا شخص قتل کرڈالا جاوے ' اگرچہ اُسکي نسبت خلود في النار کے فتوی دینے میں تامل هی ' ایسے شخص کا مارنا سو کافروں کے قتل سے بہتر هی ' کیونکہ ایسے شخص سے به نسبت کافر کے ضرر في الدین زیادہ هی *

اسمقام پر تو امام صاحب نے اپني تمام فضیلت اور امامت کو ڈبودیا اور محض جاهلوں اور متعصبوں کي سي باتیں لکھي هیں — خدا نے تو قتل انسان کي صرف قصاص میں یا مقاتله کي لڑائي میں اجازت دي هی ' امام صاحب نے کہاں سے اُنکے قتل کا حکم نکال لیا هی — ممکن هی کہ ایسے صوفي کو جسکا ذکر امام صاحب نے کیا هی (اگر کوئي هو) تو مجنون و مرفوع القلم تصور کیا جاوے یا پاگل خانه میں بهیجدیا جاوے ' قتل چه معني دارد *

اسکے بعد امام صاحب ایک قاعدہ بیان فرماتے هیں اور گویا همارے شبہات کا جو همنے اُوپر بیان کیئے هیں جواب هی ' اور هم نہایت دل سے اُسپر متوجهہ هوتے هیں ' وہ فرماتے هیں کہ بعضي دفعه کوئي شخص نص متواتر سے مخالفت کرتا هی اور یہہ گمان کرتا هی کہ میں تاویل کرتا هوں ' لیکن جو تاویل کہ وہ کرتا هی وہ زبان عرب میں نہیں هی نہ بطور تاویل قریب کے نہ تاویل بعید کے ' اور ایسي تاویل کفر هی ' اگرچه تاویل کرنے والا سمجھے کہ میں تاویل کرتا هوں ' اور اسکي مثال صوفیه باطنیه کا یہہ کلام هی کہ الله واحد هی اس معني کر کہ وحدۃ کو دیتا هی اور پیدا کرتا هی ' اور عالم هی اس معني کر کہ علم کو دیتا هی اور دوسرے میں پیدا کرتا هی ' اور موجود هی اس معني کر کہ اُسکے سوا بھي موجود هیں ' اور یہہ معني کہ في نفسه واحد اور موجود اور عالم کے اوصاف سے موصوف هی نہیں هیں ' اور یہہ صریح کفر هی ' کیونکہ لغت و کلام عرب میں ان لفظوں سے یہہ معني نہیں لیئے جاسکتے ' پس حقیقت میں یہہ تکذیب هی نہ تاویل *

همکو اِس بات سے اِس مقام پر بحث نہیں هی کہ یہہ تاویل صوفیه کي صحیح هی یا نہیں ' بلکہ امام صاحب نے جو فتواے کفر دیا هی اُس سے بحث هی — کفر کے فتوے کي بنیاد اُنهوں نے صرف اِس بات پر رکھي هی کہ لغت و کلام عرب میں اِن لفظوں کے یہہ معني نہیں

هوسکتے - مگر وہ اِس بات کو بهول گئے هیں که جو لغات عرب بطور نقل هم تک پهونچے هیں وہ خود ظني هیں اور فراء وسیبویه وغیرہ کي نقل سے پهونچے هیں ' جسکي بحث مستوعب قاضي ابوالولید سے همنے اپني تفسیر میں نقل کي هی ' پس ایسے امور ظني پر تکفیر ایسے شخص کي جو لا اله الاالله محمد رسول‌الله کهتا هی کیونکر کیجاسکتي هی ' بالشبهه کهاجاسکتا هی که اُسکا قول غلط هی ' جو تاویل وہ کرتا هی اُسکے مساعد لغت عرب پایا نهیں گیا ' مگر تکفیر کا حکم کیوں کر هوسکتا هی *

اسکے بعد امام صاحب ارقام فرماتے هیں که تکفیر کرنے میں چند باتوں کو دیکهنا چاهیئے — اول یهه که جس نص شرعی کے ظاهري معني چهوڑے گئے هیں اُسمیں تاویل هوسکتي هی یا نهیں (کس کے نزدیک امام صاحب کے یا تاویل کرنے والے کے ؟) اور اگر تاویل هوسکتي هی تو وہ تاویل قریب هی یا بعید — اس بات کا جاننا که کس میں تاویل هوسکتي هی اور کس میں نهیں هوسکتي آسان نهیں هی ' اُسمیں بجز اُسکے جو لغت عرب اور اُصول لغت کا ماهر هو اور عرب کے استعارات اور مجازات کے استعمال کو اور مثالوں کے طریقوں کو جانتا هو اَوْر کسیکو نه پڑنا چاهیئے *

دوسرے یهه که — جو نص که چهوڑي گئي هی وہ تواتر سے ثابت تهي یا احاد سے یا اجماع مجرّد سے ' اور اگر تواتر سے ثابت تهي تو شروط تواتر اُسمیں تهیں یا نهیں ' اور تواتر وہ هی جسمیں شک کرنا ممکن نهو جیسےکه انبیاء کا هونا اور مشهور شهروں کا هونا *

مگر تواتر کے جو معني بیان کیئے جاتے هیں اور جو مثالیں دي جاتي هیں اُنمیں کسیقدر تسامح هوتا هی ' امام صاحب نے بهي اُس تسامح کو رفع نهیں کیا - تواتر دو قسم پر منقسم هوسکتا هی ' ایک تواتر عام اور ایک تواتر خاص - تواتر عام وہ هی که اُسکا متواتر هونا کسي فرقه یا قوم یا مذهب پر منحصر نهو ' جیسے وجود بلاد مشهورہ کا یا کسي شخص کا بحیثیت اُسکے هونے کے — اور تواتر خاص وہ هی جو کسي فرقه خاص سے متعلق هو جیسے کسي شخص کا نبي هونا یا قرآن کا قرآن هونا — پس جو لوگ که تواتر سے استدلال کرتے هیں وہ یهه نهیں کرسکتے که اپنے فرقه کے تواتر کو تواتر تسلیم کریں اور دوسرے فرقه میں جو بات تواتر سے ثابت هوئي هی اُس سے انکار کریں ' پس تواتر خاص فرقه خاص کے لیئے دلیل هوسکتي هی نه عام کے لیئے *

پهر امام صاحب لکهتے هیں که اِجماع کو جاننا سب سے زیادہ مشکل هی کیونکه اُسکي شرط یهه هی که اهل حل وعقد (جنکے معني امام صاحب نے کچهه نهیں بتائے) ایک جگهه جمع هوکر ایک بات پر صریح الفاظ سے اتفاق کریں اور پهر اُسي پر قایم رهیں اور تمام اقطار ارض سے اُسي پر الفاظ صریح میں فتوی هوجاویں اس درجه تک که اُس کے بعد اُس سے اختلاف ممتنع هوجاوے ' اسکے بعد یهه دیکهنا هی که جو شخص ان تمام باتوں کے بعد اُس سے اختلاف کرے تو اُسکي تکفیر کي جاوے یا نهیں *

اگرچہ ایسے اجماع کا ثبوت جسکا ذکر امام صاحب نے کیا ھی نہایت مشکل قریب ناممکن کے ھی' لیکن اس درجہ کا اجماع بھي جبکہ اجماع اول کے بعد اجماع ثاني برخلاف اُسکے ناجایز نہیں ھوسکتا' تو درحقیقت اجماع في نفسہ کوئي حجت نہیں ھی اور نہ اُس سے کوئي مسئلہ شرعي قایم یا پیدا ھوسکتا ھی *

اجماع مجموعہ آرا کا نام ھی اور جبکہ اُسکي افراد میں غلطي ھونے کا احتمال ھی تو اُسکا مجموعہ احتمال غلطي سے خالي نہیں ھوسکتا' اور جبکہ اجماع اول کے برخلاف اجماع ثاني ھوسکتا ھی تو اول اختلاف کرنے والا کوئي ایک فرد ھوگا اور اس سے فرد واحد کو اختلاف کرنا جایز ھوجاتا ھی' اور اجماع کا حجت ھونا قایم نہیں رہ سکتا' فافہم' *

تیسري بات امام صاحب یہہ لکھتے ھیں کہ اُس تاویل کرنے والے کی نسبت دیکھنا چاھیئے کہ اُسکے نزدیک بھي اُس امر میں تواتر ھی یا اُسکو تواتر کا ھونا معلوم ھوا ھی یا نہیں' اگر نہیں تو اجماع کي مخالفت کرنے والا جاھل و خاطي ھی نہ تکذیب کرنے والا' پس اُسکي تکفیر نہیں ھوسکتي *

چوتھي بات یہہ ھی کہ اُس برھان پر غور کي جاوے جسکے سبب سے وہ ظاھري معنوں کي تاویل کرني چاھتا ھی' اگر برھان قاطع ھو (اسکا فیصلہ کون کرے ؟) تو تاویل کي اجازت دي جاوے اگرچہ تاویل بعید ھي کیوں نہو' اور اگر قاطع نہو تو بجز تاویل قریب کے اجازت ندي جاوے *

پانچویں یہہ بات ھی کہ اُسکي بات پر غور کي جاوے' اگر وہ ایسي بات کہتا ھو کہ جس سے ضرر عظیم دین میں نہوتا ھو بلکہ محض لغو و صریح البطلان ھو تو بھي تکفیر نکي جاوے *

یہہ تمام امور جو امام صاحب نے بیان کیئے ھیں بودي بودي باتوں پر مبني ھیں' تکفیر کرني یا نکرني اس لایق نہیں ھی جسکي بنیاد ایسي باتوں پر مبني ھو' بلکہ اُسکي بنیاد نہایت صریح اور مستحکم امور پر ھوني لازم ھی' اور وہ امر یا بالتصریح اقرار وحدانیت و تصدیق رسالت ھی یا انکار *

اسکے بعد امام صاحب نے لکھا ھی کہ متکلمین کا یہہ کہنا کہ جو لوگ عقاید شرعیہ کو معہ دلایل کے نہیں جانتے وہ کافر ھیں اُنکا یہہ کہنا محض غلط ھی' بلکہ جو لوگ اس قسم کي دلیلوں اور بحثوں کو نہیں جانتے اُنکا ایمان اور یقین زیادہ مستحکم ھوتا ھی ھاں اسقدر صحیح ھی کہ دلایل مذھب پر اُس شخص کو جو ایمان پر مستحکم ھی اور اورونکا شبہہ مٹانا اور لوگونکو گمراھي سے بچانا چاھتا ھی غور کرنا فرض کفایہ ھی' اور خود مشکک کو شبہہ مٹا لینا فرض عین ھی' جبکہ بغیر دلیل کے اور کسیطرح اُسکا شبہہ دل سے نہ مٹ سکے *

پھر وہ لکھتے ھیں کہ خدا کی رحمت بہت وسیع ھی اور تمام امت محمدیہ کو شامل ھوگی بلکہ اکثر امم سابقہ بھی انشاءاللہ تعالی رحمت سے محروم نرھینگی گو کہ ایک لحظہ یا ایک ساعت یا کسیقدر مدت کے لیئے آگ میں ڈالی جاویں — بلکہ وہ کہتے ھیں کہ ھمارے زمانہ کے اکثر روم کے عیسائی اور ترک جو ملک روم اور ترک کی انتہا پر رھتے ھیں' اور اُن تک آنحضرت صلعم کی دعوت اسلام نہیں پھونچی' وہ بھی انشاءاللہ تعالی رحمت خدا میں شامل ھونگے — وہ لوگ تین قسم کے ھیں — ایک تو وہ ھیں جنہوں نے محمد صلعم کا نام تک نہیں سنا وہ تو معذور ھیں — دوسرے وہ ھیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کا نام اور آنحضرت کی تعریف اور آنحضرت کے معجزات کا حال سنا ھی اور بلاد اسلام کے قریب رھتے ھیں اور مسلمانوں سے ملتے ھیں وہ کافر ھیں جو ھمیشہ دوزخ میں رھینگے — تیسرے وہ لوگ ھیں جو ان دونوں درجوں کے بیچ میں ھیں' اُنہوں نے آنحضرت صلعم کا نام تو سنا ھی مگر آنحضرت کے اوصاف نہیں سنے بلکہ بچپن سے یہی سنا ھی کہ ایک جھوٹا مکار شخص جسکا نام † تھا پیدا ھوا تھا اور اُسنے دعوی نبوت کیا تھا' جسطرح کہ ھمارے بچے ابن مقنع کا نام سنتے ھیں کہ اُسنے جھوٹا دعوی نبوت کا کیا تھا — تو یہہ لوگ قسم اول میں (امام صاحب کے نزدیک) داخل ھیں (یعنی معذور ھیں) *

اسکے بعد امام صاحب اس فرقہ کا ذکر کرتے ھیں جو مخلد فی‌النار ھوگا اور کہتے ھیں کہ اس امت سے تو وھی ایک فرقہ مخلد فی‌النار ھوگا جسنے تکذیب رسول کی ھی' یا رسول اللہ کو بمصلحت جھوٹ بات کہنی جائز قرار دی ھی' اور باقی لوگوں میں سے جو مختلف اقوام و مذاھب کے ھیں اُس فرقہ کو مخلد فی‌النار تجویز کیا ھی جسنے آنحضرت صلعم کا نبی مبعوث ھونا اور آپ کے اوصاف اور معجزات اور خارق عادات مثل معجزہ شق قمر اور سنگریزوں کے سبحان اللہ پڑھنے کے' اور حضرت کی انگلیوں سے پانی بہہ نکلنے کے' اور قرآن کے معجزہ کے جسکی مانند اھل فصاحت کہنے سے عاجز ھوگئے' بتواتر سنا ھی اور اُسپر متوجہ نہیں ھوا تو وہ فرقہ کافر مخلد فی‌النار ھی' مگر فرماتے ھیں کہ اُسمیں اکثر اھل روم اور ترک جو بلاد اسلام سے نہایت دور رھتے ھیں داخل نہیں ھیں — اور جو شخص ان باتوں کو سنکر تحقیق و دریافت میں بخوبی متوجہ ھوا اور قبل تمام ھونے تحقیق کے مرگیا تو وہ بھی مغفور اور رحمت اللہ علیہ میں داخل ھی *

اس مقام پر امام صاحب نے نہایت ملا پن برتا ھی اور عام ملانوں کی سی باتیں کی ھیں' جنکو دوزخی بنایا ھی اُنمیں بھی غلطی کی ھی اور جنکو بہشتی قرار دیا ھی اُنمیں بھی غلطی کی ھی — جن معجزات کا اُنہوں نے ذکر کیا ھی اول تو اُنکا خود اھل اسلام میں

---

† امام صاحب نے تو صاف کذابا مُلبساً کے بعد آنحضرت کا نام لکھدیا ھی مگر ھمنے ادباً نام نہیں لکھا *

بمواتر ثابت ہونا ثابت کیا ہوتا — پھر دوسرے مذہب والے کے نزدیک اُنکے بتواتر ثابت ہونیکے طریقہ کو بتایا ہوتا — پھر معجزہ فصاحت قرآن مجید کو اُن اقوام پر جنکی اصلی زبان عربی نہیں ہی حجت ہونا ثابت کیا ہوتا، تب شاید ایک حصہ اُنکی دلیل کا صحیح ہوسکتا تھا — اہل روم و ترک کے فرقہ اول و سویم کو جس دلیل سے بہشت میں داخل کیا ہی اُسکی کوئی وجہہ ثبوت دی ہوتی تاکہ معلوم ہوتا کہ کس کنجی سے اُنکے لیئے بہشت کے دروازہ کا قفل کُھولا ہی، ہم اُنکی اُس تمام تقریر کو بودا اور محض نکما سمجھتے ہیں *

ہمارے نزدیک خدا نے تمام جن و انس کو یعنی تمام انسانوں کو وحشی ہوں یا شہری جاہل ہوں یا عالم مہذب ہوں یا نا مہذب لاالہ‌الااللہ پر ایمان لانیکو مکلف کیا ہی اور خلود فی‌النار صرف شرک حقیقی پر منحصر کیا ہی، اور اُسکا سبب یعنی وجہہ مکلف ہونے کی ہرایک انسان میں از روے فطرت کے ودیعت کی ہی جسکو ہم عقل سے تعبیر کرتے ہیں اور ہمارے پرانے مقنن نے شجرۃالعلم سے اُسکو تعبیر کیا ہی، مگر یہہ ودیعت ہرایک کو مساوی ودیعت نہیں ہوئی اور اسی لیئے ہرایک کے لیئے مکلف ہونیکے درجات بھی مختلف ہیں، ایک گروہ وہ ہی جسکے پاس یہہ ودیعت اسقدر قلیل ہی یا قلیل ہوجاتی ہی جو مکلف ہونے سے بری اور مرفوع القلم ہونے میں داخل ہوجاتے ہیں، اور انکے سوا وہ ہیں جو بمقدار اُس ودیعت کے مکلف ہونیکے درجات میں داخل رہتی ہیں *

تمام انسانوں کے حالات پر غور کرنے سے جو ابتک معلوم ہوئے ہیں ایسا ثابت ہوتا ہی کہ ان سب میں خدا نے ایک قوت رکھی ہی جو اپنی فطرت سے اور اُن چیزوں کے اثر سے جو اُنکے گرد پیش ہیں اور اُن واقعات سے جو اُن پر گذرتے ہیں ایک قوی اور سب سے برتر وجود کے وجود کا خیال اُنکے دلمیں پیدا ہوتا ہی، اور اپنی بھلائی و برائی اُس کے ہاتھہ میں سمجھتے ہیں *

اس لا معلوم وجود کے قرار دینے میں بھی درجات انسانوں کے از روے فطرت کے مختلف ہوتے ہیں، ایک گروہ ایسا ہوتا ہی کہ اُس لا معلوم وجود کے خیال کے سوا اور کچھہ اُنکی سمجھہ میں نہیں آتا، اور اسلیئے وہ کسی اپنے سے اعلی شخص کی بغیر اپنے اجتہاد و سمجھہ کی متابعت کرتے ہیں، اور وہ ایسا کرنے میں مجبور ہیں، کیونکہ اُنکی سمجھہ اُس لا معلوم وجود کے اپنی فہم و فراست اور اجتہاد سے قرار دینے یا مختلف راے کے اشخاص کی رایوں میں تمیز کرنے سے فطرتاً معذور ہی، اور آیندہ کی نسلیں جنکی خلقت فطرتاً اسی حد تک کی ہی اُسی طریقہ میں اپنی زندگی بسر کرتی جاتی ہیں جسمیں اُنہوں نے اپنی پیشینیوں کو پایا تھا، میں کچھہ شک نہیں کرتا کہ خدا کی رحمت انشاءاللہ تعالی اُن کے حال پر ضرور شامل ہوگی اور جسقدر کہ فطرت نے اُنکو دیا ہی اُس سے زیادہ کا محصول اُنسے طلب نکیا جاویگا *

ایک گروہ ایسا ھی جو خود اپني فہم و فراست و اجتہاد سے اُس لا معلوم وجود پر پے نہیں لے جاسکتا ، مگر اُسمیں فطرتا ایسا امر ودیعت ھوا ھی کہ وہ دوسرے کے سمجھا نے اور بتانے سے اُس لا معلوم وجود کیطرف پے لیجاسکتے ھیں اور مختلف راے کے اشخاص کي رایوں کو جو اُس لا معلوم وجود کي نسبت ھوں تمیز کرسکتے ھیں ' یہہ قوت اکثر خارجي اسباب سے جیسے کسي فرقہ میں پیدا ھونے اور اُنھي میں پرورش پانے اور بچ پن سے اُنھي خیالات کے سچ سمجھنے یا باھمي معاشرت کے اثر یا اشخاص خاص کے اعتقاد غلو سے دب جاتي ھی مگر معدوم نہیں ھوتي — یہہ فرقہ بلاشبہہ ایسا ھی کہ اگر اُنمیں کوئي ایسا شخص جو اُس لا معلوم وجود کو بتانے والا پیدا نہوا ھو اور نہ کسي نے اُنکو اُس لا معلوم ھستي کو بتایا ھو تو میں کچھہ شبہہ نہیں کرتا کہ خدا کي رحمت انشااللہ تعالی اُنکے حال پر بھي شامل ھوگي *

مگر یہہ بات تسلیم نہیں کي جاسکتي کہ ایسے لوگوں میں کوئي شخص اُس لامعلوم وجود کا بتانے والا پیدا نہوا ھو یا کسي نے نہ بتایا ھو' اگر خدا نے اُنکو ایمان باللہ پر مکلف کیا ھی اور فطرت ایسي دي ھی کہ بغیر کسي کے سمجھائے وہ اُسپر ایمان نہیں لاسکتے تو ضرور ھی کہ اُن میں کوئي اُس بات کا سمجھانے والا بھي ھوا ھو اور مناسب اوقات میں اُس سمجھانے والے کي تعلیم کو یاد دلانے والے بھي ھوتے رھے ھوں — اسکا ثبوت مذھبي و تاریخي تحقیقات سے پایا جاتا ھی' خدا نے فرمایا ھی کہ " لکل قوم ھاد " اور تاریخي تحقیقات سے ثابت ھی کہ ھر قوم میں کوئي نکوئي رفارمر یا پیغمبر گذرا ھی جس کي تعلیم کي بنیاد وحدانیت ذات باري پر قایم ھوئي ھی ' گوکہ بعد کو لوگوں نے اُس ذات واحد کے ماسوا کي پرستش اختیار کي ھو' اور کسي دوسري شی میں الوھیت کا یقین کیا ھو جو شرک حقیقي کے لوازم ذاتي میں سے ھی' تو ایسے فرقے نو میں خدا کي رحمت میں باوجودیکہ اُسکے بے انتہا وسیع ھونیکا مجھے یقین ھی داخل نہیں کرسکتا *

انھي لوگوں میں وہ لوگ بھي داخل ھیں جنکي قوت مدرکہ بچپن سے اور ابتداے عمر سے ایسي تعلیم و تربیت کے بوجھہ میں دب گئي ھی' یا معاشرت کي بندشوں میں بندھگئي ھی' جو ایمان باللہ اور اُسکي توحید في الذات و في الصفات و في العبادت کے منافي ھی' اور اُسکے سبب سے اُنکے دل میں اُس لامعلوم وجود کے بتانے والے کي یا اُسکے یاد دلانے والے کي بات نہیں سماتي یا سماتي ھی پر ماني نہیں جاتي' یا لاعلمي و ناسمجھی کے سہارے اُسکے سمجھنے کي اور جو سمجھے ھیں اُسکے بوجھہ نے کي اور جو کرتے ھیں اُسکے کیئے جانے کي معذرت کیجاتي ھی' بلاشبہہ وہ قوت اُن اسباب سے ضعیف ھوگئي ھی پر معدوم نہیں ھوئي' اور اُنمیں فطرت نے ایک ایسي قوت دي ھی جو اُس بوجھہ کو اُٹھا سکتي ھی اور اُن بندشوں کو توڑ سکتي ھی' اور اُس قوت مدرکہ کو اُس لا معلوم وجود بتانے والے یا اُسکے یاد دلانے والے کي بات کے سمجھنے کے لایق کرسکتي ھی — پس اس فرقہ کو بھي میں خدا

کي رحمت میں باوجود اُسکے بے انتہا وسیع ہونے کے جگھہ نہیں دے سکتا ' شاید خداکي رحمت اس سے بھي وسیع ہو اور اُنکو جگھہ ندینا صرف میري ہي کم ظرفي ہو *

ایک گروہ کو اُسکي تعداد کتني ہي قلیل ہو ایسا ہوتا ہی کہ خود اپنے فہم و فراست اور اجتہاد سے اُس لامعلوم وجود پر پے لیتجاسکتا ہی ' اور کوئي منزل مقصود تک پہونچتا ہی کوئي رستہ میں رہ جاتا ہی ' اور کوئي رستہ بھول جاتا ہی — مگر اِن پچھلے دونوں فرقوں میں وہ امر جس سے وہ اُس اول فرقہ والے کي بات کو سمجھہ سکیں اور اپنے خیالات سے اُسکا مقابلہ کریں ضرور موجود ہوتي ہی ' پس ایسا نکرنے سے وہ خود اپنے تئیں خدا کي رحمت سے دور رکھتا اور اُسکي وسعت کو تنگ کرنا چاہتے ہیں ' مگر پہلا فرقہ منجتہدھار خدا کي رحمت میں غریق ہونے والا ہی — اسي فرقہ کے اعلی درجہ کے لوگ وہ ہیں جنکو فہم و فراست و اجتہاد کے سوا ایک اَور چیز عنایت ہوتي ہی جسکو جبرئیل امین یا ملکہ نبوت سے تعبیر کیا جاتا ہی اور یہہ وہي لوگ ہیں جو دنیا میں انبیاء ہوئے ہیں — ان دونوں میں فرق یہہ ہی کہ اُنکو جوکچھہ حاصل ہوا ہی وہ کسبي ہی اور انبیاء کو وہبي ' بغیر اُس فن کے حاصل کیئے اُس فن میں کامل ہوتے ہیں ' خود اُنکے دل میں وہبات پیدا ہوتي ہی جسکو وہ وحي و الہام قرار دیتے ہیں ' کیونکہ بن جانے جاني جاتي ہی اور بن بلائے آتي ہی — یہہ ایک فطرتي مناسبت ہی جو ہر ایک کام کے ساتھہ انسانوں کو ہوسکتي ہی ' جعفر زٹلي کو زٹل کے ساتھہ ' ایک شاعر کو شعر کے ساتھہ ' ایک نیچري کو نیچر کے ساتھہ ' مگر جس انسان کو یہہ فطرتي مناسبت روحاني تربیت کے ساتھہ ہوتي ہی اُسکو پیغمبر کہتے ہیں اور اَوروں کو زٹلي اور شاعر اور نیچري ' غرض کہ نبوت ایک فطري قوت ہی جو انبیاء کے ساتھہ پیدا ہوني ہی جسکي تصدیق اِس قول سے ہوتي ہی کہ " انا نبي و آدم بین الماء والطین " *

ہمارے کلام کے اور امام صاحب کے کلام کے مقصد میں بجز طرز بیان کے اور ایک آدہ بات کے چنداں فرق نہیں ہی ' صرف مابہ الافتراق یہہ ہی کہ وہ مشرکین کو بھي جنکو نبي آخرالزماں صلعم کي خبر نہیں پہونچي یا بصحت نہیں پہونچي رحمت میں شامل کرتے ہیں ' اور جنکو پہونچي اور اُنھوں نے تصدیق نہیں کي اُنکو مخلد فی‌النار بتاتے ہیں ' مگر ہم شرک سے کسي کي مغفرت خواہ اُسکو نبي آخرالزماں کی خبر پہونچي ہو یا نہ پہونچي ہو قرار نہیں دیتے اور موحد غیر مصدق رسالت کو مخلد فی‌النار نہیں کہتے *

اس قسم کي تقریر پر جو ہمنے کي امام صاحب نے ایک اعتراض کیا ہی کہ کفر و ایمان کي نسبت ایسي گفتگو کرنا گویا یہہ کہنا ہی کہ ماخذ تکفیر عقل ہی نہ شرع ' اور جاہل باللہ کافر ہی اور عارف باللہ مومن — مگر خون کا مباح ہونا اور خلودفي‌النار حکم شرعي ہی ' اور قبل شرع اُسکے حکم شرعي ہونے کے کوئي معني نہیں ہیں — اور اگر یہہ مطلب ہو کہ

شارع کے کلام سے یہہ مطلب نکلتا هی کہ صرف جاهل بالله کافر هی تو صرف اسي امر میں کفر کا حصر کرنا ممکن نہیں — کیوں که جاهل بالرسول اور بالیوم‌الاخرة بهي کافر هی — اور جاهل بالله سے اگر صرف اُسکے وجود وحدانیت کا انکار قرار دیا جاوے اور صفات کو علاحدہ کردیا جاوے توبهي غلط هی — اور اگر صفات میں بهي خطا کرنے والے کو جاهل بالله و کافر کہا جاوے تو صفة بقا و صفة قدم اور کلام کو وصف زاید علی‌العلم اور سمع وبصر اور جواز رویت وغیرہ صفات کے نه ماننے والے کو بهي کافر کہا جاویگا *

مگر اس مقام پر بهي امام صاحب نے اسطرح پر جیسے کوئی کهسیانا شخص لاجواب هوکر خلط مبحث کردینا هی خلط مبحث کردیا هی — یہہ بات که کفر حکم شرعي هی یا عقلي نہایت لغو اعتراض هی — یہہ ایک جدا بحث هی که شرع مظہر حقایق اشیاء هی یا موجد حقایق اشیاء' اور اِس امر کو کفر و ایمان سے کچھہ تعلق نہیں هی — قایل کا قول نہایت صاف هی اور وہ یہہ کہتا هی که تمام انبیاء نے مدار ایمان یا مدار نجات خدا کے ماننے اور اُسکے ساتهہ شریک نکرنے پر منحصر کیا هی' پس جو شخص اُسپر ایمان رکهتا هی وہ مومن هی' رسول کا انکار کفر شرعي هی' کفر مطلق نہیں' اُسکے شریک نکرنے کا بهي سیدها و صاف مطلب هی که اُسکي مانند کوئی دوسرا وجود نہیں هی ' نه ذات میں' نه صفت میں' نه استحقاق عبادت میں' اور اس اعتقاد سے یہہ بحثیں که وہ ذات و صفات کیسی هیں' اور صفت بقا و قدم وغیرہ عین ذات هیں یا ذات میں قایم هیں' اور اُسکي صفت کلام و سمع و بصر و رویت وغیرہ کي کیا حقیقت هی' کچهہ متعلق نہیں هیں' وہ ایک زاید و فضول مباحث هیں اُنکا بیان یا اُنکي تاویل کسیطرح اور کسي معني پر معه اُس یقین کے کي جاوے نه مخل ایمان هی' اور نه کوئي بیان اور کوئي تاویل باعث کفر' اُنکے بیان و تاویل میں جو اختلاف واقع هو اُسکا نتیجه صرف یہي هی که باهم علماء ایک دوسرے کي تکفیر کیا کریں' مگر خدا اُنمیں سے کسیکي تکفیر نہیں کرتا ' و هذا آخر کلامي وعلی‌الله اعتمادي *

راقـــــــم

کلکته ۹ محرم سنه ۱۳۱۰ نبوي	سید احمد

قانون قدرت

همارے پیارے سید نے یہہ ثابت کردیا هی که خدا اُسکے قانون قدرت سے جانا اور پہچانا گیا اب هم اس متبرک اور بزرگ قانون کا کچهہ حال بیان کرینگے اور یہہ ثابت کرینگے که جو شخص اسکا تابعدار هی وهي سچا پرهیزگار هی اور جو اسکا نافرمان هی وهي پکا گناہ‌گار

هی — اِس قانون کي تابعداري میں آرام و راحت هی اور نافرماني میں تکلیف و مصیبت هی — خدا نے اِس قانون میں اپني مخلوق کو بُرائي اور گناه سے منع اور بهلائي اور ثواب کے کام کرنے کو حکم فرمایا هی هماري خوشي اور راحت اِس قانون کي پیروي کا نتیجه اور تکلیف و مصیبت اسکي نافرماني کا ثمره بنایا هی — خدا اپنے اسي قانون سے تمام عرصه عالم پر حکومت کرتا هی یهه قانون ایسا باقاعده اور مضبوط هی که کبهي به مقتضاے زمانه مثل قانون روم و فرانس کے بدلتا نهیں یهه بالکل غیر متغیر هی اور یهي بات خدا کے عالم مطلق اور اُسکے علم میں نقص نهونے پر دال هی *

اے بهائیو اگر تمهیں راحت منظور هو اور خوشي درکار هو اور آرام مرغوب هو تو اِس قانون کي پیروي کیجیئے اور دل و جان سے اسکي تابعداري میں مشغول هوجیئے اسکي خلاف ورزي میں گناه اور پیروي میں ثواب جانیئے بغیر اِسکے کسیکو کچهه چاره بهي نهیں هی کیونکه خداوند کریم کي جمله کائنات اِس قانون میں جکڑي هوئي هی *

یاد رهے که اِس قانون کي پیروي کے لیئے تمهیں چاهیئے که پهلے اِس قانون کا علم حاصل کرو مگر یهه علم هرگز ایسے شخصوں سے حاصل هو نهیں سکتا جو زمین کو چپٹي اور آسمان کو ایک متجسم شے اور دریا کا پاني ایک آدمي کے حکم سے ٹهیرجانا اور آفتاب کا کئي ساعت تک اپني جگهه قایم رهنا اور ایک مرے هوئے شخص کا پهر زنده هوجانا اور بغیر باپ کے بچه کا پیدا هونا وغیره وغیره بتلاتے اور سمجهاتے هیں اور اپني سمجهه کي غلطي کو قرآن مجید کے ذمه دهرتے هیں — علم اِس قانون کا نیچر هي کے مصنف سے حاصل هوسکتا هی اِس مصنف کے جاننے کو تمهیں عقل عطا هوئي هی اور سمجهه دي گئي هی ذرا غور و تامل سے اگر اپنے ارد گرد دیکهیئیگا تو اِس قانون کے علم سے بتدریج واقف بهي هوجائیگا — اِسي زمین میں جسپر تم چلتے هو وه وه لیاقتیں موجود هیں اگر تم اُنکو جانو اور معلوم کرو تو بیحد فایدے پاؤ *

قانون قدرت میں تین طرح کے قواعد هیں اول فزیکل لاز یعني قواعد طبعي دوم آرگانک لاز یعني قواعد اجسام سویم مارل لاز یعني قواعد اخلاق *

قواعد طبعي میں هم دیکهتے هیں که ایک فعل اپني شرایط کے بموجب هرجگهه یکساں اور باقاعده پایا جاتا هی اور کسیطرح کي اُسمیں تبدیل نهیں آتي هی مثلاً پتهر جهاں چاهو اُوپر پهینکو اور اگر اُسکو نه روکو تو زمین پر هي گرتا هی یعني یهه فعل هرجگهه اسي شرط کے موافق متحد اور یکساں رهتا هی — مثلاً اَور دیکهو که پاني سمندر کي سطح پر هر جگهه ایک هي تیمپریچر سے منجمد هوتا اور جوش کهاتا هی اور دیکهو که جب پاني برستا هی تو ضرور اوپر ابر بهي رهتا هی اور یهه فعل اسي شرط کے بموجب قایم اور دایم هی هرگز اسمیں اختلاف نه پاؤگے اور کبهي پاني کو بغیر ابر کے برستا هوا نه دیکهو گے علیٰ هذالقیاس *

قواعد اجسام میں هم دیکھتے هیں که پہله درجه کی گرمي یا سردي جسم کے انتظام کو بگاڑ دیتي هی اور آگ هرجسم کو برابر جلاتي هی *

قواعد اخلاق میں هم یهه پاتے هیں که جسقدر نیک کام اور سچّي اخلاقي باتیں هیں اُنکي پیروي سے همارے خوشي اور آسایش اور رذائل کي تابعداري سے همارے تکلیف اور جان کني منصور هی — غرض قانون قدرت کي پیروي سے سواے اُخروي فائدوں کے دنیا میں بهي اُسکے ثمرے حاصل هوتے هیں عقلا ثواب کے کام جنت هي کي اُمید پر نہیں کرتے بلکه اُنکے ذاتي فائدوں کے سبب سے بهي کرتے هیں اور گناه کے کام دوزخ هي کے بیم و خوف سے نہیں چهوڑتے بلکه اُنکے ذاتي ضرر سے بهي محفوظ رهنے کو چهوڑتے هیں وه یهه سمجهتے هیں که اخلاق میں جسقدر زیاده ترقي هوگي اُسي قدر دونوں جهان میں آرام و آسایش زیاده نصیب هوگي اور جسقدر رذایل میں ترقي هوگي اُسیقدر تکلیف و مصیبت اُٹهاني پڑیگي *

خیر باز مي‌آیم برسر مطلب — قواعد طبعي اور قواعد اجسام سب کے لیئے برابر اور سب جگهه متحد هیں ایسے با قاعده اور مضبوط هیں که اُنمیں ناسخ و منسوخ کو مطلق جگهه نهیں هی اور معاذالله اگر کوئي ولی بهي انکي تابعداری نه کریگا تو سزا پائیگا اور اگر کوئي ادنی انسان انکي پیروی کریگا تو جزا حاصل کریگا مثلاً آگ معصوم اور غیر معصوم دونوں کے لیئے برابر هی شیر خوار بچه جو کچهه نهیں جانتا اگر اُسکا هاتهه آگ میں رکهیئے اور ایک بڈهے آدمی کا هاتهه بهي رکهیئے تو دونوں کے هاتهه جلینگے بچه کی معصومیت اُسکے هاتهه کو جلنے سے نه بچائیگي غرض هم میں سے کوئي بهي اِن قواعد کے خلاف ورزي کریگا تو سزا پائیگا مثلاً اور دیکهو که ایک زاهد شب بهر بیدار خدا کي عبادت کرتا رهے اور ایک شخص راگ رنگ میں شب بیداري کرے تو صبح کو دونوں کي صورت پر کسلمندي پائي جائیگي زاهد اپنے زهد کي وجهه سے هرگز نه بچیگا گو تم اعتقاداً کهوگے که زاهد کي صورت پر نور خدا صبح کو برسیگا مگر سچ پوچهو تو کچهه نهیں برسنیکا کیونکه خدانے اپنے قانون میں بهي منشاء رکها هی که جو کچهه تم کرو وهیں تک که میرا قانون نه توڑے یہاں سے ثابت هوا که جو شخص قانون قدرت کا تابعدار هی وهي سچّا پرهیزگار هی اور جو اسکا نافرمان هی وهي بڑا گناه گار هی *

رهے قواعد اخلاق سو اِنکي خلاف ورزي بهي اگر هم میں سے کوئي بهي کریگا تو سوائے آخرت کے یہاں بهي سزا پائیگا مثلاً کوئي شخص جهوٹ بولتا هو تو اس جهوٹ بولنیکي سزا اُسکو یہاں یوں ملتي هی که اُسکا اعتبار اور اعتماد دوسروں کي نظروں سے اُٹهه جاتا هی اور یهي بےاعتباري کي شرم اُسکے لیئے جان کني هوتي هی اور اگر کوئي شخص جهوٹ نه بولتا هو تو اُسکے لیئے اسطرح جزا حاصل هوتي هی که دوسرونمیں اُسکا اعتماد بڑهتا هی عزت کیجاتي هی جس سے اُسکو آرام و خوشي نصیب هوتي هی *

بہرحال خدانے اپنے بندوں کے لیئے ایسا متبرک قانون بنایا ہی جو سبکے لیئے برابر ہی اور ایسا باقاعدہ و مضبوط ہی کہ جسمیں ناسخ و منسوخ کو مطلق جگہہ نہیں ہمیشہ سے قایم و دایم ہی اور تبدیل پذیر نہیں کسي زمانہ میں نہ بدلا نہ بدلتا ہی نہ بدلیگا پس ایسے مذہب کو جو اس بزرگ قانون کي طرف ہدایت کرتا ہو مبعوث من جانب اللہ سمجھنا چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ تہمت اسلام ایسا ہي مذہب ہی جسکو یقیني خدا کا مذہب کہہ سکتے ہیں اور میرے نزدیک جو مذہب قانون قدرت کے برخلاف ہو وہ ہرگز ہرگز خدا کا مذہب نہیں ہی والسلام *

راقم
ایک نیچري مسلمان
متوطن حیدرآباد دکن ترب بازار

کیسا غلط خیال ہی کہ زمانہ برسر تنزل ہی

(زمانہ کے تنزل سے ہماري مراد ساري دنیا کے تنزل سے بحیثیت مجموعي ہی کسي خاص شخص یا خاندان و ملک ملت سے نہیں ہی)

دنیا میں یہہ بات بھي ہوتي آئي ہی کہ ایک پیران سال خوردہ کا گروہ ہوتا ہی کہ وہ ہمیشہ صبح و شام زمانہ قدیم کي حمد و ثنا کا وظیفہ پڑھتا ہی اور زمانہ حال پر تبرا بھیجتا ہی — اپنے زمانہ کي وہ ایسي تصویر بناتا ہی جسکا ہرجز اور عضو بد نما اور برا معلوم ہو اور زمانہ قدیم کي باتوں کا ایسا بت بناتا ہی کہ جسکي ہر ادا اور انداز دلربا ہو— اُسکے دلمیں یقین ہوتا ہی کہ جو صاحب فضل و کمال اور جامع صفات جلال و جمال پہلے زمانہ میں ہوگذرے ہیں اب وہ خواب و خیال میں بھي نظر نہیں آتے — جو پیغمبران سخن اور خداے سخن اول ہوچکے ہیں اُنکا نظیر و عدیل ہونا محالات سے ہی— جو سرو دسرا حسن آرا پہلے پیدا ہوئے ہیں اُنکا اب پیدا ہونا ساز معدوم کي صدا ہی — غرض وہ انسان کے ایسے دشمن ہوجاتے ہیں کہ اُسکي انسانیت ہي کو اپني باتوں سے اُوڑانا چاہتے ہیں — رات دن یہي بڑبڑایا کرتے ہیں کہ اب دین دنیا کي ساري خوبیاں ختم ہوگئیں — جتنے کمال تھے اُنکا زوال آگیا جتنے عیب تھے اُنکا کمال ہوگیا نقص کي بیشي اور کمال کي کمي ہی — ہنروري دستکاري صناعي خوش خلقي نیک سیرتي مروت فتوت جودت سخا حلم و حیا — استقامت اور استقلال غرض جتني اعلی درجہ کي نیکیاں روحاني اور عقلي تھیں سب کي سب رخصت ہوگئیں یہاں تک کہ جسماني خوبیاں بھي پہلي سي نہ رہیں — نہ پہلے سے اب رستم تہمتن قوي بازو توانا تنومند آدمي پیدا ہوتے ہیں — نہ آدمیونکي عمریں پہلي سي ہوتي ہیں نہ وہ قدیمي صحیح المزاجي ہی - یہاں تک اُنکے دماغ میں مالیخولیا ہوجاتا

*

ھی کہ وہ یہہ کہتے ھیں کہ موسموں میں بھی پہلا سا اعتدال نہیں رہا نہ برسات میں وہ بارشیں ھیں نہ موسم گرما میں گرمی نہ موسم سرما میں سردی — سرے سے آفتاب کی حرارت اور زمین کی برودت ھی کم ھوگئی ھی — پیداوار ارضی زمین کے اندر تحت الثری کو چلا جاتا ھی — آسمان اب اَور ھی چکر کھارھا ھی — ھندوستان میں ھندو بیٹھا ھوا بک رھا ھی کہ پہلے ست جگ تھا اب کل جگ ھی — مسلمان بڑہ ھانک رھا ھی کہ یہہ تیرھویں صدی ھی — پھر اپنے کلام کی تائید میں شعرا کے اشعار بزرگوں کے قول — مذھبی پیشین گوئیاں بیان ھورھی ھیں — کوئی بہ آواز حزیں یہہ غزل حافظ پڑہ رھا ھی — ایں چہ شور است کہ در دور قمر میبینم الخ جب کوئی بڑے میاں اس اپنی بکواس سے میرے کان کھاتے ھیں تو میں بھی اُن سے عرض کرتا ھوں کہ ھاں حضرت سچ ھی اِسمیں شک نہیں کہ پہلے زمانہ کی بعض خوبیوں اور کمالوں میں زوال آگیا ھی — مگر اُسکی جگہہ زمانہ حال میں بہت سی خوبیاں اور فضل و ھنر اور کمال پیدا ھوگئے ھیں اور بہت سے عیوب قدیم زمانہ کے اب مٹ گئے ھیں — اگر زمانہ کی ترقی اور تنزل کو میزان عدالت میں عقل مستقیم سے تولیئے تو اِس زمانہ کی ترقی کا پلڑا ایسا بھاری ھوگا کہ پہلے زمانہ کی ساری خوبیاں اُسکے پاسنگ میں بھی نہ چڑہ سکیں گی — جنھوں نے زمانہ کے حالات کی تحقیقات کو پایۂ کمال پر پہونچایا ھی اُنکا یہہ قول ھی کہ زمانہ کی چال اِس خط میں
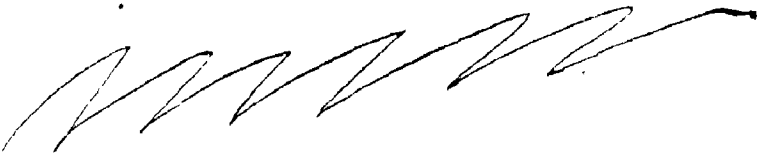
ھی — ابتدا بائیں طرف سے ھی اور ترقی کا مونہہ دائیں طرف یعنی زمانہ آگے بڑہ کے پیچھے کچھہ ھٹتا ھی مگر اُس ھٹنے میں بھی پہلے زمانہ سے آگے بڑھا ھوا رھتا ھی - یہہ معلوم ھوتا ھی کہ وہ پیچھے اسلیئے ھٹتا ھی کہ اپنے میں زور پیدا کرکے آگے جست اور ذقند مارے - غرض دنیا روز بروز ترقی کرتی جاتی ھی - اُسکی ترقی کی ھزاروں باتوں میں سے دو چار کا بیان بطور مشتے نمونہ از خروارے کرتا ھوں اور اُنکے دلایل بھی ساتھہ لکھے دیتا ھوں — شاید کوئی نوجوان یہہ کہے کہ آپ سب باتوں کے بتانے میں کیوں بخل کرتے ھیں وہ کس روز کے لیئے اُٹھا رکھتے ھیں تو میں بڑے میاں کی طرف آنکھہ سے اشارہ کرکے کہونگا کہ آپ جانتے ھیں کہ میں کس سے مخاطب ھورھا ھوں وہ دوچار باتیں ھی میری سنلیں اور آپے سے باھر نہوں تو بہت غنیمت جانوں *

جس بات پر یہہ بوڑھے ھماری بڑی جان کھاتے ھیں وہ یہہ ھی کہ آجکل کے زمانہ میں جیسا آدمیوں کا اخلاق بگڑ گیا ھی ایسا پہلے کبھی نہیں ھوا — پہلے لوگوں کے جھوٹے

اخلاق اوضاع اطوار اچھے تھے ایسے ہي اب بُرے ہیں — یہہ اُنکي خود بدطینتي اور خبیث باطني ہی کہ ہمکو بدجانتے ہیں - زمانہ حال میں روز یہہ سننے میں آتا ہی کہ آج یہہ علم و ہنر میں ایجاد ہوا کل وہ — مگر کبھي یہہ نہیں سنا جاتا کہ قتل زنا چوري راہزني قزاقي ٹھگي ڈکیتي میں کوئي بات ایسي ایجاد ہوئي کہ جسمیں متقدمین اُستاد نہ تھے - روزگار کا قاعدہ ہی کہ وہ گردش سے خالي نہیں رہتا — انقلاب اُسکي شان سے ہی — ہر زمانہ کے دستور اور وضع کے موافق جرایم شمار ہوتے ہیں - اب اگر ارتکاب جرایم کا شمار زمانہ حال اور ماضي کا کیا جاے تو اُس سے معلوم ہوگا کہ اُنکي تشدد اور سختي میں بہت نرمي ہوگئي ہی *

پہلے زمانہ کا یہہ دستور تھا کہ جرایم نہایت وحشیانہ اور خارج انسانیت اُنسے سرزد ہوتے تھے — اگر زید اپنے ہمسایہ یا کسي دوست عمرو سے باتوں ہي باتوں میں ناراض ہوگیا تو جھٹ پھانسا سر اُسکا اوڑا دیا اور جي میں آئي تو دشمن کے گھر میں آگ لگاکر اُسکے خان و مان کو بھسم کردیا - مگر اب زمانہ کا یہہ طور نہیں رہا - اگر زید کي عمرو سے دشمني ہوتي ہی تو دونوں مُنھہ پر ایسے ملتے ہیں کہ گویا دونوں دوست ہیں - ہاں پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کا خاکا اوڑاتا ہی اور ایک دوسرے کي نیک نامي میں بٹا لگاتا ہی — اگر زید عمرو کا ایسا دشمن ہوجائے کہ اُسکي جائداد کا مالک ہونا چاہے تو پہلے زمانہ کے موافق یہہ نہیں کریگا کہ خانہ جنگي کرکے عمرو کو مار ڈالے اور اُسکي جائداد پر قبضہ کرلے — بلکہ کسي حکمت اور ترکیب سے عمرو کو قرض کے جال میں پھنساویگا اور اُسکے سود کے ہیر پھیر میں لاکر نالش کریگا — اور جب عمرو روٹیوں کو محتاج ہوجاویگا تو اُسکے جیل خانہ میں بھجوانے کے لیئے کنبل خریدیگا اور جائداد قرق کرائیگا - اگر عمرو اس تذلیل کے ساتھہ جینے کو مرنے سے بدتر سمجھے اور اپنے تئیں تپنچہ مارلے تو یہہ اُسکي حماقت ہی دشمن کا اسمیں کیا قصور ہی — اگر زمیندار کاشتکار کي سرکشي پر ناراض ہوتا ہی تو یہہ نہیں ہوتا کہ اُسکا سر جوتیوں کے مارے پلپلا کردے اور اُسکے گھر کو اپنے گانؤں سے اوکھڑوا کے پھینک دے — جورو بچوں سے اُسکے بھیک منگوائے — اُسکے منہہ پر مرچوں کا توبڑا چڑھاے — اگاڑي پچھاڑي بندھوا کے گھاس کھلوائے — مگر اُسکے دق اور حیران اور مفلس بنانے کے لیئے جھوٹي نالشیں کریگا — غرض اس زمانہ میں جب کوئي ایسے ہي اشد اسباب دشمني کے جمع ہوجاتے ہیں تو ایک دوسرے کے قتل کرنے پر ہاتھہ اوٹھاتا ہی — ورنہ پہلے زمانہ کي طرح بات بات پر قتل انساني نہیں ہوتا — اب جو لوگ یہہ شکایت کرتے ہیں کہ جھوٹ فریب دغا کا بازار گرم ہی - تو اُسکا سبب یہہ ہی کہ جرایم کبیرہ مقاتلات سے انسان نے اجتناب کیا ہی اور اُسکي عوض میں ان جرایم صغیرہ دغا و فریب کو اختیار کیا ہی - اگر پہلے زید اور عمرو میں دشمني ہوتي تو دونوں میں

ایک بھي نہوتا یا ایک رھتا - دشمني کا قصہ پاک ھوتا - مگر انسان نے اخلاق میں ایسي ترقي کي ھی کہ وہ جان ستاني نہیں کرتا مگر دشمني قایم رکھتا ھی اسلیئے آپسمیں بجاے تیغ بازي کے دغابازیوں کي چالبازیاں ھوتي ھیں - پس جو لوگ اس زمانہ کي بداخلاقي کي دلیل بتلاتے ھیں وہ اُسکي حسن اخلاقي کي ترقي کي شہادت دیتے ھیں - یہہ چھوٹي چیزیں اُسنے بڑے جرموں کي عیوض اختیار کي ھیں - پس جب انسان کے بدگروہمیں یہہ اخلاق کي ترقي ھوئي ھو کہ اُسنے جرایم کبیرہ سے توبہ کي تو نیک گروھوں کا کیا ذکر ھی *

اب یہہ دیکھنا چاھیئے کہ انسان نے اپني طرز معاشرت میں کسقدر ترقي کي ھی کہ وہ پہلے آدمیوں کو کبھي خواب میں بھي نہیں دیکھائي دي — اول اُسنے وہ تعصب جو اُسکو غیر ملکوں کي چیزوں کے استعمال میں تھا مطلق چھوڑ دیا — خذما صفا و دع ماکدر پر عمل شروع کیا — آج کل کسي شریف کے در دولت پر جائیئے اور اُسکے ھر کارخانہ کو دیکھیئے تو اُس سے یہہ بات ظاھر ھوجاویگي — باغ کو دی[illegible] تو ساري دنیا کے منتخب پھول اُسکے باغ میں ھیں — لباس و پوشاک کو دیک[illegible] سرپر ٹوپي ترکي ھی تو جسم پر فرانس کا کوٹ ھی جسمیں بوتام انگلستان کے [illegible]ے ھیں کسي چیز میں یہہ تخصیص نہیں معلوم ھوتي کہ وہ اپنے ملک کي وضع کي [illegible]ب ھی — کتب خانہ کي سیر کیجئے تو ایک ھي طرح مختلف علوم و فنون و [illegible]ب مختلفہ کي کتابیں دھري ھیں — اُن سے نہیں معلوم ھوتا کہ اُسکو کس فن کا زیادہ شوق ھی — میز پر دسترخوان چنا دیکھیئے تو طرح طرح کي نعمتیں موجود ھیں — اگر ایک پیالے میں گاے کا عمدہ مسکہ یا گھي دھرا ھی تو دوسرے پیالے میں فرانس کے [illegible]ے کا مربا اور تیسرے میں چین کا ادرک کا مربا رکھا ھی — جس سے معلوم ھوتا ھی کہ یہہ صاف باطن نیک طینت ساري دنیا کے آدمیوں کے ھاتوں کو ایکسا سمجھتا ھی — جنکي بنائي ھوئي چیزوں کے کھانے کو یکساں جانتا ھی — کسي انسان کے ھاتوں پر نجاست کا احتمال کرنا خباثت قلبي کا اظہار کرنا ھی — پھر اگر گفتگو مذھب کي کیجئے تو یہہ بھي نہیں معلوم ھوگا کہ یہہ کس مذھب کا آدمي ھی — جس تعظیم و تکریم سے وہ اپنے مذھب کا ذکر کریگا اُسي طرح اَوروں کے مذھب کا — جو کلمات تعظیم حضرت عیسیٰ کي نسبت زبان پر آوینگے وھي بدھ اور کنفیوشس کي نسبت — غرض تمام اُسکے اوضاع اطوار اور طرز معاشرت سے یہہ معلوم ھوگا کہ وہ سارے بني نوع انسان کو اپنا بھائي سمجھتا ھی اور اُسکو کسي کے ساتھہ نفرت نہیں ھی — نہ وہ کسي کو کافر کہتا ھی نہ کسیکو ملکش بتلاتا ھی — غرض کوئي برا لفظ اُسکي زبان پر نہیں آتا — بھلا یہہ شرافت کا برتاؤ پہلے انسانوں کے ذھن میں کب تھا — پہلے بسم‌اللہ تو اُنکي یہہ ھوتي تھي کہ اپنے سواے سارے انسانوں کا نام اول سے ایسا رکھتے تھے کہ جس سے خباثت باطني ظاھر ھوتي تھي *

اب مذہب پر خیال کیجیئے کہ پہلے اُسکے کیا اصول تھے اب کیا ہیں — جن باتوں کو متقدمین یہہ جانتے تھے کہ اُن سے انسان ملکي صفات بنکر فرشتہ ہوتا ہی وہ حقیقت میں اُسکو بہایم سیرت بناکر وحشي جانور بناتي تہیں — اُنہوں نے خلاف فطرت (نیچر) تزکیہ نفس کے لیئے جو چلہ کشي اور خلوت نشیني و مجاهدات و کم خوابي کم خوراکي اور استغراق ذات اور فنا في الفنا ہونا مقرر کیا تھا اُسکا نتیجہ سواء اسکے کہ انسان کے دماغ میں خلل پیدا ہو اور کیا تھا — دنیا اور مافیہا سے قطع تعلق کرنا سواء اسکے کہ ایک انسان کو جانور بنادے اور کچھہ نہ تھا — اب اُسکي جگہہ یہہ اصول قایم ہوئے ہیں کہ انسان اپنے دل و دماغ کو کام میں لاکر دنیا کي ساري چیزوں سے جو نفع اُن سے اُوتہہ سکتا ہی اُوتھائے — یہي اُسکي فرشتہ مَنشي ہی — اُسکا ترک تعلق کرنا بہایم سیرتي ہی — ایک آدمي جوگي بنکو پہاڑ کي چوٹي پر جا بیٹھے تو اُس سے کوئي نفع انسانیت کو نہیں پہونچیگا *

اب گورنمنت کي طرز پر خیال کیجیئے کہ پہلے بادشاہ معاذاللہ دوسرا خدا سمجھا جاتا تھا — اُسکي ذاتي فضول خرچیوں کے لیئے ہزاروں غریبوں کا گلا کاٹا جاتا تھا — اب بادشاہ حقیقت میں کاٹ کي پتلي ہوتا ہی جو سارے کام فرمارروائي کے چلاتا ہی اور اُسکي عوض کچھہ رعایا سے اپني ذاتي فضول خرچي کے لیئے نہیں مانگتا — اور مزدوروں کیطرح اپنے کام کي مزدوري پاتا ہی — گو پہلے ملکوں میں بہي بعض شخص محبت قومي اور ملکي میں نامور گذرے ہیں — اور اُنکے حالات نہایت مبالغہ کے ساتھہ لکھے گئے ہیں مگر وہ کتنے ہیں — انگلیوں کے پوروں میں گنے جاتے ہیں — اور یہہ کون لوگ تھے وہي جنکے ہاتھہ میں عنان سلطنت تھي — کبھي یہہ نہیں ہوا کہ سارے ملک کے ملک کو یا قوم کي قوم کو جوش ولولہ محبت پیدا ہوا ہو — اب دیکھتے ہیں کہ ملک کے ملک ایسے ہیں کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سقہ دھوبي بھنگي ارذل سے ارذل آدمي محبت قومي پر مرتا ہی اور اپنے ملک پر قوم پر جان فدا کرنے کو فخر جانتا ہی † *

علم و ہنر کي ترقي کا کیا ذکر کروں — ریل تار ایسے ہیں کہ وہ عقل کے اندھوں کو بھي دکھائي دیتے ہیں — یہہ چیزیں کبھي پہلے متقدمین کے خیال میں گذري نہیں — یہہ اور بات ہی کہ کوئي بھنگ کے نشہ میں کہدے کہ پہلے اکاش پر ریل چلتي تھي اور تخت جمشید پر ریل کي تصویر بني ہوئي ہی — علم طب کو دیکھیئے کہ پہلے کسي زمانہ میں انسان کو اعضاء انساني کے بنانے میں یہہ یدطولیٰ پیدا ہوا تھا ؟ اب ٹانگ ٹوٹے لنگڑوں کي ٹانگیں وہ بنائي جاتي ہیں کہ وہ بازاروں میں دوڑ کي شرط باندہ کر دوڑتے ہیں —

† میں حلف سے بیان کرسکتا ہوں کہ مسلمانوں کي قوم اس امر سے مستثنیٰ ہی — سید احمد —

پوپلوں کے دانت وہ بنائے جاتے ھیں کہ جسوقت وہ اُنکو کماني پر چڑھا کر منھہ میں لگائیں تو یہہ معلوم ھو کہ ابھي دودہ کے دانت توٹ کے دانت نکلے ھیں - اور ھزاروں چیزیں علم طب میں ایسي ایجاد ھوئي ھیں کہ ھزاروں بچے ضعیف الخلقت اُنکي بدولت زندہ رھتے ھیں - اُنہیں قدرتي ضعیف البچوں کو دیکھہ کر ضعیف العقل یہہ کہتے ھیں کہ پہلے جیسے آدمي قوي اور توانا نہیں پیدا ھوتے — یہہ نہیں سمجھتے کہ پہلے اسباب ان ضعیفوں کے زندہ رھنے کے کہاں تھے — قوي آدمي زندہ رہ سکتے تھے — جو اسباب تنزل زمانہ کے وہ بتلاتے ھیں وہ اُسکي ترقي کي بدولت پیدا ھوئے ھیں *

خلاصہ

زمانہ حال کي بھتري اور زمانہ قدیم کي ابتري کا مضمون ایسا ھی کہ وہ ایک بڑي کتاب میں بھي ختم نہیں ھو سکتا — اُسمیں سے یہہ چند سطریں میں نے لکھدیں — جو عاقل ھیں وہ سمجھہ جاوینگے کہ دنیا کے کمالات کو کمال اور نقصوں کو زوال آتا جاتا ھی - دنیا ایام طفلي کي کمعقلی سے نکلي جاتي ھی اور شباب اُسکا آتا جاتا ھی اور سب طرح سے ترقي کرتي جاتی ھی - ترقي کا لفظ ایسا وسیع المعنی ھی کہ اُسکا اطلاق ھر چیز کے بڑھنے پر ھوتا ھی خواہ درخت ھو خواہ بچہ ھو مگر ھم ترقي کے ایک اَور معني یہہ لیتے ھیں کہ کسی چیز کي ترقي یہہ ھی کہ وہ اپني جنس سے نکلکر غیر جنس ھوجائے — انڈے کي یہہ ترقي ھی کہ وہ انڈا نہ رھے بچہ مُرغ بنجاوے — بیج کي ترقي یہہ ھی کہ بیج نرھے درخت ھوجاوے — پس یہہ معني ترقي کے ٹھہرا کر اپنے ملک کي ترقي کا حال اور اُسکے اسباب بیان کرینگے اب بالفعل ایک سرسري طور پر اپنے ملک والوں کو دکھایا ھی کہ وہ رات دن جو رویا کرتے ھیں کہ زمانہ کا تنزل ھی اور ساري دین و دنیا کي خوبیاں اور برکتیں خاک میں ملیجاتي ھیں غلط ھی — دنیا آج کل بہت ترقي پر ھی - ساري دنیا پر قیاس وہ اپناسا نہ کریں — اُنکا گھر اُنکا ملک ساري دنیا نہیں ھی *

راقــــــــم
محمد ذکاءاللہ
پروفیسر میور کالج الہ آباد

الوحي والالہام

جناب من — وحي اور الہام کي نسبت مندرجہ ذیل رائیں آپکي خدمت میں بھیجتا ھوں اور یہہ دریافت کرنا چاھتا ھوں کہ اُنکي نسبت آپکي کیا راے ھی *

الہام یا وحي دو قسم ھی ایک کتابي الہام جسکو تاریخي الہام بھي کہتے ھیں اور جسمیں کل کتب الہامي داخل ھیں دوسرا شخصي الہام جو ھر شخص کو ھر زمانہ میں ھوتا ھی *

کتب الهامي کي نسبت اسبات کے ثابت کرنیکو که یهه کتاب خدا کي طرف سے نازل هوئي هی دو قسم کي شهادت درکار هی ' اول بیروني دوسرم اندروني ' بیروني شهادت سے وه خارجي واقعات اور حادثات مراد هیں جو بغیر شک و شبهه کے یهه ثابت کردیں که فلاں کتاب درحقیقت خدا نے نازل کي هی ' یا جو کچهه اُسمیں مرقوم هی خدا هي کا کلام هی ' مثلاً فرض کرو که میں کسي خاص کتاب کا مصنف هوں ' اب یهه امر بیروني شهادت سے اسطرح ثابت هوتا هی که میرا پرنٹر شهادت دے که هاں یهه کتاب اُسنے مجهه سے لی هی اور میرے هاتهه کي لکهي هوئي هی ' اور تلاش کرنے سے میرے هاں اُسکا مسوده یا اُسکے کچهه لکهے هوئے اوراق پائے جاویں — یا کسي اور ایسے شخص کي گواهي سے جسکو میں نے کتاب مذکور کے تصنیف کرنے کا حال اعتباري طور پر ظاهر کردیا هو - یهه تین طریقے بیروني شهادت کے هیں *

لیکن یهي بات اندروني شهادت سے بهي ثابت هوسکتي هی' مثلاً فرض کرو که کتاب مذکور میں جو خیالات بیان هوئے هیں وه میرے خیالات سے نهایت مشابه هیں — اُسکا طرز تحریر ٹهیک میرے طرز تحریر کے مطابق هی — اُسمیں جن واقعات کا ذکر هی اُنکا علم میرے سوا کسیکو نه تها — یهه تین اندروني شهادتیں هیں *

تین اندروني شهادتیں اَوْر بهي هوسکتي هیں ' اول یهه که وه کتاب غلطیوں سے پاک هو' دوسرے جو باتیں یا صداقتیں اُسمیں مرقوم هیں وه انسان کي عام قوتوں کے ادراک سے باهر هوں — تیسرے یهه که وه صداقتیں ایسي هیں که جنپر انسان اپني تحقیقات میں کبهي سبقت نه لیگیا هو — پس جب تک کسي کتاب الهامي کي نسبت یهه شهادتیں موجود نهوں وه الهامي کتاب تسلیم نهیں هوسکتي — اسپر کهنے والا کهتا هی که کوئي کتاب الهامي ایسي نهیں هی جو ان شهادتوں سے ثابت هوسکے *

وه کهتا هی که الهام و وحي کي کوئي ضرورت نهیں هی' کیونکه انسان نے بهت سي نازک نازک اور مشکل مشکل باتوں میں اپني کوشش و سعي و تجسس سے صداقتیں حاصل کي هیں ' پهر کیا یهه غیر ممکن هی که مذهبي امور کي نسبت جو نهایت سیدهے سادے هیں صداقتوں کے منکشف کرنے کے لیئے اُسکو نه کسي خدا کي اور نه فرشته کي خاص احتیاج پڑتي هوگي *

دنیا میں بهت سي کُتب کتاب الهامي کے نام سے مشهور هیں' پس کون تصفیه کرسکتا هی که اُنمیں سے فلاں کتاب کتاب الهامي هی اور فلاں نهیں' اور وه کونسي وجوهات هیں که جسپر اس قسم کا اعتقاد بهي هوسکتا هی *

اگر کسي کتاب کو الهامي مان بهي لیویں تب بهي هماري مشکلیں دفع نهیں هوجاتیں " کیونکه ایک هي کلام کي پچاس مختلف معنوں میں تاویل هوسکتي هی — پس جب

تک هميشه ايک الهامي مفسر بهي أسکے ساتهه نهو جيسيکه کيتهلک مذهب والے پوپ کو کهتے هيں ' أسوقت تک الهامي کتب سے کچهه فائده نهيں هوسکتا ٭

علاوه أسکے تقريباً کل کتب مقدس لکهي جانے سے بيشتر لوگوں کي زبان پر نهيں اور عرصه دراز تک زبان پر رهيں' جو صداقتيں أنميں موجود هيں وه ايک عرصه تک تو ايک خاص جماعت کي زبان پر رهيں' بعده أنسے سيکهه کر ايک دوسري جماعت أنکي قاري رهي' اور آخرکو ايک تيسري جماعت نے أنهيں موقع پاکر قلم بند کيا ' پس پوچها جاتا هی که ايا ان تينوں جماعتوں کے لوگ بهي الهامي تهے که أسميں غلطي نهوئي هو ٭

جب کتب الهاميه کي صحت نهيں ثابت هوسکتي تو صرف شخصي الهام جو هر زمانه ميں هوتا هی باقی ره گيا — خدا لوگوں کو اب بهي أسيطرح ملهم کرتا هی جيسا که وه پهلے کرتا رها هی — شخصي الهام سے مراد يهه هی که جسطور پر هم ايک چهوٹے پودے کے نشو و نما هوتے وقت ديکهتے هيں که أسميں دو مختلف قسم کي طاقتيں کام کرتي هيں ايک أسکي خود طاقت که جسکے ساتهه وه اپني ساخت کے موافق زمين کے نيچے سے عرق کهينچتا هی' دوسرے هوا اور روشني کے ساتهه جس سے وه أوپر سے محيط هوتا هی - اسيطور پر ايک انساني روحاني ترقي ميں بهي هم دو قسم کي مشترک طاقتوں کو کام کرتا هوا پاتے هيں' ايک صرف انسان کي اپني کوشش اور دوسري طرف خدا کي رحمت يا نعمت أسکي اس ترقي کا ذريعه بنتي هيں ' خدا کي رحمت يا نعمت کا نازل هونا کچهه خيالي نهيں ' اور نه اس قسم کا هی که جو ايک وقت ميں هو اور دوسرے ميں نهو ' بلکه وه هر وقت و هميشه اسطور پر کام ديتا هی جسطور پر چلتي هوئي هوا ايک جلتي هوئي بتي کے ساتهه شامل هوکر هر وقت عمل درآمد کرتي هی ' جسطور پر کوئي شمع بغير هوا کي خورش اور سهارے کے نه جل سکتي هی اور نه قايم ره سکتي هی' أسيطور پر کوئي روح انساني بغير ذات الهي کے سهارے اور أسکي نعمت کے حصول کے نه قايم رهتي هی اور نه حقيقي طور سے مترقي هوتي هی ٭

روح کي ترقي سے مراد أن چار قوتوں کا بڑهنا هی که جنميں سے ايک کو قوت ادراک يا عقل و فهم کهتے هيں' دوسري کو دل يا محبت کرنے والي قوت' تيسري کو کانشنس ' اور چوتهي کو ايمان ٭

قوت عقل صداقتوں کي معلومات سے بڑهتي هی - دل يعني محبت کي قوت محبت کے بڑهانے سے' يعني اپنے هم جنس کے پيار کرنے سے اور أسکي خدمت گذاري سے - قوت کانشنس انصاف کے زياده هونے سے بڑهتي هی — اور قوت ايمان خدا کے ساتهه محبت اور أسکي اطاعت کرنے سے مترقي هوتي هی' اور جب روح ايسي قوي هوجاتي هی اپني قوتوں کے ساتهه صداقت کا کشف حاصل کرسکتي هی ٭

دوسري راے اسکے برخلاف هی اور وہ یہہ هی کہ کوئي قانون عاصم همارے پاس ایسا نهیں هی جسکے ذریعہ سے هم لزوماً غلطي سے بچ سکیں' یهي باعث هی کہ جن حکیموں نے قواعد منطق کے بنائے' اور مسایل مناظرہ کے ایجاد کیئے' اور دلایل فلسفہ کے گڑھے وہ بهي غلطیوں میں ڈوبتے رهے اور صدها طور کے باطل خیال اور جهوٹا فلسفہ اور نکمی باتیں اپنی نادانی کي یاد گار چهوڑ گئے' پس اس سے یہہ ثبوت ملتا هی کہ اپني هي تحقیقات سے جمیع امور حسنہ اور عقاید صحیحہ پر پهونچ جانا اور کهیں غلطي نکرنا ایک محال عادي هی' کیوں کہ آج تک همنے کوئي فرد بشر ایسا نهیں دیکها اور نہ سنا اور نہ کسي تاریخي کتاب میں لکها هوا پایا کہ جو اپني تمام نظر اور فکر میں سهو و خطا سے معصوم هو — پس بذریعہ قیاس استقرائي کے یہہ صحیح اور سچا نتیجہ نکلتا هی کہ وجود ایسے اشخاص کا کہ جنهوں نے صرف قانون قدرت میں فکر اور غور کرکے اور اپنے دخیرہ کانشنس کو واقعات عالم سے مطابقت دیکر اپني تحقیقات کو ایسے اعلی پایہ صداقت پر پهونچادیا هو کہ جسمیں غلطي کا نکلنا غیر ممکن هو خود عادتاً غیر ممکن هی اسلیئے مقتضاے حکمت اور رحمت اور بندہ پروري اُس قادر مطلق کا یهي هی کہ وقتا فوقتاً جب مصلحت دیکهے ایسے لوگوں کو پیدا کرتا رهے کہ عقاید حسنہ کے جاننے اور اخلاق صحیحہ کے معلوم کرنے میں خدا کي طرف سے الهام پاویں' اور تفهیم و تعلیم کا ملکہ وهبي رکهیں' تاکہ نفوس بشریہ کہ سچي هدایت کے لیئے پیدا کي گئي هیں اپني سعادت مطلوبہ سے محروم نرهیں *

تیسري راے اس دوسري راے کي تردید میں هی اور وہ یہہ هی کہ انسان نے بہت سي باتوں کي نسبت اپني تحقیقات کے ذریعہ سے صداقتیں دریافت کي هیں جسکا ثبوت هر طرح پر موجود هی - کل معلومات جو انسان آج تک حاصل کرچکا هی' اور آیندہ حاصل کریگا ' اُسکے حصول کا کل سامان هر فرد † بشر میں نیچر نے مهیا کردیا هی' اب اس سامان کو انسان فرداً فرداً اور نیز بهیئت مجموعی جسقدر اپني محنت اور جانفشاني سے روز بروز زیادہ سے زیادہ نفیس اور طاقتور بنانے کے ساتهہ ترقي کي صورت میں لاتا جاتا هی' اور جسقدر اُسکے مناسب استعمال کي تمیز پیدا کرتا جاتا هی ' اُسیقدر وہ نیچر کي تحقیقات میں زیادہ سے زیادہ تر صحت کے ساتهہ اپني معلومات کے حصول میں کامیاب هوتا جاتا هی *

اس بیان سے ثابت هی کہ اول تو انسان بعض صورتوں میں اپنے نیچري سامان کے مناسب استعمال سے پہلے هي حق امر کو دریافت کرلیتا هی' دویم بشرط مناسب استعمال میں نہ لانے یا نہ لاسکنے کي اگر غلطي کهاتا هی تو کوئي دوسرا جسے اُسکے ٹهیک استعمال کا موقع ملجاتا هی وہ اُس غلطي کو رفع کردیتا هی *

---

† هر فرد بشرمیں مهیا کردیا هی صحیح نهیں معلوم هوتا — اڈیٹر -

ضرورت الہام و وحي کي جو دوسري راے میں بیان ہوئي ھی وہ صحیح نہیں ھی' جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہیں ھی اور 'اُسے ہم اپنے وھم سے قایم کرکے نتیجہ نکالیں تو جسطرح وہ ضرورت فرضي قایم ہوئي ھی اُسکا نتیجہ بھي فرضي ہوگا' اور 'اُس سے کوئي مطلب ثابت نہوگا — انسان اپني دو آنکھوں سے آگے کي چیز دیکھتا ھی اور پیچھے سے اُسکي ھلاکت کا جو سامان کیا گیا ھو اُسکو نہیں دیکھہ سکتا 'جب وہ جہاز میں سوار ہوتا ھی اُسکو نہیں معلوم ہوتا کہ طوفان سمندر میں آنے والا ھی جسمیں اُسکا جہاز غرق ہوجاویگا — پس جب خدا نے جو رحیم اور کریم و حکیم ھی اُسنے انسان کے سر کے پیچھے دو آنکھیں نہیں پیدا کیں اور طوفان سے بچنے کو کوئي نبي کا پیغام نہیں بھیجا — تو عقاید حقہ اور اخلاق صحیحہ کے لیئے ایسے پیغام بھیجنے کي کیوں ضرورت ماني جاوے † *

راقـــــــم
نثار احمد

جواب

اخي — جو تحریر کہ آپ نے میرے پاس بھیجي نہایت عمدہ ھی اور میں اُسکے خیالات کي قدر کرتا ہوں' مگر افسوس ھی کہ میرے خیالات اُسکے مطابق نہیں ھیں جو میرا خیال وحي و الہام کي نسبت ھی میں لکھتا ہوں *

جسطرح کہ انسان میں اور قوا ھیں اسیطرح ملکہ وحي و الہام بھي اُسمیں ھی ' بعض انسان ایسے بھي ھیں جنمیں کوئي قوت منجملہ قواے انساني کے بالکل معدوم ہوتي ھی مگر اوروںمیں موجود ' یہہ بھي ہم دیکھتے ھیں کہ انسانوں میں ایک ھي قوت متفاوت درجوں میں پائي جاتي ھی' کسي میں بہت کم ھی کسي میں زیادہ کسي میں بہت زیادہ' اسیطرح ملکۂ الہام و وحي بھي بعض انسانوں میں معدوم ہوتا ھی' بعض میں کم ہوتا ھی' بعض میں زیادہ' و بعض میں بہت زیادہ *

یہہ ملکہ ایک آلہ ھی انکشاف علوم و حقایق اشیاء کماھي ھي کا اور اسلیئے اسکا تعلق کسي خاص علم یا کسي خاص شی پر منحصر نہیں ھی بلکہ ھر ایک سے جداگانہ اور مستقل تعلق رکھتا ھی — اور بلحاظ اپنے تعلق کے اُسي علم یا شی کے ساتھہ وہ ملکہ منسوب یا موسوم ہوتا ھی ' جیسیکہ ' ملکۂ حکمت ' ملکۂ طب ' ملکۂ شاعري ' ملکۂ حدادي ' ملکۂ موسیقي ' ملکۂ رقاصي ' و علی ھذاالقیاس *

---

† ایک دوست نے اسکو دیکھہ کر کہا کہ اسلیئے ضرورت ماني جاوے کہ دنیا کي صعوبتیں چند روزہ ھیں اور معاد کي صعوبتیں دایمي ھیں اسلیئے مقتضاے حکمت و رحمت تھي کہ دایمي صعوبتوں سے انسان کے بچانے کو نبي پیغام بھیجے — اڈیٹر —

انسان جبکہ انسان کے نیچر پر غور کرتا ھی اور نفس کے حالات جانتا ھی اور اُسکي وہ غور ایسے درجہ پر پہونچ جاتي ھی جسپر اطلاق " من عرف نفسہ فقد عرف ربہ " کا صادق آتا ھی اُسوقت وہ چار حالتیں نفس انساني کي پاتا ھی' ایک وہ حالت ھی جو عموماً انسانوں کو لاحق ھوتي ھی' اور وہ یہہ ھی کہ بچپن سے ایک طرح پر تربیت پاتے پاتے اور ایک قسم کي باتیں سنتے سنتے اور ایک ھي طور کے طریقے کو برتتے برتتے - یا دفعتاً کسي پر اعتقاد آجانے سے اور اُسکي باتوں اور فعلوں کے اچھا ھونے پر یقین بٹھلا لینے سے - یا سوسئیتي کے نامعلوم مگر نہایت قوي اثروں کے دباؤ سے ایک ایسا یقین یا ایسي کیفیت اُسکے دل میں پیدا ھوتي ھی کہ اُسي بات کو حقیقت اور سچ جانتا ھی اور اُسکے بر خلاف کو بر خلاف؛ اور اسي کیفیت کا نام کانشنس ھی جو تمدن و اخلاق سے زیادہ تر تعلق رکھتي ھی' - دوسري وہ حالت ھی کہ انسان کا کسي خاص علم و ھنر میں ترقي کرتے جانا اور اُسکے تمام مالہ و ماعلیہ کو اکتساب کرتے کرتے ایک اعلی درجہ کي قابلیت اُسمیں پیدا کرنا جو اُس علم و ھنر کے ملکہ سے تعبیر کیجاتي ھی اور جس سے اُس شخص کي اُس علم یا ھنر میں اعلی درجہ کي قدرت مراد ھوتي ھی — تیسري حالت یہہ ھوتي ھی کہ جب وہ کسي علم و ھنر میں غور کرتا ھی' اور کسي مسئلہ کا حل کرنا یا کسي بات کي تحقیق کرنا یا کسي امر کي حقیقت دریافت کرنا یا کسي دو امروں میں سے صحیح کو غلط سے تمیز کرنا چاھتا ھی' مگر وہ تمام اکتسابي قوتیں اُسکي اُس سے عاجز آجاتي ھیں اور اُسکے حل و تنقیح کا رستہ نہیں بتلاتیں' مگر دفعتاً اُسکے دل میں ایک بات آجاتي ھی جسکو وہ نہیں جانتا کہ کہاں سے آئي اور کیونکر آئي اور اُس سے وہ تمام مطالب حل ھوجاتے ھیں — بعضي دفعہ ایسا ھوتا ھی کہ وہ بات پہلے دل میں پڑجاتي ھی اور اُسکي عمدگي اور اُسکي صحت کي دلیلیں بعد کو مثل " نکتہ بعدالوقوع ذھن میں آتي ھیں' اور اسطرح پر کسي بات کے دلمیں آنے کو وحي و الہام کہتے ھیں — کچھہ عجب نہیں کہ اس الہام کي جز وھي اکتسابي علوم ھوں مگر جب اُسکا دل میں پڑنا ایک ظاھري طور پر اُن اکتسابي علوم کا ذریعہ نہ تھا اسلیئے وحي و الہام کي حد سے ھم اُسکو خارج نہیں کرتے *

چوتھي حالت ھم انسان میں ایسي پاتے ھیں جسکي بناء اکتسابي علوم پر قایم نہیں ھوسکتي بلکہ اُس شخص کے نیچر پر قایم ھوتي ھی — ایک جاھل شخص کو جو نہ علوم سے واقف ھی نہ عروض سے نہایت عمدہ شاعر پاتے ھیں' بہت بڑا ادیب دیکھتے ھیں' ان پڑھ اور بے علم لوگوں نے ایسے دقیق مسایل اخلاق کے بیان کیئے ھیں جنکو حال کي ترقي یافتہ دنیا بھي تعجب سے دیکھتي ھی — قدیم سے قدیم زمانہ میں بھي جبکہ روشني علم کي اور علمي تحقیقاتوں کي ذرا بھي نہیں چمکي تھي یا بہت ھي تھوڑي چمکي تھي ایسے ایسے لوگ گذرے جنکو لوگوں نے خدا تک مانا — صرف یہي نہیں ھی کہ اُنکو ایسا

مان لیا تھا بلکہ اُنکے اقوال اور اُنکے مسایل اور اُنکے اصول جو اِسوقت دنیا کے پاس موجود هیں اُنسے ثابت هوتا هی که جیسے وہ مانے گئے تھے (نعوذ بالله) ویسے هي ماننے کے لایق بھي تھے — اُس پراني دنیا کے بت پرست حیوان پرست عجایب پرست مصریوں کو دیکھو اُنهي میں سے بعض کے اقوال الهیات کے مسائل کے ایسے ملتے هیں جنسے زیادہ عمدہ نهیں هوسکتے - هندوؤں کے بیدوں کے مصنفوں کے اُن اقوال کو دیکھو جہاں اُس جوتي سروپ نرنکار کي وحدانیت اور اُسکي صفات کو بیان کیا هی - موسیٰ کا زمانه بھي کچھه حال کا زمانه نهیں هی اُسنے کس عمدگي سے اُس مخفي مگر علانیه هستي کي هستي کو ان مختصر لفظوں میں که "میں وهي هوں جو هوں" بیان کیا هی — سب سے بڑے اور پرانے هادي ابراهیم کو دیکھو جسنے بغیر کسي تربیت کے اپنے منهه کو بتوں کیطرف سے موڑا اور خدا کي طرف پھیرا ' اور اپني فطرت سے خدا کي فطرت سے خدا کو پہچانا' سب آخر محمد رسول الله صلعم کو دیکھو جسنے نه لات کو مانا نه عزیٰ کو نه تعلیم و تربیت کا لفظ سیکھا نه سوسئیٹي کے نهایت قوي اثر کو دیکھا' اور دیکھا تو اُس وحده لاشریک کو دیکھا ' پس اسطرح دلمیں پڑنے والي بات کو هم وحي اور الهام کہتے هیں — اسمیں کچھه شک نهیں که وہ پڑتي نهیں بلکه اُچھلتي هی مگر جب اُسکے اُچھلنے کے اسباب هم نهیں پاتے تو اُسکو اِلقا کهتے هیں *

اِن الهامي بزرگوں کي نسبت کہا جاسکتا هی که جن باتوں کو اُن میں قرار دیا جاتا هی اُنکے پیدا هونے اور دل میں آنے یا دل میں پڑنیکے بھي کچھه اسباب تھے' لیکن اگر وہ هونگے بھي تو ایسے خفیف هونگے جنکو مدار اُن عالي الهاموں کا قرار دینا ٹھیک نهیں هوسکنے کا ' معہذا همنے الهام کو خالي نلي میں پاني بھرنا نهیں مانا بلکه فوارہ کي طرح اُس میں سے اُچھلنا مانا هی گوکه اُسکے لیئے کوئي خفیف تحریک هوئي هو *

ایسے بھي لوگ هیں جنهوں نے اپني حالت کو سوچا اور دوسروں کي حالت کو دیکھا اور ایک ایسا امر اُنکے دل میں پڑا جُسکے سے اُنهوں نے تعلیمي اور تربیتي اور سوشیلي اثروں پر غلبه پایا ' اُس دل میں پڑنے والي شی کو بھي هم الهام اور وحي کہتے هیں ' اگر وحي و الهام نه تها تو اور کیا تھا جسنے کالون اور لوتھر کے دلکو اُس پرانے رسته سے پھیرا ' اور همارے هي زمانه میں اُس قابل تعظیم و ادب شخص بابو کیشب چندر سین کے دلکو خداے واحد کیطرف موڑا ' اور سوامي دیانند سرستي کے دلکو مُورتي پوجن سے پھیرا *

وحي و الهام اُس همیشه هست هستي کا دایمي فیض هی جو نه منقطع هوا هی نه منقطع هوگا' اگر وہ کسي زمانه میں کسي سے همکلام هوا هی تو وہ اب بھي همکلام هونیکو موجود هی ' اگر کبھي اُسنے کسیکو اپنا دیدار دکھایا هی تو وہ اب بھي دکھانیکو حاضر هی' اگر وہ آگ کي صورت یا آدمي کي صورت بنناجانتا تھا تو اب بھي وہ جانتا هی' مگر وہ شخص چاهیے جس سے وہ همکلام هو اور جسکو اپنا دیدار دکھائے *

عشق گر مردست مردے بر سر کار آورد ورنہ چوں موسي بسے آورد و بسیار آورد

خدا تو ایسا فیاض ھی کہ مکھي کے دلمیں بھي وحي ڈالتا ھی پھر انسان کے دل میں وحي یا الہام ڈالنے سے اُسنے کبھي منھہ نہیں موڑا' مگر انسان کا دل کم سے کم مکھي کا سا تو ہونا چاھیئے جسمیں وہ آسکے *

ھمارے اِس مضمون کو کٹ مُلّا لوگ پڑھکر سمجھینگے کہ ھمنے کُفر بکا ھی اور ختم نبوت سے انکار کیا ھی مگر یہہ اُنکي ناداني ھی جو ختم نبوت کو بمعني انقطاع فیض مبدہ فیاض سمجھتے ھیں ' ھم ختم نبوت کے قایل ھیں اور پھر چشمہ فیض رحمت فیاض کو جاري مانتے ھیں ' اور خدا سے انسان کے تعلق کو کبھي منقطع نہیں سمجھتے ' اور ھم کیا تمام اگلے پچھلے جو ھمہ اوست یا ھمہ ازوست کے کہنے والے گذرے ھیں اس غیر منقطع ہونے والے تعلق کو دایم و قایم کہتے چلے آئے ھیں' ختم نبوت دوسري چیز ھی اور عدم انقطاع رحمت دوسري چیز *

اگر ملکہ وحي و الہام کو جنمیں وہ ھو ایک قوت مثل دیگر قواے انساني کے تسلیم کي جاوے جیسیکہ مینے تسلیم کي ھی تو ضرور ھی کہ وہ بھي مثل دیگر قواے انساني کے کسي میں ضعیف اور کسي میں قوي یا کسي میں ناقص اور کسي میں کامل ھوگي اور وہ صرف اُتنا ھي کام دیگي جتنا کہ نیچر نے اُسکو دیا ھی یا جتنے کي قابلیت نیچر نے اُس میں رکھي ھی — فوارہ کا زور پاني کے جوش کي مناسبت سے ھوتا ھی' کسیکا پاني اُسکے مُنہہ ھي سے اُبل کر رھجاتا ھی کسیکا اُونچا اور کسیکا بہت اُونچا ھوجاتا ھی اور کسیکا اُس حد تک بلند ھوتا ھی جو حد کہ نیچر نے اُسکے لیئے مقرر کي ھی' پس ھر ایک وحي یا الہام کو ھم کامل یا بےنقص نہیں کہتے بلکہ صرف اُسیکو کامل کہتے ھیں جسکو نیچر نے کامل کیا ھی *

وحي یا الہام ھمیشہ شخصي ھوتا ھی' شخصي الہام اور کتابي الہام دو جداگانہ چیزیں نہیں ھیں' یہہ دوسري بات ھی کہ بطور اصطلاح کے ایک کو تاریخي الہام اس لحاظ سے کہ وہ کسي گذشتہ زمانہ میں ھوا تھا اور ایک کو شخصي الہام قرار دے لو' ورنہ دونوں کي حقیقت واحد ھی' اور الہام وھي ایک حقیقت رکھتا ھی خواہ وہ پہلے ھوا ھو یا ھو' مگر دونوں اپني حقیقت اور صداقت ثابت کرنیکے محتاج ھیں *

حقیقت ثابت کرنیکے تو اسلیئے محتاج ھیں تاکہ جسکو وحي یا الہام کہا جاتا ھی کہیں وہ کانشنس تو نہیں جو تعلیمي و سوشیلي اور اعتقادي اُمور کا نتیجہ ھی اور جسکي صحت و عدم صحت یا صداقت و عدم صداقت اُسپر منحصر ھی جسکا وہ نتیجہ ھی — یا وہ الہام وہ تو نہیں ھی جو اکتسابي علوم کا نتیجہ ھی کیونکہ اُسکي حیثیت بھي اُس شی کي حیثیت سے جسکا وہ نتیجہ ھی مغایر نہیں قرار پاسکي *

اور صداقت ثابت کرنیکے اسلیئے محتاج هیں که کهیں وہ ایسے الهام تو نهیں هیں جنکو نیچر نے کاملیت کے درجه تک نهیں پهنچایا — کیونکه صرف اُسي وحي و الهام میں غلطي نهیں هوسکتي جسکو نیچر نے کاملیت کي حد تک پهنچایا هی *

یهي بحث هی جو تمام مذاهب کي اور تمام کتب الهامي کی صداقت یا عدم صداقت سے متعلق هی، هر ایک مذهب والا اپنے مذهب کو اپنے مذهب کي کتاب کو اپنے معتقد فیه کو سچّا اور کامل بتاتا هی، اور اُسکي تمام باتوں کا مخرج اُس سے قرار دیتا هی جو صداقت محض هی ' پس اگر اُسکے لیئے کوئي پیمانه نهو تو کسیکا یهه حق نهیں هی که ایک کو راست اور دوسرے کو ناراست کهے — نیچر کے کاموں پر غور کرنے سے ثابت هوتا هی که ضرور اُسنے اسکا بهي کوئي پیمانه قرار دیا هوگا اور اسلیئے اِنسان کو اُسیکي تلاش سب سے مقدم هی *

الهام یا کتاب الهامي کا پرنٹر خود اُسکا دل هی جس پر الهام هوا اُسیکا دل اُسکے تمام اوراق کا مخزن هی' اُسیکا دل وہ شخص هی جس سے اُسنے اعتباري طور پر اُسکي تصنیف کا حال ظاهر کیا هی - پس اُسکے لیئے ایسي بیروني شهادت جیسیکه میرے اس ارٹیکل کے لیئے حاصل هوني ممکن هی قانون قدرت کے برخلاف هی — اندروني شهادت بهي جسکا نام لوگوں نے اندروني شهادت رکها هی ایسي کتاب کے لیئے ایسے هي قانون قدرت کے برخلاف هی جیسیکه بیروني شهادت - اُسکے مصنف کے خیالات نا معلوم هیں پهر کیونکر خیال کریں که اُس کتاب کے خیالات اُن خیالات کے مماثل هیں، اُسکے مصنف کا طرز تحریر بهي نا معلوم هی — اور وہ واقعات بهي نا معلوم هیں جو صرف اُسي مصنف کو معلوم هیں — یهه الهامي کتاب ایسي شهادت سے ثابت هوني هی جو ان دونوں قسم کي شهادت سے بهت اعلی درجه پر غیر مشتبهه هی اور وہ وہ شهادت هی جو هر دم و هر آن هم تم ' آسمان و زمین ' درخت و پتهر ' دریا و جنگل ' چرند و پرند ' سورج ' چاند ' ستارے ' دے رهے هیں - خدا کي کتاب کے لیئے فاني شخصوں کي کتاب کي مانند فاني شهادت مت ڈهونڈو اُس ازلي اور ابدي کے ازلي ابدي کلام ' ازلي ابدي کتاب ' ازلي ابدي تحریر ' ازلي ابدي دستخط کے لیئے ' ازلي ابدي هي شهادت ڈهونڈو ' اُسکي شهادت پهاڑوں پر کنده هی ' اُسکي شهادت درختوں کے ورقوں پر لکهي هی ' اُسکي شهادت پر تمام جانور چهچها رهے هیں ' گهوڑے هنهنا رهے هیں ' شیر غرّا رهے هیں ' گدهے رینک رهے هیں ' آدمي بول رهے هیں ' اور دل تصدیق کر رهے هیں ' *

جس کتاب کے لیئے ایسي شهادت هو وہ بلاشبهه خدا کي کتاب هی، پهر اُسکي صداقت کے لیئے اسبات کا ثبوت طلب کرنا که وہ غلطي سے پاک هی ناداني هی — نیچر غلطي سے پاک هی اور اُسنے اُسکي شهادت دي هی — ایسي صداقتیں جو اِنسان کي عام قوتوں کے

ادراک سے باهر هوں اگر اُس میں پائي بهي جاویں تو انسان اُنکو کیونکر صداقتیں کهه سکے؛ وہ تو اُسکے ادراک سے باهر هیں؛ یہه سوچنا که اُسکي صداقتوں پر کوئي انسان سبقت لیگیا هی یا نهیں اسلیئے ناکافي هی که اگر یہه ثابت بهي هو تو اسکا کیا ثبوت هوگا که آیندہ بهي نه لیجاویگا — پس نیچر کي شهادت اُسکي صداقت کو کافي هی *

اسبات کو بهي نه بهولنا چاهیئے که همنے وحي و الهام کا تعلق خاص امر پر منحصر نهیں کیا هی بلکه هر ایک امر سے جداگانه اور مستقل تعلق قرار دیا هی؛ پس اس مقام پر جس وحي و الهام سے همکو بحث هی وہ وہ هی جو روح کي تربیت اور اخلاقي تعلیم اور انسان کي انسانیت سے علاقه رکهتا هی اور جسکو مذهب سے تعبیر کرتے هیں ؛ پس اگر موسیٰ کو کوئي ترگنامیتري کاقاعدہ نه آتا هو اور اُسنے اُسکے بیان میں غلطي کي هو تو اُسکي نبوت اور صاحب وحي و الهام هونے میں نقصان نهیں آتا؛ کیونکه وہ ترگنامیتري یا استرانمي کا ماسٹر نهیں تها؛ وہ ان اُمور میں تو ایسا ناواقف تها که ریڈسي کے کنارہ سے کنعان تک کا جغرافیه بهي نهیں جانتا تها ؛ اور یهي اُسکا فخر اور یهي دلیل اُسکي نبي اولوالعزم هونیکي تهي — یہه مسئله اس زمانه کے علوم کي روشني نے نهیں سکهایا بلکه تیرہ سو برس گذرے جب همارے پیشوا نے همکو سمجهایا تها که " ما اتاکم من امر دینکم فخذوہ و مانهاکم عنه فانتهوا و ما امرتکم برائي فانا بشر مثلکم " *

بیشک انسان نے اپني عام قوتوں کي مدد سے بهت کچهه صداقتیں مختلف علوم و فنون میں حاصل کي هیں اور حاصل کرتا رهیگا ؛ اور اُنهي قوتوں کي مدد سے کتب مقدس کي چند سیدهي سادي صداقتوں کو بهي منکشف کیا هی؛ مگر اُنهوں نے هي کیا هی جنمیں اُسکے انکشاف کي قوت تهي — میں اُسکو نهیں تسلیم کوسکتا که ایسا کرنے میں اُسکو نه کسي خدا کي اور نه فرشته کي احتیاج هی — کیونکه اُسکو اُسي فرشته کي حاجت هی جسکا دوسرا نام قوا هی اور اُسي خدا کي حاجت هی جسنے اُسکو اُن قوا پر پیدا کیا هی یا اُن قوا کو اُسکے لیئے بنایا هی *

جب یہه عام خیال که وحي و الهام اُوپر سے آتا هی نکال دیا جاوے اور یہه سمجها جاوے که وہ آتا نهیں بلکه جاتا هی اور پهر پلٹ کر پڑتا هی اور خاص خاص علوم اور انکشاف سے علاقه رکهتا هی تو کتب الهامي کي نسبت بهي خیال صاف هوجاتا هی کتب الهامي اخلاقي و روحاني تربیت سے علاقه رکهتي هیں ؛ پهر بالفرض اگر کسي الهامي کتاب میں اقلیدس اور جرثقیل کے دلایل یا علم هیئت کے مسائل کے بیان میں غلطي هو تو کیوں وہ غلط ماني جاوے؛ کیونکه وہ الهام اُس سے متعلق نهیں — یهي سبب هی که سچي کتب الهامي میں اُن اُمور کي جو دیگر علوم سے علاقه رکهتے تهے کچهه بحث نهیں کي هی؛ بلکه اُن اُمور کے متعلق جو عامیانه خیال عام لوگوں کے تهے اُنکو اُسیطرح چهوڑ کر اُنکي

اخلاقي تعلیم کو اختیار کیا ھی' مگر لوگوں نے نا سمجھي سے اُنکو حقایق محققہ قرار دیا ھی' اور جو لفظ کہ اصلي حقیقت پر اشارہ کرتے تھے یا دوسرے معني بھي رکھتے تھے اُنکو خواہ نخواہ اُنھي عامیانہ خیال کیطرف رجوع کیا ھی — ھاں اگر وھاں روحاني تعلیم و تربیت میں کچھہ غلطي ھو اور نیچر اُسکے غلط ھونے کي شہادت دے نہ کوئي فاني انسان تو البتہ ھم اُس کتاب کو جھوٹا یا ناقص الہام قرار دینگے *

بلاشبہہ اس زمانہ میں بہت سي کتابیں ھیں جو کتب الہامي کے لقب سے مشہور ھیں اور اُن میں غلطیاں بھي موجود ھیں' مگر جسقدر کہ اُن میں صداقت ھی اُسکے ماننے کے لیئے کوئي وجھہ نہیں ھی' صداقت في نفسہ صداقت ھی خواہ اُسکو سچے ھاتوں نے لکھا ھو یا دوسروں نے — وید میں جہاں غلطیاں ھیں خواہ وہ پیچھے سے ملائي ھوں یا پہلے ھي سے ھوں مگر وھاں بہت سي صداقتیں بھي ھیں' اور ھمارا کام اُن صداقتوں کو تسلیم کرنا ھی *

یہہ بات بالکل ٹھیک ھی کہ کسي کتاب کے الہامي مان لینے سے بھي مشکلات رفع نہیں ھوسکتیں — کیونکہ اُس کتاب کي ھرایک آیت کے متعدد معني ھوسکتے ھیں اور اسبات کے قرار دینے کو کہ کونسے معني اصلي ھیں ایک ایسے مفسر کي ضرورت پیش آتي ھی جو خود الہامي اور انفیلیبل یعني معصوم یا محفوظ عن الخطا ھو — کیتھلک لوگوں نے اس ضرورت کو تسلیم کیا ھی اور وہ پوپ کو معصوم یا محفوظ عن الخطا تسلیم کرتے ھیں' اور انجیل کے جو وہ معني کہتا ھی وھي صحیح مانے جاتے ھیں — مگر اُسمیں بھي مشکل آجاتي ھی جبکہ کسي پوپ نے ایک آیت کے معني کچھہ کہے ھوں اور دوسرے نے کچھہ' شیعہ مذھب کا مسئلہ کہ ایک مجتہد زندہ موجود ھونا چاھیئے اس مشکل کو کسیقدر رفع کرتا ھی' اھل سنت و جماعت نے بھي کسیقدر اسکي پیروي کي ھی کہ ایمہ مجتہدین کو واجب الاتباع مانا ھی' مگر قرآن مجید تو اسکے نہایت برخلاف ھی اور عیسائیوں کو پوپ کا عہدہ قایم کرنے پر الزام دیا ھی جہاں فرمایا ھی" ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ" — " اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللہ " — بااینہمہ دو باتوں میں سے کسي ایک کے اختیار کیئے بغیر چارہ نہیں ھی' یا کوئي الہامي مفسر مانا جاوے' یا تفسیر کي صحت کا کوئي پیمانہ قرار دیا جاوے' میں تو وھي پیمانہ قرار دیتا ھوں جو وحي و الہام کي صحت کا پیمانہ ھی یعني نیچر اُسکي صداقت پر شہادت دے' بشرطیکہ اُس الہامي کتاب کے الفاظ اور اُسکا محاورہ اور الفاظ کے استعمال کا طریقہ بھي اُس تفسیر کے مساعد ھو' اسپر بھي بحث منقطع نہیں ھوتي' اور یہہ سوال ھوتا ھی کہ نیچر کي صداقت کیا ھی' کوئي کسي امر کو اور کوئي کسي امر کو نیچر کي صداقت قرار دیتا ھی جسمیں سے ایک صحیح اور ایک غلط ھوگي' مگر یہہ بحث زیادہ دیر نہیں پکڑتي' کیونکہ خود نیچر اُس غلطي کو رفع کردیتا ھی' اور دل اُسکي تصدیق کرتے ھیں' آپکا یہہ خیال کہ تمام کتب الہامیہ عرصہ دراز تک لوگوں کي زبان پر رھیں پھر

اور لوگوں نے اُنکو زبانی یاد رکھا ' اور آخر کار لکھنے والوں نے لکھا اور یہہ یاد رکھنے والے اور لکھنے والے الہامي نہ تھے شاید صحیح ہو' مگر قرآن مجید کي نسبت صحیح نہیں ھی' اسلیئے کہ بغیر شک کے ثابت ھی کہ قرآن مجید کا جب الہام ہوا تب ھي ملہم زبان سے نکلا' اور تب ھي لکھنے والوں کے ھاتھہ سے لکھا گیا ' جو آجتک ھمارے ھاتھہ میں ھی یہاں تک کہ رسم خط میں بھي تبدیل نہیں کي گئی ھی *

میں تو اسبات سے انکار نہیں کرسکتا کہ انسان اپني نیچرل قوتوں کے مناسب استعمال سے حق بات دریافت کرلیتا ھی' اور اگر اُسنے اُسکے استعمال میں غلطي کي ھو تو دوسرا شخص جسنے استعمال میں غلطي نکي ھو اُس غلطي کو رفع کر دیتا ھی' کیونکہ میں ملکہ نبوت و الہام کو بھي ایک قوت انسان کے قوا میں سے سمجھتا ھوں — مگر جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ھرایک انسان میں اس ملکہ کا ھونا ضرور نہیں ھی اور ھم دیکھتے ھیں کہ بعض انسانوں میں ایک امر کا ملکہ ھی اور بعض میں نہیں ھی' مگر جو قوت کہ نیچر نے دي ھی اُسکا بے محل استعمال ھوسکتا ھی مگر استعمال میں غلطي نہیں ھوسکتي' آپ نے جس امر کو استعمال کي غلطي سے تعبیر کیا ھی اگر اُسکو بالفاظ ناقص اور کامل ھونے قوت کے تعبیر فرماتے تو میرے خیال کے بالکل مطابق ھوتا *

الہام کي ضرورت پر جو بحث لکھي ھی افسوس ھی کہ میں اُس سے متفق نہیں ھوں' آپکي تحریر نہایت عمدہ ھی اور خدا کے رحم اور انسان کے ساتھہ اُسکي ھمدردي کا نہایت پر اثر خیال انسان کے دل پر اُس تحریر سے پیدا ھوتا ھی — میرا اور آپکا مطلب کچھہ مغایر نہیں ھی صرف طرز بیان یا طریقہ استدلال میں تفاوت ھی — ھم دیکھتے ھیں کہ جو کچھہ خدا نے پیدا کیا ھی اُس کے لیئے وہ سب چیزیں بھي پیدا کي ھیں جو اُس کے لیئے ضروري یا مناسب ھیں' اور اُنکے استعمال سے جو نتیجہ پیدا ھو وہ بھي ایک لازمي نتیجہ ھی' پتھر کے مناسب حال جو چیزیں تھیں وہ اُسکے لیئے ھیں' درخت کے لیئے پرند کے لیئے غرض کہ تمام مخلوقات کے لیئے جو چیز مناسب حال تھي سب موجود ھی' انسان ایک اس قسم کي مخلوق ھی جسکے مناسب حال بہت سي چیزیں درکار تھیں اور اُن سب کو خدا نے (یا جسکو اُسکا خالق کہو) مہیا و موجود کیا ھی — اُنھي میں سے صداقت کا پانا بھي انسان کے مناسب حال تھا ' اُسکو بھي خدا نے ایسے لوگوں کے ذریعہ سے جو صاحب وحي والہام کہلاتے ھیں پورا کیا ھی — جن جن علوم اور جن حقایق اشیاء کي صداقت دریافت کرنے کا جسمیں کامل ملکہ ھی وہ اُسکا پیغمبر ھی' مگر یہہ لفظ خاص ھوگیا ھی اور صرف اخلاقي و روحاني علم کي صداقت دریافت کرنے والے شخص کو جسمیں اُسکي صداقت دریافت کرنے کا کامل ملکہ ھو جو وحي و الہام سے تعبیر کیا جاتا ھی نبي یا پیغمبر کہتے ھیں — یہودي نبي کا لفظ ایسے شخص کي نسبت اطلاق کرتے تھے جو آیندہ

کے واقعات کي پیشین گوئي کرتا تھا، مگر اسلام میں کبھي یہه لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوا، بلکه نبي و پیغمبر مترادف لفظ سمجھے گئے ھیں، اور معاد کے حالات بتلانے کے سبب اُنپر نبي کا اطلاق ہوا ھی *

خدا ہر چیز کے ساتھه درخت ہو یا انسان همیشه ھی، کبھي اُس سے جدا نہیں ہوتا، بلکه اگر خدا چاھے که میں اپني مخلوق سے جدا هوجاؤں تو بھي جدا نہیں هوسکتا، مگر آپکي اخیر تحریر جو روح کي ترقي کي نسبت ھی میري سمجھه میں نہیں آئي — آپنے اُسکي ترقي چار قوتوں یعني قوت ادراک یا عقل و فہم - قوت حب — قوت کانشنس - قوت ایمان کي ترقي قرار دي ھی، قوت عقلي کي ترقي صداقتوں کي معلومات پر ٹھہرائي ھی — مگر کیا ایسے شخص کي روح کو جو جاهل ھی اور جسکو صداقتوں کي معلومات نہیں ھی ترقي نہیں هوسکتي، اگر یہي هو تو کروڑ در کروڑ مخلوق خدا کي رحمت سے خارج رہ جاویگي — قوت حب جس سے اپنے همجنس کے پیار اور خدمت گذاري سے مراد لي ھی ایک اضافي شے ھی، کبھي وہ محبت کي صورت میں ظاهر هوتي ھی جیسے که ماں اپنے بیٹے پر کرتي ھی، اور کبھي وہ نہایت غضب اور بے رحمي کي صورت میں ظاهر هوتي ھی جبکه ایک جج قاتل کے قتل اور مجرم کي سزا کا حکم دیتا ھی، اور کبھي وہ نہایت بد اخلاقي اور بےایماني هو جاتي ھی جبکه محبت یا رحم کے سبب مجرم کو سزا سے بچانے میں کام میں لائي جاتي ھی، پس جو شی که ایک حالت پر قایم نہیں ھی وہ روحاني ترقي کا کیونکر ذریعه هوسکتي ھی — کانشنس کو جو خود کچھه مستقل چیز نہیں ھی بلکه نتیجه دوسري چیزوں کا ھی اور اُسکا اچھا یا برا هونا اُن چیزوں کے اچھے یا برے هونے پر منحصر ھی جسکا وہ نتیجه ھی کسطرح ترقي روح کا ذریعه مانا جاسکتا ھی — هاں بلاشبهه قوت ایماني ترقي روحاني کا ذریعه ھی، خدا کي محبت اُسکي اطاعت کا ذوق دل میں پیدا کرتي ھی، اور انسان اپنے قوا کو اُن کاموں میں لانے کي کوشش کرتا ھی جنکے لیئے وہ پیدا کیئے گئے ھیں، اور قوا کے اُسطرح پر کام میں لانے سے روح کو ترقي هوتي ھی، مگر ترک و تجرید اور زهد جسکو جوگ یا رهبانیت کہتے ھیں روح کو ترقي نہیں دے سکتے کیونکه اُسمیں قوتوں کا کام میں لانا نہیں هوتا بلکه اُنکا معطل کردینا هوتا ھی والسلام *

راقم

سید احمد

تبصرہ

مسدس مد و جزر اسلام

مصنفہ

جناب مولوي الطاف حسین صاحب حالي

اللهم ارنا حقايق الاشياء كماهي

پہلے اِس سے کہ میں اس مد و جزر کي سیرابي اشعار کا اور مصنف کي سحر بیاني کا ذکر کروں دوچار بےتکے زٹل قافیے ہانکتا ہوں جن میں اپنے نزدیک یہہ بیان کرتا ہوں کہ وہ کونسا معیار ہی کہ جس سے نظم کا کھوتا کھرا پن پرکھا جاتا ہی اور وہ کونسا طریقہ ھندوستان میں ہی کہ جسکے موافق نظم کي مدح و ذم ھوتي ھی اور اُسکا نتیجہ کیا ھوتا ھی میں ھرگز اسکام کے لایق نہیں مگر انسان کا قاعدہ ھی کہ جس شی میں ناقص ھوتا ھی اُسي میں اپنے تئیں کامل دکہانا چاھتا ھی جو بدصورت ھوتا ھی وھي بن سنور کر اپنے تئیں حسین جتلاتا ھی اور خود بھي اپنے تئیں خوبصورت جانتا ھی میري طبیعت بھي نظم سے ایسي بیگانہ ھی کہ مصرع تک موزوں پڑھنا نہیں آتا اسلیئے میں اسمضمون کو نثر میں لکھتا ھوں اور سمجھتا ھوں کہ نظم لکھہ رھا ھوں *

یورپ میں جہاں علم و ھنر کے ذکر اذکار اور تہذیب و شایستگي کے شغل اشغال رھتے ھیں وھاں کا یہہ بھي ایک دستور ھوگیا ھی کہ جب کوئي کتاب کسي علم و فن کي تصنیف ھوتي ھی تو اُسکے مضامین کے عیب و صواب کي چھان بین ارباب علم و ھنر کرتے ھیں اُسپر ایک مباحثہ اور مناظرہ ایسا شروع ھوجاتا ھی کہ آخر کو امر حق معلوم ھوجاتا ھی— بہت سے دانشمندوں کي یہہ راے ھی کہ اسي عیب و صواب دیني کے سبب سے یورپ میں علم و ھنر کي بہت ترقي ھوئي ھی — گو بعض نیک راے اسکے خلاف بھي راے رکھتے ھیں اور کہتے ھیں کہ انسان جو اوروں کي تصنیفات کے عیب و ھنر نکالنے میں تضئیع اوقات کرے اُسپر افسوس ھی بہتر ھی کہ وہ اپنا وہ وقت اپني ھي تصنیف میں کسي ایجاد و اختراع کے پیدا کرنے میں صرف کرے — ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ھي کیوں نہو — اُسمیں کسي کي دل آزاري نہیں اور کوئي برائي بھي نہیں — مگر اَوروں کي تصنیفات میں ستم و عیب نکالني اُنکي دل شکني کرتے ھیں - یہہ راے ضعیف معلوم ھوتي ھی کیونکہ بعض آدمیوں کي طبیعت میں قوت ایجاد ھوتي ھی — بعض کي طبیعت میں اَوروں کي تصنیفات میں عیب و صواب بتلانے کا خوب ملکہ ھوتا ھی — کوئي شطرنج خوب کھیلتا ھی کوئي اُوپر سے چال خوب بتلاتا ھی — درحقیقت کسي اور کي تصنیفات کي برائي اور بھلائي کا بتلانا بھي ایک طبیعت کا ایجاد ھی — اس کام کي خوبي اور جان بےغرضي ھی

جہاں یہہ کام بےغرضانہ ہوتا ہی اور اُس میں لوٹ اپنیٔ خود غرضي کا نہیں ہوتا وہاں اُن باتوں کي اشاعت ضرور ہوجاتي ہی جو دنیا میں عمدہ سے عمدہ معلوم ہوتي ہیں اور خیال کي گئي ہیں — اسي بات سے یورپ کا علم و ہنر ترقي کي نردبان پر چڑھتا چلا جاتا ہی اور اُسکا منظر فراخ ہوتا جاتا ہی — گو یہہ طریقہ ہر علم و ہنر کے ساتھہ عام ہی مگر علم ادب کے ساتھہ مخصوص ہی اور اُس میں بھي نظم کے ساتھہ خاص تر — شاید اسکا سبب یہہ ہو کہ نظم انسان کو بالطبع مرغوب ہی — ناظم اور شاعر کثرت سے ہوتے ہیں — انسان کا یہہ دستور ہی کہ وہ دوسرے انسان کي تعریف اُس کام میں نہیں کرتا کہ جسکے کرنے میں کوئي بھي سعي اور کوشش نہ کرتا ہو — بلکہ وہ اُس کام میں تعریف کرتا ہی جس کے کرنے والے بہت سے ہوں اور اُن میں وہ ممتاز اور سرافراز ہو — خواہ کوئي سبب ہو نظم کي برابر کوئي اَور علم و ہنر معرض امتحان اور بحث میں نہیں آتا — اب اگر ہم اپنے ملک میں فن شعر و شاعري کي ترقي کے خواہاں ہوں تو اس سے بہتر کوئي طریقہ نہیں ہی کہ ہم بھي اہل یورپ کے طریقہ کي تقلید کریں اور بے غرضانہ اُسکے عیب و صواب کو دیکھیں اگر ایک شاعر کي تصنیف عمدہ ہو تو دوسرے شاعر کو چاہیئے کہ اُسکي خوبیوں کو اس فصاحت اور بلاغت سے بیان کرے کہ وہ اُسکے لیئے ایک پیرایہ اور زیور بنجائے اور اُسي قدر قیمت اُسکي بڑہ جائے — مگر یہہ یاد رہے کہ جبتک اس عیب و صواب بیني میں بے غرضي نہ شامل ہوگي کبھي اُن عمدہ سے عمدہ باتوں کا رواج نہیں ہوگا جو دنیا میں معلوم ہوئي ہیں اور خیال کي گئي ہیں — اب ہمارے ملک میں مدح و ذم کا خیال سنیئے — اول اُسکے واسطے مشاعرہ ہی جسکو بزم شعرا کہتے ہیں — دوم تذکرے ہیں جنمیں شعرا کا حال لکھا جاتا ہی — تیسرے تقریظات ہیں جو کتابوں کے اول اور آخر میں لکھکر لگائے جاتے ہیں — بزم شعرا کي کیفیت یہہ ہی کہ جب اُس میں کوئي شخص جو وجاہت ظاہري رکھتا ہو گو شعر کہنا نہ جانتا ہو کسي اُستاد کو دو چار آنے دیکر شعر کہوا کے لیگیا ہو جب وہ ایک مصرعہ پڑھیگا تو واہ واہ اور سبحان اللہ کا غل مچیگا — بار بار اُس سے شعر پڑھوائینگے جب وہ پڑہ چکیگا تو کوئي کہیگا کہ آپ کا ایک ایک مصرع اُستادوں کي سو سو غزلوں پر بھاري ہی — کوئي کہیگا کہ آپکي غزل پر سو دیوان صدقے کیئے تھے — اب اگر کوئي اُستاد شاعر شعر پڑھے تو وہ تحسین و آفرین کا شور مچیگا کہ کانوں کے پردے پھٹنے لگینگے — جب وہ پڑہ چکینگے تو سخنجیدہ اور متین ارباب مجلس اُنکي تعریف میں فرمائینگے کہ آج ہمکو مسئلہ تناسخ کا آپکے اشعار سے ثابت ہوگیا کبھي آپ فردوسي معلوم ہوتے ہیں کبھي نظامي کبھي سعدي کبھي خاقاني — پھر خود بھي جو کسي شعر کو سمجھہ گئے ہیں تو اُسکو بار بار پڑھتے ہیں اور سردھنتے ہیں اور اُس اپني سخن فہمي پر سخن سنجي سے زیادہ ناز اور افتخار کر رہے ہیں - اگر کوئي وہاں سخن فہم

ایسا ہی کہ وہ کسی شعر پر سچا اعتراض کردینا ہی تو پھر اُس سے نثر میں اؤر مضامین میں گفتگو ہونے لگتی ہی - اب اس مدح اور ذم کا نتیجہ یہہ نہیں ہوتا کہ نظم میں ترقی ہو بلکہ شاعر کی طبعیت میں ایک بیجا برتری کا خیال اس خوشامد سے پیدا ہوتا ہی اور پھر اُسکا حال یہہ ہو جاتا ہی کہ جب تک ہر شعر کے ساتھہ اُسکی تعریف نہ کیجاے تو اُس سے شعر پڑھا نہیں جاتا - اُس تتو کی سی کیفیت ہوجاتی ہی کہ جسکو ہر قدم پر ایڑ لگے تو وہ آگے قدم دھرے — جب شاعر ایک شعر پڑھے اُس کی تعریف ہو تو دوسرا شعر منہہ سے نکلے ' نہیں چہرہ کیا کہوں کیا بنجاے — دوسرے تذکرے ہیں — اُنمیں بھی کچھہ نظم کے عیب و صواب سے بحث نہیں ہوتی — فقط شاعر کا حال اور تعریف یا مذمت اور اُسکے کچھہ اشعار ہوتے ہیں — شاعر کی تحسین اور مذمت اس امر پر موقوف ہی کہ اگر شاعر صاحب وجاہت اور وقعت ہی اور زندہ بھی ہی اور کچھہ اُس مصنف تذکرہ کا ارتباط بھی ہی تو پھر اُسکی تعریف میں کوئی بات اُوٹھا نہیں رکھی جاتی خواہ اُسکا کلام کچھہ رتبہ رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو — اُسکے کلام کی خوبیوں کے دیکھنے میں ایک آنکھہ کی ہزار آنکھیں ہیں اور عیبوں کے دیکھنے میں آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہی — اگر مرگیا ہی تو مردوں کا ذکر برائی کے ساتھہ کرنا مذھباً منع ہی ' اسلیئے مردہ کی خاطر صداقت کا خون ہوتا ہی — اگر کسی شاعر سے کچھہ چشمک ہی اور مصنف کے سلسلہ میں وہ نہیں ہی تو پھر ھجو اور مذمت کی یہی کیفیت ہی — اُسکے عیبوں پر سیکڑوں حاشیئے لگائے جاتے ہیں اور اُسکی خوبیاں خاک میں ملائی جاتی ہیں - غرض ایک آسمان پر چڑھایا جاتا ہی اور دوسرے کا خاکہ اُڑایا جاتا ہی — اصل نظم کے عیب و صواب سے بحث نہیں — بھلا ایسے تذکروں سے شاعر کی اور شاعری کی کیا ترقی ہوسکتی ہی — سوم تقریظ تو اُسکے معنی یہہ ہیں نہ ستودن زندہ را بحق باشد یا بہ باطل — غرض یہہ سب اسباب شاعر کے واسطے ایسے جمع ہیں کہ اُسکے دماغ میں همچو من دیگرے نیست کا خلل پیدا ہوتا ہی — اسی لیئے کوئی شاعر شاید ایسا گذرا ہو کہ اُسنے اپنی تعریف کا ترانہ نہ گایا ہو — اور اپنی نظم کی شیخی کا افسانہ نہ بنایا ہو — نظامی کے قول پر سبکا عمل ہی —

چواز بہر ہرکس دُرے سفتن است • سرودے ہم از بہر خود گفتن است

غرض ھندوستان میں کبھی نظم کی عیب و صواب بینی اُس طریقہ سے ہوئی نہیں کہ وہ اُسکی ترقی کا سبب ہوتی — ہاں اس میں شک نہیں کہ بعض ذھین تیز طرار زبان دراز عیب بیں سخن چیں بد بیں ضرور ہوئے ہیں کہ اُنھوں نے اؤروں کی نظم کا خاکہ اِس خوبی سے اُڑایا کہ وہ بہت لوگوں کو پسند آیا — اور اُنکے لکھنے سے اصل تصنیفات لوگوں کے دلوں سے اُوتر گئیں — سودا نے جو اؤر اُستادوں کی ھجوئیں لکھی ہیں وہ اُن اُستادوں کے کلام سے زیادہ لوگوں کو مرغوب ہیں — یہہ عیب بیں خبیث باطن

ان دو طریقوں سے بڑي ابله فریبي کرتے هیں — اول یهه که وہ یهه کهتے هیں که همنے فلاں کتاب بهت غور و فکر سے اول سے آخر تک پڑهي — بعض بعض شعر تو غضب کے مصنف نے لکهے هیں — اس تعریف سے فقط غرض یهه هوتي هی که اُس سے لوگ یهه جانیں که حضرت کو کتاب بیني کا بڑا شوق هی اور سخن فهمي بهي آتي هی اور انصاف بهي مزاج میں هی — پهر آگے وہ ارشاد کرتے هیں که بعد بهت تامل اور خوض کے معلوم هوا که اس کلام میں وہ خوبیاں نهیں پائي جاتیں جو اُستادوں کے کلام میں هواکرتي هیں - اُستادي کے پایه سے گري هوئي هی - اب اگر اُنسے پوچهیئے که حضرت اُستادي کا پایه کیا هوتا هی اور یهه کلام کس قسم کا هی اور کون کون سي خوبیاں مخصوص هیں تو وہ اگر مرثیه هی تو فرماتے هیں که اس میں جامي کي زلیخا کي خوبیاں نهیں هیں —اگر نظم رزمیه هی تو حافظ شیراز کے کلام کي بات موجود نهیں هی - اوراگر رزمیه هی تو فردوسي کا شاهنامه اور نظامي کا سکندرنامه یاد هورها هی — چنانچه ایک میرے قدیمي دوست فرمانے لگے که میںنے حالي کا مسدس نهایت غور و فکر سے پڑها — بعض بعض شعر خاصے کهے هیں مگر مضامین میں عالي دماغي نهیں پائي جاتي — میںنے اُنسے کها که وہ کونسي بات اس مسدس میں هوتي که جس سے آپ مصنف کو عالي دماغ سمجهتے اور آپ کے پاس عالي دماغي جانچنے کي میزان کیا هی — کیا اپنا دماغ هی — کیا آپ نے موتیوں کو قطب صاحب کي پهیم کي چهٹنکي سے تولا هی — اُسپر وہ فرمانے لگے که اسمیں امیرزادوں کي کبوتر بازي کا ذکر درست نهیں لکها — میں اور وہ اکیلے هي تهے — اگر اور احباب هوتے تو تهوڑي دیر یاروں کي دل لگي خوب رهتي — دوسرا دهوکا اِن بدبینوں کا یهه هوتا هی جسکے دام میں بهت سے اسیر هوتے هیں که هم نے اُس کتاب کو نگاہ تامل سے دیکها تو یهه معلوم هوا که جو اُسکا اچها حصه هی وہ مصنف نے پهلے اُستادوں سے نقل کیا هی یا اُنکے تتبع سے لکها هی — یهه ایک امر که کسي شخص نے کوئي مضمون اُستادان سلف سے نقل کیا هی یا اُنکے تتبع سے لکها هی بڑا مغالطه دینے والا هی بهت کم آدمي اسکو سمجهتے هیں که خلقت کو خدا بدلتا نهیں — وهي انسان کي طبیعت هی وهي عالم فطرت هی — جب سوچنے والي طبیعتیں متشابه ایک شی کو سوچینگي خواہ اُنمیں بُعد زماني هو یا مکاني هو اُنکے خیالات میں بهت سي باتیں مشترک هونگي - مثلاً ایک شاعر نے گهوڑے کو دو هزار برس پهلے دیکها تها تو اُسکو چارهي ٹانگیں اُسکي نظر آئي هونگي اور جب اُسکي تیزروي کا خیال کیا هوگا تو اول رفتار کي تشبیه هوا اور برق سے سوجهي هوگي - وهي حال آج هی که شاعر کو گهوڑے کي چار ٹانگیں نظر آتي هیں اور اُسکي تیز روي کي تشبیه کے واسطے باد اور برق کا خیال آتا هی — پس آج کوئي شاعر گهوڑے کو چار پاے باد پا برق رفتار کهے تو اُسکو یهه کهنا که وہ شاعر پهلوں کا

ناقابل هی محض بے سروپا هی — جب اسباب ایک سے جمع هونگے نتیجه ایک سا پیدا هوگا - جب ایک سي طبیعتیں سوچنے والي هیں اور ایک هي شی کو سوچتي هیں تو ضرور اُنمیں توارد هوگا - سرقه کي تہمت رکھني بدظني هی اور اس مشابہت کو دیکھکر کسي تصنیف کي تذلیل اور تحقیر کرني ستم هی — یهه بعینه ایسي بات هی که خوبصورت ماں باپوں کے حسین بچوں کو بد صورت اور کریه منظر اس سبب سے هم خیال کریں که اُنکے خط و خال کچھه ماں سے اور کچھه باپ سے ملتے هیں - همکو ایسے محل پر دو باتوں کي تعریف کرني چاهیئے — اول اُس اولاد کي حسانت کي اور دوسرے اس مشابہت کي جو اولاد اور والدین میں هی - یہي حال شاعر کا هی که اگر اُسکي نظم نفس الامر میں پایه عالي رکھتي هی اور اُس میں کسي اُستاد کا تتبع پایا جاے یا کسي اُستاد کے کلام کي نقل دیکھي جاے تو دوباتوں کي تعریف کرني چاهیئے — اول یهه که اُسکي تصنیف نفس الامر میں عمدہ هی — دوم کسي اُستاد کي تتبع کو خوب نبھایا هی — مثلاً اس مسدس کے اس شعر کو —

وہ دین جسنے اعدا کو اخواں بنایا * وحوش اور بہایم کو انسان بنایا

یهه کہنا که قرآن شریف کي اس آیت کا ترجمه هی *

کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً

اُس میں مصنف کي کچھه تعریف نہیں هی — یهه خیال محض بیجا هی — اسکے اندر مصنف کي ذهانت اور لیاقت کي نہایت تعریف کرني چاهیئے که وہ اپنے کلام کي تائید میں ایسي سند لایا که جس سے کسي مسلمان کو اُسکے تسلیم کرنے میں کلام هي نہیں رہا — اس صنعت اقتباس سے حسن کلام دوبالا هوگیا — نقل آدمي اُس چیز کي کرتا هی جسکي اصل دماغ میں هو — اس اصل کا دماغ میں هونا کیا کوئي سہل امر هی ؟ - ایک میرے گھرے دوست مجھسے کہنے لگے که اِس مسدس میں وهي مضامین لئے هیں جو تہذیب الاخلاق کے پرچوں میں بار بار منطبع هوئے هیں - وہ نثر میں تھے یهه نظم میں هیں — میںنے کہا که آپ پہلے سے یہي اعتراض کیوں نہیں کرتے که تہذیب الاخلاق میں بھي وهي مضامین لکھے هیں جو اوروں نے لکھے هیں - اُسپر اُنھوں نے کہا که میں تو یہي خیال کرتا هوں پھر میںنے کہا که اس اعتراض کو حضرت آدم کے زمانه تک بھي پھونچاکر چپ رهیئے گا یا نہیں اِسپر وہ هنسنے لگے میںنے کہا که میرے نزدیک جو یهه خیال کسي عمدہ تصنیف کي نسبت پیدا هوتا هی که کوئي اُسمیں نئي بات نہیں پراني باتوں کا اعادہ کیا هی صرف خباثت کا خیال هی اور کچھه نہیں *

آمدم بر سر مطلب — سب سے اول بات جو مصنف کو تحسین و آفرین کا مستحق کرتي هی وہ اُسکي عالي دماغي اور دانشمندي و نیک نہادي هی که اُسنے پراني ایشیائي

شاعري کا طريقہ چھوڑا اور فرنگستاني شاعري کا مسلک اختيار کيا — بہت تھوڑے آدمي دنيا ميں ايسے عقلمند ہوئے ہيں کہ وہ يہہ سوچا کرتے ہيں کہ ہمکو کونسا طريقہ نيا اختيار کرنا چاہيئے ورنہ جس طريقہ پر انسان پڑ جاتا ہی اُسي پر اندھوں کي طرح چلا جاتا ہی — کبھي اُس سے پھرنے کا ارادہ نہيں کرتا - اِس ديدہ ور ہوشمند نے اُس طريقہ شاعري کو جسميں وہ بيس برس کي محنت اور جاں کاھي سے اُستادوں کے طبقہ اعلى ميں داخل ہوا تھا اور اُنميں نہايت اعزاز اور اکرام کے ساتھہ بيٹھا تھا يک لخت چھوڑديا اور سب اُستادوں کو سلام کرکے اُوٹھہ کھڑا رہا اور وہ مسلک شاعري کا اختيار کيا جو آج مہذب قوموں ميں سب سے زيادہ عمدہ شمار ہوتا ہی — جس وقت اُسنے ديکھا کہ ايک عالي دماغ ھندوستا ن ميں اُردو زبان کے علم ادب ميں مغربي خيالات کا بيج بورھا ہی اور اُس سے برائيوں اور حماقتوں اور جہالتوں کو دور کررھا ہی - پھکڑ ضلع جگت سے نفرت دلوا رھا ہی اور بہہ فائدہ ايسا ملک کو پونھچا رھا ہی جسکو کبھي زوال نہ آئيگا اور آيندہ نسليں اُسکے احسان کو مانينگي تو يہہ دبھر بھي اپني عالي دماغي اور قدرتي شاعرانہ طبيعت کو ليکر اُسکي مساعدت پر کمر بستہ ہوگيا اور اپنے قلم کے زور سے معاضدت کرنے لگا - اُسنے وہ سارے اپني پراني شاعري کے خيالات دلسے محو کرديئے - اپني اس کتاب کي نظم و نثر ميں اُسنے اس شاعري کي ايسي مذمت کي ہی کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر دنيا کي ساري شاعري کے برے حصے يکجا جمع کيئے جاويں تو وہ برائي ميں اُسکے برابر نہ ہوں — اُسنے اُس معشوق کے خيالات کو دلسے اُوڑا ديا جسکي تصوير بنائي جاتي تو بيچا سے زيادہ ڈراوني ہوتي - اُسکے چہرہ ميں دھن اگر خوردبين سے ديکھا جاتا تو معلوم نہيں نظر آتا يا نہ آتا — اگر کمر بال سے زيادہ باريک نظر آتي تو چوتڑ اُسميں پہاڑ سے لٹکے ہوئے نظر آتے — يہہ عالي فہم سمجھہ گيا کہ اس شاعري ميں سوائے جھوٹ کے کچھہ اَور نہيں اور جو سچ بھي ہی تو بيفائدہ — بيفائدہ سچ اور جھوٹ دونوں ايکسا حکم رکھتے ہيں اس مشرقي شاعري کا چھوڑنا ايسا مشکل نہ تھا جيسا کہ مغربي شاعري کا اختيار کرنا دشوار تھا — انگريزي زبان نہ کبھي سيکھي تھي نہ اب پڑھي ہی نہ پڑھنے کا قصد ہی جسکے طفيل سے طرز اور روش مغربي نظم کي معلوم ہوتي مگر جو اصل گر اس نظم کے تھے وہ اُنکو جانتا تھا کہ اِس طرز کي شاعري کے واسطے يہہ امر ضرور ہی کہ شاعر دنيا کے حال سے واقف ہو اور طبيعت انساني کو سمجھے کہ اُسميں نيچر (نطرت) نے کيا کيا پيدا کيا ہی چنانچہ اُسنے اسي طرف توجہہ کي — اول پنجاب ميں جب اِس قسم کي نظم کا چرچا ہوا تو اُسنے نيچر کي چيزوں پر مثنوياں لکھيں اور مشاعرہ ميں پڑھيں — طبيعت قدرت سے شاعري کے لئے موزوں ہوئي تھي — اُسکي مساعدت سے آغاز ھي ميں ايسي اُسکي شہرت ہوگئي کہ وہ حاسدوں کے حسد سے بھي کم نہ ہوسکي — اُسکے ذھن ميں اول ہي اس شاعري کے رموز خاطرنشين ہوگئے اور وہ يہہ

خوب سمجھہ گیا کہ شاعر کا فقط یہي کام نہیں کہ وہ اپنے اشعار میں کسي چیز کي تصویر کو آنکھوں کے سامنے کھڑا کردے بلکہ اصل کام اُسکا یہہ ھی کہ اس تصویر کو دکھا کر دل و دماغ میں اُسکي تصویر کو جگادے اور ایک استعجاب اور بوالعجبي پیدا کردے اور اُسکے تمام اسرار کوکھولدے اور اُسکے تعلق کو انسان کے ساتھہ بتلادے — اسي کو شاعري کا معجزہ یا سحرحلال کہتے ھیں اور اسي کا نام شاعري ھی — سو اِس شاعر نے اس مسدس میں کرکے دکھا دیا — اُسنے اسلام کي ترقي اور تنزل کا حال اس خوبي سے لکھا ھی کہ اُس سے وہ باتیں جنکا پیدا کرنا اھل اسلام کے دل و دماغ میں تھا وہ پیدا کردیں — بہت سے لایق مسلمانوں نے جنکے بھلے دن آتے ہوئے نظر آتے ھیں اس مسدس کو اپنا ورد بنالیا — ایک نہایت لایق مسلمان مجھہ سے کہتا تھا کہ بعد قرآن کے پڑھنے کے اگر میرا دل کسي کتاب کے پڑھنے کو چاھتا ھی تو اس مسدس ھي کے پڑھنے کو چاھتا ھی — ایک اَوْر فاضل مولوي کہتا تھا کہ میں کبھي اس مسدس کو نہیں پڑھتا کہ میري آنکھوں میں آنسو نہیں بھر آتے — ایک مسلمان کوشش کررھا ھی کہ فقیروں کو اُنکے بعض بلند یاد کراکے کہی کہ اسے گھر گھر مسلمانوں کے دروازوں پر پڑھا کرو — اور مجلسوں میں یہہ مسدس الہآباد میں پڑھا گیا جہاں اُسپر مسلمانوں کا وھي حال ھوا جو دبیر اور انیس کے مرثیوں پر ھوتا ھی اول سے آخر تک مسدس کو دیکھیئے تو یہہ معلوم ھوتا ھی کہ مسلمانوں کو مہمان بناکر ایک دسترخوان اُنکے آگے بچھایا ھی جس پر اول ایک کھانا آتا ھی تو یہہ معلوم ھوتا ھی کہ اب اس سے زیادہ کیا اور لذیذ کھانا آئیگا — جب وہ ختم ھوتا ھی اور دوسرا کھانا آتا ھی تو وہ ایسا خوش ذایقہ ھوتا ھی کہ پھر تیسرے کھانیکي اُمید نہیں ھوتي کہ وہ حلاوت میں اس سے زیادہ ھوگا — غرض یہي حال اخیر کھانے تک چلا جاتا ھی — جسوقت ملک عرب کي ابتر اور قدرتي حالت کا بیان اس کتاب میں اول کوئي پڑھتا ھی تو یہہ جانتا ھی کہ بس اس سے آگے کیا عمدہ بیان آئیگا — پھر بعد اُسکے ظہور اسلام سے عرب کے سرسبز اور شاداب ھونے کا بیان آتا ھی تو وہ پہلے بیان کو بھلا دیتا ھی اور پڑھنے والا یہہ سمجھتا ھی کہ پس اب اس سے بہتر کیا اَوْر مضمون مصنف لکھیگا — پھر بعد اُسکے تنزل کا حال آیا تو اُسے پڑھکر وہ پھڑک جاتا ھی اور ایک عالم حیرت میں مستغرق ھوتا ھی — مصنف اپني اس خوان‌گستري کو یوں بیان کرتا ھی اور دل میں بھي اُسے یہي سمجھتا ھی کہ گویا یہہ اھل دھلي اور لکھنؤ کي دعوت میں ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ھی جس میں اُبالي کھچڑي اور بےمرچ سالن کے سوا کچھہ نہیں ھی — ھاں یہہ سچ ھي اگر مصنف کے اُستاد مرحوم زندہ ھوتے تو ضرور کہتے کہ کمبخت شاگرد نے ایک برانڈي کي بوتل بھي دسترخوان پر ایسي نہیں رکھي جس سے ایک گلاس تو نکالکر پیتے — مگر جو اس مائدہ کے مزوں سے آشنا ھیں وہ مصنف کي اس تحریر سے یہہ سمجھتے ھیں کہ مصنف ضرور اپني

طرز وروش میں اپني ترقي کو کمال پر پہنچائیگا — یہہ سمجھنا هي اُسکي خوش نصیبي
هی — جو انسان یہہ جانتا هی کہ جس کام کا مجھے کرنا هی اُسکا تھوڑا حصہ
کیا هی اور بہت سا باقي هی وہ ضرور ترقي کرتے کرتے اهل کمال هوجاتا هی — جب وہ
اپني اسی سخن سنجي کو اوبالي کھچڑي اور بے مرچ سالن بتلاتا هی تو سمجھنا چاهیئے کہ
اُسکي زبان کس مزہ اور چاشني سے آشنا هوگي — یہہ تو مضامین کي کیفیت هی — اب
الفاظ کی صفائي کو دیکھیئے کہ وہ معانی کے واسطے ایک آئینہ هی — عجب طرح کي اُس میں
حلاوت لطافت متانت هی — نہ کہیں اُس میں تعقید لفظي هی نہ معنوي — زبان کي
سادگي میں مضامین کي فرزانگي کا نبھانا یہہ اسي مصنف کا حصہ تھا — سادگی زبان سے
کوئي سادہ لوح یہہ نہ سمجھے کہ اُس زبان سے مراد هی جو بچّے اور عورتیں اور گنوار بولتے
هیں — اُنکي یہہ سادگي فقط خیالات کي کمي اور کوتاهي سے هوتي هی — ایک گنوار اپني
سادہ زبان میں یہہ کہہ سکتا هی کہ میري ٹانگ ٹوٹ گئي مگر ایک ڈاکٹر اُسکو ان سادہ
الفاظ میں نہیں ادا کرسکتا کیونکہ گنوار کے دلمیں کوئي اَور خیال هي نہیں جسکو وہ الفاظ
میں بیان کرے اور ڈاکٹر کے دلمیں سو خیال اس شکستگي کي نسبت هیں — غرض هماري
سادگي زبان سے مراد یہہ هی کہ اُس میں باریک باریک اور درست الفاظ جس سے فضیلت
کا اظهار هوتا هي نہیں هیں — نہ مبالغہ هی نہ پھولوں پر رنگ چڑھا کر اُنکو بے رونق کیا
هی — نہ صنعتوں کا پیرایہ پہنا کر عبارت کي صورت ایسي بگاڑي هی جیسے یہاں کي
عورتیں بن سنور کر اَور اپنی اصلي صورت کو بگاڑ لیتي هیں — بڑا حصہ مسدس کا ایسا هی
کہ گنوار کي سمجھہ میں آتا هی اور اُس سے حظ اُٹھاتا هی — تھوڑا سا حصہ ایسا هی کہ
ایک فاضل کي سمجھہ میں نہ آتا اگر اُسکے حاشیئے نہ لکھے هوئے هوتے — ایک شاعر
صاحب نظر اور مبصر نے مجھسے کہا کہ اس مسدس کي زبان ایسي هی کہ میںنے اُس سے
اچھي کسي اُستاد کي زبان نہیں دیکھي — جس مضمون کو لکھا هی ایسے الفاظ میں لکھا هی
کہ اُس سے بہتر الفاظ ملنے ناممکن هیں — مگر معلوم نہیں اپني اور اُس اِشاعري کي جسکے
سبب سے یہہ پاکي زبان حاصل هوئي هی کیوں مصنف نے اسقدر هجو کي هی اور اُسکو سنڈاس
بنایا هی — اور مجھے اسپر بھي حیرت هی کہ ایک لطیف اور پاکیزہ بیان نے دس پانچ انگریزي
الفاظوں کو ناحق کیوں ٹھوسا هی — میںنے پہلے امر کي نسبت تو کچھہ کہا نہیں مگر انگریزي
الفاظ کي نسبت یہہ گذارش کي کہ اس استعمال میں بڑا اختلاف راے هی — بعض کي راے یہہ هی
کہ زبان کا قاعدہ هي هی کہ اُسمیں غیر زبان کے الفاظ ملاهي کرتے هیں اُس سے زبان کو
وسعت حاصل هوتي هی اور اُنکا استعمال زبان میں ایسا بھلا معلوم هوتا هی جیسے کہ
سنگ مرمر میں سنگ عباسي کي منبت کاري کردي یا یاقوت سونے میں جڑدیا — جو
مخالف راے رکھتے هیں وہ یہہ کہتے هیں کہ اجنبي زبانوں کے الفاظ کا استعمال اپني زبان
میں ظروف گوهریں میں غلاظت کا بھرنا هی — انگریزي زبان میں ابتک اِس محاورہ کا

استعمال چلا آتا ہی کہ فلاں شخص اپنی زبان میں اجنبی زبانوں کے الفاظ استعمال کرتا ہی یعنی بڑا احمق ہی — سچ یہہ ہی کہ تشبیہہ تو ہربات کے لیئے ایک عمدہ گرہ لی جاتی ہی - جو لوگ الفاظ انگریزی استعمال میں لاتے ہیں اُنکو اپنی زبان میں کوئی لفظ ایسا نہیں ملتا کہ اُسکا وہی مفہوم ہو جو اُس انگریزی لفظ کا ہی — اسلیئے وہ اصل لفظ ہی لکھہ دیتے ہیں — انگریزی زبان میں بھی یہی قاعدہ ہی کہ ہماری زبان کے الفاظ لکھدیئے جاتے ہیں — مگر انگریزوں کو یہہ شکایت ہی کہ یہہ انگریزی ہماری سمجھہ میں نہیں آتی — ہندوستانیوں کو یہہ شکایت ہی کہ یہہ اپنی زبان ہماری سمجھہ میں نہیں آتی - اُس میں یہہ الفاظ ایسے بھر رکھے ہیں کہ ہماری فہم کا گھوڑا اُس سے ٹھوکر کھاتا ہی — زمانہ اِس مشکل کو آسان کریگا — میرا طریقہ یہہ ہی کہ انگریزی لفظ تو نہیں لکھتا مگر اُسکے قریب‌المعنی جو لفظ اپنی زبان میں ہوتا ہی وہ لکھتا ہوں — مگر معنی اُسکے وہ بیان کرتا ہوں جو اُس انگریزی لفظ کے ہوں — مثلاً ریویو ایک انگریزی لفظ ہی جسکے اصلی معنی نظر ثانی کرنے کے ہیں — مگر اصطلاحی معنی اُسکے یہہ ہیں کہ کتابوں کی عیب و صواب بینی — اب ایک عربی لفظ تبصرہ کا ہی جسکے معنی دکھا دینے کے ہیں جیسے ریویو کے معنی — اصلی معنی کی مناسبت سے عیب و صواب بینی کے انگریزی میں ہوگئے — اِسطرح تبصرہ کے معنی عیب و صواب دکھا دینے کے ہماری زبان میں ہوسکتے ہیں بشرطیکہ کوئی اُسکو استعمال کرے — اس میں کچھہ دنوں تک یہہ خرابی رہے گی کہ پہلے معنی الفاظ کے ایسے ذہن میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ یہہ نئے معنی دیر میں ذہن کے اندر جاگزین ہونگے — مگر اُن انگریزی الفاظ کے استعمال سے یہہ طریقہ بہتر ہوگا کہ اُنکو ہم نہ پڑہ سکے ہیں نہ سمجھہ سکے ہیں - مگر اس میں استعمال کرنے والے کو محنت پڑتی ہی اور لغت کی کتابوں کی ورق گردانی میں اُنگلیاں گھسنی پڑتی ہیں — الفاظ کا جوں توں لکھہ دینا آسان ہی اسلیئے لکھنے والے لکھہ دیتے ہیں اور سونے میں اپنے نزدیک یاقوت جڑ دیتے ہیں — یہہ ایک مباحثہ جدا ہی — ان الفاظ کے استعمال سے مصنف کی زبان کی فصاحت پر اعتراض نہیں ہوتا *

مصنف نے کتاب کا نام مد و جزر اسلام رکھا تھا — ترقی اسلام مد تھا تنزل اسلام جزر تھا — پانی کا قاعدہ ہی کہ بعد مد و جزر کے ہموار ہوجاتا ہی — اسلیئے جزر کے ساتھہ مشابہت تامہ پیدا کرنے کی مصنف نے آخر کر خاتمہ مسدس میں اسلام کی ترقی و تنزل کو ہموار کرکے اَور قوموں کی برابر کردیا - مگر اس سے اسلام اَور زیادہ ناہموار ٹھہر گیا - یقین ہی مصنف کی جب دوبارہ کتاب چھپیگی تو وہ شراب کو سیراب اپنی رشحہ قلم سے کریگا *

راقـــــــم

محمد ذکاءاللہ

پروفیسر میور کالج الٰہ‌آباد

مقام الٰہ‌آباد

۱۸ جولائی سنہ ۱۸۷۹ ع

تدبیر

بہت سے خیالات ہیں جو حقیقت میں مذہب سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتے بلکہ مذہب کے سوا اَور مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر ایک وہمی تعلق کے سبب وہ اُنکو مذہبی خیالات سمجھکر اُنپر جم جاتا ہی ۔ مثلاً یہہ خیال کہ زمین ساکن ہی اور آسمان اُسکے گرد پھرتے ہیں حقیقت میں مذہب اسلام سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ یونانی فلسفہ سے جو کہ علماے اسلام کے خیالات پر چھا گیا تھا پیدا ہوا ہی لیکن غلطی سے وہ ایک ایسی ضروری بات سمجھی گئی ہی کہ اُسکے انکار سے گویا قرآن اور حدیث کا انکار لازم آتا ہی ۔ اسیطرح یہہ خیال کہ آدمی کی تدبیر سے کچھہ نہیں ہوسکتا ایک ایسا خیال ہی جو مذہب کے سوا اَور مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی مگر غلطی سے ایک مذہبی خیال سمجھا جاتا ہی ۔ اصل یہہ ہی کہ جو خیالات ملکی یا تمدنی یا تعلیمی خاصیتوں سے انسان کے دل پر مستولی ہوجاتے ہیں وہ اُنکو کسی ایسی زبردست دستاویز سے تقویت دینی چاہتا ہی جسکے آگے چون و چرا کی گنجایش نہو ۔ ہم اس آرٹیکل میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ حصول مقاصد کے لیئے تدبیر اور سعی و کوشش کرنی انسان کا ایک ضروری فرض ہی' اور یہہ کہ اسلام نے اُسکا ضروری اور مفید ہونا بتایا ہی نہ غیر ضروری اور غیر مفید ہونا ' اور وہ کیا اسباب ہیں جنسے تدبیر کی وقعت انسان کے دل سے جاتی رہتی ہی ؟ ٭

کوئی شخص اسبات کا انکار نہیں کرسکتا کہ خدا تعالی نے ہر ذی روح کی جبلت میں یہہ خاصیت رکھی ہی کہ وہ نفع حاصل کرنے یا ضرر کے دفع کرنے کا بالطبع ارادہ کرتے ہیں' اور جہانتک اُنکی دسترس ہوتی ہی اس غرض کے لیئے کوشش کرتے ہیں ۔ بھوک میں کھانے کی اور پیاس میں پانی کی جستجو کرتے ہیں ۔ گھوڑا شیر سے اور چوہا بلی سے بھاگتا ہی ۔ یہی کوشش جب انسان میں پائی جاتی ہی تو اُسکا نام تدبیر رکھا جاتا ہی ٭ تدبیر کے معنی لغت میں انجام کار پر نظر کرنے کے ہیں اور عرف عام میں مطلوب کے قدرتی اسباب کی جستجو کرنے اور اُنکے ذریعہ سے اُس مطلوب کے بہم پہنچانے میں کوشش کرنے کو تدبیر کہتے ہیں ۔ ظاہر ہی کہ ایسی کوشش تمام حیوانات میں سے صرف انسان ہی میں جو کہ ذی روح ہونے کے علاوہ عقل بھی رکھتا ہی پائی جاسکتی ہی ۔ پس جسطرح دفع مضرت اور جلب منفعت کے لیئے کوشش کرنا اَور حیوانات کا قدرتی خاصہ ہی اسیطرح تدبیر کرنا انسان کا قدرتی خاصہ ہی ٭

جو لوگ تدبیر کو زبان سے محض بیکار اور لاحاصل بتاتے ہیں اور دل سے بھی ایسا ہی یقین کرتے ہیں وہ بھی تدبیر کرنے سے باز نہیں رہ سکتے ۔ روز مرہ کے خرچ کے لیئے اکہٹی

جنس خرید کر رکھتے ھیں تاکہ ھرروز فکر کرنی نہ پڑے ۔ پرانی جڑاول کو گرمی برسات میں حفاظت سے رکھتے ھیں تاکہ آیندہ موسم سرما میں کام آئے ۔ مکانوں کی مرمت کرتے ھیں تاکہ وہ گرنے سے محفوظ رھیں ۔ چھتوں پر مٹی ڈلواتے ھیں تاکہ برسات میں پانی نہ ٹپکے ۔ روپیہ پیسے کو بغیر حفاظت کے نہیں رکھتے ۔ اکیلے مکان کو کھلا نہیں چھوڑتے ۔ مویشی کو مقید رکھتے ھیں ۔ اولاد کو تا بمقدور بُری صحبت سے روکتے ھیں ۔ غرضکہ اُن تمام مقاصد کے لیئے جنکے اسباب نہایت ظاھر اور بدیہی ھیں ھمیشہ تدبیر کرتے ھیں' اور اس سے صاف معلوم ہوتا ھی کہ تدبیر کرنا انسان کی فطرت کا مقتضا ھی اور یہہ سبق اُسکو قدرت ھی نے سکھایا ھی ۔ ظاھر ھی کہ قدرت کا کوئی عطیہ بیکار نہیں ھوتا پس ضرور ھی کہ تدبیر بھی انسان کے حق میں بیکار اور غیر مفید نہ ھو جیسا کہ رسول خدا (صلعم) نے پرندوں کے حق میں ارشاد فرمایا کہ " نغدو خماصاً و تروح بطاناً " (جانور صبح کو بھوکے نکلتے ھیں اور شام کو سیر ھوکر آتے ھیں) یعنی وہ اپنی کوشش ھی سے کامیاب ھوتے ھیں ۔ اور فرمایا کہ " الاسواق موائد اللہ فمن اتیھا فقد اصاب منہا " (بازار خدا کی نعمتوں کے خوان ھیں جو وھاں آئیگا اُن سے بہرہ مند ھوگا) یعنی تجارت میں دوڑ دھوپ کرنے سے ضرور کامیابی ہوتی ھی ۔ ان دونوں حدیثوں سے بھی یہی ثابت ھوتا ھی کہ یہہ قدرتی خاصیت جسکا نام تدبیر ھی انسان کی طبیعت میں بیکار نہیں پیدا کی گئی' اور انسان کی کامیابی کا سیدھا رستہ تدبیر کے سوا اَور کوئی نہیں ھی ٭

بالفعل ھماری قوم میں یہہ خیال کثرت سے پھیلا ھوا ھی کہ آدمی کی تدبیر سے کچھہ نہیں ھوسکتا بلکہ نفع یا ضرر جو کچھہ پہونچنے والا ھوتا ھی وہ ضرور پہونچتا ھی خواہ تدبیر کیجائے خواہ نہ کیجائے اور وہ اسکو دین اسلام کا ایک ضروری عقیدہ خیال کرتے ھیں ۔ اگرچہ وہ جیسا کہ ھمنے اُوپر بیان کیا سرسری اور معمولی اغراض کے لیئے ھمیشہ تدبیریں کرتے ھیں مگر جب کوئی ایسا کام پیش آتا ھی جو آسانی سے حاصل نہیں ھوسکتا یا جسکے وسائل اور اسباب کسیقدر دقیق ہوتے ھیں تو وہ تقدیر اور توکل کا حرف زبان پر لاتے ھیں ۔ جو بے علم ھیں وہ تو پیشانی پر اُنگلی ٹیک کر یہہ مصرعہ پڑھ دیتے ھیں —

جوکہ پیشانی پہ لکھی ھی وہ پیش آنی ھی

اور پڑھے لکھے آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرکے کبھی اپنی مجبوری اور کبھی اپنے توکل کا اظہار کرتے ھیں ۔ کوئی یہہ آیت پڑھتا ھی کہ " ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ " (یعنی خدا پر بھروسا کرنا کافی ھی) کوئی یہہ حدیث پڑھتا ھی کہ " جف القلم بما ھو کائن " (یعنی جو کچھہ ہونے والا تھا وہ قلم تقدیر لکھہ چکا) کہیں یہہ آیت پیش کیجاتی ھی کہ " تعز من تشاء وتذل من تشاء " (جسکو تو چاھے عزت دے اور جسکو تو چاھے ذلت دے) اور کہیں یہہ حدیث کہ " ماشاء اللہ کان و مالم یشاء لم یکن " (جو خدا نے چاھا وہ ھوگیا اور جو اُسنے نہ چاھا وہ نہوا) ۔

اور کہیں یہہ آیت پڑھی جاتی ھی کہ " وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا " (یعنی کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں جسکا رزق خدا کے ذمہ نہ ھو) غرض اسی قسم کی بہت سی آیتیں اور حدیثیں پیش کیجاتی ھیں جو تین باتوں میں سے کسی ایک نہ ایک بات پر دلالت کرتی ھیں ۔ ایک یہہ کہ خدا پر توکل کرنا کافی اور ضرور ھی اور ھر ذی حیات کا رزق اُسکے ذمہ ھی ۔ دوسرے یہہ کہ ازل سے ابد تک جو کچھہ ھونے والا تھا سو ھوچکا ۔ تیسرے یہہ کہ جو خدا چاھتا ھی وہ ھوتا ھی اور جو بندہ چاھتا ھی وہ نہیں ھوتا ۔ لیکن ان تینوں باتوں سے تدبیر کا لاحاصل اور بیکار ھونا لازم نہیں آتا ۔ خدا پر توکل کرنا (جیسا کہ ھم آگے مفصل بیان کرینگے) اسلیئے کافی اور ضروری ھی کہ بغیر توکل کے کسی تدبیر پر اقدام کرنے کی جرأت انسان سے نہیں ھوسکتی ' اور خدا تعالی جو ھر ذی حیات کے رزق کا متکفل ھوا ھی اسکے یہہ معنی ھیں کہ تمام عالم کی پرورش کے لیئے جو چیزیں ضروری اور لابدی ھیں اُنکا روے زمین پر پیدا کرنا اُسکے ذمہ ھی ' نہ یہہ کہ بغیر ھاتھہ پانو ھلائے حلق میں اوتار دینا اُسکے ذمہ ھی ۔ دوسری بات بھی تدبیر کے منافی نہیں بلکہ مؤید ھی ' کیونکہ ازل سے ابد تک جو کچھہ ھونے والا تھا وہ یہی تھا کہ ھرشی اپنے اسباب و علل کے ساتھہ وابستہ ھو جب مینھہ برسے تو سماں ھو اور جب مینھہ نہ برسے تو کال ھو ' جب تخم ریزی کیجائے تو غلہ پیدا ھو اور جب غذا کھائی جاے تو خون پیدا ھو تیسری بات سے بھی تدبیر کا بیکار ھونا نہیں سمجھا جاتا کیونکہ خدا تعالی نے اپنے پاک کلام میں جابجا اپنے مدبر عالم اور مسبب الاسباب اور علۃ العلل ھونے کی وجہہ سے اسباب کی تاثیرات اور افعال کو اپنی طرف منسوب کیا ھی ' جیسے " وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی " (جب تونے پھینکا تھا تو تونے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تھا) اور " اأنتم تزرعونہ ام نحن الزارعون " (آیا تم بوتے ھو اُسکو یا ھم بوتے ھیں) *

جسقدر ھمکو اسباب کا یقین ھی کہ عالم موجود ھی اُسیقدر ھمکو اسبات کا بھی یقین ھی کہ ھم سب کام اپنے اختیار سے کرتے ھیں ' اور جیسا ھمکو پہلے یقین میں ایک نہایت ضعیف احتمال اسبات کا رھتا ھی کہ شاید یہہ تمام نمایش عالم خواب کیسی نمایش ھو ویسا ھی ایک نہایت ضعیف احتمال اسبات کا رھتا ھی کہ شاید ھمارے یہہ سب افعال و حرکات ایسے ھوں جیسے قطب نما کی سوئی کی حرکت ۔ لیکن ایسے ضعیف احتمالات سے یقین زائل نہیں ھوسکتا اسی لیئے آنحضرت نے فرمایا ھی کہ " دع ما یریبک الی ما لایریبک " (یعنی شک میں ڈالنے والی بات کو اُس بات کے مقابل میں چھوڑ دو جو شک میں نہ ڈالے) پس اسمیں شک کرنے کی کوئی وجہہ نہیں ھی کہ جسطرح عالم کا موجود ھونا یقینی ھی اسیطرح ھمارے افعال کا اختیاری ھونا یقینی ھی ۔ اگر ھم اپنے افعال میں ایسے ھی مجبور ھوں جیسے اَور جمادات مجبور ھیں تو تمام تکلیفات شرعیہ اور سزا و جزا باطل ھوجائے ' اور جن معنوں میں نیکی ' بدی ' مدح ' ذم ' لیاقت ' نالیاقتی ' انصاف ' بےانصافی ' دانائی ' نادانی '

فرض ' جوابدهي' تصور اور بيتصوري وغيرہ الفاظ مذهب اور اخلاق اور قانون ميں استعمال ہونے جاتے هيں وہ سب غلط تهير جائيں — پس جهاں کهيں قرآن يا حديث ميں ايسے الفاظ وارد هوئے هيں جنميں بندوں کے کام خدا کي طرف نسبت کيئے گئے هيں وهاں أن الفاظ کي اسناد اپني حقيقت پر نهيں هی' اور يهہ بات أن آيات و احاديث پر نظر کرنے سے بالکل صاف هوجاتي هی جنميں بندوں کے اقبال و ادبار اور راحت و تکليف وغيرہ کو أنهيں کے اعمال کا ثمرہ بنايا هی جيسا کہ آگے چلکر ذکر کيا جائيگا •

همارے نزديک يهہ خيال کہ انسان کي تدبير سے کچهہ نهيں هوسکتا اور اسکو ايک مذهبي عقيدہ جاننا تقدير اور توکل کے غلط معني سمجهنے سے پيدا هوا هی ۔ تقدير کے ايسے معني سمجهے گئے هيں جنسے انسان کا مجبور هونا اور اسباب کا معطل اور بيکار هونا لازم آتا هی' مگر شارع نے تقدير کے ايسے معني نهيں بتائے بلکہ ايسے معني بتائے هيں جنسے نہ انسان کا مجبور هونا اور نہ اسباب کا معطل هونا لازم آتا هی ۔ حضرت شاہ ولي الله حجتہ الله البالغہ ميں لکهتے هيں کہ تقدير اور اسباب کي سببيت ميں کچهہ منافات نهيں هی' کيونکہ جب آنحضرت صلعم سے پوچها گيا کہ کيا دوا اور رقيہ تقدير الهي کو هٹاديتے هيں' تو آپ نے فرمايا کہ وہ خود تقدير الهي سے باهر نهيں هيں (يعني دوا وغيرہ ميں جو تاثير هی وہ بهي خدا هي کي پيدا کي هوئي هی) ۔ پهر شاہ صاحب نے اسي مطلب پر حضرت عمر کے أس قول سے استدلال کيا هی جو سرغ کے قصہ ميں أنسے منقول هی ۔ سرغ وادي تبوک ميں ايک بستي کا نام تها ۔ وبائے شام کے قصہ ميں عبدالله بن عباس سے روايت هی کہ جب عمر فاروق سرغ ميں پهنچے اور وبائے شام کا حال سنا تو وهاں سے اولٹے پهر جانے کا حکم ديا ۔ عبيدۃ بن الجراح نے کها کيا تقدير الهي سے بهاگنے کا ارادہ هی ۔ عمر فاروق نے کها "نعم نفرمن قدرالله الی قدرالله" (هاں هم تقدير الهي سے تقدير الهي کي طرف بهاگتے هيں) ' اور پهر يهہ تمثيل بيان کي کہ " ديکهو اگر تمهارے پاس أونٹ هوں اور تم ايک ايسے وادي ميں پهونچو جسکي ايک جانب سرسبز هو اور دوسري جانب پٹ پڑ هو' تو چاهو تم سرسبز زمين ميں اپنے أونٹ چراؤ اور چاهو پٹ پڑ زمين ميں دونوں صورتوں ميں تقدير الهي سے باهر نهيں هوسکتے " ۔ اس سے معلوم هوا کہ مسبب الاسباب نے جو مختلف اسباب ميں مختلف تاثيريں رکهي هيں اسيکا نام تقدير الهي هی ۔ مرض کي حالت ميں پرهيز اور دوا نہ کرنے سے مرض کا طول پکڑنا بهي تقدير الهي هی ' اور پرهيز اور دوا کرنے سے أسکا زائل هوجانا يهہ بهي تقدير الهي هی ۔ وبا کے مقامات سے بهاگ کر موت سے بچنا بهي تقدير الهي هی' اور وبا کے مقامات ميں جاکر مرجانا يهہ بهي تقدير الهي هی ۔ گلہ کو سرسبز زمين ميں چهوڑ کر أسکو چارہ سے سير کرنا بهي تقدير الهي هی ' اور پٹ پڑ زمين ميں چهوڑ کر أسکو بهوکا مارنا يهہ بهي تقدير الهي هی •

اس مطلب کي تائید کے لیئے چند آیتیں قرآن مجید کي بھي یہاں نقل کرني مناسب معلوم هوتي هیں —

۱ — ان الله لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (رعد)	۱ — خدا تعالی کسي قوم کي حالت نہیں بدلتا جب تک وہ آپ اپني حالت نہ بدلیں *

۲ — ذلک بان الله لم یک مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم (انفال)	۲ — یہہ اس سبب سے هی کہ خدا تعالی جو نعمت کسی قوم کو دیتا هی اُسکو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپني حالت نہیں بدلتي *

۳ — ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم (شوری)	۳ — جو مصیبت تمکو پہنچتي هی وہ تمہارے هي کرتوت سے تمکو پہنچتي هے

۴ — ما کان الله لیظلمهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون (روم)	۴ — خدا کي شان سے نہ تھا کہ اُنپر ظلم کرے بلکہ وہ آپ اپني جانوںپر ظلم کرتے ہے *

۵ — ذلک بما قدمت ایدیکم و ان الله لیس بظلام للعبید (انفال)	۵ — یہہ تمہارے هي کرتوت کي سزا هی اور خدا بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں هی

۶ — من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (کہف)	۶ — جسکا جي چاهے ایمان لائے اور جسکا جي چاهے ایمان نہ لائے *

۷ — لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت (بقرہ)	۷ — اُسکے لیئے مفید هی جو وہ نیکي کرے اور اُسکے لیئے مضر هی جو وہ بُرائي کرے *

اسي مضامین کی اَوْر بہت سي آیتیں اور حدیثیں هیں جنسے ثابت هوتا هی کہ ایسے کام جنکا نتیجہ اچھا هی اور ایسے کام جنکا نتیجہ بُرا هی دونوں طرح کے کام کرنے کا اختیار انسان کو دیا گیا هی' اور جو تکلیف یا راحت یا اقبال یا ادبار اُسکو پہونچتا هی وہ سب اُسیکے کام کے نتیجے هوتے هیں *

پس معلوم هوا کہ شارع نے تقدیر کے وہ معني نہیں بتائے جو همارے قوم کے عام خیالات میں سمائے هوئے هیں' یعني یہہ کہ جسکو جو نفع یا ضرر پہونچنے والا هی وہ ضرور پہونچیگا خواہ تدبیر کیجائے خواہ نہ کیجائے *

دوسري غلطي توکل کے معني سمجھنے میں هوئي هی - توکل کے صحیح معني اپنے کو عاجز سمجھنے اور خدا پر بھروسا کرنے کے هیں' مگر غلطي سے توکل ایسے بھروسا کرنے کا نام رکھا گیا هی کہ تدبیر اور کوشش کا بالکل اُسمیں لگاو نہ رهے' اور انسان مثل جمادات کے بے حس و حرکت

هوکر دیتهه رهے . گویا تدبیر اور توکل میں منافات سمجهي گئي هی . لیکن شریعت سے توکل کے ایسے معني معلوم هوتے هیں جو هرگز تدبیر کے منافي نهیں' اور تدبیر کے ایسے معني معلوم هوتے هیں جو هرگز توکل کے منافي نهیں . جسطرح توکل کرنے کي تاکید کي گئي هی اسیطرح تدبیر کرنے کي تاکید کي گئي هی' اور جسطرح توکل کرنے والوں کي تعریف کي گئي هی اسیطرح تدبیر کرنے والوں کي تعریف کي گئي هی . اس مقام پر مناسب معلوم هوتا هی که چند آیتیں اور حدیثیں اور اقوال سلف جنمیں کوشش اور تدبیر کرنے کي اجازت یا تاکید یا تعریف کي گئي هی نقل کي جائیں *

۱ — لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم (بقره)

۱ — تمپر (اے حاجیو) کچهه الزام نهیں هی اگر تم سفر حج میں خدا کے رزق کي تلاش کرو (یعني تجارت وغیره کے ذریعه سے معاش بهي پیدا کرو اور حج بهي کر آؤ تو کچهه مضایقه نهیں هی) *

۲ — وجعلنا النهار معاشا (النبأ)

۲ — همنے (تمهارے لیئے) دن کو کمائي کرنے کا وقت بنا یا *

۳ — وجعلنا لکم فیها معایش (الحجر)

۳ — همنے تمهارے لیئے زمین پر معاش حاصل کرنے کے اسباب پیدا کیئے *

۴ — فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله (الجمعة)

۴ — پهیل جاؤ زمین پر اور خدا کا رزق تلاش کرو *

۵ — علم ان سیکون منکم مرضی و آخرون یضربون في الارض یبتغون من فضل الله (مزمل)

۵ — خدانے جان لیا هی که بعضے هونگے تممیں سے بیمار' اور اؤر لوگ هونگے جو سفر کرینگے زمین پر خدا کے رزق کي تلاش میں (یعني وه بهي بیماروں کي طرح رعایت کے قابل هیں) *

اسیطرح اؤر بهت سي آیتیں هیں جنسے طلب معاش کے لیئے کوشش اور تدبیر کرنے کي اجازت اور ترغیب پائي جاتي هی' اور اخبار و اثار جو اس باب میں وارد هیں اُنمیں سے چند اس مقام پر احیاء العلوم سے نقل کرتے هیں —

۱ — قال رسول الله (صلعم) من الذنوب ذنوب لایکفرها الاالهم في طلب المعیشة

۱ — بعضے گناه ایسے هیں که طلب معاش میں کوشش کرنے هي سے پاک هوتے هیں *

۲ — التاجر الصدوق یحشر یوم القیمة مع الصدیقین و الشهداء

۲ — سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھہ محشور ہوگا *

۳ — من طلب الدنیا حلالاً تعففاً عن المسئلة و سعیاً علی عیاله و تعطفاً علی جاره لقی الله و وجهه کا لقمر لیلة البدر

۳ — جو شخص دنیا کو وجهہ حلال سے اسلیئے ڈھونڈتا هی که سوال کرنے سے بچے اور اپنے بال بچوں کی خبر لے اور همسایه کے ساتهه همدردی کرے وہ خدا سے ایسی حالت میں ملیگا که اُسکا منهہ چودهویں رات کے چاند کی طرح چمکتا هوگا *

۴ — کان رسول الله (صلعم) جالساً مع اصحابه ذات یوم فنظروا الی شاب ذی جلد وقوة وقد بکر یسعی فقالوا ویح هذا لو کان شبابه و جلده فی سبیل الله فقال (صلعم) لاتقولوا هذا فانه انکان یسعی علی نفسه لیکف عن المسئلة و یغنیها عن الناس فهو فی سبیل الله و انکان یسعی علی ابوین ضعیفین اوذریة ضعاف لیغنیهم و یکفیهم فهو فی سبیل الله

۴ — ایک روز آنحضرت صلعم صحابه کے ساتهہ بیٹھے تھے اُنھوں نے ایک چست اور توی جوان کو دیکھا که علی الصباح معاش کی تلاش میں نکلا تھا، بولے کیا خوب هوتا اگر اسکی توت اور چستی خدا کی راہ میں صرف هوتی، اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا که ایسا نه کهو کیونکه اگر وہ اپنے لیئے سعی کرتا هی تاکه مانگنے سے بچے اور لوگوں کا محتاج نہو تو وہ خدا هی کی راہ میں هی، اور اگر وہ اپنے ضعیف ماں باپ یا بال بچوں کے لیئے کوشش کرتا هی تاکه اُنکو مستغنی کرے اور اُنکے کام آئے تو بهی وہ خدا هی کی راہ میں هی *

۵ — ان الله یحب العبد یتخذ المهنة لیستغنی بها عن الناس

۵ — خدا تعالی اُس بندے کو دوست رکھتا هی جو نوکری اس لیئے اختیار کرے که لوگوں کا محتاج نہو *

۶ — ان الله یحب المومن المحترف

۶ — خداتعالی پیشه ور مسلمان کو دوست رکھتا هی *

۷ — روی ان عیسیٰ رای رجلاً قال ما تصنع قال اتعبد قال من یعولک قال اخی قال اخوک اعبد منک

۷ — روایت ھی کہ حضرت عیسیٰ نے ایک شخص کو دیکھا کہا ' تو کیا کرتا ھی' کہا عبادت' کہا تیری خبرگیری کون کرتا ھی' کہا میرا بھائی' کہا تیرا بھائی تجھسے بڑا عبادت کرنے والا ھی *

۸ — کان زید بن سلمة یغرس فی ارضه فقال له عمر رضی الله اصبت اسغن عن الناس یکن اصون لدینک واکرم لک علیهم کما قال صاحبکم أحیحة ع ان الکریم علی الاخوان ذوالمال

۸ — زید بن سلمہ اپنی زمین میں پیڑ لگا رھے تھے' حضرت عمر نے کہا ایسا ھی چاھیئے اگر تو لوگوں سے بے غرض رھیگا تو تیرا دین زیادہ محفوظ رھیگا اور تیری عزت اُنمیں زیادہ ھوگی' جیسا کہ تمہارے دوست اُحیحہ شاعر کا قول ھی کہ بھائیوں میں دولتمند ھی معزز ھوتا ھی *

۹ — قال عمر رض ما من موضع یاتی الموت به أحب الي من موضع اتسوق فیه لاھلي ابیع و اشتري

۹ — عمر فاروق کہا کرتے تھے کہ میں موت کے آنے کی جگہہ اُس جگہہ سے بہتر نہیں سمجھتا جہاں اپنے کنبے کے لیئے بازار میں لین دین کررھا ھوں *

ان تمام آیتوں اور حدیثوں اور اقوال سلف سے صاف ظاھر ھی کہ طلب معاش میں کوشش اور تدبیر کرنی انسان کا ایک ضروری فرض ھی' پس اگر تدبیر اور توکل میں منافات ھوتی تو طلب معاش میں کوشش کرنے کی اجازت اور ترغیب اور تعریف نہ ھوتی — امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ھیں کہ " بعض اوقات ایسا خیال کیا جاتا ھی کہ ھاتھہ پانو سے کسب کرنے اور دل سے تدبیر کرنےکو ترک کرنا اسکا نام توکل ھی . یہہ جاھلوں کا خیال ھی کیونکہ کسب اور تدبیر کو ترک کرنا شریعت میں حرام ھی' اور جبکہ شریعت نے توکل کرنے والوں کی تعریف کی ھی تو یہہ کیونکر ھوسکتا ھی کہ دینی فضیلت (یعنی توکل) ممنوعات شرعیہ (یعنی ترک کسب و ترک تدبیر) سے حاصل ھوسکے " اسکے سوا بیماری کی حالت میں دوا اور پرھیز وغیرہ سے اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرنی بھی بیشمار روایتوں سے ثابت ھی' چنانچہ بعض محدثین نے خاص اسی قسم کی حدیثیں جمع کی ھیں اور اُس مجموعہ کا نام طب نبوی رکھا ھی . احیاء العلوم میں لکھا ھی کہ " آپ نے اکثر صحابہ کو دوا اور پرھیز کی تاکید فرمائی ھی . سعد بن معاذ کی فصد خود آنحضرت نے لی' اور سعد بن زرارہ کے بدن پر داغ دیا . علی مرتضیٰ کی آنکھیں دُکھتی تھیں آپ نے کھجوریں کھانے کو

منع کیا اور صهیب کو آنکھیں دکھنے میں خرما کھانے کا پرهیز بتایا ۔ خود آنحضرت صلعم همیشه
رات کو سرمه اور هر مهینے میں ایک بار پچھنے لگاتے تھے' اور هر سال سنا کا مسهل لیتے تھے ۔
بچھو وغیره کے کاتنے کا بارها آپ نے علاج کیا درد سر اور پھنسی پھوڑے کے لیئے حنا کا استعمال
فرماتے تھے " اسیطرح کی أور بهت سی روایتیں لکھی هیں اور اُن لوگوں کا قول رد کیا هی جو
علاج معالجه ترک کرنے کو افضل بتاتے هیں اور آخر کو یهه لکھا هی که جو لوگ ترک تداوی
کو شرط توکل قرار دیتے هیں اُنکو چاهیئے که بھوک میں کھانا نه کھانے اور پیاس میں پانی
نه پینے اور سردی میں کپڑا نه پھننے کو بھی شرط توکل قرار دیں' حالانکه وه ایسا هرگز نهیں
کهه سکتے " ٭

توکل کی حقیقت جو همارے خیال ناقص میں آتی هی وه یهه هی که اگرچه انسان
کی کامیابی کا سیدها رسته جو فطرت الهی نے اُسکو بتایا هی تدبیر کے سوا أور کوئی نهیں هی
لیکن تدبیر کا کامیاب هونا ایسے ذریعوں پر موقوف هی جو قطعاً انسان کی طاقت سے باهر
هیں ۔ اول تو انسان کی تدبیر میں بعض اوقات غلطی بھی هوجاتی هی یعنی حصول
مقاصد کے لیئے جو واقعی اسباب و علل هیں وهانتک اُسکا ذهن نهیں پهونچتا' اور اس سبب
سے ناکام رهتا هی ۔ مثلاً طبیب نے مرض کے اسباب و علامات سمجھنے میں غلطی کی اور اس سبب
سے اُسکا علاج مرض کے موافق نه پڑا ۔ پھر بعض اوقات تدبیر کے ناقص رهجانے سے بھی مطلب
حاصل نهیں هوتا ۔ مثلاً طبیب نے اسباب و علامات تو صحیح سمجھے مگر جو دوا اُس مرض
کے لیئے نافع تھی وه بهم نه پهونچی' اور اگر بالفرض تدبیر میں کوئی غلطی یا نقصان واقع
نهیں هوا اور مطلب بھی حسب دلخواه حاصل هوگیا تو بھی غور کرنا چاهیئے که جن وسائل
سے مطلب حاصل هوا هی اُنمیں کتنے ایسے هیں جو انسان کی قدرت سے باهر هیں' مثلاً جو
تدبیر که وه اپنی بقاے حیات کے لیئے هرروز دو وقت کرتا هی یعنی روٹی دال سالن وغیره
جو دونوں وقت پکاکر کھاتا هی اگر اُسیّمیں سے صرف روٹی کے لیئے اناج پیدا هونے اور آٹا
پسکر تیار هونے کے تمام وسائل پر نظر کیجائے تو بے انتها وسیلوں کے ایسے مختلف سلسلے
معلوم هونگے جنمیں سے هرایک کا مرتب کرنا اُسکی طاقت سے باهر هی' مثلاً اگر کسان کی
اُن تمام ترتیب وار کوششوں سے جو اُسنے فصل کے تیار کرنے میں کی هیں اور مینهه کے پانی
اور دن کی حرارت اور رات کی برودت اور مختلف هواؤں کے تموج اور دیگر قدرتی اسباب
سے جنکے سبب سے غله تیار هوا قطع نظر کیجائے' اور اُن آلات سے بھی قطع نظر کیجائے جو
کھیتی کے کام میں آئے هیں' اور جنکے بننے میں بڑهئی اور لوهار اور أور کاریگروں کی ضرورت
پڑتی هی' اور جنکے لیئے بهت سے مزدوروں نے لوها کانوں سے اور لکڑی جنگل سے بهم پهنچائی
هی' اور صرف یهه دیکھا جائے که غله تیار هوکر اور اُسکا آٹا پسکر انسان تک کیونکر پهنچتا هی
تو بھی ایک بڑا لمبا سلسله نظر آئیگا جو اُسکے احاطه قدرت سے باهر هی' کیونکه غله سب جگهه

پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایک جگہہ سے دوسري جگہہ پہر کر لیجایا جاتا ھی؛ اور اس عرض کے
لیئے بیوپاري دریا اور جنگل قطع کرتے ھیں اور باوجودیکہ کبھی ڈوب جانے کي وجہہ سے
اور کبھي لٹ جانے کے سبب سے اور کبھي اؤر اسباب سے اُنکو سخت سخت نقصان پہنچے
ھیں ؛ تو بھي مسبب‌الاسباب نے اُنکے دل پر منفعت کي اُمید تو ایسا مسلط کیا ھی کہ وہ
اپني کوشش سے بار نہیں آتے ؛ اور انسان کے مدني‌الطبع ھونے کي وجہہ سے خاص خاص
ملکوں کي پیداوار تمام دنیا کي پرورش کرتي ھی . پھر جن جہازوں میں یا جن چھکڑوں
میں غلہ لد کر ایک جگہہ سے دوسري جگہہ جاتا ھی وہ بھي خود بخود تیار نہیں ھوتے
بلکہ بے شمار آدمیوں کي صنعت سے تیار ھوتے ھیں . پھر اُن بیوپاریوں سے دوکاندار لوگ
خرید کر ھرایک شہر کے کوچہ کوچہ میں پھیل جاتے ھیں ؛ اور اُسکو پسنہاریوں سے پسواتے
ھیں؛ اور جن آلات سے غلہ پستا ھی یا جا بجا مسرق ھوتا ھی اُنکي تیاري بھي ایک جم
غفیر کي محنت پر موقوف ھی . غرضکہ ادنی سے ادنی مقصد کے لیئے انسان کو وہ اسباب
درکار ھیں جو اُسکي قدرت کے احاطہ سے باھر ھیں ؛ مگر مدبرالسموات والارض نے نظام عالم
کا مدار ایسے مستحکم اور مضبوط قانون پر رکھا ھی جو اُسکي عاجز مخلوق کي تمام ضرورتوں
کو حاوي ھی اور کبھي اپني دائمي اقتضا سے تجاوز نہیں کرتا . اسیواسطے انبیا علیهم‌السلام
نے جوکہ دنیا میں خاص خداے واحد کي پرستش اور توحید اور عظمت و جلال پھیلانے کے
لیئے بھیجے گئے تھے بندوں کو ایسے قاعدے تعلیم فرمائے ھیں کہ وہ کسي حالت میں
اُس بڑے باریگر کو جو پردہ میں بیٹھا اس بڑي پتلي کو نچا رھا ھی پر کبھي سامنے نہیں
آتا بھولنے نہ پائیں . صبر اور شکر؛ رضا و تسلیم ؛ خوف ورجا ؛ توبہ و استغفار ؛ عبادت و صدقہ؛
ذکر اور دعا ؛ اور سوا انکے اؤر مقامات یقین جو انبیا نے تعلیم کیئے ھیں وہ سب اپنے اپنے موقع
پر اسي غرض کے لیئے تعلیم کیئے ھیں . اسیطرح توکل کي بھي جا بجا تاکید کي گئي ھی؛
یعني یہہ سکھایا گیا ھی کہ انسان کو اپني تدبیر پر مغرور نہونا چاھیئے بلکہ یہہ سمجھنا
چاھیئے کہ اگر قدرتي تائیدیں نہونگي اور وہ تمام اسباب جو مسبب‌الاسباب نے ھماري کامیابي
کے لیئے مقدر کیئے ھیں مساعدت نہ کرینگے تو ھماري کامیابي غیر ممکن ھی . مگر یہہ
سمجھنا کہ محض خدا پر توکل کرکے بیحس و حرکت بیٹھہ جانے سے مطلب حاصل
ھوسکتا ھی سخت غلطي ھی؛ چنانچہ عمر فاروق نے اس غلطي کو صاف ظاھر کردیا ھی
اور یہہ کہا ھی کہ ” تم میں سے کسیکو نہیں چاھیئے کہ تلاش معاش سے بیٹھہ رھے اور یہہ
پڑھا کرے —

قال عمر رض لایقعد احدکم عن طلب الرزق و یقول اللهم ارزقني فقد علمتم ان السماء لاتمطر ذهباً ولافضة (احیاء العلوم) ۔

کہ (اللهم ارزقني) بارخدا مجھکو رزق دے ؛ کیونکہ تم جانتے ھو کہ آسمان سے سونا اور چاندي نہیں برستا ھ

قیل لاحمد ما تقول فیمن جلس في بیتہ او مسجدہ وقال لا أعمل شیئاً حتی یاتیني رزقي فقال احمد ھذا رجل جھل العلم أما سمع قول النبي صلعم ان اللہ جعل رزقي تحت ظل رمحي وقولہ ص حین ذکر الطیر فقال تغدو خماصاً وتروح بطاناً فذکر انھا تغدو في طلب الرزق (احیاء العلوم)

اور نیز امام احمد بن حنبل سے جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھا رہے اور کہے کہ میں کچھہ نہ کرونگا جب تک میرے پاس رزق آپ سے نہ آئے تو اُنھوں نے یہہ جواب دیا کہ ایسا شخص علم دین سے جاہل ھی کیا اُسنے نبي صلعم سے نہیں سنا کہ خدا نے میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ تلے مقرر کیا ھی اور یہہ قول نہیں سنا کہ پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ھیں اور شام کو سیر ھوکر آتے ھیں یعنی رزق کی تلاش میں نکلتے ھیں *

توکل کی تعلیم میں اُس روحاني تلقین کے علاوہ جو اُوپر ذکر کي گئي ایک دنیوی مصلحت بھي مضمر ھی ۔ یعني آدمي اپني عاجزي اور درماندگي پر اور کامیابی کے بے انتہا مشکلات پر نظر کرکے اکثر اوقات تدبیر کرنے سے جي چھوڑ دیتا ھی ' اور اپني کوشش کو اُن بے انتہا مشکلات کے مقابلہ میں ناچیز سمجھکر ھاتھہ پانو کچھہ نہیں ھلاتا ' اسیواسطے خدا پر بھروسا کرنے کي تاکید کی گئي ھی تاکہ انسان پر مایوسي اور جبن طاري ھونے نہ پائے' اور وہ اپنے اڑے وقتوں میں مسبب الاسباب اور رب الارباب پر بھروسا کرکے کوشش کے لیئے فوراً کھڑا ھوجائے' اسي لیئے کلام الٰہي میں ارشاد ھوا ھی کہ " ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ " یعني خدا پر بھروسا کرلینا ھي کامیابي کے لیئے کافي ھی' کیونکہ اُسپر بھروسا کرنے کے بعد کوئي مشکل مشکل نہیں رھتي اور کوشش و تدبیر کرنے کا حوصلہ جوکہ کامیابي کا اصلي سبب ھی خود بخود پیدا ھو جاتا ھی' اور اسي لیئے یہہ بھي ارشاد ھوا کہ " فاذا عزمت فتوکل علی اللہ " یعني جب تو کسي کام کا اِرادہ کرے تو خدا پر بھروسا کر ' اس سے معلوم ھوا کہ توکل کرنے کا حکم اسلیئے نہیں دیا گیا کہ تدبیر و کوشش کرني نہ پڑے بلکہ اسلیئے دیا گیا ھی کہ تدبیر و کوشش کرنے کي جرأت اور حوصلہ زیادہ ھو *

غالباً ھمارا اُوپر کا بیان اس مطلب کے لیئے کافي ثبوت ھوگا کہ عقل اور شرع دونوں کي رو سے کامیابي کا اصل ذریعہ تدبیر کے سوا اَور کوئي نہیں ھی ۔ لیکن ابھي ھمکو یہہ بیان کرنا باقي ھی کہ جب کہ عقل اور مذھب دونوں سے تدبیر کي ضرورت معلوم ھوتي ھی تو کیا سبب ھی کہ ھماري قوم میں یہہ خیال پھیلا ھوا ھی کہ انسان کي تدبیر سے کچھہ نہیں ھوتا *

یہہ خیال مختلف اسباب سے انسان کے دل میں پیدا ھوتا ھی ۔ کبھي وہ بعض اشخاص کو بغیر سعي و تدبیر کے کامیاب ھوتے دیکھتا ھی ۔ مثلاً ایک نہایت مفلس آدمي تھا اُسکو اتفاق سے کوئي ایسا دفینہ ملگیا جس سے اُسکا افلاس جاتا رھا ' یا ایک شخص مدت سے

کسی مرض مزمن میں گرفتار تھا اور علاج معالجہ کچھہ نہ کرتا تھا ۔ دفعۃً اُسکا مرض خود بخود زائل ہوگیا ۔ کبھی وہ بعض لوگوں کو باوجود تدبیر و کوشش کے نا کام پاتا ہی، مثلاً ایک دایم المرض آدمی ہمیشہ علاج معالجہ کرتا ہی مگر کبھی تندرست نہیں رہتا، یا ایک شخص نے بارہا کھیتی کی اور ہمیشہ نقصان اُتھایا، پس ان دونوں صورتوں سے وہ یہہ نتیجہ نکالتا ہی کہ تدبیر کچھہ چیز نہیں لیکن حقیقت میں ان دونوں صورتوں سے یہہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ بعضی کامیابی بغیر تدبیر کے بھی ہوتی ہی، اور بعضی تدبیریں غلط یا بےمحل بھی ہوتی ہیں ۔ اسکی ایسی مثال ہی کہ ایک رستہ قزاقوں اور درندوں سے بیخطر ہی اور دوسرے رستہ میں قزاقوں اور درندوں کا خطرہ ہی، لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ اُس بیخطر رستہ میں بعض مسافروں کو گزند پہونچی ہی اور اس خطرناک رستہ سے بعض مسافر بہ امن و امان گذر گئے ہیں، لیکن اس سے یہہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پہلا رستہ خطرناک اور دوسرا رستہ بے خطر ہی ●

کبھی ایسا ہوتا ہی کہ لوگ بعضے شخصوں کو (جیسے واعظ مولوی زاہد صوفی وغیرہم) دیکھتے ہیں کہ وہ نوکری حرفہ تجارت زراعت اور اَور ظاہری حیلوں میں سے کوئی حیلہ معاش کا نہیں رکھتے، مگر اُنکے سب کام نہایت عمدہ طور سے چلتے ہیں اور اُنکی حالت اکثر دوڑ دھوپ کرنے والوں سے بہتر ہی ۔ پس اُنکے دل میں یہہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ اگر معاش کا مدار حیلۂ و تدبیر پر ہوتا تو یہہ لوگ جو محض توکل کے سہارے پر بیتھے ہیں اور کوئی حیلہ نہیں کرتے کسطرح فارغ البال رہ سکتے تھے ۔ لیکن ایسا سمجھنا بڑی موتی غلطی ہی یہہ بزرگوار محض توکل کے سہارے پر نہیں بیتھے بلکہ اُنہوں نے دقائق حیل میں سے ایک ایسا حیلہ اختیار کیا ہی جو ظاہر بینوں کی نگاہ میں توکل معلوم ہوتا ہی ۔ محنت کا حق و فائدہ دو طرح ہوتا ہی معین اور غیر معین ۔ معین ایسا ہی جیسے ڈاکٹر کی فیس جو اُسکے ہر پھیرے میں بیمار کو دینی پڑتی ہی، یا جیسے پادری کی تنخواہ جو مشن سے اُسکے لیئے مقرر ہی ۔ اور غیر معین ایسا ہی جیسے ہندوستانی طبیب کا نذرانہ کہ کسی بیمار سے ایک روپیہ کسی سے دو روپیہ کسی سے اَور زیادہ وصول ہوتا ہی اور کسی سے کچھہ بھی نہیں ملتا ۔ پس جو لوگ اپنی قوم میں وعظ یا درس یا تلقین وغیرہ کرتے ہیں اور اس خدمت کی کوئی اُجرت مقرر نہیں کرتے وہ گویا طبیبوں کی طرح قوم میں غیر معین نذرانہ کے مستحق بنتے ہیں، اور حق یہہ ہی کہ اگر وہ راستی دیانت اور آزادی سے یہہ کام کریں تو اُنکا استحقاق تسلیم کے قابل ہی، لیکن افسوس ہی کہ جس قوم میں نہ دولت ہو نہ علم ہو نہ اہل علم اور اہل اللہ کی کچھہ عظمت ہو وہاں معاش کا مدار ایسی غیر معین آمدنی پر رکھنے میں راستبازی قایم نہیں رہ سکتی ۔ احیاءالعلوم میں کسی بزرگ کا یہہ قول لکھا ہی کہ سب بندے خدا کے رزق سے متمتع ہوتے ہیں مگر بعضے ذلت کے ساتھہ جیسے

سائل اور بعضے مشقت اور انتظار کے بعد جیسے تاجر اور بعضے بے وقعتي کے ساتھہ جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھہ جیسے صوفي " یعني اُن لوگوں کے سوا جو خدا پر تکیہ کرکے خانقاھوں اور مسجدوں میں بیٹھے ھیں اور کوئي عزت سے روٹي نہیں کھاتا - شاید مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں ایسا ھي ھو مگر زمانہ حال میں ھم بالکل اسکے برخلاف دیکھتے ھیں - اب اُن لوگوں کے سوا جو مشقت سے معاش حاصل کرسکے ھیں اور کوئي عزت سے روٹي نہیں کھاتا اور انصاف سے دیکھو تو ھر زمانہ میں یہي لوگ اصلي عزت کے مستحق ھونے چاھیئیں کیونکہ اگر دنیا سے یہہ گروہ بالکل مفقود ھو جائے اور سب لوگ خدا پر توکل کرکے خانقاھوں اور مسجدوں میں بیٹھہ رھیں تو چند روز میں ساري دنیا کا خاتمہ ھوجائے اسکے سوا ایک اور سبب تدبیر کے بیکار و لاحاصل سمجھنے کا یہہ ھوتا ھی کہ جس قوم میں زمانہ کے موافق علوم و فنون کي تعلیم عام نہیں ھوتي اور اُنکا تجربہ اور واقفیت محدود ھوتي ھی اُنکي تدبیریں اکثر غلط یا غیر مفید ھوتي ھیں اور اس سبب سے جبکہ وہ پے درپے نا کامیاں دیکھے ھیں تو لاچار ھوکر تدبیر کو محض ھیچ و پوچ جاننے لگتے ھیں - مثلاً جو شخص نوکري کي لیاقت نہیں رکھتا وہ نوکري تلاش کرتا ھی یا جو تجارت کے اصول سے واقف نہیں وہ تجارت کر بیٹھتا ھی - ظاھر ھی کہ ایسے لوگ شاذ و نادر ھي کامیاب ھوسکتے ھیں پس جب وہ متواتر نا کامیاں دیکھتے ھیں تو تدبیر سے اُنکا جي چھوٹ جاتا ھی *

اصل یہہ ھی کہ کامیابي کے لیئے تین شرطیں نہایت ضروري ھیں محنت — علم — ھنر — اگر انمیں سے ایک شرط بھي نہ پائي جائیگي تو کام حسب دلخواہ سرانجام نہوگا ' مثلاً ایک شخص نہ پیمایش کے اصول سے واقف ھی اور نہ پیمایش میں مشاق ھی - اور ایک دوسرا شخص پیمایش کے اصول تو جانتا ھی مگر اُسنے کبھي پیمایش نہیں کي - اور تیسرا شخص پیمایش کے اصول بھي جانتا ھی اور اُسمیں مشاق بھي ھی — اب ان تینوں شخصوں نے تین مختلف رقبوں کي پیمایش شروع کي - پہلا شخص کسیطرح صحیح پیمایش نہیں کرسکتا - دوسرا شخص بہت دیر میں نہایت دقت سے تھوڑے سے رقبہ کي پیمایش کرسکتا ھی - مگر تیسرا شخص بہت آساني سے تھوڑے سے عرصہ میں دوسرے شخص سے دس گنے رقبہ کي صحیح پیمایش کرسکتا ھی - پھر جسقدر علم اور ھنر زیادہ ھوگا اُسیقدر کامیابي زیادہ ھوگي مثلاً اگر ایک چوتھا شخص پلین ٹیبل یا پریزمٹک کے ذریعہ سے پیمایش کریگا تو تیسرے شخص سے بھي زیادہ صحیح اور جلد پیمایش ھوگي - ھماري قوم چونکہ معاش کے اُن علوم و فنون سے بالکل بے بہرہ ھی جو اس زمانہ میں درکار ھیں اسلیئے جب وہ کسي کام میں ھاتھہ ڈالتے ھیں اُنکا ھاتھہ ھمیشہ اوچھا پڑتا ھی اور آخر کو تھک کر یوہ یہہ کہہ اُٹھتے ھیں کہ تدبیر سے کچھہ نہیں ھوسکتا *

یہہ تمام اسباب جو اُوپر بیان کیئے گئے سب بمنزلہ فروعات کے ھیں اور ان سب کا اصل اصول ایشیا کی تعلیم اور اُسکی سوسئیٹی ھی جسکا ذاتی خاصہ یہہ ھی کہ وھم کو غالب اور عقل کو مغلوب کرتی ھی - ایشیا کا ھر متنفس ھوش سنبھالتے ھی چاروں طرف سے ایسی آوازیں سنتا ھی جو اُسکی ھمت کو پست اور حوصلہ کو تنگ کرنا چاھتی ھیں اور رفتہ رفتہ وھم کو اُسکی طبیعت پر ایسا مسلط کردیتی ھیں کہ جن قوی کی بدولت وہ اشرف المخلوقات قرار پایا ھی وہ بالکل مضمحل ھوجاتی ھیں - اگرچہ ایشیا کی تمام قوموں میں اوھام کا غلبہ اور عقل کی مغلوبیت برابر پائی جاتی ھی لیکن چونکہ مجھکو خاص مسلمانوں کی حالت سے بحث ھی اسلیئے میں خاصکر اُنھیں کا ذکر کرتا ھوں ، مثلاً اولاد جو ماں باپ کی بے پروائی یا نالیاقتی یا فرط محبت کے سبب نالایق ھوجاتی ھی اُسکا الزام ھمیشہ تقدیر کے ذمہ لگایا جاتا ھی اور یہہ کہا جاتا ھی کہ تقدیر کے بگڑے کو کوئی سنوار نہیں سکتا - جنون خفقان بخار سرسام اور اَور اکثر بیماریوں کے علاج سیانوں اور عاملوں سے کرائے جاتے ھیں - اگر کسیکو کوئی نا گہانی صدمہ پہونچ جائے تو اکثر یہہ سمجھا جاتا ھی کہ اسکو کسی بُرے کام کی سزا ملی ھی گو اُس بُرے کام کو اُس صدمہ سے کچھہ علاقہ ھو یا نہ ھو مثلاً گھوڑے سے اس لیئے گرپڑا کہ سادات کی بے ادبی کی تھی — مجنون اس سبب سے ھوگیا کہ خلفا پر تبرا کیا کرتا تھا — فالج اس سبب سے گرا کہ مسجد میں ناپاک چلاگیا تھا — لنگڑا اس وجہہ سے ھوگیا کہ شہید صاحب کی قبر پر جوتیوں سمیت چڑہ گیا تھا - جس شخص نے اپنی محنت سے دولت کمائی ھی یا باپ دادا کی میراث اُسکو پہونچی ھی یا جو شخص صاحب اولاد ھی یا جسکی اولاد سعادتمند ھی اُسپر خدا کی ایک خاص اور غیر معتاد عنایت سمجھتے ھیں جسکا نام اقبال ھی اور جو شخص ایسا نہیں ھوتا اُسکو خدا کے ایک خاص اور غیر معتاد غصہ میں گرفتار جانتے ھیں جسکا نام ادبار ھی - مکان اور مویشی اور عورتیں مبارک یا نحس سمجھی جاتی ھیں - دیوان حافظ اور دیگر کتابوں میں فالیں دیکھی جاتی ھیں — جانوروں اور اَور چیزوں سے اچھے یا برے شگون لیئے جاتے ھیں - جن بھوت اور پریاں وغیرہ مانی جاتی ھیں ھزاروں سے مرادیں مانگی جاتی ھیں اور نذریں چڑھائی جاتی ھیں - عربی فارسی اور اُردو جو کہ مسلمانوں کی زبانیں ھیں اِن تینوں زبانوں کا لٹریچر اسی قسم کے اوھام اور خیالات سے بھرا ھوا ھی - جسوقت سے بچہ مکتب میں بیٹھتا ھی برابر یہی تعلیم پاتا ھی — گھر میں چھوٹے بڑے سے یہی سبق پڑھتا ھی باھر ھمجولیوں سے یہی آوازیں سنتا ھی — اسیطرح بے شمار اور ھزار در ھزار اوھام ھیں جنھوں نے چاروں طرف سے اُنکو جکڑ بند کر رکھا ھی *

شاید یہاں یہہ خیال پیدا ھو کہ یہہ خیالات مسلمانوں میں مذھب کے سبب سے پھیلے ھیں مگر ادنی غور کے بعد یہہ شبہہ رفع ھوسکتا ھی - سوپر نیچرل باتیں جنسے یہہ

خیالات اور اوھام ترقي کرسکتے ھیں جسقدر بیبل سے مفہوم ھوتي ھیں اُنکا عشر عشیر بھي قرآن مجید میں نہیں پایا جاتا بلکہ بعضوں کو اسبات کا یقین ھی کہ قرآن میں ایک بات بھي فطرت الہي کے خلاف نہیں ھی حالانکہ بیبل کے ماننے والي قوموں یعني اھل یورپ میں ان خیالات و اوھام کا کہیں نام بھي نہیں ۔ یورپ کے کروروں آدمي جو بیبل کے ایک ایک حرف کو الہامي جانتے ھیں اُنمیں سے ایک بھي ایسا نہوگا جو اھل ایشیا یا اھل اسلام کیسے اوھام میں گرفتار ھو اور اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ھی کہ ایشیا میں یا خاصکر اھل اسلام میں اوھام کا غلبہ اور عقل کي مغلوبیت مذھب سے ھرگز پیدا نہیں ھوئي بلکہ ایسے اسباب سے پیدا ھوئي ھی جو ایشیا میں پائے جاتے ھیں اور یورپ میں نہیں پائے جاتے *

هنري تامس بکل نے اپني تاریخ تمدن میں نہایت عمدگي سے یہہ بات ثابت کي ھی کہ جن ملکوں میں نیچرل فنامنا یعني قدرتي ظہور نہایت تعجب خیز اور دھشت انگیز ھوتے ھیں وھاں خود بخود وھم غالب اور عقل مغلوب ھوجاتي ھی اور جب تک بذریعہ تعلیم یا دیگر اسباب کے وھم کو مغلوب اور عقل کو غالب نہیں کیا جاتا وہ ملک اسي حالت میں گرفتار رھتے ھیں وہ لکہتے ھیں کہ " ایشیا افریقہ اور امریکا میں بہ نسبت یورپ کے بیروني دنیا نہایت عظیم الشان ھی ۔ صرف پہاڑ اور اور قدرتي سرحدوں کا ھي ھمیشہ قایم اور ثابت رھتے ھیں یہہ ذکر نہیں ھی بلکہ اتفاقي فنامنا کا بھي یہي حال ھی ۔ مثلاً زلزلہ طوفان وبا وغیرہ جو کہ ان ملکوں میں بہ نسبت یورپ کے بہت زیادہ ھوتے ھیں اور بہت نقصان پہونچاتے ھیں ۔ وہ خطرے جو بار بار ظہور کرتے ھیں اُن سے بھي وھي نتیجے پیدا ھوتے ھیں جو قدرت کے دائمي مظاھر سے پیدا ھوتے ھیں کیونکہ دونوں حالتوں میں وھم اور تصورات زیادہ ھوتے ھیں ۔ گرم ملکوں میں بہ نسبت اَور جگہہ کے اس قسم کے واقعات بہت ھوتے ھیں اور اسي سبب سے گرم ملکوں میں وھم غالب رھتا ھی مثلاً زلزلہ جوکہ بڑا اَور عجیب واقعہ ھی اور جسکا ظہور ھمیشہ دفعۃً ھوتا ھی اور جس میں جانیں بھي بہت ھلاک ھوتي ھیں ملک پیرو میں اکثر واقع ھوتا ھی اور ھر مرتبہ کے زلزلہ میں عموماً دھشت اور خوف بڑہ جاتا ھی یہانتک کہ بعض حالتوں میں وہ خوف برداشت سے باھر ھوجاتا ھی ۔ پس جبکہ دل ھمیشہ خایف و ترساں رھتا ھی اور انسان ایسے بڑے بڑے حوادث دیکہتا ھی کہ نہ جنسے بچ سکتا ھی نہ جنکو سمجھہ سکتا ھی تو اُسکو اپني مجبوري اور عاجزي کا یقین ھوجاتا ھی اور وھم حد سے زیادہ بڑہ جاتا ھی اور عقل پر غالب ھوکر انسان کے دل میں بے اصل خیالات پیدا کردیتا ھی ۔ ایشیا کي شایستگي کا مرکز یعني ھندوستان بھي نیچرل فنا منا سے خوف زدہ ھی علاوہ اُن خطروں کے جو گرم آب و ھوا میں وقتاً فوقتاً ھوتے رھتے ھیں ایشیا میں ایسے بڑے بڑے پہاڑ ھیں جو آسمان کو چھوتے ھوئے معلوم ھوتے ھیں اور جنکے

اطراف سے ایسے بڑے بڑے دریا نکلتے ھیں جنکا دھارا کسي ھنر سے پھر نہیں سکتا اور جنپر آجتک
کوئي پل نہیں بندھا ۔ سوا اسکے نا قابل گذر جنگل بھي ھیں ۔ ملک کے ملک ایسے جنگل
ھیں جن کي حد نہیں ۔ پھر اُنکے بعد غیر متناھي ویرانے ھیں جنسے انسان کو یہہ نصیحت
ھوتي ھی کہ ھم نہایت کمزور ھیں اور نیچر کے زور کا مقابلہ کرنے کے لائق نہیں ۔ خشکي کے
دونوں طرف بڑے بڑے سمندر ھیں جنمیں ھمیشہ طوفان آتے رھتے ھیں اور اُسسے ایسا نقصان
ھوتا ھی کہ ویسا یورپ میں جانتے بھي نہیں اور ایسا دفعتاً زور شور سے ھوتا ھی کہ اُسکے
گزند سے بچنا غیر ممکن ھی ۔ ایشیا کے وہ حصے جہاں اعلی درجہ کي شایستگي ھوئي
(جیسے ھندوستان) یورپ کے نہایت شایستہ حصوں کي نسبت متعدد طبیعي اسباب کي
وجہہ سے زیادہ تر نا تندرست ھیں بڑي بڑي وبائیں جو مختلف اوقات میں یورپ میں
آئیں وہ سب مشرق سے آئیں جوکہ گویا اُنکي قدرتي پیدایش کي جگہہ ھی اور جہاں وہ نہایت
مہلک ھوتي ھیں ۔ جتني سخت بیماریاں ابتک یورپ میں موجود ھیں منجملہ اُنکے
شاذ و نادر ھي کوئي بیماري وھاں کي ھوگي اور سب سے بڑي بڑي بیماریاں سنہ عیسوي کي
پہلي صدي میں اور اُسکے بعد گرم ملکوں سے آئیں ۔ برخلاف اسکے یورپ میں نیچرل
فنامنا نے وھم کو محدود اور سمجھہ کو دلیر کیا اور انسان کو اپني قوتوں پر بھروسا ھوا علم
کي ترقي میں آساني اور دلیري ھوئي اور تحقیقات کے شوق نے ترقي پائي اور علم کي طرف
رغبت پیدا ھوئي جسپر تمام آیندہ ترقیاں موقوف ھیں ۔ یورپ کي شایستگي کا مرکز یعني
یونان جوکہ مثل ھندوستان کے جزیرہ نما ھی اُسکي حالت بالکل ھندوستان کے برخلاف
ھی جیسے ھند میں ھر شی بڑي اور خوفناک ھی ویسے ھي یونان میں ھر شی چھوٹي اور
کمزور ھی ۔ خود یونان ایک بہت چھوٹا سا ملک ھی اور ایک سکڑے سمندر میں واقع ھی
جہاںسے بہ کمال آساني گذر ھوسکتا ھی آب و ھوا یہاں کي نہایت صحت بخش تھي ۔
زمین پر زلزلے بہت کم ھوتے تھے ۔ طوفان اور بگولے سے کم ضرر پہونچتا تھا ۔ وحشي اور موذي
جانور بھي شمار میں کم تھے ۔ یونان کے اُونچے سے اُونچے پہاڑ ھمالہ کي ایک تہائي سے بھي
کم اُونچے ھیں ۔ دریاؤں کا یہہ حال ھی کہ شمالي اور جنوبي یونان میں چند چشموں کے
سوا کچھہ نہیں ملتا اور وہ بھي پایاب ھیں اور گرمي میں خشک بھي ھوجاتے ھیں ۔
پس اِن دونوں ملکوں کے موجودات کے اختلاف کے سبب خیالات میں بھي اختلاف پیدا ھوا ۔
کیونکہ جسقدر خیالات ھوتے ھیں وہ کچھہ تو خود دل ھي کي پیداوار ھوتے ھیں اور کچھہ
دنیا کي بیروني صورت کے دیکھنے سے پیدا ھوتے ھیں ۔ ھندوستان جن چیزوں سے گھرا ھوا ھی
اُن سے خوف اور دھشت پیدا ھوئي اور یونان میں اُنھیں سے اطمینان حاصل ھوا ؛
وھاں انسان کا دل خایف ھوا اور یہاں اُنھیں باتوں سے ھمت اور دلیري ھوئي ۔ ھندوستان
میں ھر قسم کي دقتیں ایسي بے شمار اور ایسي خوفناک اور بظاھر اسقدر سمجھہ سے باھر

درپیش آئیں کہ زندگی کی ہرایک مشکل بات کا سبب بمجبوری ایسا قرار دینا پڑا کہ انسان کی قدرت سے باہر ہو - جب کسی بات کا سبب سمجھہ میں نہ آیا فوراً وہم اور تصور نے اپنا عمل کیا اور آخر وہم کا غلبہ ایسا خطرناک ہوگیا کہ سمجھہ مغلوب ہوگئی اور اعتدال جاتا رہا - یونان میں چونکہ نیچر خوفناک اور بہت چھپا ہوا نہ تہا اس سبب سے وہاں انسان کے دل پر خوف کم غالب ہوا اور لوگ خیال پرست کم ہوئے - طبعی اسباب کے دریافت کرنے پر توجہہ ہوئی اور علم طبیعی ایک چیز قرار پایا اور انسان کو رفتہ رفتہ اپنی قوت اور اقتدار کا خیال ہوتا گیا اور وہ ایسی دلیری سے واقعات کی تحقیقات کرنے لگا کہ اُس قسم کی جرأت اُن ملکوں میں ہرگز نہیں ہوسکتی جہاں آزادی نیچر کے دباؤ سے مظلوم ہو رہی ہی اور جہاں ایسے واقعات پیدا ہوتے ہیں جو سمجھہ میں نہیں آ سکتے " انتہی ملخصا " اسکے بعد تامس بکل نے ہندوستان اور یونان کا مقابلہ لٹریچر اور مصوری وغیرہ میں کیا ہی جس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہی کہ ایشیا میں اوہام کا غلبہ مذہب کے سبب سے نہیں بلکہ قدرت کے خوفناک ظہوروں کے سبب سے انسان کے دل میں پیدا ہوا ہی اور خاصکر ان دو ملکوں کا مقابلہ اسلیئے کیا ہی کہ ایشیا اور یوروپ کے مرکز یہی دونوں ملک قرار دیئے گئے ہیں ظاہر ہی کہ جیسے خیالات مرکز میں پیدا ہونگے وہی محیط تک پہیلینگے اور یہی سبب ہی کہ ایشیا کے تمام ملکوں میں جہاں ۷۸ کروڑ ۵۰ لاکھہ آدمی آباد ہیں تقریباً ایک ہی سے خیالات اور ایک ہی سے اوہام طبیعتوں پر چھائے ہوئے ہیں *

اِن تمام اسباب کے سوا جو اُوپر ذکر کیئے گئے اَور بہی اسباب ہیں جو انسان کے دل میں اپنی مجبوری کا خیال پیدا کرتے ہیں اور اُسکو بڑے بڑے کاموں پر اقدام نہیں کرنے دیتے لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ اسقدر بیان بہی اصل مدعا کے ذہن نشین کرنے کے لیئے کافی ہوگا — جن قوموں نے تدبیر اور کوشش کی ہی وہ جلدی یا دیر میں ضرور کامیاب ہوئی ہیں اور ایسی ایسی مشکلوں پر غالب آئی ہیں جنکے حل ہونے سے یہہ قول اُنکے ہاں ضرب المثل ہوگیا کہ " امپاسبی بلٹی از نتہنگ " Impossibility is nothing " (یعنی کوئی چیز ناممکن نہیں ہی) پس جب تک ہماری قوم کے دل میں بہی ایسے خیالات پیدا نہ ہونگے تب تک اُمید نہیں ہوسکتی کہ ترقی اور تمدن کی فہرست میں اُنکا نام درج ہوسکے اور خلافت رحمانی کا آخیر سے آخیر درجہ بہی اُنکے ہاتھہ آئے *

راقـــــــم

الطاف حسین حالی از دہلی

ھوالموجود

یہہ کہنے تو سب ھیں مگر جب پوچھو کہ وہ کون ھی تو حیران رہ جاتے ھیں' سب سے اچھے اور پختہ ایمان والے جنکے یقین میں کبھی شک نہیں آنے پاتا وہ ھیں جو بے دلیل اُسپر یقین کرتے ھیں' یہی لوگ ھیں جو سچے اور پکے مسلمان ھوں گو اُنہوں نے بے سمجھے ایک بات پر یقین کیا ھی' جسطرح کہ اور بہت سے لوگوں نے بے سمجھے اُنکے یقین کے برخلاف یقین کیا ھی' مگر اُنکي خوش قسمتي تھي کہ جسپر اُنہوں نے یقین کیا وھي سچي بات اور سیدھي راہ تھي' حقیقت میں بے جانے اور بن سمجھے یقین چنیں اور چنان کرنے والوں کے یقین سے بہت زیادہ مستحکم اور مضبوط ھوتا ھی ●

جاھلوں کے گروہ میں ایک کٹ ملا اپنے وعظ میں بیان کرتا ھی کہ امام فخرالدین رازي کے پاس اُنکے مرتے وقت شیطان آیا اور پوچھا کہ کس دلیل سے تسنے خدا کو جانا' رازي نے بہت سي دلیلیں بیان کیں شیطان نے اُن سب کو توڑ دیا' قریب تھا کہ رازي خدا کے منکر ھوکر کافر مریں' اتنے میں اُنکے پیر کي روح مجسم ھوکر آئي اور کہا کہ کم بخت یہہ کہہ کہ خدا کو بے دلیل پہچانا ' جب یہہ کہا تو شیطان بھاگ گیا اور امام رازي کا پیر کي مدد سے خاتمہ بالخیر ھوا — اس قسم کے وعظ اُن لوگوں کے دلوں پر ایسا قوي اثر کرتے ھیں کہ بڑي سي بڑي دلیل سے بھي نہیں ھوسکتا' وہ سمجھے ھیں کہ خدا ایسي چیز ھي نہیں جو دلیل سے پہچانا جاوے اُسکو بے دلیل کے ماننا چاھیئے ●

مگر جب انسان اس درجہ سے آگے بڑھتا ھی تو یقین کے لیئے اُسکو استدلال کا رستہ ملتا ھی جس میں ھزاروں ٹھوکریں اور بے شمار دشوار گذار گھاٹیاں ھیں' ھاں اسمیں کچھہ شک نہیں کہ جو کوئي سلامتي سے اُس رستہ کو طی کر جاوے اور منزل مقصود تک پہونچ جاوے تو اُسیکے یقین پر یقین کا اطلاق ھوتا ھی' بن بوجھے یقین اور بوجھے یقین میں ایسا ھي فرق ھی جیسا کہ ظلمت ونور اور جہل و علم میں ھی ●

علماے اسلام نے اس رستہ کے طی کرنے اور اَوْر لوگوں کے لیئے ھموار کرنے میں نہایت کوشش کی ھی اور اپني دانست میں اُس رستہ کو نہایت صاف ھموار کردیا ھی' مگر بعض لوگ کہتے ھیں کہ وہ اب تک نا ھموار و دشوار گذار ھی' علماء اسلام کي دلیلوں کا بڑا مخالف اُنہي میں کا ایک شخص ھی جو ابن کمونہ کے لقب سے مشہور ھی' اُسنے جو شبہہ علماء اسلام کي دلیلوں پر کیا ھی وہ شبہہ شیطانیہ کے نام سے مشہور ھی' امام فخرالدین رازي نے اُسکے بہت سے جواب دیئے ھیں جو پورے نہیں ھوئے' اور اسي پر کٹ ملاؤں نے شیطان کي اور امام رازي کي وہ کہاني بنائي ھی جو ھمنے اُوپر بیان کي اور اسي پر مولانا روم نے فرمایا ھی ●

گر بعلم و فضل کار دیں بدے   فخر رازي رازدار دیں بدے

اس زمانه کے مسلمانوں نے بھي جو دین الله اور فطرت الله کے ایک معني سمجھتے هیں اور یہه دعوی کرتے هیں که تهیت اسلام نیچر کے مطابق هی اس دشوار گذار رسته میں قدم رکھا هی' اور اس آرٹیکل میں همارا مقصود خدا کے وجود پر اُن نیچریوں کي دلیلوں کا بیان کرنا هی *

وہ کہتے هیں که واجب الوجود یا علة العلل یعني ذات باري کي نسبت تین طرح سے بحث هوتي هی — ایک اُسکے وجود سے که وہ موجود هی — دوسرے اُسکي ازلیت سے یعني موجودہ زمانه سے گذشته زمانه کي طرف کتنے هي اوپر چلے جاؤ تو اُسکو انتہا نهوگي — تیسرے اُسکي ابدیت سے یعني موجودہ زمانه سے آیندہ زمانه کیطرف کتني هي دور چلے جاؤ اُسکو انتہا نهوگي — پس نیچري واجب الوجود کو موجود اور ازلي و ابدي مانتے هیں *

اُنکي دلیل یہه هی که لا آف نیچر یعني قانون قدرت وآئین فطرت کي روسے تمام موجودات عالم میں جہاں تک که انسان کو رسائي هوئي هی ایک سلسله علت و معلول کا نہایت استحکام سے پایا جاتا هی' جو شی موجود هی وہ کسي علت کي معلول هی' اور وہ علت کسي دوسري علت کي معلول هی' اور یہه سلسله اسیطرح پر چلا جاتا هی' اور ایسے سلسله کا نیچر کي روسے کسي علة العلل پر ختم هونا ضرور هی جسکا ثبوت خود لا آف نیچر سے پایا جاتا هی' اور وہ لا آف نیچر یہه هیں —

(۱) علت و معلول کے وجود میں خواہ خارجي هوں یا ذهني تقدم و تاخر لازمي هی' یعني علت مقدم هوگي اور معلول اُسکے بعد —

(۲) معلول کا وجود بغیر وجود علت کے نہیں هوتا —

(۳) جب تک علت موجود بالفعل نهو معلول بھي موجود بالفعل نهوگا —

(۴) علت و معلول کے سلسله کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانه لازمي هی' جسکے سبب سے علت و معلوم پر تقدم و تاخر یا قبلیت و بعدیت کا اطلاق فی الذهن یا في الخارج هوتا هی —

(۵) علت و معلول کے سلسله غیر متناهي کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانه بھی غیر متناهي لازم هی —

(۶) غیر متناهي متناهي میں نہیں سما سکتا —

یہه تمام لاآف نیچر هیں جو بیان هوئے' انهي سے واجب الوجود کا وجود ثابت هوتا هی' کیونکه جسوقت هم عالم کو موجود کہتے هیں تو اُسوقت زمانه کو موجودہ زمانه تک محدود کردیتے هیں' پس اگر اُسوقت هم یہه کہیں که عالم میں سلسله علت و معلول کا غیر متناهي

هی تو یہہ کہنا خلاف لا آف نیچر کے هی کیونکہ غیر متناهي متناهي میں نہیں سما سکتا ●

علت و معلول کے سلسلہ غیر متناهي کو زمانہ بهي غیر متناهي لازم هی ' پس کوئي معلول کسي وقت موجود بالفعل نہیں هوسکتا ' کیونکہ جب تک تمام سلسلہ علت و معلول کا موجود بالفعل نہولے کوئي معلول موجود بالفعل نہوگا ' اور تمام سلسلہ علت و معلول غیر متناهي کا موجود بالفعل نہیں هوسکتا ' کیونکہ اگر تمام سلسلہ موجود بالفعل هو تو غیر متناهي نرهیگا ●

هم عالم کو موجود بالفعل دیکھتے هیں اور اسلیئے بموجب لا آف نیچر کے ضرور هی کہ اُسکي اخیر علت بهي موجود بالفعل هو اور کسي دوسري علت کي معلول نہو ' کیونکہ اگر وہ دوسري علت غیر موجود بالفعل کي معلول هوتي تو وہ خود موجود بالفعل نہ هوتي ' پس هم اُسي علت کو جسپر عالم کي علت و معلول کا سلسلہ ختم هوتا هی علة العلل کہتے هیں اور اُسیکو ذات باري اور واجب الوجود جسکا مختصر نام یہوہ اور اللہ اور خدا اور گاڈ هی اور جو هوالموجود کہلاتا هی ●

یہي لا آف نیچر جو ذات باري کے وجود کو ثابت کرتا هی اُسکے واجب الوجود اور ازلي و ابدي هونیکو بهي ثابت کرتا هی ' کیونکہ جو چیز اپنے وجود میں کسي علت کي معلول نہیں هی تو اُسکے واجب الوجود هونے میں کچهہ تامل نہیں هی ' اور جو چیز کہ واجب الوجود هی اُسکے ازلي و ابدي هونے میں کچهہ کلام نہیں — یہہ نئے الہام هیں جو اس زمانہ میں نیچریوں کو هوتے هیں ●

راقم

سید احمد

تمام برکتیں صرف سچی حکمت کی پیروی میں هیں

یهي أسمان تکنے والي هستي ' یهي أوپر دیکھنے والا مخلوق ' جسکو انسان کهتے هیں جب ذرا آنکھیں کھولکر اوپر ' تلے ' آگے ' پیچھے ' دائیں ' بائیں ' دیکھتا هی تو وہ تمام حقیقتیں أسپر کھل جاتي هیں جسکو وہ نہایت هي اهم تصور کرتا هی ' اور وہ تمام عقدے حل هوجاتے هیں جو أسکے خیال میں بالکل هي لاینحل هیں نیچر ' قانون قدرت أسکے تمام کھٹنوں کو آسان اور أسکے تمام مشکلوں کو سهل کردیتا هی — فطرت ' موجودات عالم ' تمام نازک و دقیق انساني مسئلوں کو حل کردیتے هیں اور أس متخفي مگر علانیہ هستي کے وجود اور ارادوں کو ایسے طور پر دلنشین کردیتے هیں کہ ذرا بھي شک نهیں رهتا اور بالکل عین‌الیقین کا رتبہ حاصل هوجاتا هی — افسوس تو یهہ هی کہ یهہ خطا وار وجود سرے سے آنکھ‌هي کھولنا نهیں چاهتا اور أس چھپے شعبدہ باز کو آنکھ هي بند کرکر دیکھنا چاهتا هی ' نیچر ' قانون قدرت کو (جو أس تک پهونچنیکا سیدها اور سچا ذریعہ هی) چھوڑ کر تخیلات اور توهمات هي کو رهنما بناتا هی - یهہ نهیں سمجھتا کہ اگر أس چھپے کرشمہ باز کا کچھہ پتہ چلتا هی تو اسي نیچر ' اسي فطرت سے ' اسي کائنات ' انهیں موجودات سے — یهي محسوسات اور بدیهیات تو هیں جو أسکي شهادت دیتے هیں — یهي دنیا ' یهي کائنات ' یهي زمین ' یهي آسمان ' یهي هوا ' یهي پاني ' یهي جنگل ' یهي پہاڑ ' یهي قطرہ ' یهي دریا ' یهي ذرہ ' یهي آفتاب ' یهي انسان ' یهي حیوان ' یهي چرند ' یهي پرند ' یهي روشني ' یهي تاریکي ' یهي بلندي ' یهي پستي ' یهي بهار ' یهي خزاں ' یهي رات ' یهي دن ' (وغیرہ غیرہ) هي تو هیں جو بزبان حال أسکے اور أسکے ارادوں کي خبر دے رهے هیں — نیچر هي تو هی جو أس گم گشتہ ' مگر موجود کو سامنے کردیتا هی — نیچر هي تو هی جو أس غایب ' مگر حاضر ' کي صورت سو پردہ سے دکھلا دیتا هی — نیچر هي تو هی جس سے أسکے ارادوں کا پتہ چلتا هی — نیچر هي تو هی جس سے أسکي مرضي کا سراغ لگتا هی *

سچي حکمت جسپر انسان کي تمام کامیابي کا انحصار هی کیا هی ؟ تمام موجودات عالم پر نظر ڈالنا اور وہ بات سمجھني ' جو وہ موجودات بزبان حال کہ رهے هیں — تمام مخلوقات پر غور کرنا ' اور أس آواز کا پهچاننا ' جو تمام مخلوقات کي زبان حال سے نکل رهي هی - أن اشاروں کا سمجھنا ' جو یهہ بیزبانیں کررهي هیں — أس شور کا سمجھنا ' جو اس چُپ چاپ ' و سن سان ' کائینات میں هورها هی = دیکھنا ' بهالنا ' سوچنا ' سمجھنا '

اور اُس جوان کي مانند که اُوتهنا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات و الارض حنيفاً ومآانا من المشرکين " *

اگرچه نيچر ' نظام عالم ' انسان کي گهڑت نے ' اس خطا وار وجود کے تمام مشکلات کو ازل هي سے سهل کرديا هي اور سچي حکمت ' يا يوں کهوکه خدا کے پانيکي راهوں کو ' ابتدا هي سے کهول دي هي ليکن ابتداے آفرينش عالم سے کوئي زمانه ايسا نهيں گذرا جس ميں اس خطا وار و حيرت زده مخلوق نے لاکهوں خيالي پلاو نه پکاے هوں اور هزاروں ڈهکوسلے نه گهڑے هوں — اوهام پرستي کو خدا پرستي نجانا هو ' تخيلات فاسد کو صدق خالص نه تصور کيا هو — اُن بڑے شخصوں ميں سے بهي (جنکي روشنضميري کا ايک دنيا کو نخر هي) اکثروں نے توهمات کے گهوڑے دوڑائے هيں اور نيچر سے کوسوں دور پڑے هيں *

جب هم حکماے يونان کے ان خيالوں کو که انسان کا اسبات ميں کوشش کرنا که اُسکي قدرت مواليد ثلاثه پر وسيع هو ' انسان کي اصلي مقاصد کے برخلاف هي ديکهتے هيں اور اُنکي وه باتيں جنسے صداقت اصلي کا خون هوتا هي ' اور دنيا کو ايک وهمي صداقت حاصل کرنے ' اور جوگي بننے ' اور معطل رهنے ' کي ترغيب هوتي هي سنتے هيں تو اسبات کا ماننا بهي لازم آتا هي که کهينچنا ' تاننا ' نه ديکهنا ' نه سهالنا ' بهي انسان کے گهٹي ميں پڑا هوا هي *

في الواقع دنيا کي سر سبزي ' اور شادابي ' اس عجيب غريب هستي کے چمک دمک اور آب و تاب ميں ' جهانتک کمي هي اُسکي محض يهي وجهه هي که انسان نيچر ' يا يوں کهو که خدا کے ارادوں ' کے سمجهنے ميں (جسکو موجودات عالم بزبان حال علانيه پکار کر بتلا رهے هيں) غلطياں کرتا هي — يهه نادان هستي بجاے اسکے که اُسکے ارادوں کو اُسکے کاموں سے سمجهے اپنے توهمات اور خيالات هي سے سمجها چاهتا هي - اپنے دل سے بهت سے ڈهکوسلے گهڑنا نيچر فطرت پر تهپر چڑهانا ' اپنا کمال اور اپني کاميابي خيال کرتا هي — مبارک هي وه انسان جسنے ان بازيگريوں سے اُس بازيگر کو ' ان شعبده بازيوں سے اُس شعبده باز کو پهچانا مبارک هي وه قوم جسنے نيچر سے ' موجودات سے ' اُسکے کاموں سے ' اُسکے فعلوں سے ' اُسکے ارادوں کا سراغ لگايا — مبارک هي وه مذهب جسنے قانون سے مقنن کو ' دستور سے دستور ٹهرانے والے کو پهچنوايا *

همکو اسبات کي بڑي خوشي هو ني چاهيئے که همارا مذهب اسلام سراسر حکمت اور انسان کو سچي حکمت کا سکهلانے والا اور اُسکي برکتوں سے نهال کرنيوالا هي - همارا مذهب اسلام وهي بات سکهاتا هي جسکا سبق همکو نيچر سے ملتا هي وهي بات بتاتا هي جو تمام موجودات بزبان حال بتلا رهے هيں — اخلاق ' تهذيب ' تمدن ' معاشرت سب ميں اُسکي تعليم فطرت انساني کے مطابق هي ' عقايد ' احکام ' امتناع

اور تمام امور میں اُسکا حکم سچي حکمت کے موافق هی همارا مذهب اسلام بہ دلائل یہی چاهتا هی که همارے تمام خیالات ' تمام افعال' تمام حرکات سکنات ' نیچر هي اور سچي حکمت کے مطابق هوں *

اسلام هي کو تو یهه فخر هی که کوئي بات نہیں جو تحکماً منوایا هو - اُس ان دیکهی ذات یعني اپنے آپ کو بهي بہ جبراً تسلیم نہیں کرایا بلکه یہي کہتا هی ' نیچر پر ' کارخانه قدرت پر' غور کرو خود بخود کہه اُٹهوگے بلی' یعني (هاں هی) اسلام هي نے هی جو یهه کہا " و من یوت الحکمة فقد اوتي خیراً کثیرا " یعني (جسکو بہت حکمت دي گئي اُسکو بہت نیکي دیگئي) انسان کي اصلی کامیابي کو صرف حکمت هي پر مبني کرتا هی — اسلام هی تو هی جو سینکڑوں جگہه " انظر الی السماء " (آسمان دیکهو) " انظر الی الارض " زمین دیکهو) " انظر الی الجبال " (پہاڑ دیکهو) " انظر الی الابل " (اونٹ دیکهو) پهر انسان کي کامیابي کو نیچر ' قانون قدرت ' هي پر غور کرنے پر بتاتا هی — اسلام هي نے تو یهه فرماکر " الهکم الهٌ واحد " یعني (تمهارا خدا ایک هی) انسان کو اصل اصول سچي حکمت کا تعلیم کیا — اسلام هي نے تو یهه کہکر " لن تجد لسنتها تبدیلا " یعني (اُسکے کاموں کے قاعدے نہیں بدلتے) " لاتبدیل لخلق الله " یعني (فطرت الهي کے قاعدوں میں تبدیلي نہیں هوتي) یهه واقعي بات که خدا کي پالسي نہیں بدلتی اور نیچر کے قاعدے نہیں ٹوتتے ' بتلادي — یهه سچي اور نیچرل باتیں " ان الله لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابانفسهم " (یعني خدا اپني نعمتیں کسي قوم سے تاوقتیکه وه قوم اپني حالت خود نه بدل دے چهین نہیں لیتا) — " لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت " یعني (هرایک اپنے کرتوتوں کا جواب ده هی اور ایک کي کمائي دوسرے کے لیئے مفید نہیں هوسکتي) " لایکلف الله نفساً الا وسعها " یعني (کسی شخص کو اُسکي طاقت سے زیاده تکلیف نہیں دي جاتي) اسلام هي کي تعلیم کي هوئي هیں — یهه سچي حکمتیں " لیس البر ان تولو اوجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الاخر والملئکة والکتب والنبیین و آتی المال علی حبه ذوالقربی والیتمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب و اقام الصلواة و اتی الزکواة والموفون بعهدهم اذا عاهدو والصابرین فی الباساء والضراء و اولئک الذین صدقو او اولئک هم المتقون " یعني (نیکي صرف یہی نہیں هی که مونهه پورب یا پچهم کرلیا بلکه نیکي ایمان لانا هی خدا پر اور آخرت پر اور ملائکه پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور خدا کي محبت میں مال کا دینا قریبوں کو ' یتیموں کو ' مسکینوں کو ' مسافروں کو ' سائلوں کو ' اور غلام آزاد کرنے میں ' اور نماز پڑهني ' اور زکوات دیني ' اور ایفاء عهد کرنا جب اقرار کیا جاے ' اور صبر کرنا سختیوں میں ' اور مصیبتوں میں ' اور وهي لوگ سچے اور وهي متقي هیں)

جنکي پیروي تمام دیني و دنیوي برکتوں کي ضامن هی، اسلام هي کي بدولت تو نوع انسان
کو ملي هیں یهه فرما کر " قد افلح من زکها وقد خاب من دسها " یعني (کامیابی اُسي
کو هی جسنے اپنے دل کو برے جذبوں اور خراب ارادوں سے پاک کیا ، اور وہ ضرور گنهگار هی
جسنے اپنے دل کو برے جذبوں اور خراب ارادوں میں آلودہ کیا) روحاني تهذیب کا سچّا
مسئله اسلام هي نے تو سکها یا هی - یهه نیچرل اور مبارک تدبیر ان مختصر لفظوں میں
" واستعینوا بالصبر والصلواة " یعني (صبر اور صلواۃ سے دفع مصیبت کي اعانت لو) جس
سے رنج و مصیبت کا اگر پهاڑ بهي گرے تو کچهه تکلیف نهو اسلام هي نے بنائي هی
یهه ٹهیک دات " ان مع العسر یسراً " یعني (رنج کے بعد خوشي هی) اسلام هي نے بتاکر
انسان کو هر حال میں خوش رهنے کي ایک بے نظیر ترغیب دي هی - اسلام هي نے یهه
کهکر " ان اکرمکم عند الله اتقنکم " یعني (خدا کے نزدیک سب سے بڑا وهي هی جو متقي
هی) یهه نیچرل اور سچي بات بتلادي که انساني کامیابي ، اور انساني شرف نه ذات پر
منحصر هی نه بات پر، نه دولت پر نه خاندان پر ، نه وجاهت ظاهري پر ، نه دنیا کي بڑائي
پر ، صرف ذاتي اعمال اور کمائي پر اُسکا انحصار هی - یهه اعلی خیال " لن تنا لوالبر حتی
تنفقو مما تحبون " یعني (جب تک سب سے پیاري چیز نه خرچ کیجائے نیکي کي تکمیل
نہیں هوتي) جسکے بدوں في الواقع انساني اخلاق ناقص رهتا هی اور اصلي تهذیب
اور پورے سولیزڈ هونے میں ، یا یوں کهو که خدا پرستي میں ، کمي رهتي هی ، اسلام هي نے
دلایا هی ــــ یهه سچا دستور العمل جس سے یوماً فیوماً خوشحالي کي ترقي هو ، اور کوئي
مصیبت پاس نه آوے ، ان پیارے لفظوں سے " کلو واشربوا ولا تسرفوا " یعني (کهاؤ پیو اور
فضول مت خرچ کرو) اسلام هي نے تعلیم کیا هی ــــ یهه دل میں اثر کرنے والي نصیحت
جس سے انسان کے دل میں ایک بڑا اور سچا جوش اپني اصلاح حالت کا پیدا هوتا هی
ان دو لفظوں میں " اتا مرون الناس بالبروتنسون انفسکم " یعني (اَوروں کو نصیحت کرتے
هو اور اپني ذات کو بهلا دیتے هو) اسلام هي کي کي هوئي هی یهه اصل بات جسکي شهادت
فطرت انساني دے رهي هی ان لفظوں میں " بلی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند
ربه ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون " یعني (جسنے اپني ذات کو خدا کے لیئے فرمابردار کیا
پس خدا اُسکے اجر کا ذمه دار هی اور اُسکو خوف اور غم نهیں هی) کسنے بیان کي هی ؟
اِسلام نے ـــ کامیابي اور سلامتي کے سچے اصول کو ان مختصر اور دلمیں گهر کرنے والے الفاظ
میں " وا عتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمته الله اذکنتم اعداء فالف بین قلو
بکم فاصبحتم بنعمته اخوانا " یعني (سب لوگ متفق هوکر مقصد کو ڈهونڈهو اور متفرق
مت هو اور خدا کي نعمت کا ذکر کرو جس وقت تم باهم دشمن تهے پس خدا نے تمهارے
دلوں میں محبت ڈالدي اور تم اُسکي نعمتوں کي وجهه سے بهائي هوگئے) کسنے بتلایا هی ؟

اسلام نے - یهه کلام " مایرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون " یعني (خدا تم پر کچهه سختي نهیں کیا چاهتا بلکه اُسکا یهه مقصد هی که تمکو گناهوں سے پاک کرے اور اپني نعمتیں تم پر ختم کرے ' شاید تم شکر گذار هو) جس سے ایک عجیب همدردي خدا کي انسان کے ساتهه پائي جاتي هی اور انسان کے دلمیں ایک بڑا جوش اُسکي محبت کا پیدا هوتا هی' کسکا هی ؟ اسلام کا — یهه نصیحتیں " من عرف نفسه فقد عرف ربه " یعني (جسنے اپني ذات کو پهچانا اُسنے خدا کو پهچانا) "هلک من لم یعرف قدره" یعني (جس شخص نے اپنی بساط' اپني استعداد' اپني قابلیت' نه جاني وہ هلاک هوا) جو سچي حکمت سے بهري هوئي هیں اور جن پر عمل کرنے کے بدون نیچر کي رو سے بهي انسان کو کامیابي نهیں هوسکتي ' کس نے کي هیں ؟ اسلام نے *

فی الواقع اسلام هي اس فخر کا مستحق هی که اُسکي تمام هدایتیں' اُسکي تمام نصیحتیں ' اُسکے تمام قاعدے ' اُسکے تمام اُصول ' انسان کو اعلی درجه کي ترقي پر پهنچانے والے اور اصلي خوشي ' اور حقیقي عزت ' سے مالامال کرنے والے هیں — اسلام هي اس ناز کا مستحق هی که جیسا اُسنے روحاني اغراض ' کو نهایت تکمیل سے پورا کیا هی ویسا هي جسماني حاجتوں ' کو بهي کامل طور پر رفع کیا هی — اس خیال کے ساتهه که مذهب اسلام بالکل سچّي حکمت کا مجموعه هی اسبات کا بڑا افسوس هی که مسلمان ذرا بهي نهیں سمجهتے اور سچّي حکمت کے کڑور باتوں سے (جو اسلام نے سکهائي هیں) ایک بات پر بهي عمل نهیں کرتے اور یهي وجهه هی که تمام قوم کي قوم ادبار و نکبت میں مبتلا هورهي هی تمام قوم کي قوم کا یهه حال هورها هی که حالتیں زار هورهي هیں' طبیعتیں مردہ ' نه دلوں میں وہ اُمنگ هی نه طبیعتوں میں وہ جوش — کوئي صدمه نهیں جو سهنا نه پڑتا هو کوئي مصیبت نهیں جو اُٹهاني نه پڑتي هو - تمام ذلتوں کے هدف هیں ' تمام رسوائیوں کے نشانه ' *

فی الواقع مسلمانوں کے چال ڈهال ' عادات ' معاملات ' تمدن ' معاشرت ' پر نظر کرنے سے معلوم هوتا هی که مسلمان کسي بات میں بهي اپنے پیارے مذهب کي پیاري اور سچّي هدایتوں پر عمل نهیں کرتے اور سرے سے آپ اپنے گهڑهے هوئے خیالات اور رسم و رواج کے پیرو هیں -اے عزیزو ' تمهارے پیارے مذهب نے یهه کهکر "وما مصیبة الا بما کسبت ایدیکم " یعني (تمام مصیبتوں کو تمهارا هي هاتهه کماتا هی) اس نیچرل و سچّي بات کو صاف بتلادیا هی که اگر تم سچّي حکمت کي ' نیچر ' کي قانون قدرت ' کي پیروي نکروگے تو تمکو ضرور وہ مصیبتیں ' وہ سزائیں بهگتني پڑینگي جو قانون قدرت نے اُسکے پاداش میں مقرر کر رکهي هیں — پس وہ کونسا خیال هی جو تمکو ان خلاف‌ورزیوں پر جرأت دلاتا هی *

اے مسلمانو ' تم بھي بني آدم ھو ' خدا کي نعمتوں میں تمھارا بھي ساجھا ھی تمھارے خدا نے تمکو بھي وھي ھاتھه ' وھي پاؤں ' وھي دل ' وھي دماغ ' دیئے ھیں جو تمھارے بھائیوں کو ' اُتھو ' جاگو ' ھشیار ھو ' دیکھو ' تمھارے ھمجنسوں کا کیا حال ھی ' اور تمھاري کیا گت ھی — کیا تمھارے کرتوتوں سے تمھارے پاس کوئي ایسي دولت ھی جس پر سچّے طور پر دو ملت بھي ناز کرسکو ' کیا تمھاري کمائیوں نے تمسے تمھاري ساري دین و دنیا کي خوشیاں نہیں چھین لیں — تم چراغ سحري ھو رھے ھو ' تم اس دنیا میں چند منٹوں کے اور مہماں ھو ' تمھارا جھاز طوفان میں آرھا ھی ' تمھاري بستیاں ویران ھورھي ھیں ' تمھاري عالیشان عمارتیں اُجڑ رھي ھیں ' تمھاري آنکھه کي روشني ' دل کي ٹھنڈک لاعلمي سے محتاج ھو رھے ھیں ' سب پوچھے جاتے ھیں پر تمکو کوئي نہیں پوچھتا — سب کے سننے والے ھیں مگر تمھارا کوئي سننے والا نہیں — تمھیں تو وہ قوم ھو جسکي دولت ' جسکي عزت ' مشہور تھي — تمھیں تو وہ لوگ ھو جسکے علم و فضل ' ھنر اور کمال ' کي شہرت تھي دیکھو کیا تھے کیا ھوگئے *

اے خدا ھماري قوم کو بھي دیکھنے ' بھالنے ' سوچنے ' سمجھنے ' عمل کرنیکي ' توفیق دے آمین *

راقـــم

مسکین احسان اللہ

ساکن قصبه منڈارہ ضلع الہآباد

مسلمان رفارمر

نکتہ چیني کرني غور کرکے بات سمجھنے سے بہت زیادہ آسان ھی — اُس شخص میں جس نے کسي معاملہ میں برسوں غور و فکر کي ھو اور اُس شخص میں جسنے فی الفور اُسپر نظر ڈالي ھو زمین وآسمان کا فرق ھی — ایک معمار میں جسنے نہایت غور و فکر سے ایک مکان کا نقشہ بنایا ھی اور ھرایک درو دیوار و بلندي و پستي کي نسبت سمجھنے میں اور ایک مکان کي دوسرے مکان سے مناسبت نکالنے میں ایک زمانہ دراز تک غور و فکر کي ھی اور اُس شخص میں جسنے نقشہ پر نظر ڈالتے ھي اُسمیں نکتہ چیني شروع کي ھی نہایت تفاوت ھی — مگر انسانوں کا قاعدہ ھی کہ غور سے پہلے نکتہ چیني کرتے ھیں اور سمجھنے سے پہلے فیصلہ — رفارمر ھونا تو بہت بڑا درجہ ھی اگر کوئي اپنے تئیں رفارمر سمجھتا ھو تو اُسکا ایسا سمجھنا ھي اُسکي بیوقوفي کے لیئے کافي دلیل ھی ' ھماري سمجھه میں تو اس زمانہ میں اتني بات بھي نہایت مشکل ھی کہ ایک مسلمان اپني قوم کي رفاہ و فلاح میں کوشش کرے — رفاہ و فلاح کے لفظ سے مذھبي امور میں سے کسي امر کي طرف اشارہ کرنیکا میرا مطلب نہیں ھی بلکہ صرف دنیاوي امور کي رفاہ و فلاح میں کوشش کرنا مقصود ھی *

ہمارے دوست ہم سے کہتے ہیں که باوجودیکه ہم اپنی قوم کی دنیاوی امور کی رفاہ و فلاح و تہذیب و شایستگی میں کوشش کرنا چاہتے ہیں تو پھر کیوں مذہبی مسایل کو بحث میں لے آتے ہیں اور مسلمانونکادل دکھاتے ہیں - وہ کہتے ہیں که دنیاوی ترقی کے اسباب (جہاں تک که غور کیجاتی ہی) حصول علم - اتفاق قومی - راستبازی - امتیاز حقوق وغیرہ ہیں ان امور کی مذہب اسلام میں کہیں ممانعت نہیں بلکه ترغیب ہی — مگر ہمکو افسوس ہی که باوجودیکه ہمارے دوست چاہتے تھے که مذہبی مسایل کو علاحدہ رکہیں مگر خود اُنہوں نے اُنہیں چیزوں کو جنکو اسباب ترقی قرار دیا ہی مذہبی امور قرار دیدیا اور فرمایا که ان امور کی مذہب اسلام میں کہیں ممانعت نہیں بلکه ترغیب ہی — مذہب کی رو سے ممانعت نهونے کے معنی یہه ہیں که مذہب کی روسے جایز ہی اور ترغیب ہونیکے یہه معنی ہیں که مذہب کی روسے مستحب ہی پس وہ خود ایک ذرا سی بات میں بھی بحث مذہبی سے نه بچ سکے — پھر وہ ہمکو نصیحت کرتے ہیں که اگر فی‌الحقیقت خیر خواہی قومی کا جوش ہی تو حصول علم کی ترغیب میں جسقدر منظور ہو تحریر کیجیئے تقریر کیجیئے فن تجارت میں کتابیں تصنیف کیجیئے رسالہ جات طبع کرائیئے فن زراعت میں تدبیریں تعلیم کیجئے اہل فن کے تجربوں کی صراحت کیجیئے یہه ایسے امور ہیں که جسے قوم کو قطعی نفع پہونچیگا اور شکر گذاری کے ساتھه ہر شخص اپنے نفع رساں کا شکریه ادا کریگا یہه کیا ضرور ہی که ملایکه کے وجود پر بحث کرکے بے سبب اہل اسلام کے دکھائے جاویں یا حشر و نشر پر استدلال کرکے مسلمان ستائے جاویں اور ترغیب ترقی کا بہانه کیا جاوے — ہم بھی نہایت خوشی سے اس نصیحت پر عمل کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے دوست ہمکو بتاویں که انہی امور کی کوشش کرنے میں مذہبی بحث سے ہم کیونکر بچ سکتے ہیں حقیقت یہه ہی که ہمارا مروج اسلام جو اب ہماری تمام قوم کا اسلام ہی اُسنے انسان کے ہرایک فعل و قصد و ارادہ پر ایسی قیدیں لگادی ہیں اور ایسی حدیں مقرر کردیں ہیں که کوئی کام دنیا یا دین کا ایسا نہیں ہی جو بغیر مذہبی بحث کے شامل ہوئے بحث میں آسکے — پس یہه کہنا که دنیاوی امور کے رفاہ و فلاح کی بحث میں مذہبی مسائل کو کیوں لے آتے ہیں غور سے پہلے نکته‌چینی کرنا اور سمجھنے سے پہلے فیصله کردینا ہی ●

مدت سے ہم اس قسم کی باتیں سنتے آتے ہیں ہمنے چاہا که ایکی دفعه اس عقدہ کو بخوبی کھول دیا جاوے اور اپنے احباب کو سمجھا دیا جاوے که دنیاوی امور کی ترقی و تہذیب و شایستگی کی بحث میں مسائل مذہبی کی بحث آجانے میں کیا مجبوری ہوتی ہی — سب سے پہلے ہم اُنہی چیزوں پر بحث شروع کرینگے جنکو ہمارے احباب معترض اسباب رفاہ و فلاح دینا قرار دیتے ہیں ●

ھمارے احباب معترض نے ترقي کے اسباب میں سے سب سے اول حصول علم کو قرار دیا ھی اور حدیث نقل کي ھی کہ "اطلبوا العلم و لوکان بالصین" پس ھم اسي حصول علم کے لیئے اپني قوم میں کوشش کرنا چاھتے ھیں اور جو علوم دنیاوي ترقي کے لیئے ضرور ھیں أنکي تعلیم پر کوشش کرتے ھیں — مگر اھل مذھب فرماتے ھیں کہ لفظ علم سے عام علوم مراد نہیں ھیں بلکہ صرف علم دین مراد ھی تو اب ھم کیا کریں اگر أنکي اِس راے کو تسلیم کریں تو سب سے اول جو ذریعہ ترقي قرار دیا تھا وہ ھاتھہ سے جاتا ھی اور اگر اُس پر بحث کریں خواہ بلحاظ معني حدیث و خواہ بلحاظ صحت و سقم حدیث خواہ بلحاظ أسکے راویوں کے تو مذھبي بحث شروع ھوجاتي ھی پھر کیونکر مذھبي بحث سے بچیں — اگر ھم کچھہ تحقیقي بحث نہیں کرتے بلکہ صرف تقلید کي راہ پکڑتے ھیں اور کوئي روایت أنکے قول کے برخلاف نکال کر لاتے ھیں تو وہ دوسري روایت اپنے قول کي تائید میں ڈھونڈ لاتے ھیں پھر اگر ایک روایت کے صحیح اور دوسرے کے غیر صحیح یا ایک کے مرجوح و دوسرے کے غیر مرجوح ھونے پر بحث کي جاتي ھی تو پھر مذھبي بحث آجاتي ھی *

دوسري قوم اور دوسري زبان کے علوم تو درکنار ابھي تک أن علوم کے پڑھنے و پڑھانے میں بھي مذھبي بحث سے نجات نہیں ملي جنکو ھمارے بزرگ پڑھتے آئے ھیں اور جو ھمارے بزرگوں کا سرمایہ ناز و افتخار تھا — علم منطق — علم فلسفہ — علم کلام — علم ریاضیات کے پڑھنے پڑھانے کے حرام و معصیت ھونیکے فتوے چھپے ھوئے موجود ھیں اگر أسکي تردید کریں تو پھر مذھبي بحث میں گرفتار ھوتے ھیں *

وہ علوم جو اگلے زمانہ میں ذریعہ ترقي گنے جاتے تھے أنکي بحث کو جانے دو کیونکہ اب وہ علوم بعوض ترقي کے ذریعہ تنزل سمجھے جاتے ھیں اس زمانہ میں ھر قسم کي ترقي کا ذریعہ جو علوم ھیں وہ یورپ کے علم و ھنر ھیں جو یوروپین لٹریچر اور سینئیر کہلاتے ھیں اور جو بذریعہ زبان انگریزي حاصل ھوتے ھیں اب ایک مسلمان اپني قوم کي رفاہ و فلاح چاھنے والا اس میں کوشش کرتا ھی کہ میري قوم أن علوم سے بہرہ مند ھو *

اول تو اھل مذھب فرماتے ھیں کہ انگریزي زبان پڑھني حرام ھی أس سے ایمان جاتا رھتا ھی اور آدمي بعوض اسکے کہ مرتے وقت اللہ اللہ کرے گاڈ گاڈ کہتا ھوا مرجاتا ھی اب کیا کیا جاوے بغیر مذھبي بحث میں پھنسے اِس مرحلہ سے کیونکر نکلا جاوے *

اگر کسي بہت بڑے بہادر دل چلے اور فیاض عالم نے کہدیا کہ عربي زبان کے سوا عجم کي زبان سیکھني کفار کے خطوط سمجھنے یا أنکے مذھب کو رد کرنیکي نیت سے مذھبا منع نہیں ھی اور انگریزي بھي ایک عجمي زبان ھی اُسکا سیکھنا بھي أن مقاصد کے لیئے اور ادنی درجہ یہہ کہ معاش کے لیئے جایز ھی تو بھي مطلب حاصل نہیں ھوا اسلیئے کہ زبان دوسري چیز ھی اور علوم دوسري چیز ھیں جب تک علوم حاصل نہوں صرف زبان ذریعہ

ترقي نہيں هوسکتي مگر جہاں انگريزي علوم کے سيکھنے کا نام ليا اور مسلمانوں کے مذهب ميں قيامت آئي اور کفر کا فتوی ديا گيا *

انگريزي لٹريچر کي کوئي کتاب باعتبار مضامين کے ايسي نہيں نکلنے کي جسکا پڑهنا همارے زمانہ کے علماء اسلام مذهباً حرام و ناجايز نہ قرار ديں *

کوئي هسٹري انگريزي کي ايسي نہيں نکلنے کي جسکا پڑهنا علماء اسلام کفر نہ قرار ديتے هوں اور جس سے اُنکے نزديک اهانت اسلام يا تکذيب اقوال مفسرين قرآن لازم نہ آتي هو *

جغرافيہ جو ايک سادہ علم روے زمين کا هی اُس ميں بهي ايسي باتيں هيں جنکو سيکهنا همارے زمانہ کے علماء اسلام نا جائز قرار دينگے کيونکہ اُس سے اُس جغرافيہ کي جسکو علماء اسلام نے اپني غلطي سے مذهبي جغرافيہ سمجها هی صحت ثابت نہيں هوتي *

علم هيئت جسميں سکهايا جاتا هی کہ زمين مُتحرّک هی اور آفتاب ساکن اور اجسام سماوي کچهہ نہيں هيں اور سبع سماوات غلط هيں انکے سوا اور بہت سے مدار سياروں کے هيں اور علی هذالقياس تمام مسايل و تحقيقات و بديهات اس علم کے همارے زمانہ کے علماء اسلام کے نزديک اسلام کے ايسے هي مخالف هيں جيسے کہ آگ و پاني اُنکا پڑهنا اور اُنکا يقين کرنا سيدها جهنم ميں جانا هی *

علوم طبعي کو تو همارے علماء اسلام مذهب اسلام کا ايساهي دشمن قرار ديتے هيں جيسے نيولے کو سانپ کا اُسکا پڑهنا و پڑهانا اور اُسپر يقين کرنا تو کفر کے کالے دريا ميں ڈوب جانا هی *

علم تشريح ابدان جو هرايک کے نزديک علم يقيني متصور هی علماء اسلام کے نزديک وہ بهي حرام هی اسليئے کہ متعدد مسايل جو قرآن ميں اُنکے نزديک اُسکے متعلق بيان هوئے هيں وہ مسايل علم تشريح ابدان ميں غلط بتائے جاتے هيں اور اُنکي غلطي ثابت کي جاتي هی *

اب اُس شخص کے هاتهہ ميں جو دنياوي فلاح قوم کي چاهتا هی اور اُسکا اول ذريعہ جو علم هی اُسکو سکهانا چاهتا هی اور وہ يہہ بهي يقين کرتا هی کہ علماء اسلام نے جو راے يا فتوے يا روايت ان علوم کے پڑهنے پڑهانے کے حرام هونے کے دے رکهے هيں وہ غلط هيں اور مذهب اسلام ميں يہہ باتيں نہيں هيں جو اُنهوں نے برخلاف اُن علوم کے سمجهي هيں بجز اسکے کيا علاج هی کہ وہ مذهبي بحث ميں پهنسے اور سمجهاوے کہ مذهب اسلام يہہ نہيں هی جو تم سمجهے هوئے هو اور ان علوم کا پڑهنا پڑهانا يا اُنپر يقين کرنا کفر ومعصيت نہيں هی پس همارے احباب متعرض بتاديں کہ يہہ مرحلہ بغير مذهبي بحث ميں پهنسے کيونکر طی هو *

دوسرا بڑا ذریعه قومي ترقي کا تجارت قرار دیا جاتا هی — میں سمجھتا هوں که مروج
مذهب اسلام جیسا که اس زمانه کي ترقي تجارت کا مانع هی اور کسي چیز کا مانع نهیں
اگر ترقي تجارت کے معني پرچوني یا سبزه فروشي یا بساطي گري کي دوکان کرنا هو تو اُس
سے قومي ترقي معلوم اور اگر اُس سے وه تجارت مراد هو جو اس زمانه میں هوتي هی اور جو
ایک علم قرار پایا هی تو اُس تجارت کے کرنیکي تو مروج مذهب اسلام یا اس زمانه کے
علماء اسلام کے مسائل اور فتوے اجازت نهیں دیتے — میں جزئیات کا ذکر نهیں کرتا بلکه
عام باتوں کا ذکر کرتا هوں — تجارت میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں روپیه کا
بهیجنا ایک امر لازمي هی وه روپیه بدون هنڈاون اور دسکونت کے جا نهیں سکتا ایا علماء
اسلام کے نزدیک هنڈاون اور دسکونت دینا جایز هی اور دینے و لینے والے کے لیئے بجز جهنم
کے کوئي دوسري جگهه هی — مال کي روانگي کے لیئے جو نهایت دور دست رستوں اور
سمندروں میں بهیجا جاتا هی بیمه ایک ضروري امر تجارت کا قرار پایا هی ایا وه علماء
اسلام کے فتوی کي رو سے جایز هی - تمام کارخانه مال کي خرید و فروخت کا بلا موجودگي
مال بهیجک پر هو رها هی اور وهي بهیجک ایک دوسرے کے هاتهه نفع پر بکتا رهتا هی ایا
یهه عقد بیع علماء اسلام کے فتوی کي رو سے جایز هی — کروڑها روپیه کي چاندي و سونیکي
تجارت هوتي هی ایا علماء اسلام کا فتوی چاندي و سونیکي تجارت کے جواز پر هی اور
کسطرح وه تجارت قایم هوسکتي هی — کیونکر کوئي مسلمان ڈهاکه اور فرانس کي نهایت
عمده و خوبصورت چاندي وسونهکے زیور اور ظروف کي دوکان کهول سکتا هی جبکه تبادله میں
صنعت کا بهي معاوضه دینا ناجایز قرار دیا جاتا هی— کوئي کارخانه تجارت کا بغیر لین دین
کے چل نهیں سکتا اور کوئي لین دین بغیر سود کے قایم نهیں ره سکتا پس کیا مسلمان علماء
سود کے جواز کا فتوی دیتے هیں مفتي شرف الدین رامپوري اور مولوي برهان الدین امیٹهي نے
دیا تها جنکو سب نے کافر ٹهیرایا تها مولوي شاه عبدالعزیز صاحب نے صرف گورنمنٹ
پرامیسري نوٹ کے سود کے جواز پر فتوی دیا تها جس پر خود اُنکي ذریات نے اُن پر طعنه
کیا تها — تجارت کي کمپنیاں اور کارخانے ایسے ایسے قایم هوگئے هیں اور اُن میں ایسے
ایسے پیچیده اور اعتباري حقوق شریکان کے هیں جن میں ایک کے بهي جواز کي
صورت فتاووں میں نهیں نکلتي پس کیا علماء اسلام اُنکے جواز کا فتوی دیتے هیں — یهه
سب تو عام باتیں هیں اگر تجارت کے علم کي مفصل کتاب لکهي جاوے اور تمام قواعد اور
حقوق اُسمیں بنائے جاویں اور وه اُصول بیان کیئے جاویں جن پر اس زمانه میں تجارت
قایم هی تو همارے زمانه کے علماء اسلام ایک کے بهي جواز کا فتوی نهیں دینگے — پس جو
شخص که اپني قوم کي ترقي تجارت چاهتا هی اور اُسکو یهه بهي یقین هی یهه مسائل جو
علماء نے قایم کیئے هیں اور جو ترقي تجارت کے مانع هیں درحقیقت مذهب اسلام میں

نہیں ھیں تو ھمارے احباب معترض سمجھاویں که وہ کیونکر مذھبی بحث میں پڑنے سے بچ سکتا ھی *

کیا مسلمان کوئی پیشه یا کوئی نوکري بغیر مباحثه مذھبي کے اختیار کرنیکے مجاز ھیں کیا ھمارے احباب معترض نے وہ تحریریں نہیں دیکھیں جو اُس زمانه میں بڑے بڑے مقدس لوگوں نے کي تہیں جبکه مولوي عبدالحي صاحب نے مفتي عدالت کا عہدہ اختیار کرنا چاھا تھا اور کیا وہ واقعات اور مباحثے نہیں معلوم ھیں جبکه مولوي رشیدالدین خانصاحب نے مدرسي گورنمنت کالج دھلي اختیار کي تھي اور کیا اُن عہدوں کے اختیار کرنے پر جنکو ایک زمانه میں اول اول ذي وقعت لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بحث آیة کریمه " من لم یحکم بما انزل الله اولٰئک هم الکافرون " — هم الفا سقون — پر ھوئی تھي ھمارے احباب معترض اُس سے نا واقف ھیں — کیا ھمارے احباب معترض اُن بزرگوں اور قابل ادب شخصوں سے واقف نہیں ھیں جو اُن عہدہ داروں کے گھر کا کھانا پینا حرام مطلق سمجھتے تھے اور تا دم مرگ اُسپر قایم رہے *

مسلمانوں کا رواں رواں مذھب سے ایسا جکڑ دیا گیا ھی که کوئی بات بھي مسلمانوں کے حق میں بغیر مذھبي مباحثه کے کبھي نہیں جاسکتي — بحث کي جاتي ھی که سر کے بال اسقدر رکھنے جایز اسقدر نا جایز ھیں — مانگ اسطرح پر رکھني جایز اسطرح پر نا جایز ھی موچھه اتني باریک کتروانی واجب ھی یا بالکل اُسترے سے منڈواني — بغلوں کے بال اُسترے سے منڈائے جاویں یا اُکھاڑے جاویں موچھه قینچي سے کتروائي جاوے یا چاکو سے مسواک پر رکھکر کاٹي جاوے بالوں میں کنگھي کئے دفعه کیجاوے سرمه آنکهه میں کیونکر لگایا جاوے ناک کے بال کیونکر اُوکھاڑے جاویں مسواک کس چیز کي کیجاوے — سر پر عمامه کس وضع کا باندھا جاوے شمله کسطرح اور کسقدر لنبه نکالا جاوے — کس رنگ کا ھو — کافروں کے ھاں کا بنا ھوا کپڑا پہننا جایز ھی یا ناجایز کرتا کس قطعه کا ھو تہبند کیسا ھو ازار پہنني جایز ھی یا نہیں سواے اُسکے اَور کسي قطع کا کپڑا پہننا کفر ھی یا نہیں احجار کے سوا اَور کسي چیز سے استنجا جایز ھی یا نہیں — کون سي وضع بیٹھنے کي جایز ھی کھانا کھانے میں ھاتهه ٹیک کر کھانا مکرو ھی یا نہیں اونکڑو بیٹهه کر کھاوے یا دو زانو یا آلتي پالتهي مار کر — کسطرح پر لیٹے کسطرح پلنگ بچھاوے گدگدا بچھونا ھو یا سخت کتنے پاني سے نہاوے کس قطع کا مکان بنانا جایز ھی اور کس قطع کا نا جایز کئے ھاتهه سے زیادہ مکان کو بلند کرنا مکروہ ھی کن لوگوں سے ملنا چاھیئے کن سے نه ملنا چاھیئے کافروں سے صاحب سلامت حرام ھی یا نہیں کافروں سے سچّي دوستي و محبت امورات تمدن و معاشرت میں بھي کفر ھی یا نہیں پس ھمارے احباب معترض بتاویں تو سہي که مسلمانوں کي وہ کونسي بات ھی جو بغیر مذھبي بحث کے آگے طی ھوسکتي ھی — کیا

وہ بھول گئے ھیں یا اُن کي عمر سے پہلے کي بات ھی کہ اول اول جب جھبي گھڑیاں رکھنے کا مسلمانوں میں رواج شروع ھوا تھا تو اسبات کا کہ اُن کا رکھنا جایز ھی یا نا جایز فتوی لیا گیا تھا اور اگر ھماري یاد میں غلطي نہو تو من تشبہہ بقوم فھو منہم کے استدلال پر بعض صاحبوں نے نا جایز کہا تھا — کون نہیں جانتا کہ ابتدا میں گھڑي رکھنا اور وقت کي پابندي اور صبح کي چاے تنصر میں داخل تھي پھر انگریزي بوٹ پہننا تنصر کي نشاني قرار پایا وہ دونوں زمانے تو گذر گئے اب کوٹ پتلون پہننا تنصرکي علامت قرار دیا گیا ھی — کیسا ھي عابد و زاھد و نیک شخص ھو جسکے احتیاط وتقوي کي عجیب نظیریں موجود ھوں کبھي نماز و روزہ قضا نکیا ھو عالم ھو فاضل ھو محدث ھو فقیہ ھو اور اگر کسي انسان کو بے گناہ کہہ سکتے ھیں تو ضرور اُسکوکہہ سکتے ھوں مگر جہاں اُسنے یورپ کا سفر کیا اور خطاب مسٹر جو اصطلاح میں بمعني کرستان قرار دیا گیا ھی اطلاق کیاگیا پھر ھم اپنے احباب دي ان باتونکو کہ دنیاوي ترقي کي کوشش میں مذھبي مباحثے کیوں شامل کیئے جاتے ھیں نہایت تعجب و حیرت سے دیکھتے ھیں اور نہیں سمجھتے کہ کیونکر آفتاب سے روشني یا زنگي سے سیاھي چھوڑا سکتے ھیں *

ھاں اسقدر ھم اپني تقصیر کا اقرار کرتے ھیں کہ بعض ایسے مسائل پر بھي ھمنے بحث کي ھی جن پر بحث کرني دنیاوي امور کے اعتبار سے چنداں ضرورت نہ تھي مگر یہہ خاص ھمارے دل کي بات ھی دوسرا شخص اُسکو سمجھہ نہیں سکتا اُسکا بیان کرنا میں کبھي پسند نہیں کرتا مگر جو کہ اب اس امر نے ایک قومي امر کي شکل پیدا کي ھی اسلیئے اُسکا بیان کرنا ضرور پڑا ھی *

گو ھمارے احباب معترض یا ھمارے مخالف ھمکو کافر و مرتد و زندیق وکرستان سمجھتے ھوں لیکن میں اپنے تئیں نہایت پکا مسلمان سمجھتا ھوں — یہہ بھي ھمارا خیال ھی کہ مسلمانوں میں جو قوم کا اطلاق کیا جاتا ھی وہ ملک یا نسل کے لحاظ سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف مذھب کے سبب سے کیا جاتا ھی اور اسلیئے کسي ملک و نسل کا آدمي ھو جب وہ مسلمان ھی تو ایک قوم ھی پس جب ھم قوم مسلمان کي ترقي اور رفاہ وفلاح چاھتے ھیں توھم پر فرض ھی کہ ھم اسمیں بھي کوشش کریں کہ وہ لوگ مسلمان رھیں کیونکہ اگر مسلمان نہ رھیں اور ترقي کریں تو وہ ترقي ھماري قوم کي ترقي نہوگي *

اسکے سوا مجھکو یہہ بھي یقین ھی کہ ھمارے مذھب کے علماء نے بہت سے مسائل نہایت ٹھیک نیتي سے مطابق اپنے اجتہاد کے قایم کیئے ھیں اور کچھہ شبہہ نہیں ھی کہ اُن میں سے بہت سے مسایل ایسے ھیں کہ جنکو مذھب اسلام سے کچھہ تعلق نہیں ھی اور نہ اُنکے استنباط کي کافي بنیاد ھی — یہہ بھي مجھکو یقین ھی کہ علماء مفسرین نے قرآن مجید کي تفسیر میں بہت جگہہ غلطي یا بے احتیاطي کي ھی اور تمام بے اصل قصے و کہانیاں اور یہودیوں

کي بيهوده روايتوں کو اُس ميں شامل کرديا هی اور اپني تفسير کي بنياد اُن پر قرار دي هی اور بهت سي جگهه يوناني مسايل کو جو اُس زمانه ميں يقيني سمجهے جاتے تهے اور جو اب غلط ثابت هوگئے هيں اپني تفسيروں ميں اسطرح پر ملاديا هی که گويا وهي مسائل قرآن سے بهي ثابت هوتے هيں يا قرآن مجيد کے بهي وهي معني هيں اور اس عمل درآمد نے مذهب اسلام کو شديد نقصان پهونچايا هی *

ايک زمانه تها که يهه نقصان صرف لوگوں کے خيالات هي پر اثر کرتا تها مذهب اسلام پر اُسکا کوئي بد اثر ظاهر نهيں هوتا تها مگر اب وه زمانه نهيں رها علوم و فنون کي ترقي نهايت اعلی درجه پر پهونچگئي هی علوم طبعيات جهانتک که تحقيق هوئے هيں ايسے مرتبه پر پهونچ گئے هيں جو بديهي اور مشاهد کو حاصل هوتا هی علوم نے ثابت کرديا هی که صداقت علوم محققه کے برخلاف ناممکن هی اس زمانه ميں کوئي مذهب هو اسلام يا عيسائي يا يهودي يا برهمني علوم کے مقابله ميں اگر وه اُسکے برخلاف هی قايم نهيں ره سکتا — جبکه هم اپني قوم ميں علوم کي ترقي کي کوشش کرتے هيں تو اُسکے ساتهه همکو اسبات کا بهي يقين هی که کوئي شخص جبکه وه علوم سے بهره ياب هو اس مجموعه صحيح و غلط کو جسکو اسلام قرار ديا هی کبهي وه صحيح نهيں سمجهه سکتا اُس سے انکار کرنا اور نعوذ و بالله اصل اسلام کو چهوڑ سمجهنا ايک لازمي نتيجه ترقي تعليم کا هی — جبکه همارے علماء نے بهت سے غلط مسائل اهل يونان کو مذهب اور قرآن ميں اسطرح شامل کرليا هی جس سے ثابت هوتا هی که وهي معني قرآن کے بهي هيں اور جب که مسلمان علوم کو تحصيل کر کے يقيني اُن مسائل کو غلط يقين کريں تو کيا شبهه باقي رهتا هی که وه قرآن کو بهي جسکے وهي غلط معني غلطي سے علماء اسلام نے قرار ديئے هيں غلط سمجهينگے پس بعير اُن مسايل کي حقيقت بتلائے دينے همکو اپني قوم کي ترقي تعليم ميں کوشش کرنے کے يهه معني هيں که اُنکو مذهب اسلام سے خارج کرنيکي کوشش کرتے هيں *

يهه مشکل کچهه مسلمانوں هي پر منحصر نهيں هی هر مذهب سے برابر متعلق هی خود عيسائي مذهب کو علوم نے اسقدر نقصان پهونچايا هی که کسي چيز نے نه پهونچايا هوگا عيسائي علماء نے اس نقصان کے رفع کرنے ميں نهايت کوشش کي هی اور کوشش کرتے هيں اگر وه اپني کوششوں ميں کامياب هونگے تو اپنے مذهب کو علوم کے صدمه سے محفوظ رکهينگے ورنه کسيطرح محفوظ نهيں رکهه سکتے *

جس زمانه ميں که مسلمانوں نے علوم حکمت و فلسفه يونان کي تحصيل پر توجهه کي اُسنے مذهب اسلام کو ايسا صدمه پهونچايا که کسي مخالف سے بهي نهيں پهونچا تها علماء علم کلام اُس نقصان کے رفع کرنے پر متوجهه هوئے اور جو کچهه وه کرسکے اُنهوں نے کيا مگر اُس زمانه ميں خيالي باتيں زياده تهيں اور هرايک شخص اپنے خيال کا

بتلگوبتا دیتا تہا اس زمانہ میں ہرایک چیز کے لیئے تجربہ و مشاہدہ شاہد موجود ہی جسکے مقابلہ میں کسیکا خیالی بتلگر کام نہیں دے سکتا ●

یہی وجہہ تہی کہ اگلے زمانہ کے علماء نے سواے علم دین کے اَور علوم کے پڑھنے پڑھانے کو حرام اور ممنوع قرار دیا تہا — اُنہوں نے بعوض اسکے کہ روشنی میں جو چیزیں دکہائی دیتی ہیں اُنکی حقیقت بتاویں یہہ صلاح دی تہی کہ آنکہہ بند کرلو اور اُن چیزوں کو مت دیکہو مگر اُنکی یہہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور جن علوم کو وہ خارج کرنا چاہتے تہے وہ خارج نہ ہوسکے — عیسائی عالموں نے بہی ابتدا ابتدا میں اُن علوم کے مٹانے میں اور عیسائیوں میں اُنکا رواج نہ ہونے دینے میں نہایت بے رحمیاں اور سخت سخت تدبیریں کیں مگر کچہہ کامیابی نہیں ہوئی اور یورپ ہی جو مرکز عیسائی مذہب کا تہا مخزن اُن علوم کا ہوگیا — حال کا زمانہ اُس قدیم زمانہ سے زیادہ مختلف ہی اور اب کسی شخص کی قدرت میں نہیں رہا ہی کہ اُن علوم کی شعاعوں کو روک سکے — بلکہ اگر کوئی اہل مذہب علوم کی روشنی میں اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے بدلے اُن علوم کے رواج کا مزاحم ہو تو علانیہ اسبات کا اقرار کرتا ہی کہ اُسکا مذہب علوم کی روشنی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہی ●

مجہکو اسبات کا یقین ہی کہ نہیت مذہب اسلام اُن نقصانوں سے جو کسی مذہب کو علوم کی صداقت سے پہونچ سکے ہیں مبرا و پاک ہی اور جسقدر نقصان بمقابلہ علوم کے اُسمیں دکہائی دیتے ہیں وہ ہمارے علماء کے نقصان ہیں جو مذہب میں شامل ہوگئے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں جو میرے اس خیال کو غلط بتاتے ہیں اور سمجہتے ہیں کہ تمام مذاہب جنمیں اسلام بہی داخل ہی اُن نقصانوں سے مبرا نہیں ہیں مگر میرا یقین خواہ وہ صحیح ہو یا غلط یہی ہی کہ وہ مبرا ہی پس میں دیانتاً اپنا فرض سمجتا ہوں کہ میں اُن باتوں کو ظاہر کروں جنسے میرے دل میں اسبات کا یقین ہوا ہی کہ مذہب اسلام اُن نقصانوں سے پاک ہی جو کسی مذہب کو علوم کی صداقت سے پہونچ سکتے ہیں ●

اُن باتوں کے ظاہر کرنے سے نہ میرا یہہ مطلب ہی کہ اُن مسائل کی کسیکو تعلیم دیجاوے نہ یہہ مطلب ہی کہ لوگ اُنکو تسلیم کریں نہ اُنکے بیان کرنے سے کسی مسلمان کا دل دکہانا مقصود ہی نہ کسی سے مباحثہ کا قایم کرنا بلکہ خود دیانتا جو میں اپنا فرض سمجہتا ہوں اُسکا ادا کرنا مقصود ہی اور یہی سبب ہی کہ نہ کسی کی مخالفت سے ملال ہوتا ہی نہ کسیکی دشنام دہی سے رنج نہ کسی کی ستایش کی خوشی نہ کسیکی ہجو کا غم — کہا کچہہ ہی جو لوگوں نے نہیں کہا اور نہیں کہتے اور نہ کہیں گے مگر ہم اُسی میں خوش ہیں کہ وہ ہمارے خیالات نہیں ہیں بلکہ اُنہی کے خیالات ہیں جو کہتے ہیں — جو شخص کسیکا منہہ چڑاوے اُسکو آئینہ دیکہنا چاہیئے کہ کسکا منہہ بگڑا ہی اسی مضمون کے مناسب صائب کا شعر ہی جو آب زر سے لکہنے کے قابل ہی —

با صائب دل مجادلہ با خویش دشمنی است ● ہر کس کشد بہ آئینہ خنجر بخود کشد ●

مگر میں اپنے احباب معترض سے باادب یہہ عرض کرنا چاھتا ھوں کہ بدظني کرني اور یہہ کہدینا کہ ترقي قومي کے پردہ میں توھین مذھبي مقصود ھی کچھہ مشکل بات نہیں ھی بہت بڑے اور مقدس لوگوں کو لوگ ایسا ھي کچھہ کہتے آئے ھیں بات وہ ھی جو سوچ سمجھہ کر کہي جاوے ایک شخص جو اپنے تئیں مسلمان کہتا ھو پھر اُسکي نسبت یہہ کہنا کہ وہ توھین مذھب اسلام چاھتا ھی کوئي معني بھي رکھتا ھی یہہ تو وھي بات ھی جیسیکہ مولوي محمد اسمعیل صاحب کو جنہوں نے اپني تمام زندگي اتباع سنت نبوي کے وعظ میں بسر کي اور اُنکے مخالف اُنکو دشمن نبي و غیر معتقد پیغمبر اور پیغمبر کي شان میں بے ادبي اور اھانت کرنے والا کہا کیئے حالانکہ اُنسے زیادہ کوئي پیغمبر کا ادب کرنے والا نہ تھا — مشکل یہہ ھی کہ ھمارے احباب معترض زید و عمرو اور فلاں و بہماں کو پیغمبر اور اُنکے اقوال کو مذھب اسلام سمجھتے ھیں اور اُسکي مخالفت یا اُن کے اقوال کي تردید کو اھانت اسلام جانتے ھیں مگر یہہ خود اُنہیں کا قصور ھی کہ اُنہوں نے اسلام کو نہیں جانا *

ھماري خواھش ھی کہ ھماري قوم کے دلوں میں یورپین دلوں کے مانند علوم کي روشني اور صدیق اکبر کے دل کي مانند ایماني تصدیق پیدا ھو مگر جبکہ خدا قرآن کے نسبت فرماتا ھی کہ "یضل بہ کثیراً و یہدي بہ کثیراً" پھر ھماري کوشش کي یا ھماري تہذیب الاخلاق کي یا ھمارے ناچیز تفسیر قرآن کي کیا حقیقت ھی *

راقـــــــم
سید احمد

خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

(منتخب از اودہ پنچ)

چاندني رات گرمیوں کے دن پلنگ پر سفید چادر بچھي ھوئي تھي جیسے ھي کھانا کھانا تھا پي پلنگ پر گیا ھوں ایک شخص لہرا لہرا یہہ گاتا ھوا نکلا —

یاد داري کہ وقت زادن تو * ھمہ خندا بدند تو گریاں
آن چناں زي کہ بعد مردن تو * ھمہ گریاں بوند تو خنداں ،

اُسوقت یہہ اشعار مجھے ایسے بھلے معلوم ھوئے کہ میں بھي کچھہ گنگنانے لگا آپ جانیئے بے فکري کے ایام جواني کي نیندیں فوراً آنکھہ لگ گئي — کیا دیکھتا ھوں کہ ایک باغ پرفضا دریا کے کنارہ پر واقع ھی پاني کے فوارے چھوٹ رھے ھیں پھولوں کي بھیني بھیني خوشبو آرھي ھی اور اُسي باغ میں ایک کنارہ پر ایک ٹوٹا پھوٹا کنواں اور ایک بڑي پراني مسجد اور ایک دقیانوسي سرا دکھائي دي میں اور بھي حیران ھوا کہ یا الھي یہہ ماجرا کیا ھی قریب جاکر جو دیکھتا ھوں تو ھر ایک چیز پر دو دو شعر لکھے ھوئے ھیں *

چاہ

اب کہاں ھیں مجھے تیار کرانے والے * حال میرا ذرہ اُنکو تو دکھائے کوئي
چند روزہ ھی یہہ نیکي نہیں کچھہ اسکو قیام * چاہ یوسف ھی کہاں مجھکو بتائے کوئي

مسجد

رتبہ میں مسجد اقصی کے مقابل میں تھي * بیٹھتے تھے یہاں آ آ کے نمازي اکثر
یک بیک ہوگئي افلاک کي گردش کیسي * کوئي رھتا هي نہیں اب تو بجز چمگادر

سرائے

کوئي دن تھے کہ اس سرا میں عزاز * جمگھٹے رھتے تھے حسینوں کے
یا وهیں اب سوائے حسرت و یاس * کچھہ نشان بھي نہیں مکینوں کے

ان اشعار کو پڑھکر میں بے اختیار رونے لگا جب آنسو تھمے میں نے کہا لاؤ ذرا مسجد کو اندر سے بھي دیکھتے چلیں — کیا دیکھتا هوں که در و دیوار سے حسرت ٹپک رهي هی مصلي الگ جت پڑا هوا هائے هائے کر رها هی ممبر فراق واعظ میں جدا دل شکسته هی — بدھنیاں ایک طرف ٹوٹي پھوٹي پڑي هیں تسبیح اپني طرف همه تن دانه اشک هوکر چلا رهي هی *

وظیفه پڑه پڑھکے کہنے والے کہاں گئے هائے کوئي بولے
هزار جان سے وہ جپنے والے کہاں گئے هائے کوئي بولے

اتنے میں دو چار مسلمان دکھائي دئے میں نے سلام علیک کے بعد اُن سے پوچھا که حضرت یہه کون مقام هی اور یہه کیا کیفیت هی اُنہوں نے کہا *

یہه ایک بڑا شہر غدار تھا یہاں کے لوگ بڑے بہادر تھے سب مسجدیں اور کنوئیں اُنکي یادگار هیں هم لوگ وعظ و نصائح سنے آیا کرتے تھے اب ڈھونڈھتے پھرتے هیں کہیں پته بھي نہیں چلتا هزاروں من متي کے نیچے دبے پڑے هیں نه اپني کہتے هیں نه کسیکي سنتے هیں — لے آؤ تمھیں گور غریباں دکھلائیں میں نے کہا بہت خوب تھوڑي دور چلکر ایک قبر اُس شہر کے سردار کي دکہائي دي اُن لوگوں نے جاکر به آواز بلند یہه شعر پڑھا *

کہو یاران عدم کیا گذري * کچھہ لب گور سے فرمائیے؟

لب گور سے آواز آئي " افسوس همیشه رهنے والي نیکي یعني رفاه عام اور قومي بھلائي همسے نه هوسکي تاکه رهتي دنیا تک پشت در پشت همارا نام چلتا مسجدیں کنوئیں سب اپنے دم تک تھے *

بعد فنا کسي نے نه پوچھا که کیا هوا * یہه کون شخص آج جہانسے گذر گیا
مگر اب کیا هوسکتا هی *

جو کچھہ کرنا تھا کرچکے هم * جو کچھہ هونا تھا هولیا سب

اتنے میں میري آنکھه کھل گئي *

خراب تھا جو کچھہ که دیکھا جو سنا افسانه تھا

تہذیب اخلاق کی تصنیفات اور مصنف

سب پر روشن ہی کہ انسان کو علم کی ایسی ضرورت ہی جیسے روشنی کی حاجت
ہی — اگر روشنی نہو تو آنکھیں اندھی ہیں — اگر علم نہو تو دل بے بصیرت ہی ٭
اسباب اشاعت علم ایسے ہوتے جاتے ہیں کہ علم بھی پانی کی طرح سہل الوصول ہوگا
اور ہوا کی طرح آزاد ہوگا اور کہیں معزول نہوگا — یہہ امر مسلمات سے ہی کہ صاف
روشنی کا یہہ وصف ہی کہ کوئی اُسکا رنگ نہو — آب خالص وہ ہی جسمیں مزا نہو —
ہوا خالص وہ ہی جسمیں بُو نہو بس اگر علم کا ماخذ تعصب ہی تو وہ ایک روشنی رنگین
ہی جسکی رنگینی کسی شی کو اپنی اصلی حالت میں دیکھنے نہیں دیتی — اگر اُسکا
منبع رسم و رواج ہی تو وہ پانی ہی جو بدروں میں بہتا ہی نہ پاک کرلینکے کام کا نہ پینے
کے کام کا — اگر اُسکا منفذ خانقاہ اور مدرسوں کی تنگ چاردیواریاں اور پست حجرے
ہیں تو وہ وہ ہوا ہی جسمیں اُنکے چیکٹ بھرے چراغوں کی چراند بھری ہوئی ہی — علم
سچّا اور پاک وہ ہی جو اِن الایشوں سے صاف ہو ٭

کیا خوش نصیب وہ انسان ہی جسکو یہہ علم بےلوث خدا نصیب کرے اسی عالم کا
یہہ حق ہی کہ وہ تہذیب اخلاق کے بازار میں دُکان ادب کھولے اور متاع حسن سیرت کو
متحلے بالفضایل اور متخلے عن الرذایل دکھاے — اصلاح نسل آدم کے نامہ کو خط سے آراستہ
کرے اور صلاح اہل عالم کے خامہ کو قط سے پیراستہ کرے — میں خیال کرتا ہوں کہ جو عالم
ایسا ہوگا ضرور اُسمیں یہہ خوبیاں ہونگیں — اول وہ کتابوں کے مطالعہ سے جانتا ہی کہ
اشیاء کا کسطرح ہونا چاہیئے پھر وہ طبایع بشری کو مشاہدہ کرکے دیکھتا ہی کہ یہہ اشیاء
کسطرح ہیں — وہ سب سے پہلے اپنے تئیں سمجھتا ہی کہ میں کیا ہوں اور پھر غیروں کے
سمجھنے [illegible]د کرتا ہی — جو شخص پہلے اپنے تئیں نہیں سمجھتا ہی اور غیروں کے سمجھنے
کا قصد کرتا ہی وہ فی الحقیقت اپنے علم کی بنیاد ریت پر جماتا ہی — وہ ایک خیالی
انسان نہیں گھڑتا کہ وہ ایسا ہونا چاہیئے — بلکہ جیساکہ نفس الامر میں انسان کا نیچر ہی
اُسی پر توجہہ کرتا ہی نہ وہ اُسکی خیالی نیکیوں اور بدیوں سے بحث کرتا ہی نہ اُنکے
واسطے موہومی سزا اور جزا تجویز کرتا ہی — بلکہ جس بدخوئی سے انسان کو آزار پہنچتا
ہی اور جس نیک خوئی سے اُنکو آرام اور چین ملتا ہی اُنہیں کے اسباب اور اثار بیان کرتا
ہی اُسکے علم کا موضوع انسانیت اور اُسکی استعداد اور قابلیت ہوتی ہی — وہ یہہ سمجھتا
ہی کہ انسان ہمیشہ سے ایک ہی ہی — جیسا وہ پہلے تھا ویسا ہی اب ہی اور آیندہ رہیگا —
جیسا پہلے جسم اُسکا سردی سے اکڑتا تھا اور گرمی سے تپتا تھا اور دل اُسکا احسان ماننے میں
سرد تھا اور انتقام لینے میں گرم تپا ویسا ہی اب ہی — وہ اُن قوا کو کہ نیک اور بد اطوار

کے پیدا کرنے میں متحرک ہوتے ہیں تفصیل سے بیان کرتا ہی — اور بتلاتا ہی کہ ان قوتوں میں کیونکر کمی اور بیشی ہوتی ہی — واقعات روزگار اور تاریخی تمثیلات سے اُنکی توضیح کرتا ہی — مگر اُسکے ساتھہ یہہ جانتا ہی کہ گو تمثیلات سے زیادہ کوئی آلہ توضیح مطالب کے لیئے نہیں ہی مگر اُسکا حال یہہ ہی کہ ہر شخص اُسکو استعمال کرکے اپنا مطلب نکال سکتا ہی اور حسب مراد اُنکو ڈھال لیتا ہی — اُسکا حال ایک باغ کا سا ہوتا ہی کہ دن کو گدھے اُسمیں سبزہ کہانے کی تلاش کرتے ہیں — رات کو اُلو چوہوں کے مارنے کی فکر کرتے ہیں — پرند چھپکلیوں کے نگلنے کے لیئے اُڑتے ہیں — یہہ سب اپنا پیٹ بھر تے ہیں — اسیطرح ایک تاریخی واقعہ کی تمثیل سے مختلف آدمی مختلف نتیجے نکالتے ہیں ٭

وہ اپنے کلام کو مستند کرنے میں اور عاقلوں اور فاضلوں اور حکیموں کے اقوال کا محتاج نہیں ہوتا — وہ یہہ نہیں پسند کرتا کہ جب میں کوئی مسئلہ حکمت لکہوں تو اُسکی سند کے لیئے افلاطوں اور ارسطو کی حکمت کی شہادت و سند تلاش کروں — اُسکی ساری نظر قول پر ہوتی ہی نہ قایل پر وہ یہہ جانتا ہی کہ دنیا میں بڑے بڑے حکیم اور مجتہد اور امام فن گذرے ہیں جنہوں نے نہایت حماقت آمیز غلط مسئلے لکھے ہیں - بڑے آدمی جب غلطیاں کرتے ہیں تو اُنکی غلطیاں بہی بڑی ہوتی ہیں بعض انسان کم فہم ایسے ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے وہ مسئلے لکھے ہیں کہ صحیح اور عقل اور دانش کے مطابق ہیں — اسلیئے بات کو دیکھنا چاہیئے کہ اُسکی حقیقت اور اصل کیا ہی — بات کہنے والے کی طرف نہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کون ہی — کوئی مسئلہ حکمت کا اس سبب سے صحیح نہیں ہوسکتا کہ وہ افلاطون کے کسی غلط مسئلہ کے مطابق ہو - وہ علم کو اپنے دوحصوں میں تقسیم کرتا ہی اور یہہ کہ کونسی باتیں جانی جاسکتی ہیں اور انسان کا ذہن اُن تک رسائی رکھتا ہی دوم وہ کونسی باتیں ہیں جو کسی طرح نہیں جانی جاسکتیں اور اُنکے اندر اندیشہ اور فکر انسانی کو اب تک جگہہ نہیں ملی — پس جس بات کو جانتا ہی اُسکو کہتا ہی اور جس بات کو نہیں جانتا بے اختیار سکوت اختیار کرتا ہی — پہلے کہنے سے وہ ہرایک بات کو سوچتا ہی — بات کہکر پھر نہیں سوچتا — اسکو حماقت جانتا ہی کہ بات پہلے کہی اور سوچی پیچھے — انسان کے فکر اور اندیشہ کے اندازہ کو خوب سمجھتا ہی کہ وہ کس پایہ بلند تک دسترس رکھتا ہی اور پھر اُس سے آگے بلند ہونے کو خطرناک سمجھتا ہی — جاہل احمقوں کا قاعدہ ہی کہ وہ وہاں بہی جانے کو تیار ہوجاتے ہیں جہاں فرشتوں کے بہی پر جلتے ہیں — کوئی مشکل سے مشکل بات اُن سے کہیئے وہ اُسی وقت فیصل کردینگے — اُنکے نزدیک علم کوئی حضرت تنگ بار ایسی نہیں رکھتا ہی کہ وہاں پہنک اندیشہ سنگسار ہو — خلاصہ یہہ ہی کہ وہ خیالات اور قیاسات کے

بلوں آسمان پر بیہودہ اور بے فائدہ نہیں اُڑتا وہ اُسی مضمون میں قلم سے لکھتا ہی اور اُسی راہ میں قدم دھرتا ہی جسمیں کچھہ خطرہ نہو *

جس طرح دنیا میں ایک وہ ملک ہیں جو سبکو معلوم ہیں دوسرے وہ ملک ہیں جو کسي کو نہیں معلوم — پس جو جوانمرد شجاع ان معلوم ملکوں کو فتح کرتا ہی اور اُنکا انتظام اچھا کرتا ہی وہ اپني فتح کا استحقاق اُسمیں رکھتا ہی — اور جو والا نہمت اور عالي ہمت نا معلوم ملکوں کي تمیش اور تحقیق کرکے دریافت کرتا ہی وہ اُن میں اپني انکشاف کا استحقاق رکھتا ہی — اسي طرح تصنیفات کي کشور میں دو طرح کے ملک ہیں اور اُنمیں کشور کشایان علم کے دو استحقاق ہیں — ایک استحقاق فتح اور دوسرا استحقاق انکشاف — اُنکي فتح تو یہہ ہی کہ جو پہلے سچے خیالات ہوں اُنکو وہ اپني جودت طبع اور ذکاوت سے مختصر کرکے زیادہ روشن کردیں — اور اُنمیں ایک تجلي ایسي دکھادیں کہ سب ششدر اور حیران رہ جائیں — اُنمیں جہاں کوئي بگاڑ اور خرابي ہو اُسکو بنا سنوار دیں — جہاں اُنمیں تاریکي ہو وہاں روشن کردیں جہاں اُنمیں غلاظت ایسي ہو کہ اُس سے گھن آتي ہو اُسے دور کردیں یا اُسے مٹي کے تلے ایسا دبا دیں کہ تعفن سے ناک کو اُنگلي سے دبانا نہ پڑے حق انکشاف اُنکا یہہ ہی کہ ایک سچي نئي بات پیدا کردیں — سچي باتیں بے انتہا ہوسکتي ہیں — نئي باتیں بے شمار ہوسکتي ہیں لیکن یہہ بات کہ سچا پن اور نیا پن دونوں ایک بات میں شامل ہوں شاذ و نادر ہوتي ہی — حقیقتہ میں سچي نئي بات کے دریافت کرنے کے لیئے علم ادب میں بہت ہي کم وسعت رہي ہی جس میں ذہن اور طبیعت نئے مضمون کي تلاش میں سرگرم ہو — جن مضامین کو انسان ہزاروں برسوں سے سوچ رہے ہوں اُنمیں نئي سچي بات کا پیدا کرنا ہي اعجاز بشري و مرتبہ پیغمبري ہی — بعض اوقات ایک بات بالکل سچي اور نئي معلوم ہوتي ہی مگر بعد از تحقیقات یہہ ثابت ہوجاتا ہی کہ وہ سچي نہیں ہی بلکہ بالکل جھوٹي ہی — جب آگ اور اسٹیم (بخار) آپس میں ملجاتیں تو خواہ کیسي ہي زبر دست سے زبر دست قوت اُن کے مقابلہ میں لائي جاوے وہ سب کو مغلوب کرلینگي — اسیطرح جب کسي بات میں سچا پن اور نیا پن دونوں آپس میں ملجاتیں تو خود بخود وہ قوت پیدا ہوجاتي ہی کہ اُنکے سامنے تعصب — جہالت — غلط فہمي — خباثت — مخاصمت کي طاقت کیسي قوي کیوں نہو وہ ضعیف ہوجائیگي اور اُن پر وہي غالب آئینگي *

پس سب مصنفوں میں اُسي کا مرتبہ بلند ہی جو نئي سچي بات ایجاد کرتا ہی اُس کے بعد اُس مصنف کا مرتبہ ہی کہ پہلي باتوں کے خرقہ کہنہ و دریدہ کو اتارکر ایک نیا لباس پہناتا ہی — باقي اور تصنیفات تو اس قابل ہوتي ہیں کہ آتش بازوں کي دوکان میں پھلجھڑ یوں کي بہار دکھائیں — پنساریوں اور عطاروں کي

دوکانوں میں پڑیا بنکر عنبر اور مشک کي خوشبو سنگہائیں — حلوائیوں کي دوکان میں اپنے اندر مزے مزے دار چیزیں بندھوائیں — اُنکے لیئے ایک اور صلاح دیتے ہوئے ڈرتا ہوں — اسلیئے کہ کاغذ پرستي بھي بہت سوں کا ایمان و شیوہ ہی — خصوصاً جب اُسکا سفید منہہ کالا سیاھي سے ہوجاوے تو وہ پھر چومنے اور سرپر رکھنے کے قابل ہو جاتا ھی اور خاک میں پامالي سے بچانے کے لیئے متکوں میں بند ہوکر برروئے آب لایا جاتا ھی — مطبعوں کي کثرت تعداد اور قلت استعداد ایسی تصنیفات کے انبار کے انبار لگا رھي ھی اُسکا حال اُس خزانہ کا سا ھی کہ جسمیں بہی کہاتوں کے ڈھیر ہوں اور تھیلوں میں پھوٹي کوڑیاں نہوں — اول درجہ کے مصنف اپني تصنیفات میں وصف اضافي پیدا کرنا نہیں چاھتے —

اما نبود وصف اضافي ھنر ذات * این قنوتِ همت بود ارباب ھمم را

اُسکو یہہ ضرورت نہیں ہوتي کہ اپني کتاب کي شان و شکوہ دکہانے کے لیئے کسي صاحب شکوہ کے نام سے معنون کرکے اُسکو اپنا مربي بنائے — وہ یہہ خوب جانتا ھی کہ کتابوں کي صداقت معاني اور متانت دلایل اُنکے بڑے مربي ہوتے ھیں — خراب کتاب مربي کي تلاش کرتي ھی — وہ عالي منش اپني تصنیفات سے خود ایسي دولت نہیں کماني چاھتا جیسے وہ اس سے اوروں کے دامن دولت پر کرنے چاھتا ھی — ایک اچھي کتاب عمدہ جایداد سے کم دولت رساني کے لیئے نہیں ہوتي — سعدي کي گلستاں کو دیکھہ لو کہ کتنے آدمي اُسکے سبب سے دولت سے نہال ہوگئے — کوئی ایسا ھی کمبخت مطبع فارسي کا ہوگا کہ اُس سے اُس نے کچھہ نہ کچھہ استفادہ زر نہ کیا ہو — اُسکا حال اُسي بد سرشت اور خبیث باطن کا سا ھی جو اُسکو خارستان سمجھکر گلچیں نہ ہوا ہو اور اپني آنکھوں کا کانٹا جانتا ہو — غرض ایسا مصنف تصنیف سے دولت نہیں پیدا کرتا بلکہ اپني گرہ سے اُسمیں دولت صرف کودیتا ھی — اوروں کو تضیع اوقات سے بچانے کے لیئے وہ اپنا وقت خرچ کرنے میں صرفہ نہیں کرتا — پڑھنے والوں کي جانے بلا کہ اُسکو اس تصنیف میں کیا کیا محنتیں اُٹھاني پڑتي ھیں — وہ اوروں کي زندگي بڑھانے کے لیئے معاني جلیل کو الفاظ قلیل میں بیان کرتا ھی کہ پڑھنے والے تھوڑے وقت میں بہت سے سرمایہ عقل سے مستفید ہوں — زندگي انساني تو اُسي وقت سے عبارت ھی کہ وہ عقلي کاموں میں صرف ہو — پس جس اسطرح تھوڑے وقت میں بہت سے کام ہوئے تو زندگاني بڑھی یا نہیں *

وہ عوام کي زبان سے خوف نہیں کرتا گو وہ جانتا ھی کہ اُسکا اپیل کہیں نہیں ہوسکتا اُنکے بہلانے کے لیئے الفاظ مبہم اور فقرات ذو احتمالین کا استعمال نہیں کرتا وہ ایسي عبارت تلاش نہیں کرتا کہ مافي الضمیر کو اُسمیں تغیر دیکر بیان کرے وہ جانتا ھی کہ جیسے میں پر اور اشرفي ایک ھي رفتار سے گرتے ھیں ایسے ھي تہي مغزوں کے دماغ

بامعني اور بےمعني مضامين ايک هي اثر کرتے هيں — قاعدہ هی که تہذيب اخلاق کے مضامين ميں کوئي سچّي نئي بات کہي جاتي هی يا پراني باتوں کا خرقه کُہنه اُتار کر تازہ لباس پہنايا جاتا هی تو اُسسر بہت سے آدمي آشفته خاطر هوتے هيں وجهه اُسکي يهه هوتي هی که اگر کسي پارسا يا رند کے روبرو مسايل فلسفيه اور رياضيه و حکميه و طبعيه بيان کيئے جائيں تو وہ اُنکو سنکر احسان مانتا هی اور کہتا هی که مجهه پر عنايت هوئي که اِتني نئي باتيں مجهے آپ نے بتلائيں — ليکن تہذيب اخلاق کے مسايل جديد سے وہ درهم برهم هوتا هی اور کہتا هی که اُنميں تو ميرا ميرے دل کا ميرے خاندان کا ميري قوم کا ميرے دوستوں کا ميرے مذهب کا ذکر هوتا هی اور اُنکو ميں به نسبت غير کے زيادہ اچهي طرح جانتا هوں جو ميرے دل کا حال هی وہ ميں هي خوب سمجهتا هوں دوسرا کيا جانے — جس قوم اور مذهب ميں پيدا هوا هوں اور جن لوگوں ميں رهتا هوں اُسکا کوئي حال اور کسيکو ايسا نہيں معلوم هوسکتا جو مجهے نه معلوم هو — غرض اِسميں وہ ترجيح اپنے اُوپر دوسرے کو نہيں ديتا — اگر ايسا هو تو اُسکي غلط فہمي هی — اُسکو اپنا هي دل اُسکو دهوکا و فريب ديتا هی — جيسي چيزيں فاصله دراز پر صاف نظر نہيں آتيں ايسے هي آنکهوں کے بہت پاس هونے سے وہ صاف نہيں دکهائي ديتيں — اُسکو اپنا حال بہت پاس هونيکے سبب سے اچهي طرح منکشف نہيں هوتا — اور اَوروں کا حال دور هونيکے سبب سے نہيں سوجهه پڑتا *

قدرتي زلزلے جو زمين ميں آتے هيں وہ تو ظاهر ميں سواے غارت اور تباہ کرنيکے کوئي اپنا اثر نہيں دکهاتے ليکن اخلاق بشري ميں جو زلزلے آتے هيں اُن سے قوتوں کے اخلاق کي هميشه اصلاح اور تہذيب هوجاتي هی — اور اُسکے بغير کسي قوم کي عادات درست نہيں هوتيں اور يهه زلزلے ايسي هي تصنيفات اور مصنفوں سے آتے هيں جيسيکه همنے اُوپر بيان کيئے هيں — لوگوں کي اصلاح اخلاق اور درستي عادات اور صلاح اطوار نہايت دشوار معلوم هوتي هی — جنکي حالت يهه هو که جنکے دماغ ميں عقل هو اُنکے دل نيکي سے خالي هوں اور جنکے دل ميں نيکي هو اُنکے دماغ عقل سے تہي هوں — جو اَوروں کو جنت کي راہ بتلاتے هوں وہ خود جہنم کي طرف جاتے هوں اور اُسي پر اَوروں کو بُلاتے هوں — جو اپنے تئيں باحيا اور با ايمان کہتے هوں وهي سخت بےحيا اور بےايمان هوں جو اپنے تئيں آزاد بتلا تے هوں وهي سب سے زيادہ مقيد هوں جو اوروں کو آزادي خيال کي ترغيب ديتے هوں اور اپنے تئيں ازاد خيال بتلاتے هوں حقيقت ميں وہ خيال کرنے هي سے آزاد هوں جو زبان سے اوروں کو دنيا کے اسباب کو هيچ پوچ بتلاتے هوں وہ دل ميں يهه مطلب رکهتے هوں که اور اسباب کو ترک کريں تو همکو هاتهه لگے تارک دنيا اسليئے بنتے هوں که مالک دنيا هوں — جو صاحب عقبی اپنے تئيں کہتے هوں وہ طالب عقبی نه هوں — جب کوئي هلکا يا بهاري عيب کسي قوم ميں پيدا هوجاے اُسکا دور کرنا مشکل هی چيز هلکي هو يا بهاري پر هو

یا سو من کا پتھر ہو دونوں کا دور پھینکنا برابر مشکل ہی اسیطرح قوم کا ادنی یا اعلی عیبوں کا دور کرنا مشکل ہی — ایسے مصنف کو تہذیب معاني کے ساتھہ عبارت ارائي کي طرف خیال ہوتا ہی — عبارت لباس معاني ہوتي ہیں جسقدر یہہ لباس سے عمدہ اور اچھا ہوگا اُسیقدر وہ اوروں کو مرغوب اور مطبوع ہوگا — مگر وہ اپنے ظاہري لباس پر ایسا فریفتہ نہیں ہو جاتا کہ معاني کي آرایش پر الفاظ کي زیبایش کو ترجیح دے — وہ یہہ سمجھتا ہی کہ اشراف آدمي خواہ کیسے ہي پھٹے پرانے کپڑوں میں ہو اشراف ہي ہی اسیطرح معاني جلیل خواہ کسي عبارت میں ہوں وہ عبارت کي لطافت کے خالي ہونے سے اپني شرافت کے مرتبے سے نہیں گرینگي — جو عبارتیں کہ رنگین الفاظ سے پر اور خیالي معاني سے خالي ہوتے ہیں اُنکا حال ایسے درختوں کا سا ہوتا ہی کہ جن میں پتے اور شاخیں بہت ہوں اور پھل تھوڑے ہوں گو بعض صاحب عقل ایسے بھي ہوتے ہیں کہ وہ اُنھیں درختوں کو جنمیں پتوں پر پتے اور شاخوں پر شاخیں ہوں اسلیئے پسند کرتے ہیں کہ اُنکے نیچے ٹھنڈے ٹھنڈے سایہ میں نیند بھرکے سوئیں اور خواب ہاے شیریں دیکھیں — گو کبھي اس خواب غفلت میں منھہ کھل جائے اور تدبر شناسي عالم بالا سے بند ہوجاے تو بلا سے — غرض وہ درک معاني کے نسخہ کا ایک حرف نہیں پڑھتے اور ایک قلم الفاظ ہي کے نشہ میں مست اور محو رہتے ہیں — مجاز کي پابندي حقیقت پر نہیں جانے دیتي — وہ اپني تصنیفات میں مخاطب اُنھي عالي فہموں کو ٹھیراتا ہی جنکي طبایع سوچنے والي ہوتي ہیں — شاید اسپر کوئي یہہ اعتراض کرے کہ دنیا میں سوچنے والي طبیعتیں تو تھوڑي ہوتي ہیں کسلیئے وہ ایک جم غفیر کو چھوڑکر چند آدمیوں کي طرف مخاطب ہوتا ہی — اُسکا جواب یہہ ہی کہ شاید بہت تھوڑے آدمي دنیا میں ایسے ہونگے کہ وہ یہہ اپنے تئیں نہیں سمجھتے کہ ہم بڑے سوچنے اور سمجھنے والے نہیں ہیں پس گو اُسکي نیت میں مخاطبت چند ہي برگزیدہ اشخاص کي ہوتي ہی مگر سب اُسمیں مخاطب ہوجاتے ہیں — وہ اُسمیں یہہ فائدہ سمجھتا ہی کہ میں ایک چھوٹے سے بکس سے ٹکٹ لیکر بڑے تماشے گاہ کي سیر کرتا ہوں اور دو اُنگل کا ٹکٹ لیکر ریل میں اپني منزل مقصود میں مسافت بعیدہ پر پہونچتا ہوں ٭

وہ یہہ نہیں دریافت کرتا ہی کہ میري تصنیفات کي نسبت لوگوں کي کیا راے ہی — اسلیئے قاعدہ ہی کہ جو شخص اپنے حال کي تفتیش کے درپے ہوتا ہی کہ کیا لوگ اُسے کہتے ہیں وہ خوش نہیں رہتا — یہہ نو آموز اور نو عمر مصنفوں کا قاعدہ ہوتا ہی کہ جب وہ کوئي کتاب تصنیف کرتے ہیں تو اخباروں کي طرف تاک لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ اُنمیں کیا ریویو لکھا گیا — اگر کوئي مضمون لکھتے ہیں تو مجلسوں میں چاروں طرف کان لگاتے ہیں کہ کہیں بھي اُسمیں اُنکے مضمون نگاري کا تذکرہ ہوتا ہی — وہ اس تلاش کے درپے رہتے ہیں — کبھي تعریف سنکر مسرور اور کبھي ہجو سنکر مغموم ہوتے ہیں — جو

مصنف هوتے هیں وہ اپنے چند لایق سچے دوستوں کی مدح سے اور نالایقوں کی مذمت سے خوش هوتے هیں — صائب نے کہا هی شعر

صایب دوچیز می شکند قدر شعر را * تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس

وہ تحسین ناشناس کی جگہہ هجو ناشناس سے اپنے سخن کی قدر جانتے هیں اگر کوئی مضمون لکھیں اور اُسکی بہت سے ناشناس مذمت کریں اور خوب قہقہے اُڑائیں تو اُس سے اُنکو بڑی خوشی هوتی هی اور وہ یہہ جانتے هیں کہ ضرور همارا مضمون اچھا هی - احمقوں کے هنسنے کی برابر کوئی حماقت دنیا میں نہیں - جب وہ مضحکہ اُسکے مضمون کا کرتے هیں اور کاغذوں کو اُسکی هجو میں سیاہ کرتے هیں تو وہ دل سے خوش هوتے هیں - غرض جیسے وہ اپنے لایق دوستوں کی تحسین سے مسرور هوتے هیں ایسے هی نالایق دشمنوں کی نفرین سے شاد شاد هوتے هیں - اُنکے اُوپر جو اعتراضات هوتے هیں اُنکے جواب کی طرف ملتفت نہیں هوتے — اول اکثر اعتراض تو اُنکے نفس مطلب پر نہیں هوتے — معترض اپنی طرف سے اُنکی عبارت کے معنی گھڑ کر اعتراض کرتا هی - اور وہ معنی اُسکے اصلی هوتے نہیں اسیلئے حقیقت میں اُسپر اعتراض هوتا نہیں- پھر اُسکی بلاکو غرض پڑی هی کہ وہ اُسکا جواب دے — اگر بحسب اتفاق کوئی بجا اعتراض هوا تو پھر وہ اُس بات سے ایسا آیندہ احتراز کرتے هیں اور پیرایہ بدل لیتے هیں کہ وہ اعتراض اُن پر قایم نہیں رهتا — سوا اسکے اُسکا کام تو تہذیب‌الاخلاق سے هوتا هی — اگر ایک اعتراض بیجا کا جواب دیں تو پھر اُسکے دس جواب لایعنی اور بیس اعتراض بیجا سنیں — اگر ایک گالی کا کسی پاجی کو کوئی اشراف جواب دے تو پھر وہ پاجی بیس گالیاں سنائیگا — اسلیئے جو بد هیں وہ بدتر هوجائینگے — جو پاجی هیں وہ اپنچ هوجائینگے — جو پہلے اپنے مضامین بد سرشت کی تحریر میں کاغذ کی سفید روئی کے برباد کرنے میں سیاهی کے دریا بہاتے تھے تو پھر سمندر بہانے لگیں گے — تجربہ اسکا شاهد هی کہ مضامین رذیل کے لکھنے کی عادت جنکی هوجاتی هی جب اُنکی اصلاح کی طرف توجہہ کی جاوے تو وہ اور زیادہ ارذل مضمون لکھنے لگتے هیں — نادان کا تعرض دانا کے ساتھہ اُس اندھے کی مانند هوتا هی کہ جسکے پیر تلے موتیوں کا ڈبہ آئے اور وہ اپنی لکڑی کی نوک سے اس پروردہ صدف کو پارہ خذف سمجھکر پرے پھینک دے - اگر قوت بصر هوتی تو جو چیز سر پر رکھنے کی تھی وہ پیروں کی ٹھوکر میں نہ روندی جاتی - سچ یہہ هی کہ تصنیف کی راہ بھی کیسی صعب اور دشوار گزار هی کیسے کیسے سخت سیلاب اور بلند گڑھے اُسکے اندر آتے هیں - پہلی یہہ منزل هی اُسکی کیسی کڑی هی کہ کوئی مصنف ایسا مضمون لکھے کہ وہ قابل اشاعت هو - اگر اس منزل سے آگے قدم بڑھا تو دوسری منزل میں یہہ آفت آتی هی کہ اُسکی اشاعت کیونکر هو - جب اس منزل سے آگے پیر نکلے تو تیسری منزل ایسی رونما هوتی هی کہ یہہ مشکل منزل طی نہیں هونے دیتی کہ پڑھنے والوں کے گوش هوش اور

چشم عقل کہاں سے لاے کہ وہ اُسکي تصنیفات کو دیکھیں اور سوچیں —" من صنف هدف"
نے تو مصنفوں کو هدف ملامت بنایا تھا - مگر آج کل تصنیف خود شکار بن رهي هی —
دلال فروش بادشاہ هیں عوام‌الناس تماشائي هیں - بد بین اور عیب چین شکاري کتے
هیں تصنیف شکار هی - ایک دانشمند نے اس مضمون کو ایک تصویر میں خوب ادا
کیاهی — چھاپہ خانہ سے اندر ایک شخص سادہ وضع اور لباس چلا آتا هی اور اُسکے
پیچھے چاروں طرف سے مختلف رنگ اور قد و قامت کے کتے عجیب عجیب طرح کے چہرہ
بنا کے بھونک رهے هیں - کوئي کپڑے پھاڑ نے کا ارادہ کرتا هی — کوئي دور سے هي بھونک
رها هی کوئي ادھر لپکتا هی اودھر دوڑ تا هی — اُس مرد سادہ وضع کي پیشاني پر مصنف
لکھا هی — اور ان کتوں کي دموں پر عیب چین اور بد بین لکھا هی — یہہ ایک شبیہہ
بہت خوب هی کتوں کا قاعدہ هی کہ جب کسي اجنبي شخص کو دیکھتے هیں تو زیادہ
بھونکتے هیں - اسیطرح یہہ عیب اور بد بین جب مضامین تازہ دیکھتے هیں تو زیادہ بھوں
بھوں کرتے هیں مگر کیا گانوں کے کتوں کي بھوں بھوں سے مسافر اپني راہ چھوڑ دیتے هیں کہ
یہہ مصنف اپني تصنیف کي راہ اُنکے بھونک نے سے چھوڑ دیں — جن مصنفوں نے اپنا
سب کام چھوڑ کر تصنیف کرنا هي اختیار کیاهی - اور شب و روز اُسي میں خرچ کرتےهیں
اُن کے ذهن میں جب تک کوئي بات هوتي هی اُسکو بغیر کہے اُن کا دل نہیں مانتا —
وہ اُس یوناني حکیم کے کہنے پر عمل نہیں کرتے کہ جسنے یہہ کہا تھا کہ واقعات اصلي
میں بیان نہیں کرسکتا اور غیر واقعي میں بیان کرنا نہیں چاهتا - اگر اسپر عمل هو تو

زبان بریدہ بکنجے نشستہ صم و بکم

هوتا هی پھر ایک شاعر انگلستان کہتا هی کہ سب جگہہ نہ بولنا اچھا نہیں هوتا— جن
امور میں هم دانا هیں وهاں نہ بولنا همکو نادان بناتا هی اور جن امور میں هم نادان هیں
وهاں بولنا همکو دانا بناتا هی اس آخر فقرہ کے اوپر بھي عمل نہیں کرتے بلکہ سعدي کے
اس عمدہ قاعدہ پر عمل هی -

اگرچہ پیش خردمند خامشي ادب‌است * بوقت مصلحت آں بہ کہ درسخن کوشي
دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن * بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشي

وہ کیونکر چپ رهیں زبان سعدي درکام نہیں چاهیئے — اُن پر یہہ صادق آتا هی کہ همہ
گویند و سخن گفتن سعدي دگر است جو کچھہ اوپر بیان کیا گیا هی وهي اهل انصاف نے
تصنیفات اور مصنف کي استعداد اور قابلیت کا مقیاس ٹھرایا هی — ارباب حقایق کي
خدمت میں عرض هی کہ اسي میزان میں همارے تہذیب اخلاق کے مضامین سنجیدہ کا
اندازہ کیا کریں *

راقـــــــم

محمد ذکاءاللہ پروفیسر میور کالج

صحیح اور غلط خیال

الہم ارنا حقایق الاشیاء کماھی

قدرت کے تمام عجائبات میں ' انسان کا خیال ' بھی ایک نہایت ھی عجیب چیز ھی — ایک ھی مخرج یعنی دماغ ' سے نکلتا ھی پر اُسکی صورتیں ' ایک دوسرے سے کتنی مختلف ھوتی ھیں — ایک ھی سرزمین یعنی دل ' سے اُگتا ھی پر اُسکی شکلیں ' ایک دوسرے سے کتنی جدا ھوتی ھیں — اسی دل ' اسی نیچر ' انھی موجودات ' انھی محسوسات ' سے تمام انسانی خیال ' پیدا ھوتے ھیں لیکن ایک انسان کے خیالات دوسرے انسان کے خیالات سے رنگ میں ' بو میں ' مزہ میں ' ذائقہ میں ' شکل میں ' صورت میں ' ایسے جدا اور مختلف ھوتے ھیں جسکا کچھہ حساب اور جسکی کچھہ انتہا نہیں — یہی نیچر ' یہی بیرونی دنیا ' جب اندرونی دنیا ' (یا یوں کہو کہ انسان کے دل سے) ملتی ھی تو کیا کیا عجیب و غریب رنگ دکھاتی ھی — ھرایک دل ' میں نیا سودا ' ھر ایک طبیعت ' میں نیا جنون ' ڈالتی ھی چنانچہ یہی وجہہ ھی کہ دنیا میں دو خیال بھی ایسے نہیں ملتے جو رنگ میں ' روپ میں ' عرض میں ' طول میں ' وسعت میں ' گہرائی میں ' مقدار میں ' تعداد میں ' بالکل یکساں ھوں — اسی دل ' اور اسی نیچر ' سے کسیکو تو یہہ سبق ملتا ھی کہ دنیا گذاشتنی ھی اور کسیکو یہہ متناقض بات تعلیم ھوتی ھی کہ جو کچھہ ھی دنیا ھی ھی — قدرت کے یہی عجیب و غریب تماشے ' اور خیالوں کی یہی نیرنگیاں ' ھیں جسکی وجہہ سے ھم کسیکو بزم کا رونق ' اور کسیکو مجنوں وار جنگل کا باشی ' پاتے ھیں — کسیکو کوتھی کا زینت دینے والا اور کسیکو پہاڑ کا دھونی رمانے والا ' دیکھتے ھیں — کسیکو بیگانوں سے رشتہ جوڑ نے والا ' اور کسیکو اپنوں سے چھٹنے والا ' پاتے ھیں — کسیکو شہروں کا آباد کر نے والا ' اور کسیکو جانوروں اور بن مانسوں سے صحبت گرم کرنے والا ' دیکھتے ھیں *

اسپر نہایت عجیب و حیرت ناک ' یہہ بات ھی کہ اِنھی خیالوں میں جو ایک ھی مخرج سے نکلے ھیں ایک صحیح یا سچا ' اور دوسرا غلط یا جھوتا ' خیال کیا جاتا ھی ایک ذریعہ نجات ' اور دوسرا باعث درکات ' سمجھا جاتا ھی — ایک کے معاوضہ میں درجن کی درجن حوریں ' ملتی ھیں اور دوسرے کے بدلے میں سخت سے سخت سزائیں ' دیجاتی ھیں — ایک پر دنوں دُر شاھوار ' نثار ھوتے ھیں اور ایک کو ھزاروں لعنت اور نفرین کے کچھہ چارہ نہیں *

کیا فرق هی اُس خیال میں جس سے دنیا چھوڑنے کی ' هدایت هوتي هی اور اُس خیال میں جس سے دنیا لینے ' کا حکم هوتا هی — کیا فرق هی حکماء یونان کے اُن خیالوں میں جس سے موالید ثلاثه پر توسیع قدرت انسانی ' کی ممانعت هوتي هی اور اُس روشن ضمیر حکیم کے خیال میں جو اسباب یعني موالید ثلاثه پر وسعت قدرت انساني ' کو ایک ضروري مقصد انسان کا خیال کرتا هی — کیا فرق هی مصریوں کے اُس خیال میں جس سے تمام اِرد گرد کی چیزیں پتھر ' درخت ' چاند ' سورج ' چرند ' پرند ' کُتا ' بلي ' سانپ ' بچھو ' کیڑے ' مکوڑے ' کي پرستش فرض خیال کي گئي اور اُس خیال میں جس سے قابل پرستش صرف وهي ان دیکھا ' ان سمجھا ' اَن جانا ' خیال کیا گیا — کیا فرق هی اُس خیال میں جس سے تمام وطن ' تمام کُنبه ' تمام گھر بار ' کے لوگ اُن گھڑے پتھروں پر نثار هوتے تھے اور اُس خیال میں جس سے وہ جوان ' اُن سب کو توڑ پھوڑ کر یہہ بولا " اني وجهت وجهي للذي فطرالسموات والارض حنيفاً وما انا من المشركين " *

بےشک ضرور کوئي ایسي چیز هی جو صحیح اور سچّا آله ' ان مختلف خیالوں کے تصفیه یعني صحیح اور غلط ' ٹهیرانے کا هی اور جس سے نهایت یقیني اور مطمئن طور پر ' یہہ کہا جا سکتا هی که یہہ خیال صحیح ' اور یہہ خیال غلط ' هی اور وہ کیا هی — یہي انساني فطرت ' اور یہي نیچر — یہي محسوسات ' اور یہي بدیہات هیں — انسان کے تمام خیالوں کي غلطي اور صحت یا یوں کہو که جھوٹائي ' سچّائي ' کي تمیز انهیں معیاروں سے هوسکتي هی اور اس میں کچھہ شبہہ نهیں که یہہ معیار نهایت سچے اور صحیح هیں *

فی الواقع نیچر انسان کے خیال کي سچّائي ' جھوٹائي ' بتانے کے لیئے بمنزله علم کیمیا کے هی جیسے کیمیا کا عالم اپنے عمل کیمیاوي کے ذریعه سے شي مرکبه کو تحلیل کرکے اُسکے هر ایک اجزا سے همکو مطلع کردیتا هی اور یہہ بتلا دیتا هی که اس دوا میں کیوڑا ' سونف ' پودینه ' گلقند ' کي آمیزش هی اور اُنکي یہہ مقدار هی ویسے هي نیچر ' کسي خیال کو اُسکے چاروں طرف دیکھہ بھال ' هر طرح سے کس ' پرکھہ ' کر یہہ بتلا دیتا هی که اس خیال میں سچّائي کتني هی اور جھوٹائي کتني — یہہ خیال کہاں تک صحیح هی اور کہاں تک غلط — اس خیال میں نیچرل یعني (قدرتي) خوبي کتني هی اور اس خیال میں توهمات کي کہاں تک آمیزش هی — یہہ خیال رسم و رواج سے کتنا متاثر هی اور اس خیال میں تعلیم و تربیت کا کتنا اثر پایا جاتا هی — اس خیال میں وجدانیت کتني هی — یہہ خیال تقلید اور پیروي کے رسوں سے کہاں تک بندھا هوا هی — یہہ خیال اُس نور فطرت ' نور قلب ' سے نکلا هی یا آس پاس کي چیزوں ' اور واقعات سے — اس میں کچھہ شک نهیں که تاوقتیکه کوئي خیال اس جانچ میں صحیح نه نکلے اُسکو هرگز صحیح یا

سچ ' کہلانے کا استحقاق نہیں اور وہ خیال ہرگز کسی رتبہ کے لایق نہوگا گو لوگوں کے توھمات سے مدتوں واجب التعظیم ھي کیوں نرھا ھو *

اوکلدانیان کے اُس جوان کي یہہ بات " اني وجہت وجہي للذي فطر السموات والارض حنیفاً و ما انا من المشرکین " کیوں ھمکو جان سے زیادہ پیاري ھی اسیوجہہ سے کہ وہ بالکل نور فطرت ' نور قلب ' سے نکلي ھی اور تعلیم ' تربیت ' سوسئیٹي ' صحبت ' رسم ' رواج ' کے بد اثروں سے بالکل پاک صاف ھی — ریگستان کے اُس ان ماں باپ بچے ' کا یہہ کہنا " افرء ایتم اللات والعزی و مناۃ الثالثۃ الاخری " اورتمام باتیں ' کیوں دل سے بھاتي ھیں اسی سبب سے کہ وہ اُسي مخرج سے ھیں جس سے انسان اور اُسکے تمام قواء ' ھیں اور خارجي ' بیروني ' بد اثروں کا اُس میں کچھہ لگاؤ نہیں — اسلام کي تمام باتیں ' کیوں پیاري ھیں اسي باعث سے کہ اُنکا اور سچائي ' کا ایک مخرج ھی یہہ خیال کہ مو الید ثلاثہ ' پر انسان کي قدرت کي وسعت انسان کا ایک اصلي مقصد ھی کیوں پسندیدہ ھی اسیوجہہ سے کہ وہ انسان ' اور دنیا کے نیچر ' کے بالکل مطابق ھی *

ھمکو اسبات کي بڑي خوشي ھی کہ ھم اپنے اسلام کي تمام باتوں کو فطرت انساني ' اور نیچر ' کے مطابق پاتے ھیں اور اسیوجہہ سے ھم نہایت فخر سے کہتے ھیں کہ ھمارے اسلام کے تمام خیالات خواہ وہ تمدني ' ھوں یا ملکي ' اخلاقي ' ھوں یا روحاني ' نہایت صحیح اور سچے ھیں — اب ھم اپنے دعوی کي تائید کے لیئے اپنے اسلام کے چند خیالات بیان کرتے ھیں *

ھمارے اسلام نے کہا ھی " فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التي فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون " یعني (سیدھا کر اپنا مہنہ خالص دین اللہ کے لیئے وہ دین جسپر انسان پیدا کیئے گئے یعني (نیچر) خدا کي پیدایش میں یعني (نیچر) کے قاعدے میں کچھہ تبدیل نہیں ھی — یہي مضبوط ' مستحکم ' دین ھی ولیکن اکثر آدمي نہیں جانتے) پس کیا سوائے مذھب اسلام کے دنیا میں اور بھی کوئي مذھب ھی جو توھمات سے ' تخیلات سے ' انساني ڈھکوسلوں سے ' دنیا کے عجائبات سے ' قطعاً چھوٹ کر اس بڑي حقیقت ' تک پہنچا ھو اور اُسنے فطرت اللہ ' نیچر ' ھی کو (جو حقیقت میں سچا دین ھی) دین ٹھہرایا ھو — ھمارے اسلام نے بتا یا ھی " الہکم الہ واحد " یعني (تمہارا خدا ایک ھی) پس کیا دنیا میں اس سے بھي زیادہ کوئي صحیح مسئلہ ھی اور کیا صرف یہي ایک مسئلہ نہیں جو علم ' عقل ' نیچر ' کے بالکل مطابق ھی — ھمارا ھي مذھب ھی جو اُس آن دیکھے ' آن سمجھے ' کو نہ کسي عنصر میں بتاتا ھی نہ کسي قالب بشري میں بلکہ یوں پہچنواتا ھی " ھوالذي خلقکم " یعني (تمہارا خدا تو وھي ھی جسنے تمکو پیدا کیا) " ھوالذي ینزل من السماء ماء " (وھي تو

هی جو بادلوں سے پانی برساتا هی) " هوالذي يرسل الرياح " (وهي تو هی جو هوا چلاتا
هی) " هوالذي يعلم الغيب " (وهي تو هی جو غیب کی بات جانتا هی) " هوالذي
خلق السموات والارض " (وهي تو هی جسنے آسمان و زمین پیدا کیا) " هوالذي يخرج
من الارض ثمرات مختلفاً الوانها " (وهي تو هی جو زمین سے مختلف قسم کے پھل اُگاتا
هی) — وهي تو هی جسکو اونگھه ، اور نیند ، نہیں آتی ، وهي تو هی جو اگلی ، پچھلی ،
سب باتوں کو جانتا هی — وهي تو هی جسکی آسمان اور زمین سب ملک هی —
وهي تو هی جو بیجوں اور گُٹھلیوں کو پھوڑ کر هری تهنی اُگاتا هی — همارا هي اِسلام هی
جسنے یہه فرماکر " قد افلح من زکہا و قد خاب من دسہا " یعنی (فلاح اُسی شخص کو
هی جسنے اپنے دل کو خراب ارادوں ، اور بُرے جذبوں ، سے پاک کیا اور وہ ضرور گنهگار هی
جسنے اپنے دلکو گناہ اور بُرے کاموں میں ، آلودہ کیا) روحانی تہذیب کا سچّا اور نہایت
سچّا مسئله بیان کیا — اسلام نے کہا هی " ان العزة لله جميعاً " یعنی (تمام عزت خدا کو
هی) پس وہ شخص جو کارخانه قدرت پر غور کرتا هی اور دیکھتا هی که نیچر کے تمام فواید ا
دنیا کے تمام منافع ، عام هیں اور گورے ، کالے ، شریف ، رزیل ، سب اُس سے یکساں مستفید
هوسکتے هیں وہ کیونکر اسبات کا اقرار نه کریگا که یہی ایک واقعی اور سچی بات هی — اسلام نے
فرمایا هی " الله الغني و انتم الفقراء " یعنی (خدا غنی هی اور انسان فقیر هی) پس وہ شخص
جو حالت انسانی پر نہ تامل نظر ڈالتا هی اور اُسکو لاکھوں چیزوں کا حاجتمند پاتا هی
اور اُن چیزوں کو اُسکے بس سے خارج اور دیکھتا هی که اگر صرف ایک هوا ، هی بند هوجا
تو اس اترانے والی هستی ، کا کیا حال هوجاے کیا وہ اسبات کے کہنے پر که یہی ایک
ٹھیک بات هی مجبور نہوگا اسلام کا قول هی " الا بذکر الله تطمئن القلوب " یعنی (خ
دی یاد میں قلب کا اطمینان هی) پس جسنے فطرت انسانی پر بخوبی غور کیا هو ا
دیکھا هو که انسان کسی حال میں خوش نہیں رهتا اور تمام آرزؤں کے پوری هونیکے بع
بھی کسی نه کسی آرزو کی دُھن میں همیشه پریشان رهتا هی وہ صاف اسبات کا اقرار کرد
که اطمینان قلب ، دلجمعی ، خوشی ، نه مال میں هی ، نه دولت میں ، نه صدرالصدو
میں ، نه ڈپٹی کلکٹری میں ، نه کوٹھی میں ، نه بارہ دری میں ، بلکه اطمینان قلب
خوشی ، صرف خدا کی یاد یعنی عمدہ ، اور غیر معصوم خیالات ، میں هی — اسلام کا
هی " ان الله یرفع عمل الصالح " یعنی (خدا نیک کاموں کو فوقیت . برتری دیتا هی
پس وہ شخص جسنے نیکی ، بدی ، اچھے ، بُرے ، کاموں کے نتایج میں کماحقه فکر کیا
وہ ضرور اسبات کا معترف هوگا که نیچر ، نے قانون قدرت ، نے صرف نیکی ، هي کو دنیا ،
همیشه کی عزت اور برتری دی هی اور نیکی گو کیسی هي نا معلوم گوشه اور پردے ،
کیوں نهو آج نہیں کل ، کل نہیں ، پرسوں ، ضرور اپنے نورانی چهرے سے دنیا کو

کريگي † بےشک همکو لاکھوں نظيريں مل سکتي هيں که وه نيکياں جو بديوں کے غلبه سے بظاهر معدوم هوگئي تهيں مدتوں کے بعد اُبهري هيں اور قابل قدر اور شکرگذاري خيال کي گئي هيں *

جس شخص نے کارخانه قدرت پر غور کيا هو اور ديکھا هو که مينهه سے پہلے ابر ضرور هونا هی اور بغير بوئے' کاتنا' ممکن نهيں آگ سے حرارت' پاني سے رطوبت' کسي وقت جدا نهيں هوني — زيادہ کهانا' تمام رات جاگنا' خدا پرست' خدا فراموش' دونوں کو يکساں کسلمند کرديتا هی وه ضرور اسباب کي تصديق کريگا که يهه باتيں بهي "لاتبديل لخلق الله" يعني (فطرت الهي کے قاعدے ميں تبديلي نهيں هوتي) مانوي في خلق الرحمن من تفاوت " يعني (نيچر کے قواعد ميں تبديلي ديکھي جاني ممکن نهيں) اُسيکي هيں جسنے نيچر' قانون قدرت' کو بنايا هی — جو شخص فطرت انساني پر غور کرتا هی اور ديکھتا هی که تمام انسان بلحاظ گهڑت' بلحاظ فطرت' يکساں هيں اور نيچر کے فايدوں سے يکساں مستفيد هوسکتے هيں — ايک شريف بهي علم حاصل کرسکتا هی اور ايک کمينه بهي — ايک سيد بهي بو' کرکات سکتا هی اور ايک جولاها بهي — ايک بڑے عابد — خداپرست کے کهودنے سے بهي پاني نکلتا هی اور ايک بڑے گنهگار کے بهي — وه ضرور بول اُتهيگا که اسباب کا کهنے والا " و ما اصابکم من مصيبة الا بما کسبت ايديکم " يعني (تمام مصيبتوں دو انسان هي کا هاتهه کماتا هی) لها ماکسبت و عليها مااکتسبت يعني (هر ايک اپنے کرتوتوں کا جوابده هی) ان الله ليس بظلم للعبيد " يعني (خدا اپنے بندوں پر ظلم نهيں کرتا) اور اس خطاوار هستي يعني انسان کا گهڑنے والا ايک هي هی — يهه کهکر لا يعلم الغيب الا هو " يعني (سوائے الله کے غيب کي بات کو اور کوئي نهيں جانتا) انسان کي اس شامت کو که کبهي وه اپنا هي سا ايک مخلوق اور اپنا هي سا آنکهه' کان' ناک' واليکو عيبداں' سمجهنے لگتا هی اور اُسکي بيجا تعظيم' سے ايک سخت گمراهي' ميں پڑجاتا هی'اسلام هي نے مٹايا هی — يهه فرماکر ولاتقف ماليس لک به علم يعني (جس بات ميں علم نهيں اُس ميں دخل درمعقولات مت کر) انسان کي اس خراب عادت کو که اکثر بن سمجهي بات' ميں مداخلت کرکے نقصان اُٹهاتا هی اسلام هي نے چهوڑايا هی — اسلام نے فرمايا هی من شکر فانما يشکر لنفسه و من کفر فان الله غني حميد " يعني (جو شخص شکر گذاري کرتا هی وه اپني ذات' اپني منفعت' کے ليئے کرتا هی اور جو شخص کفران نعمت

† قدرت کے اسي مستحکم قاعدے کي روسے همکو اُميد هی که همارے پيارے سيد کي يهه کوششيں بهي جو قومي عزت' قومي ترقي' قومي بهبودي' کے ليئے هورهي هيں ايک دن ضرور قابل قدر و شکر گذاري هونگي گو وه آج کيسي هي مخالفت کي نظر سے کيوں نه ديکھي جاتي هوں — من مصنف .

کرنا هی پس خدا ا یک بےپرواہ ذات هی) پس کیا اسمیں کچھہ شک هی کہ تمام دنیاوي
لذتیں ' تمام دنیاوي نعمتیں ' اُسیوقت لذتدار ' اُسیوقت ذریعۂ خوشي ' هیں جب اُنکي
سچّي قدر ' یعني (شکر گذاري) کیجاے - ناشکرے ' یعني قدر نہ کرنے والے انسان ' کے لیئے
دنیا کي بڑي سے بڑي نعمت بڑے سے بڑا فایدہ ' بهي کچھہ حوسي ' کچھہ مزہ ' نهیں دیتا -
اسلام نے کہا هی " و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا " یعني (انسان کو ایک تهوڑا علم دیا گیا هی)
پس کیا اسمیں کچھہ شبہہ هی کہ یہہ بڑي هانکنے والي هستي ' باوجود همہ‌داني ' پهر بهي کتني
نادان هی بجز اسکے کہ اوپر اوپر کي باتیں ' اسکو معلوم هوں موجودات عالم ' کے ایک ادني سي
چیز ' کي بهي تو کامل حقیقت نهیں جانتا - یہہ فرماکر " لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق
والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الاخر والکتب والنبیین واتی المال علی حبه ذوی القربی
والیتمی والمساکین وابن السبیل والسائلین و فی الرقاب و اقام الصلوة واتی الزکوة والموفون
بعهدهم اذا عاهدوا والصابرین فی الباساء والضراء و حین الباس اولئک الذین صدقوا و
اولئک هم المتقون " یعني (نیکي صرف یهي نهیں کہ مهنہ پورب یا پچهم کولیا بلکہ
نیکي ایمان لانا هی الله پر ' اور آخرت پر ' کتاب پر ' اور نبیوں پر ' اور مال کا دینا
خدا کي محبت میں ' قریبوں کو ' یتیموں کو ' مسکینوں کو ' اور سائلوں کو ' اور غلام
آزاد کرنے میں ' اور نماز پڑهني ' اور زکواۃ دیني ' اور ایفاء عهد کرنا ' جب اقرار کیا
جاوے — اور صبر کرنا سختیوں میں ' اور مصیبتوں میں ' اور وهي لوگ متقي هیں)
صرف اسلام هي نے تهذیب روحاني ' تهذیب اخلاق ' اور همدردي ' کو (جو اصل اصول
هیں) اصل مقصد انسانیت کا قرار دیا هی - یہہ کہکر ان اکرمکم عندالله اتقیکم " یعني
(انسانوں میں صرف اُسیکو بزرگي هی جو بلحاظ اتقا کے بزرگ هی) صرف اسلام هي هی
جو نہ ذات ' کو دیکهتا هی نہ پات کو ' نہ پیمبرزادگي ' کو نہ ڈهنا هونیکو ' نہ دولت کو '
نہ حشمت کو ' بلکہ تمام انسانوں کو یکساں بتاتا هی اور اگر کچھہ امتیاز کرتا هی تو مختص
بلحاظ اعمال ' اور کرتوتوں کے ' بلحاظ سیوبلمرز ' اور ان سیویلمز ' کے — بلحاظ بدکاري '
اور نیکو کاري کے — اسلام هي هی جو یہہ کہکر " یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم کبیر " یعني (اے ایمان والو بہت بدگمانیوں سے پرهیز کرو — بعض
بدگماني بڑي گناہ هیں) بدگمانیوں سے ٬ شکوک سے ٬ شبہات سے ٬ توهمات سے جو
فی الواقع انسان کي کامیابي اور ترقي کے نہایت سخت اور قوي مزاحم هیں چهوڑاتا هی —
اسلام هي هی جو یہہ فرماکر " دع ما یریبک الی ما لا یریبک " یعني (شک والي بات کو
بہ نسبت اُسکے جو شک میں نہ ڈالے چهوڑدے) انسان کو اس غلطي سے کہ اکثر وہ توهمات
میں پڑکر یقیني ' اور غیر مشتبہہ امور کو بهي مشتبہہ سمجهنے لگتا هی اور اُسکے منافع سے
محروم رهتا هی ' نکالا هی — یہہ کہکر " من لم یشکرالناس فمن لم یشکرالله " یعني

(جو انسان کي شکر گذاري نہيں کرتا وہ خدا کي بھي شکر گذاري نہيں کرتا) اسلام ھي ھی جو شکر گذاري ھي کو اصل بات بنا تا ھی — یہہ فرماکر " تخلقوا باخلاق اللہ " یعنی (انسان خدا کے اخلاق پر پیدا کیا گیا ھی) اسلام ھي ھی جو انسان کے اخلاق کو ایسا نوراني اور چمکیلا بنانا چاھتا ھی جس سے فرشتوں کو بھي رشک ھو اس بات کے کہنے سے " ولا تمش فی الارض مرحا " یعني (زمین پر اتراتے مت چلو) اسلام ھی یہہ چاھتا ھی کہ سادہ روي اور منکسرالمزاجي کے خوشبوں اور فایدوں سے بھي بہہ اترانے والي اور ناعاقبت اندیش ھستي ' محروم نہو - اسلام ھي ھی جسنے اس کم بین ' غافل ' خطاوار ھستي ' کے اصلاح کے لیئے نہ تلوار کو ذریعہ ٹھیرایا نہ کسي سختي کو بلکہ یہي کہا ' ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة " یعني (حکمت کي باتوں اور نصیحتوں کے ذریعہ سے سچي یعني خدا کي راہ پر لاؤ) " جادلهم بالتي هي احسن " یعني (راہ راست پر آنیکے لیئے اُس طریق پر لڑو جو سب سے زیادہ احسن ھو) — کیا اسکا نظیر بجز اسلام کے کسی اور مذھب کو ھوسکتا ھی کہ اس بڑي حقیقت کو جسکي سچائي سے دنیا میں کسیکو بھی انکار نہيں ھوسکتا اور جسکي پیروي تمام دیني و دنیوي برکتوں کي ضامن ھی ان دو لفظوں میں بیان کردیا " خیرالامور اوسطها " یعني (اعتدال سب سے بہتر چیز ھی) — کیا انسان کي سلامت حالي کے لیئے اس تدبیر سے بہتر بھي کوئي تدبیر ھی جو ان پیارے لفظوں میں بتائي گئي " ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولاتبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا " یعني (نہ تو ھاتھہ بالکل گردن ھي تک کھینچ لینا چاھیئے اور نہ بالکل ایسا کھول ھي دینا چاھیئے کہ غمگین اور پریشان بیٹھنے کي نوبت آوے — اسلام نے کیا ہے انھا تمدني برکتیں ' انسان پر نازل کیں جب یہہ فرمایا " التاجر الصدوق یحشر یوم القیامة مع الصدیقین والشهداء " یعني (سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھہ محشور ھوگا) " من طلب الدنیا حلالاً تعففاً عن المسئلة وسعیاً علی عیاله وتعطفاً علی جاره لقی الله ووجهه کالقمر لیلة البدر " (یعني جسنے دنیا کو وجہہ حلال سے اسلیئے طلب کیا کہ سوال کرنے سے بچے اور اپنے بال بچوں کي خبر لے اور ھمسایہ کے ساتھہ ھمدردي کرے وہ خدا سے ایسي حالت میں ملیگا کہ اُسکا منہہ چودھویں رات کے چاند کیطرح چمکتا ھوگا) " ان الله یحب المؤمنین المحترف " یعني خدا پیشہ ور مسلمان کو دوست رکھتا ھی — " ان الله یحب العبد یتخذ المهنة لیستغني بها عن الناس " یعني (اللہ اُسکو دوست رکھتا ھی جو نوکري اسلیئے کرتا ھی کہ کسي کا محتاج نہو) *

اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ اسلام کي تمام باتیں ' اسلام کے تمام خیالات ' نہایت سچے اور صحیح ھیں اور حرف حرف دنیا کے نیچر ' اور انساني فطرت' کے مطابق ھیں - افسوس یہہ ھی کہ ان تمام سنہري باتیں سنہري خیالات' سے مسلمان کچھہ مستفید نہیں ھوتے —

افسوس صد افسوس ' حیف صد حیف ' جس اخلاق ' کو ایسے مسایل سکھلائے گئے ہوں - جن دل و دماغ ' کو ایسے خیالات تعلیم کیٔے گئے ہوں — جس تمدن ' کو ایسي تدبیریں بتائي گئي ہوں ' اُسي اخلاق کا یہہ حال ہو کہ تمام بداخلاقیوں کا منبع ہو — اُنہیں دل و دماغ کي یہہ کیفیت ہو کہ تمام حیرت‌زدہ اور بھوچکي باتوں کي سرچشمہ ہوں — اُسي تمدن کي یہہ گت ہو کہ لنگوٹا تک باقي نرکھے — مسلمانوں کي چال ڈھال ' حرکات سکنات ' اخلاق ' تمدن ' پر نظر کرکے کیا فی‌الواقع کوئي شخص کہہ سکتا ہی کہ یہہ وہي قوم ہی جسکي ہدایت کے لیئے ایسي سچي ' اور روشن ' روحاني' اخلاقي' تمدني ' ملکي' مسائل موجود ہیں — کیا کسي زمانہ میں انہیں برکت انگیز مسائل ' کي پیروي سے ہماري قوم واقع میں خیرالامم ' نہ تھي اور کیا اب انہیں کے ترک اور خیالات پرستي سے ' حقیقت میں بدترین اُمم ' بدترین کافہ انام نہیں ہی دولت ' حشمت ' علم ' فضل ' ہنر' کمال ' سچائي ' راستبازي ' دیانت ' تقوی ' محنت ' جفاکشي ' محبت ' ہمدردي ' کیا کوئي صفت بھي اب ہماري قوم میں باقي رہگئي ہی —

بقول دشمن پیمان دوست بشکستي
بہ بیں کہ از کہ بریدي و باکہ پیوستي

حقیقت میں تعلیمي ' تربیتي ' تقلیدي ' بندشوں سے چھٹنا ' اور اصل حقیقت ' تک پہنچنا نہایت ہي مشکل کام ہی اور یہہ اُسي جوانمرد ' سے ہوسکتا ہی جو کافي طور پر دلي قوت ' اور نڈر جرئت سے بہرہ‌یاب ہو — تعلیم ' تربیت ' رسم ' رواج ' صحبت ' سوسئیٹي ' توہمات ' تخیلات ' سے متاثر ہونے کے بعد کسي دل و دماغ ' کي اصلاح حقیقت میں اُتني ہي مشکل ہی جتني اُس معدے کي جو نہ دوا کا متحمل ہو نہ غذا کا — مسلمانوں سے ان تمام سچے خیالوں کے چھٹ جانے اور اُنکي اصلاح متعذر و محال ہونیکي محض یہي وجہہ ہی کہ اُنکا دل ' اُنکا دماغ ' اُنکے گوشت ' اُنکے پوست ' اُنکي ہڈیاں ' اُنکے رگ و ریشے ' رسم و رواج وغیرہ کے بداثروں سے بھر رہے ہیں اور توہمات اور تخیلات نے اُس دلي قوت ' کو (جسکو قدرت نے ہر انسان کي فطرت میں رکھي ہی) اور جسکو مختلف لفظوں نور قلب ' نور ایماں ' بصیرت ' سے تعبیر کرتے ہیں نہایت ہي ضعیف کردیا ہی *

انسان کي وہ حالت بھي کیا ہي خوشنما ہی جب انسان سچے خیالات ' سچے اخلاق' صحیح تمدن ' سے کامیاب ہو — انسان کي یہي حالت ہی جو انسان کا اشرف‌المخلوقات و خلیفۃ‌الرحمن ' ہونا ثابت کرتي ہی — یہي حالت ہی جو انسان کو اصلي خوشي ' اور حقیقي عزت ' کا مزہ چکھاتي ہی — یہي حالت ہی جو یہہ بتاتي ہی کہ انسان بھي

دا ھي عجیب ھستي ھی — یہي حالت ھی جو اُن تمام پردوں کو اُٹھا دیتي ھی جو اس سراپا نیاز اور اُس ھمہ بےنیاز ھستي کے درمیان واقع ھیں *

اے خدا ھماري قوم کو بھي صحیح . غلط . سچ . جھوٹے . اچھے . بُرے . میں امتیاز کرنے . اور انسان بننے . کي توفیق دے آمین *

راقم

مسکین احسان اللہ

ساکن قصبہ مندارہ ضلع الہآباد

مدرسۃالعلوم مسلمانان واقع علیگدہ

جب کسي قوم کسي گروہ کے دن پھرنے والے ھوتے ھیں تو اُسی قوم ' اُسی گروہ ' میں جو تمام بد اخلاقیوں ' اور ناھنجاریوں — کا نمونہ ھی ایک ایسا شخص پیدا ھوجاتا ھی جو دل سے اُس گروہ اُس قوم کي ابتریوں اور بدنصیبیوں پر روتا ھی اور اُسکي اصلاح کي فکر کرتا ھی — یہہ شخص اُسي قوم اُسي گروہ میں پیدا ھوتا ھی — اُسي غذا ' اُسی ھوا ' میں پرورش پاتا ھی لیکن اُس کي خواھشیں ' اُس کي آرزوئیں ' اُس کی خوشیاں ' اُس کی تمنائیں ' تمام قوم سے جدا اور تمام قوم سے الگ ھوتي ھیں - اُسکي تمنا محض اپني قوم کا اچھي حالت میں دیکھنا ' اُسکي آرزو محض اپني قوم کا پھولا پھلا ھونا ھوتا ھی — تمام قوم مال — دولت — چمن — کوٹھي — فنن — نگاہي — سیر — شکار — اور — احباب وغیرہ دنیوي دولتوں سے مسرور ھوتي ھی مگر یہہ مصیبت کا مارا ' نہ چمن سے خوش ھوتا ھی نہ فتن سے نہ مال سے نہ دولت سے نہ سیر سے نہ شکار سے نہ یار سے نہ احباب سے — اُسکي خوشي ھمیشہ قوم کي ترقي ' قوم کی بہبودي ' میں منحصر ھوتي ھی — اسکا رونا ھمیشہ قوم کے لیئے رونا ھوتا ھی — یہہ شخص نہ حوروں کے لالچ اور نہ غلمانوں کي طمع سے بلکہ دل کے بے چین کردینے والے اصرار ' سے رات دن اسي فکر میں رھتا ھی کہ کیونکر قوم کی اصلاح ھو — کیونکر قوم تہذیب و شایستگي کي دولتوں سے نہال ھو — کیونکر قوم پھلے پھولے — کیونکر قوم قوم بنے — کھانے میں ' پینے میں ' سونے میں ' جاگنے میں ' بات میں ' چیت میں ' اُٹھنے میں ' بیٹھنے میں ' ھروقت اسي تصور میں غرق رھتا ھی — کوئي لحظہ نہیں جو قوم کی یاد میں نہ گذرے — کوئي منٹ نہیں جو قوم کے خیال سے خالي ھو — دنیا کي کوئي خوشنما چیز نہیں جو قوم کي بدنما حالت کا خیال دلاکر اُس کو گھنٹوں نہ رلاتي ھو — دوسري قوموں کے علوم — فنون — ھنر — ایجاد — تہذیب ' شایستگي اور اپني قوم کي بےھنري . بے علمي ' بد تہذیبي '

نا شایستگی ' دیکھو کوئی دن نہیں جو آنکھ آنکھ آنسو نہ روتا ہو - یہہ شخص اپنی قوم کی
اصلاح کے لیئے سینکڑوں تدبیریں سوچتا هی اور طرح طرح سے اُن تدبیروں کا اظہار کرتا هی --
اُسکا ایمان اور غمخوار دل اُسکو اس بات پر مجبور کرتا هی که قوم کی بھلائی کی باتوں نه
کبھی اِلتجا سے کہے -- کبھی آرزو سے -- کبھی غصه سے -- کبھی ذات کر - کبھی کہتا هی
میاں میرے ' بھائی میرے ' اُٹھو ' دیکھو ' کیا حالت هی -- کبھی کہتا هی خدا کے لیئے
اپنی اولاد کے لیئے ' سوچو ' سمجھو ' کبھی قوم کی نالایقیوں سے تنگ آکر نہایت دلسوزی
سے کہہ اُٹھتا هی ' جاؤ جہنم میں جاؤ ' مت سمجھو -- کبھی یوں حسرت بھرے دل سے
بھلا هماری قوم کیوں سمجھیگی -- یہہ کمبخت اِس بدلے میں که اپنی قوم کو خواب غفلت
سے جگاتا هی ' اس صله میں که اپنی قوم کو تہذیب و شایستگی سے نہال کیا چاہتا هی
اپنی ناعاقبت اندیش قوم سے لاکھوں صدمے ' هزاروں ایذائیں ' اُٹھاتا هی مگر اُف ' نہیں
کرتا اور اپنے استقلال ' ثابت قدمی ' میں کچھہ فرق نہیں لاتا -- جب بالکل جان هی کی
نوبت آجاتی هی تو صرف یہہ بات اُس کے حسرت ناک اور آرزو مند دل سے نکلتی هی --

محرم عشق تو ام میکشند غوغا ئیست * تو نیز برسر بام آ که خوش تماشائیست

نه مرتے مرتے مونهه پھیرا محبت سے کبھی میں نے
جمائیں اسقدر جڑیں وفا پر اپنی نازاں هوں

اگرچه اس قومی بہبودی کے بھوکے ' اور قومی ترقی کے پیاسے ' کو آغاز کار میں بہت سی
مایوسیاں هوتی هیں اور بہت سے صدمے هوتے هیں اور هر شجر ' حجر ' در ' و دیوار ' سے
مخالفت کی صدا آتی هی لیکن بالاخر اُس کا پاک ارادہ ' اُسکی سچی نیت ' اُسکی نه
هارنے والی همت ' اُسکا مضبوط استقلال ' اُسکو کامیاب کردیتی هی اور اُسکی پیاری قوم تمام
دینی و دنیوی برکتوں سے نہال هوجاتی هی اور چند روز کے بعد یہی مردود ' یہی ملعون '
یہی دیوانه ' یہی مجنون ' نه صرف اپنی قوم کا بلکه تمام اِنسانوں کا نہایت هی مشکور هوتا
هی - اِسمیں کچھہ شبہه نہیں که تمام قومیں ایسے هی شخصوں کی بدولت اُبھری هیں اور
تمام اِنسان ایسے هی انسانوں کی بدولت اِس شگفته حالت میں پہونچے هیں -- یہه
برکتیں جو آج انسانی سوسئیٹی میں دیکھی جاتی هیں اور جن سے آنکھوں کو خیرگی هوتی
هی انہیں اِنسانوں کی بدولت نازل هوئی هیں *

خدا کا شکر هی که هماری بد نصیب قوم میں بھی ایک ایسا شخص جو هم لوگوں
کی حالت زار پر روتا هو اور دل سے هماری اصلاح چاهتا هو پیدا هوگیا هی اور شبانه روز
هم لوگوں کی بھلائی میں کوشش کر رها هی -- تمام قوم اپنے اپنے دھندے ' اپنے اپنے کار و بار '
میں لگی هی مگر یہه قوم کا شیدا ' قوم کا فریفته ' گھر ' وطن ' ملک ' دیس ' اپنے ' یگانے '
تمام دنیا ' چھوڑکر ' رات میں ' دن میں ' اندھیرے میں ' اُجالے میں ' خلوت میں '

خلوت میں ' اسي دھن میں ھی که کیونکر ھو که ھماري بدنصیب قوم بھي دنیا و دنیوي برکتوں سے نہال ھو — کیونکر ھو که ھماري قوم بھي قوم بنے — اس مبارک ارادوں اور کوششوں میں سرگرم و ثابت قدم ایسا تھی که ھر طرف سے مخالفوں کي سخت و بدمست مرد کي والی آوازیں سنتا ھی لیکن ممکن نہیں که سرگرمی اور اولوالعزمي میں ذرا بھی فرق آئے — ھزاروں لعن ' ھزاروں طعن ' ھزاروں بے اعتدالیاں ' ھزاروں صدمے ' اپني بدنصیب قوم سے اُٹھاتا ھی لیکن بجز اس کہنے کے که میري پیاري قوم کچھه نہیں سمجھتي ' ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاتا — جانتا ھی پوچھتا ھی ' که میري قوم کي بدنصیبیاں اور ناھنجاریاں اس درجه سے بڑھ گئی ھیں که اُس کی اصلاح خدا ھی کرے تو ھو لیکن دل کے اُس دونے ولولے ' سے بیتاب ھوکر ھر لحظه ' ھر ساعت ' ھر گھڑی ' ھر وقت ' اسی فکر میں ھی که کیونکر ھو که میري پیاري قوم بھي ترقي میں آسمان کا تارہ ھو — کیونکر ھو که میري قوم بھي تہذیب و شایستگي میں ضرب المثل ھو ' ایک دفعه ' دو دفعه ' دس مرتبه ' بیس مرتبه ' جان چکا ' سمجھه چکا ' که میري ناشدني قوم بننے والی نہیں لیکن دل کي لگي ھونے سے مجبور ھوکر بار بار یہي کہتا ھی — اے بھائیو ' اے عزیزو ' سوچو ' سمجھو ' تم بھي بني آدم ھو — تم بھي آنکھه ' کان ' دل ' دماغ ' رکھتے ھو ؟

اسي فنا في القوم کی کوششوں سے آج ھم اپني بدنصیب قوم میں بھي ایک دارالعلم (یعني مدرسه) پاتے ھیں اور ایسا که ھماري تمام دیني و دنیوي احتیاج کو بہم کرسکے — جب یہه خیال کیا جائے که دنیا میں کوئي قوم کیونکر پھولتي ' پھلتي ' بڑھتي گھٹتي ' ھی اور علمي اور اخلاقي تنزل سے کسي قوم کا کیا حال ھوتا ھی تو اس میں کچھه شک نہیں معلوم ھوتا که یہه مبارک مدرسه ھماري قوم کي خوش‌نصیبي کي مبارک فال ھی — افسوس یہه ھی که ھماري ناعاقبت اندیش قوم اس بڑي نعمت کي کچھه قدر نہیں کرتي — ابھي تک ھماري قوم نے سمجھا ھي نہیں که اصلاح نسل آدم کیسي محال بات ھی اور وہ کن کن تدبیروں سے ھوسکتي ھی تربیت کیا چیز ھی اور انسان بہ نسبت علم کے اُسکا کتنا زیادہ محتاج ھی انسان کي تمام ظاهري و باطني قواء کس علوم اور کس تربیت سے وہ بڑي وہ شگفتگي ' حاصل کرتے ھیں جس سے انسان ' انسان ' بنتا ھی اور سویلزڈ کا درجه پاتا ھی — ھماري قوم جانتي ھي نہیں که عزت ' غیرت ' جرأت ' ھمت ' محبت ' ھمدردي ' محنت ' جفاکشي ' سچائي ' راستبازي ' کے سنہري قواء (جو اصل اصول انسانیت ھیں) کس قسم کي تعلیم و تربیت سے ترقي کرتے ھیں اور ناقص تعلیم و تربیت کا نتیجه انسان کے اُن قواء پر کیا ھوتا ھی — اے مسلمانو ' اگر تم چاھتے ھو که تمھاري اولاد بھي تمام انساني خوبیوں کي نمونه ھو اور تمھاري اولاد بھي دنیا کي ترقي‌یافته قوموں کي مانند دنیاوي برکتوں سے نہال ھو تو ضرور ھی که تم خود ایک ایسا گھر بناؤ جس میں تعلیم و تربیت کا

کافی سامان موجود ہو - پس اگر بنظر انصاف دیکھو تو یہہ کہو یعنی (مدرسۃالعلوم مسلمانان) اسلئے انسانی بہتر ھی جو ہماری تمام دینی و دنیوی مقاصد کو پورا کرسکتا ھی — اس مدرسہ میں جیسے دنیاوی علوم کی تعلیم نہایت اعلی درجہ کی دیجاتی ھی ویسا ھی دینی اور مذھبی امور بھی نہایت عمدگی سے سکھلائے جاتے ھیں — اس مدرسہ میں جیسا علوم کا عمدہ انتظام ھی ویساھی تربیت کا بھی *

راقم

مسکین احسان اللہ

ساکن قصبہ منڈارہ ضلع الہ آباد

انسان و حیوان

لوگوں نے جاندار مخلوق کی دو قسمیں کی ھیں ' انسان اور حیوان — مگر سوچنا چاہیئے کہ ان دونوں میں کیا فرق ھی جسکے سبب دو قسمیں قرار دی ھیں — کیا چیز انسان میں ھی اور دوسرے میں نہیں ' یا دوسرے میں ھی اور پہلے میں نہیں — فطرت نے ہرایک جاندار کو کسی نہ کسی چیز کا محتاج بنایا ھی اور اُس احتیاج کے رفع کرنے کی تدبیر یا تمیز یا عقل اُسکو عطا کی ھی — انسان کو خدا نے ننگا پیدا کیا اُسکو لباس بنانے کی تدبیر سکھلائی اُس نے روئی سے بنکر ' لباس کے لیئے عمدہ عمدہ نفیس سادے اور گلدار سنہری روپہلی کپڑے بنے کی تدبیر نکالی — حیوانوں کا لباس نہایت خوبصورت و نفیس رنگ برنگ سنہرا و روپہلا گلدار و پر بہار اُنکے ساتھہ پیدا کیا — قدرت نے جاڑے گرمی کی پوشاک کی تبدیل کا خود ذمہ لیا ' اُنمیں وہ حاجت نہ تھی جو اُس ننگے مخلوق میں تھی ' اسلیئے اُنکو وہ تدبیر نہیں بتائی جو اُس ننگے مخلوق کو سکھائی ' گو ایک کو ایک تدبیر آئی اور دوسرے کو نہ آئی مگر نتیجہ میں دونوں برابر ھیں ' بلکہ پچھلا پہلے سے بہتر ھی *

زندگی کے لیئے دونوں غذا کے محتاج ھیں — ایک کے لیئے خود فطرت نے خوان الوان نعمت بچھا رکھا ھی ' دوسرا اپنی عرق ریزی سے اُسے مہیا کرتا ھی - اُسکو اُس عرق ریزی کی حاجت نہ تھی اسلیئے اُسکو اُسکی کوئی تدبیر نہ بتائی ' اور اُسکو عرق ریزی کی حاجت تھی اسکو اُسکی سب تدبیریں سکھلائیں ' مگر نتیجہ میں دونوں برابر ھیں ' بلکہ یہہ اُس سے افضل ھی *

کہتے ھیں کہ پہلا ذیعقل ھی — اگر عقل کے معنی وہ لو جو ہر روز برتنے میں آتے ھیں یعنی وہ شی جس سے حاجت روا ہوتی ھی تو وہ تو دوسرے میں بھی پاتے ھیں —

تمام حاجتیں جو فطرت نے اُس دوسري مخلوق میں رکھي هیں اُسکے ساتھہ وہ شی بھي رکھي هی جس سے اُن ضرورتوں کو رفع کرسکتا هی ' اور اسطرح رفع کرتا هی که پہلا یعني انسان اُسطرح رفع نہیں کرسکتا *

اُس شی کي کمي و بیشي کا دعوی که انسان میں زیادہ یا کامل هی اور حیوان میں کم یا ناقص ایک بے معني دعوی هی — کامل یا ناقص' کم یا زیادہ ' نسبتي مقولات هیں جنمیں کمي و بیشي کا اطلاق نسبت کے مساوي هونے پر محض لغو هی - دس کو سو کے مقابل وهي نسبت هی جو ایک کو دس کے مقابل ' پھر یہہ کہنا که دس زیادہ هیں اور ایک کم بےمعني بات هی *

کہتے هیں که انسان مدرک کلیات و جزئیات هی ' اگر هی تو اُسکو اِسکي بھي حاجت هی اور حیوان کو نہیں ' اس صورت میں بھي دونوں نتیجه میں برابر هوئے ' بلکه حیوان اچھا رها *

دیندار کہتے هیں که اِنسان خاص عبادت کے لیئے بنایا گیا — اگر عبادت کے یہہ معني هیں که مخلوق وہ کرے جسکے لیئے بنایا گیا هی تو تو شجر و حجر ' آب و خاک ' آتش و هوا ' چرند و پرند سے زیادہ انسان عابد نہیں هوسکتا *

قومي همدردي بھي حیوانوں میں پائی جاتي هی — پس قومي همدردي بھي انسان کي خاصیت نہیں هی *

هاں ایک بات انسان میں هی جو حیوان میں نہیں که وہ قومي همدردي کے ساتھہ اُس قومي ضرورت کا تدارک بھي کرسکتا هی ' مگر حیوان نہیں کرسکتا - پس جو انسان که قومي همدردي نہیں کرتے وہ و حیوانیت سے بھي خارج هیں' اور جو همدردي کي صرف زباني باتیں بناتے هیں اور عملي طور پر اُسکو کام میں نہیں لاتے وہ اُن جانوروں کي مانند هیں جو کائیں کائیں کرکے جمع تو هوجاتے هیں مگر کچھہ کرتے نہیں *

اِس زمانه میں هماري قوم کا یہي حال هی که بعضے تو قومي همدردي کے نام سے بھي آسنا نہیں ' اور بعضے باتیں بہت لمبي چوڑي بناتے هیں مگر کرتے کچھہ نہیں — خدا کرے که هماري قوم انسان بنے اور سمجھے که اُنکي قوم کس حالت میں مبتلا هی ' اور کس کس چیز کي علی‌الخصوص تعلیم کي اُسکو حاجت هی — پس مقتضاے انسانیت یہي هی که هم سب ملکر اُسمیں مدد دیں ' اور جن چیزوں کي قوم کو ضرورت هی اُنکو مہیا کریں *

راقـــــــم

سید احمد

ذهانت اور آزادي

(ذهانت سے مراد هماري اُس قوت عقلي سے هی که جو نئي نئي صنعت کي چيزوں اور مضامين اور خيالات جديد پيدا کرتي هی اور هر کام کو اعلی درجه کي خوش اسلوبي سے سرانجام ديتي هی — جب تک طالب علم يهه معني ذهن ميں اس مضمون کے پڑهنے ميں نهيں رکهينگے تو اُسکو بهت جگهه غلط سمجهينگے) *

انسانوں ميں جو گروه اعلی درجه اور اشرف مرتبه کا هی اُسکو جيسي آزادي عزيز هوتي هی ايسي کوئي اور چيز دنيا کي پياري نهيں معلوم هوتي — وه مال و جان سے اُسپر فدا هوتا هی — جان اور مال اُسپر فدا کرتا هی — ديکهه لو که هزاروں نے اُس کے واسطے جانيں کهوئيں — لاکهوں نے اُسکے ليئے کروروں آفتيں سرپر اوٹهائيں — اُنکا دل اُس بند ميں اور آفتوں سے شاد اور خرم هوتا هی جو اس آزادي کے حاصل کرنے ميں پڑتي جائے — واقعي آزادي هي هی ايسي چيز که جو کچهه اُس کے لئے کيا جائے تهوڑا هی — مگر اسکے ساتهه هي کوئي بات دنيا ميں ايسي نهيں که جسکے سمجهنے ميں اور کام ميں لانے کے اندر انسان نے ايسي غلطياں کي هوں جيسيکه آزادي کے باب ميں کي هيں — اُسکي آڑ اور اوٹ ميں وه وه جرم اور گناه اُسنے کيئے هيں که خدا کي پناه — افسوس صد افسوس که اسی مقدس نام سے هزاروں گناه دنيا ميں لوگ کرتے هيں اور اُنکو گناه بهي نهيں سمجهتے — افسوس هی که هم آزادي کی کچهه بهي عزت نهيں کرتے اور نه اُسکو عزيز رکهتے هيں — اور ايسے غلط فهم هيں که قيد کو اور غلامي کو اپني آزادي جانتے هيں — جن باتوں ميں که هم آزادي کو حاصل نهيں کرسکتے هيں اُن ميں بهي ناحق اپنے تئيں جکڑ بند کرليتے هيں — غلامي هماري عادت نهيں بلکه طبيعت هی — هم يهه نهيں سمجهتے هيں که اس آزادي کے نهونے سے هماري ذهانت پر کيا آفت آتی هی — برخلاف هماري عادت کے همارے فرمانروا اهل انگلستان هيں جو ايک زمانه قديم سے آزادي کو اپنا معبود جانتے هيں اور اس اپنے صنم کي عبادت اور پرستش ميں روز مره زياده سرگرم هوتے جاتے هيں — يهه آزاد طبع قوم آزادي کے هاتهه بک جانے کو اپنا فخر اور اعزاز سمجهتي هی — اب ذرا اوپر کي بات پر خيال کرو که آزادي کے نهونے سے هماري ذهانت پر کيا آفت آتي هی — آزادي اور ذهانت کے مابين کوئي رشته خيالي اور تصوري اور جبري نهيں باندها گيا هی نه کوئي شاعرانه مضمون کي تشبيهه اور استعاره کي خاطر سچ کا خون اس رشته مندي سے کيا گيا هی بلکه پهولوں کے کهلنے کے ليئے دهوپ کي ايسي ضرورت نهيں هی جيسيکه ذهانت کے ليئے آزادي کي حاجت هی قواے عقليه کا چمن کهلتا هي نهيں جب تک آزادي کي ابياري نه کي جاوے — اُس ميں ذهانت کا نهال پهولتا پهلتا هي نهيں جب تک آزادي

کی روشنی اُسپر نہ چمکی اس ہمارے بیان کی صداقت پر دنیا کی تمام تاریخ شہادت دے رہی ہے — ذہانت کے سارے جلوے کوئی آزادی اور اولوالعزمی کے دکھائے ہیں یہہ ذہانت کا چشمہ وہاں سے کبھی نکلا ہی نہیں جہاں ملکی غرور اور آزادمنشی کا ادب اور اعتبار نہیں ہوا اس چشمہ کا یہہ دستور رہا ہے کہ اگر ایک دفعہ جاری ہو کر بند ہوگیا تو پھر دوبارہ نہیں جاری ہوا — کوئی تاریخ جس میں دس ہزار برس کا حال دنیا کا لکھا ہوا ہو لے کے دیکھو اور اُس میں کسی قوم اور ملک کا حال نکال کر ملا کر دیکھو — اہل یونان ہندؤوں کا تو تو گویا ایک خدا کی قدرت اُنکی ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہے — جسوقت یونانیوں کے علوم سامیہ اور فلسفیہ ریاضیہ اُنکے دیکھوگے تو عقل حیران ہوگی کہ کیسی ذہانت میں کیا اُنکو ذہانت تھی کہ ایسے قاعدے میں قاعدے اُنہوں نے ایجاد کیئے — اور اُنکی عمارت اور صنعت کے اشیا کا حال پڑھو یا اُنکے آثار قدیمہ کو آنکھوں سے دیکھو تو تمکو تعجب پیدا ہوگا کہ کیا کیا باتیں اُنکی ذہانت نے اُن میں اختراع کی ہیں — مگر جب اُنکی آزادی جاتی رہی اور رومیوں کے مطیع ہوگئے تو اُنکی ذہانت کے سارے کارخانے ملیامیٹ ہوگئے اُنکے علموں کی نشانیں ہمیشہ آس پاس نہیں — عمارتیں ڈھے کر خاک میں ملیں — اُنکا خاتمہ کا طمسہ اُن کے مندروں کا اور عالیشان عمارتوں کا اور خوبصورت مورتوں کا اُٹھ جاتا — جو اُنکی ذہانت کے کام دکھا رہی تھی وہ نیست و نابود ہوگئے — جو ... خاک ہوگئے — جس علوم کی روشنی سے وہ چمکتا رہتا تھا وہاں اب اندھیرا ہوگیا *

اب رومیوں کو دیکھو کہ جنکے ہاتھ سے یہہ یونان کی کم بختی آئی تھی کہ جب اُنہوں نے ساری معلوم دنیا میں اپنا نام فتح اور نصرت کے نقش کیئے اور سب اُنکی عصا آزادی سے محروم ہوئے تو جس رات کو اُنکی دارالسلطنت پر گوتھہ کی وحشی قوموں نے حملہ کیا ہے تو کون سی عمدہ چیز تھی کہ اس دارالسلطنت میں نہ تھی کیسے کیسے عالیشان مندر اور اُنکے اندر کیسی کیسی مورتیں سندر — مکان رفیع‌الشان بلند پایہ — غرض سب چیزیں ایسی تھیں کہ جنسے معلوم ہوتا تھا کہ اُنکے ذہن میں کیا قدرت اور قوت تھی کہ یہہ عمارات اختراع کی تھیں — کن کن کو دیوتا بنایا کیا کیا اُنکے اوصاف اپنی ذہانت سے ٹھیرائے —

مگر اُس ایک رات کے حملہ ہی نے سب ذہانت کا خاتمہ کردیا — صبح کو جب آدمی خواب غفلت سے اوٹھے تو اُنکا دارالسلطنت وحشیوں کے ہاتھہ میں تھا — ذہانت نے بھی اُسی رات وہاں سے سفر اختیار کیا اور پھر اُدھر مُنہہ ندیکھا — نینوہ جسکے قصر و محل و در و بام و کوچہ و بازار آج تین ہزار سال بعد اپنے کھنڈروں سے عالم بہار دکھاتے ہیں اور اُسکی جوانی کے ایام یاد دلاتے ہیں جب اہل بابل کا تسلط وہاں ہوا تو وہ گرکر پھر نہ اُبھرا — پھر بابل جسکی عظمت ضرب‌المثل ہے کیخسروشاہ ایران کے ہاتھہ سے تباہ ہوا

تو پهر نه چمکا — اور اربيلا کي لڑائي ميں جب دارا شاه ايران کا تاج سر سے گرا اور يونانيوں کي جنگ کا غوغا اُسکي دارالسلطنت پرسي پولس ميں مچا تو زر دشتيوں کا خاتمه هوا - ذهانت نے وهاں سے بهي سفر کيا - وه شاهانه شهر جنکے اندر هزار جگهه ذهانت خرچ هوئي تهي پهر کسي نے اُسکے قايم کرنے کے ليئے هاتهه بهي نهيں هلايا — انقلاب دهر نے اُنکو ايسا فرسوده کيا هی که وه پهچانے بهي نهيں جاتے جهاں پهلے باغ تها وهاں اب بن هی - جهاں محل تها وهاں اب کهنڈروں کا ڈهير هی - ايک سياح ابهي لکهتا هی که ميں ايران کے پهاڑوں اور جنگلوں کي سير کرتا پهرتا تها که ناگاه مجهے ايک عمارت عاليشان اُس جنگل بيابان ميں اکيلي سنسان کهڑي نظر آئي — اُسکے صاف صاف چمکتے هوئے پتهر اور شکسته ستون ادهر اُدهر بهر بهر بکهرے هوئے پڑے تهے - تحقيق کرنے سے معلوم هوا که اس عمارت کا نام چهل مينار تها - اُسکو اهل عرب تو يهه کهتے تهے که جنوں نے اُسکو بنايا هی - وه دارا کے قصر و محل تهے جو سپورشت ميں اُسنے بنائے تهے اور سکندر نے وهاں کبهي ابهي مشعليں روشن کي تهيں *

اے دخاني جهازوں کے پهرنے والو اور ريل گاڑي ميں سوار هونے والو تم ذرا ملک مصر کي عمارات کو تو ديکهو که وهاں کيا کيا سامان قوموں کي ذهانت کا موجود هی وهاں عمارتوں ميں وه بڑے بڑے ٹکڑے چٹانوں کے لگے هوئے هيں جو عقل ميں نهيں آتے که کونسي کلوں اُنکو کهينچکر لائي هونگين - اُنهوں نے کيا کيا اپنے نام کے بقاء دوام کے واسطے ان عمارتوں ميں اپني ذهانت کو خرچ کيا هوگا -- مگر انکے آزادي کے جاتے رهنے نے يهه کم بختي کے دن دکهائے *

اے علموں کے رات دن پڑهنے والے هندوں کي کتابوں ميں ذرا وید کو پڑهو منوں کے قانون کے ورقوں کو اُلٹو - رامائين اور مها بهارت کو مطالعه کرو - بهاگوت گيتا کے مضامين پر غور کرو تو تمکو معلوم هوجاويگا که جب هندو آزاد تهے تو کهاں کهاں اُنکے ذهن پهونچے تهے اور ذهانت سے کيا کيا خيالات اور نئے تصورات اختراع کرتے تهے - وه اب کيوں نهيں کرتے - اُنهيں کي نسل ميں اب بهي هندو هيں که وه ان کتابوں کو ٹهيک ٹهيک سمجهه بهي نهيں سکتے - اُنکي ذهانت کي موت کس کے هاتهه سے آئي ؟ آزادي کے چلے جانے کے هاتهه سے *

ان اوپر کے تاريخي واقعات سے ثابت هوتا هی که تمام زمانوں ميں يهه دستور چلا آيا هی که غيروں کي محکوم هونے سے جيسي قوموں کي ذهانت ميں فتور آتا هی ايسا کسي اور چيز سے نهيں - يهه ظاهر هی که ايسا کيوں نهو مثلاً ايک شهر آزاد هو اُسپر باهر سے غنيم دهمکائے که لو ميں آيا - پهلے توپ چهوڑنے ميں ذهانت جو اپنے مطالعه ميں مصروف تهي وه اُسے چهوڑ ديگي — اور دشمنوں کي دهواں دهار توپوں کے دهوئيں ميں اُسکو کوئي نيا ·

خيال دکھائي نهيں ديگا - اسوقت وه فقط قومي محبت اور ملکي عزت کي آواز ميں سنيگي اور کسيطرف کان نهيں لگائيگي — جب اُنميں تنزل آجاويگا تو وه اپنے هاتهه پيرڈهيلي کرديگي اور سست و کاهل هوجاويگي مگر مرده نهيں هوگي — اس زمانه ميں وه تعمير عمارات کے مضمون اور اُنکي آراستگي کے خيالات کو زمين ميں دفن کرديگي اور سنگتراشي کے تيشه کو کند کرديگي اور اُسي ٹوٹي پهوٹي بهدي پيکر اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کي تراشيگي شاعري کے اور سارے رنگوں پر خاک ڈال ديگي مگر اپنے حمله آور نمم مفدوں کي تحقير ميں لفاظي کو کام ميں لائيگي اور سوز و گداز اور اپنے حال زار کے نوحوں اور مرثيوں ميں شاعري کے رنگ کو چمکائيگي — آزادي جو نهانت کي رفيق اور همدم هی وه پهر غلامي کي حالت ميں پيدا نهيں هوگي — سارے پرانے زمانه کے بهادرانه اور مردانه کام اور وه سيکڑوں برس کي حشمت و شوکت خراب و خيال هوجاويگي باپ دادا کے کار نامے اُس قوم کے دلميں ذرا بهي جوش اور اثر نهيں پيدا کرينگے — کبهي اُسکے دلميں يهه تمنا هي نهيں آئيگي که هم بهي وهي کام کريں جو همارے پهلے بزرگ کرگئے هيں *

وه يهه سمجهينگے که هماري عوض ميں پهلے بزرگ کام کرگئے هيں — همکو کيا کرنے کي ضرورت هی — حال کي محکومي اور بے عزتي اور بےغيرتي کي ايسي کالي گهٹا اُنپر چها جائيگي که وه اُنکو زمانه گذشته کے حال کو ديکهنے هي نهيں ديگي - اگر کسي آدمي کي عزت اورثروت اور آزادي جاتي رهے اور کوئي آبرو باقي نه رهے تو يهه حالت اُسکے سرچشمه نهانت کو ايسا خشک کرديگي که پهر اُسميں جاري هونے کي قابليت نهيں رهيگي - ايک علم اپنا کام کرتا هی - زراعت تجارت حکومت کے کاموں کو سرانجام ديتا هی - مگر اُسکي نسبت يهه خيال بهي نهيں هوسکتا که کوئي نهانت اُسکے کام ميں پائي جاتي هی — خدا نے تو نهانت کو آزادي کے پيٹ سے پيدا کيا هی جسوقت يهه ما مدفن ميں دفن هوتي هی تو يهه بيٹي بهي اُسکے ساتهه هي قبر ميں پير لٹکاتي هی اور اماں جان کا ساتهه نهيں چهوڑتي *

ملکي غرور و نخوت — قومي عزت و غيرت کے جوش و خروش پهلے زمانه کي قوموں ميں بهت تهے — انکي آمد و رفت غير قوموں کے ساتهه هوني نه تهي — وه جوکچهه پيدا کرتے تهے اپني قوت بازو اور جودت طبع سے پيدا کرتے تهے — غيروں سے کسي چيز کے مستعار لينے کو ننگ عار سمجهتے تهے — شايستگي و تهذيب و تمدن و معاشرت کے اسباب جوکچهه پيدا کيئے وه آپ هي پيدا کيئے اسليئے وه اپنے تئيں فخر عالم اور روشني زمانه سمجهتے تهے اور غير قوموں کو وحشي اور جنگلي جانتے تهے — اور اُنسے نفرت قلبي رکهتے تهے — غيروں کے محکوم هوجانے سے زياده کسي کام کو بےغيرتي اور بےعزتي کا نه سمجهتے تهے — جب اُنپر وه قوميں متسلط هوجاتي تهيں جو اُنکي نگاه ميں ذليل اور حقير هوتي

تھیں تو اُنکا دل بالکل ٹوٹ جاتا تھا اور همت چھوٹ جاتی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اب همارے برے دن آگئے همارا عزہ ٹہ گیا — شان و شوکت خاک میں ملگئی — غرض غیروں کے حملوں اور فتحوں سے تو قومی اور ملکی ذهانت پر صدمہ پہونچتا هی — مگر ذات کی اور نفس امارہ اور رسم و رواج اور مذهب کے چھوٹے مسائل کی پابندی سے شخصی ذهانت پر آفت آتی هی — ذات کی پابندی آغاز تمدن انسانی میں فائدہمند تھی — کیونکہ اُس سے انسان فرقوں میں تقسیم هوتا تھا — تھوڑے آدمی هوتے تھے اُنکو اُنھیں کاموں کی خبر هوتی تھی جو اُنکے اندر یا اُنکے همسایوں میں هوتے تھے — باپ بیٹے کو اپنے پیشہ کی باتیں خوب سکھلا دیتا تھا — مگر جب دنیا میں قوموں میں آمد و رفت هوئی تو پھر ذات کی پابندی نے ذهانت کے پیر میں بیڑیاں ڈالدیں — اُسنے وہ علوم و فنون نہ سیکھنے دیا جو اور قوموں میں مروج تھے ذهانت کی جان تو علم هی — اگر ذهانت کو جسم ٹھیرائے تو ضرور هی کہ علم کو اُسکا خون کہیئے — جسم کی سلامتی خون کی گردش پر موقوف هی — پس جب علم ایک جگہہ مقید هوکر ٹھیرگیا تو گویا جسم کا خون ٹھہرگیا — پھر اُسمیں جان کہاں — ذهانت علم کے پر لگاکر اُڑنا چاهتی تھی — تمنے اُسکے پر کاٹکر قفس میں بند کردیا — بھلا وہ اس قفس میں بازو کٹواکر زندہ کب رہسکتی تھی — جب آزادی نہو تو ذهانت کہاں جب نفس نہو تو تنفس کہاں اب میں نے تمکو آزادی اور ذهانت کے تعلق کو دکھا دیا کہ اُنمیں کیا رشتہ رفاقت و همدمی مستحکم هی — اب طالب علموں ذرا اسکو سوچو کہ هم غیر قوموں کے مطیع هیں اسلیئے ملکی اور قومی ذهانت تو هماری خواب میں بھی نہیں دکھائی دیتی وہ تو ایسی مرگئی هی کہ کہیں اُسکی قبر کا پتا بھی نہیں لگتا کہ هوا اُسکی خاک کو کہاں لیگئی — مگر ذهانت شخصی باقی هی تو ذات و مذهب کے مسائل باطلہ و رسم و رواج کی حلقہ بگوشی سے اُسپر پتھر مت ڈالو — نفس امارہ کی پابندی سے اُسکے گلے میں رسی ڈال پھانسی ندو — ذهانت ظاهری اور باطنی آزادی کو چاهتی هی — یاد رکھو جس شی سے انسان کی فطرت اصلی بلند هوتی هی اور اُسکو وہ پستی کی زمین سے بلندی کے آسمان پر چڑھاتی هی وهی چیز اُسکی ذهانت کو پایہ رفیع پر پہونچاتی هی — اگر تم جذبات نفسانی کے پابند هوگے تو گویا تمنے اپنے قواء عقلیہ کو جکڑ کر محبس میں ڈال دیا — وہ تمکو ایک نہ ایک خرابی میں پھنسائیگی — پس اِن بلاؤں سے اپنے تئیں آزاد رکھو زمانہ حال و استقبال دونوں آپس میں حریف اور رقیب هیں — اگر تم ایک کا پاس لحاظ کروگے تو دوسرے کو چھوڑنا پڑیگا اگر کسی بڑے کام میں حال کا مزا دیکھہ لیا تو استقبال تمسے عوض لیگا پس اول تمھارا کام یہہ هی کہ بری قیدوں سے آزاد هو — قومی اور ملکی آزادی کا حاصل هونا تو ایسا هی نا ممکن هی جیسے مردہ کا زندہ هونا اسلیئے قومی ذهانت کا حاصل هونا گیاہ پراگندہ کا

کا سر بنتا ھی پس جہاں تک سعی اور کوشش کو دخل ھی وہ شخصی آزادی میں ھی — اگر بری قیدوں میں پھنس کر اُسے بھی کھودیا تو شخصی ذھانت کو بھی تاڑ میں بیٹھا کر ڈبویا جب ھم میں سخصی ذھانت ھی نہیں رھی تو ھم میں اور جانور میں کچھہ تھوڑا ھی سا فرق باقی ھی — جن صاحبوں کے ذھن میں ذھانت اور آزادی کے ٹھیک ٹھیک حقیقی معنی ھونگے تو وہ ھمارے اس مضمون کو ایک تو سمجھینگے کیونکہ یہہ ایک نئے طرز کا مضمون ھی جو اُنکے کانوں نے کبھی نہیں سنا ھوگا *

راقم

محمد ذکاءاللہ

پروفیسر میور کالج الہ آباد

ایتھی نیم کلب

لندن میں یہہ ایک نہایت نامی و معزز کلب ھی' اور خیال کیا جاتا ھی کہ اس سے زیادہ معزز کوئی کلب نہیں ھی — اس کلب میں جو کوئی ممبر ھوتا ھی اُس کے دوست اُس کو مبارک باد کی چٹھیاں لکھتے ھیں اور اُسکو ایسا فخر ھوتا ھی کہ ویسا فخر کسی خطاب کے ملنے سے بھی نہیں ھوتا *

اگر ھماری یاد میں غلطی نہو تو اس کلب میں یہہ قاعدہ ھی کہ کوئی شخص جو صاحب تصنیف نہو یا اَور کسی کمال میں مشہور نہو وہ اس کلب کا ممبر نہیں ھوسکتا — یہہ بھی قاعدہ ٹھیرایا ھی کہ اس کلب میں بارہ سو ممبر سے زیادہ نہونگے — سیکڑوں آدمیوں کی درخواستیں ممبر ھونے کے لیئے آتی ھیں کہ بروقت خالی ھونے کسی ممبری کے اُن کا تقرر ھو' اور اُن کا نام بطور اُمیدواران ایک رجسٹر میں مندرج ھوتا ھی — سنہ ۱۸۷۰ع میں جبکہ ھم لندن میں تھے تین ھزار سے زیادہ اُمیدواروں کا نام رجسٹر میں مندرج تھا اور دس دس و بارہ بارہ برس اُمیدواری پر گذر گئے تھے *

دوامی ممبروں کے سوا جنکی تعداد بارہ سو سے زیادہ نہیں ھوسکتی کوئی نامی اور مشہور شخص کسی میعاد معین کے لیئے آنریری ممبر ھوسکتا ھی — ھمکو دو دفعہ اُس کلب کے آنریری ممبر مقرر ھونے کی عزت حاصل ھوئی ھی' پہلے تقرر کی میعاد گذر جانے کے بعد دوسری دفعہ پھر تقرر ھوا ' اور جب تک ھم لندن میں رھے اس معزز کلب کے آنریری ممبر تھے — ایڈورڈ طامسن صاحب جو نہایت ذی علم اور نامی مصنف ھیں اور قدیم زمانہ کی تاریخی حالات کی تحقیقات میں اور قدیم سکوں اور کتبوں کے انکشاف حال میں ید طولی رکھتے ھیں اور اس کلب کے منتظم ممبروں میں ھیں وہ ھمارے آنریری ممبر ھونے کے باعث ھوئے تھے جنکی عزت ھمیشہ ھمارے دل میں رھیگی *

اس کلب کي روحاني خوبیوں کا لکھنا تو نہایت مشکل هی مگر جو ظاهري باتیں هیں اُن کا کسیقدر بیان کیا جاتا هی گو اُس کا لطف هي بغیر دیکھے حاصل نہیں هوسکتا مثل مشہور هی *

شنیده کي بود مانند دیده

پال مال میں ایک نہایت عالیشان مکان دو منزله بنا هوا هی - ممبر جو وهاں جاتے هیں اکثر حاضري کھاکر جاتے هیں' اور رات کا کھانا کھاکر آتے هیں - ممبروں یا آنریري ممبروں کے سوا اَور کسي کو وهاں جانے کا استحقاق نہیں هی' جب اُس کے دروازه میں داخل هو تو نیچے کي منزل کا ایک کمره ملتا هی جس میں فرش هی اور دو تین کوچیں بچھي هوئي هیں اور اُس کے کونه میں ایک چھوٹا سا کمره بطور حجره کے بنا هوا هی جس کي دیواریں آئینه بندي کي هیں' اُس میں ایک شخص بطور منیجر کے حاضر رهتا هی جو تمام احکام ممبران کي تعمیل کرتا هی — اس چھوٹے کمره کي دیواریں آئینه بندي کي اسلیئے هیں که جو شخص وهاں آوے منیجر کو معلوم هو *

چونکه اس کلب میں ممبر بہت دیر تک رهتے هیں اور اُن کے دوستوں کو اُن کے گھر پر اُن سے ملنے کا بہت کم موقع هوتا هی اسلیئے اُن کے دوست بحالت ضرورت کلب هي میں اُن سے ملنے آتے هیں' اور اس ڈیوڑهي کے کمره میں ٹھیرتے هیں' جو ملازم بطور چپراسي حاضر باش کے وهاں موجود هوتا هی اُس کو اپنا ٹکٹ دیتے هیں اور وه چپراسي اُس ٹکٹ کو اُس ممبر کے پاس پهونچا دیتا هی جس سے وه ملنے آئے هیں' وه ممبر وهاں آجاتا هی اور مل کر چلا جاتا هی - یهه ملاقات گپ شپ کي ملاقات نہیں هوتي ضروري بات سن لي جواب دیدیا چار پانچ منٹ سے زیاده ملاقات میں صرف نہیں هوتے *

اس ڈیوڑهي کے کمره کے دائیں طرف ایک نہایت وسیع کمره بطور هال کے هی - یهه کمره اخباروں کے پڑهنے کا هی ' نہایت عمده فرش سے آراسته هی ' عمده عمده کوچیں اور آرام چوکیاں بچھي هوئي هیں' بیچ میں درجه دار گول میز لگي هوئي هی جسپر گویا تمام دنیا کے اخبار رکھے جاتے هیں' چاروں طرف دیواروں میں عمده سے عمده جغرافیه کے نقشے اس حکمت سے لگے هوئے هیں که ایک ادنی اشاره سے کھل جاتے هیں اور ادنی اشاره سے از خود لپٹ جاتے هیں' جو ممبر اخبار پڑهنا چاهتے هیں اس کمره میں آتے هیں اور کوچوں اور آرام چوکیوں پر بیٹھے اخبار پڑهتے هیں — اگر کسي خبر میں ایسا مضمون هوا جس کے سمجھنے کو جغرافیه کا نقشه دیکھنا ضرور هی ایک اشاره ڈوري کا کیا نقشه کھل گیا جب دیکھ لیا چھوڑ دیا نقشه از خود لپٹ گیا - کوئي شخص اس کمره میں آپس میں باتیں نہیں کرتا خاموش مثل تصویر اخبار پڑهتے هیں جو کوئي آتا هی نہایت آهسته سے چلتا هی که پاؤں کي آواز نهو اور دوسروں کے پڑهنے میں هرج نهو اور دهیان نه بٹے *

اس کے پہلو میں ایک اور بڑا کمرہ ھی اُس میں لکھنے کا سامان ہر قسم کا موجود ھی' بیچ میں گول میز درجہ دار لگی ہوئی ھی' ہر قسم کا کاغذ اور چٹھیات لکھنے کے متعدد قسم کے کاغذ و لفافے رکھے ہوئے ھیں' لکھنے کے خوبصورت مقام مہیا ھیں اور ہر جگہہ دوات و قلم موجود ھی' جس ممبر کو کچھہ لکھنا ھو اس کمرہ میں جاتا ھی اور لکھنے میں مصروف ہوتا ھی *

جو ممبر چٹھیات ڈاک کی روانگی کے لیئے لکھے ھیں اُنھوں نے چٹھی لکھی اور اُسی میں ایک نل بنا ہوا ھی اُس میں ڈالدی وہ چٹھی اُس منیجر پاس پہونچی اُس نے اُس کا وزن کیا ڈاک کے محصول کے ٹکٹ لگائے اور روانہ کردی *

جو لوگ اس کلب کے ممبر ھیں اُن کے نام کی چٹھیاں اکثر اسی کلب کے پتہ سے آتی ھیں - جو لوگ وھاں موجود ہوتے ھیں منیجر اُن کو وہ چٹھیاں تقسیم کردیتا ھی' جو اور ملک میں چلے جاتے ھیں وہ اپنا پتہ منیجر کو بتلا جاتے ھیں اور وہ اُس پتہ پر روانہ کردیتا ھی - ہر ایک ممبر کے لیئے ڈاک کا ایسا عمدہ انتظام ھی کہ شاید اُس سے بہتر نہیں ہوسکتا *

ڈیوڑھی کے کمرہ کے دائیں طرف ایک اور بہت وسیع کمرہ ھی - یہہ کھانے کا کمرہ ھی جو نہایت عمدگی سے کھانا کھانے کے سامان سے آراستہ ھی - تمام عمدہ سے عمدہ اشیاء کھانے و پینے کی یہاں موجود ھیں - خانساماں و خدمتگار نہایت خوبصورت وردیاں پہنے حاضر ھیں' جا بجا چھوٹی و بڑی میزیں لگی ہوئی ھیں' ہر وقت ہر چیز موجود ھی' جس ممبرکا دل چاھے اُس میں جاوے اور جو چاھے کھاوے اور پیوے' چرٹ بھی نہایت عمدہ اقسام کے موجود ہوتے ھیں' چرٹ پینے کے لیئے ایک علحدہ کمرہ ھی جسکی دیواریں اور چھت بالکل آئینہ بندی کی ھیں اُس کے اندر سے باھر کا چمن پھولوں کا بالکل دکھائی دیتا ھی اُس کی چھت میں دھواں نکلنے کے لیئے ایک روشن دان ھی جس میں سے چرٹ کا دھواں نکل جاتا ھی *

لندن میں جو کہ سردی ھی اور اس سبب سے ھمیشہ کمروں کے کواڑ بند رہتے ھیں اس لیئے چرٹ پینے کے لیئے علحدہ خاص کمرہ ہوتا ھی - ہر کمرہ میں چرٹ نہیں پی سکتے کیونکہ اُس کا دھواں باھر نہیں نکل سکتا' اور کمروں کی دیواروں پر جو سنہرا و گلدار کاغذ لگا ہوتا ھی اُسمیں چرٹ کے دھوئیں کی بو ھو جاتی ھی' اور اس لیئے ہرجگہہ چرٹ پینا ایک بد تمیزی کی بات خیال ہوئی ھی' اور چرٹ پینے کا کمرہ علحدہ بنایا گیا ھی *

اس کھانے کے کمرہ میں نہایت عمدہ انتظام ہوتا ھی اس میں ممبروں کو اختیار ھی کہ تنہا کھاویں یا چند ممبر جو آپس میں نہایت دوست ھیں ایک میز پر کھاویں -

وہ خانساماں کو حکم دیتے ھیں کہ پانچ آدمی یا چھہ آدمی یا زیادہ یکجا کھاوینگے' وہ فی الفور اُسی مقدار کی میز کو آراستہ کردیتا ھی — جو ممبر وھاں جاتے ھیں اکثر تین اور رات کا کھانا وھیں کھاتے ھیں - رات کے کھانے میں آپس میں ملانے ھنسنے بات چیت کرنے کی کچھہ ممانعت نہیں ھی *

ہم بھی اُس کمرہ میں چند دفعہ گئے ھیں' مگر ایک رات جبکہ ھمارے دوست ایڈورڈ طامسن صاحب نے بلایا تھا نہایت لطف تھا' قریب پندرہ سولہہ آدمیوں کے ایک میز پر تھے — اور اُس میز پر تین شخص ایشیا کے رھنے والے تھے ایک میں ایک حاجی محمد حسین خاں سفیر شاہ ایران اور ایک منشی صاحب جنکا نام اس وقت یاد نہیں ھی اور مدرسۃالعالیہ دارالسلطنت روس کے مدرس اول زبان فارسی کے تھے' اور اُسی زمانہ میں سینٹ پیٹرسبرگ سے لندن کی سیر کو آئے تھے - نہایت لطف سے وہ کھانا ھوا جس میں سوائے میرے اَور سب لوگ نہایت عالم و فاضل و نامی و گرامی اور ایک نہ ایک فن میں مشہور و کامل تھے *

اوپر کی منزل اس سے بھی زیادہ عجیب ھی ایک کمرہ نوکروں کے حاضر رھنے کا ھی' ایک کمرہ اسلیئے ھی کہ وھاں جاکر چرٹ پی سکیں یا ٹہل سکیں — علاوہ اس کے ایک نہایت وسیع کمرہ ھی سب کمروں سے زیادہ وسیع' اُس میں جابجا لکھنے پڑھنے کی میزیں لگی ھوئی ھیں' اور اُس کے پاس نہایت عمدہ و نفیس کتب خانہ ھی جسمیں داروغہ کتب خانہ حاضر رھتا ھی - جو ممبر کتابیں پڑھنا چاھتے ھیں' کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کرتے ھیں' یا کوئی مضمون لکھنا چاھتے ھیں' یا کسی بات کی تحقیقات پر کچھہ لکھتے ھیں وہ اس کمرہ میں جاتے ھیں' اور جو جگہہ اُن کے لیئے تجویز ھوتی ھی وھاں بیٹھہ کر اپنا کام کرتے ھیں' جو کتاب درکار ھوتی ھی فی الفور کتب خانہ سے ملتی ھی - یہہ کمرہ درحقیقت تصویر کا عالم ھی - بات کرنی یا آواز دینی تو درکنار کھانسنا بھی نا مناسب خیال کیا جاتا ھی — اسقدر آھستہ سے اوٹھنا اور چلنا ھوتا ھی کہ ذرا آواز نہو بلکہ بقول شخصے کہ حرکت بھی نہ معلوم ھو - ھر ایک شخص اپنے خیال میں اور اپنی دُھن میں ایسا مصروف ھوتا ھی کہ اُس کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ھوتی - بڑے بڑے عالم دانشمند اپنی فکر اور اپنے علم اور اپنی تحقیقات کا نتیجہ قلم کی زبان سے اُس مقام پر دنیا کی اطلاع کے لیئے ظاھر کرتے ھیں — اُسی کمرہ میں ھم نے ڈین اسٹانلی کو دیکھا جو نہایت مشہور عالم لندن میں ھیں - وہ کسی امر کی تحریر میں مشغول و مستغرق تھے - پہلی دفعہ اُنھوں نے بے انتہا مہربانی ھم پر یہہ کی کہ کرسی پر سے اُٹھکر ھم سے ھاتھہ ملایا' اور پھر چپکے بیٹھہ گئے' یہہ پہلی ملاقات تھی — ھم خاموش ایک کونہ میں کھڑے ھوگئے اور چپکے اُن

عالموں کو دیکھا کوئی جو اپنے اپنے کام میں مصروف تھے — اُن کو دیکھکر خدا کی قدرت یاد آتی تھی ' اور عقل متحیر ہوتی تھی کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ھیں *

لندن میں ایک اخبار چھپتا ھی جس کا نام پال مال گزٹ ھی - ھم کو سمجھ پڑگیا ھی کہ یہہ اخبار اسی کلب سے متعلق ھی یا اُس سے علاحدہ ' مگر اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس کلب کے اکثر ممبروں کے مضمون اور آرٹیکل اُس اخبار میں چھپتے ھیں اور اسی لیئے وہ اخبار نہایت عمدہ اور نئی بہتعت خیال کیا جاتا ھی *

ھمارے ھموطن اس مضمون کو پڑھ کر کسقدر خیال کرسکینگے کہ یورپ میں کلب کس مقصد کے لیئے قایم ہوتا ھی اور کیا نتیجہ اُس کلب سے حاصل ہوتا ھی -- ھندوستان میں اگر کوئی کلب قایم ھو تو اُس کا نتیجہ بجز اس کے کہ ایک مکان میں چند صورتیں جمع ھو جاویں اور حقہ کی گُڑ گُڑ بلند آواز ھو' اور پانوں کی تواضع کی جاوے ' اور آپس میں ملکر بجز کچھہ لغو و بیہودہ باتیں کریں اور قہقہہ اُڑاویں اور کیا ھوسکتا ھی - زیادہ ترقی ھو تو ایک دوسرے کو کچھہ سخت کہہ بیٹھیں' کیا عجب ھی کہ نوبت رنجش اور سخت کلامی و ھاتا پائی کی پہونچے - ان تمام چیزوں کے لیئے وہ لیاقت چاھیئے جسکے لیئے ایسے مجمعے موضوع ھیں— جب ھم میں ایسے لوگ ھی موجود نہیں ھیں جو ایسے مقاموں اور ایسے مجمعوں کے لایق ھوں تو کیا نتیجہ ھوسکتا ھی *

ھمنے علیگڈہ میں سوین ٹیفک سوسئیٹی قایم کی' اُسکے لیئے ایسا عمدہ و عالی شان مکان بنایا جو اسوقت تک ھندوستان کے ھندوستانی مجمعوں کے لیئے نہیں ھی ' پھر اُس سے کیا نتیجہ ھی -- ھم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اُس عالیشان مکان کو رونق دیں - ھم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اُس میں لکچر دیں --- ھم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو لکچروں کے سمجھنے کی لیاقت رکھتے ھوں — ھم وہ آدمی کہاں سے لاویں جو اپنے ملک اپنی قوم کی بھلائی و ترقی کے لیئے کچھہ محنت اختیار کریں --- اس کو جانے دو ھم کو تو ایسے دو چار آدمی بھی نہیں ملتے جو اُس مکان میں بیٹھہ کر اگر کچھہ نکریں تو اپنی قوم کی ابتر حالت پر رووس ھی *

ھاں اس مکان کا باغ ایسا عمدہ آراستہ ھی جو بہت ھی کم اپنا نظیر رکھتا ھی - وہ بھی کسی ھندوستانی کی سعی و کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک فیاض و عالی ھمت اور نیک دل نیک خصلت فرشتہ سیرت ھمہ تن نیکی و سرتاپا خیر مجسم یوروپین لیڈی کا نتیجہ ھی' جس نے اپنے شوق و محنت سے اُس کو آراستہ کردیا ھی - ھماری قوم میں تو اتنی بھی لیاقت نہیں ھی کہ اُس پر فضا باغ کی سیر کے بھی لایق ھوں - پس کسی جگہہ کلب یا سوسئیٹی قایم ہونے سے ھم کو کیا خوشی ھوسکتی ھی *

اے ہمارے عزیز ہموطنوں ہماری قوم کے جو لوگ بوڑھے ہیں وہ گنے دن کے ہیں اُن کو خدا جاد بہشت نصیب کریگا ' جو جوان ہیں اُن سے ہاتھہ اُٹھاؤ جب درخت کی شاخ سخت ہو جاتی ہی وہ ٹوٹ جاتی ہی پر کسی طرف پھر نہیں سکتی 'ہاں اپنی اولاد کی جو چھوٹی پود ہی خبر لو' اُن کی تعلیم و تربیت کا فکر کرو - تمہاری حالت تمہارے باپ دادا کی حالت سے زیادہ خراب ہی ' اور تمہاری اولاد کی حالت سے بھی بہت زیادہ بد اور ابتر ہوگی — اگر تم اُس کی فکر نکروگے تمہاری ارواح قبر میں اُن کے لیئے روویگی *

سکرتری محمدن کلب الہآباد نے اپنی رپورٹ میں مدرسۃالعلوم علیگڈہ کا ذکر کیا ہی - ہم نہایت سچے دل سے اور تمہاری نہایت خیر خواہی سے کہتے ہیں کہ صرف یہی ایک علاج ہی جو تمہاری اولاد کی بھلائی و بہتری کے لیئے ہوسکتا ہی - اے عزیز ہموطنوں تمنے اُس مدرسہ کی نہایت ناشکری کی ہی' اور بہت کچھہ جھوٹ اور محض غلط باتیں اپنی بدخیالی اور بد نسمتی سے اُس کی نسبت کہیں ہیں - تمکو لازم ہی کہ تم آؤ اور اُس کی حالت دیکھو' اور خود اپنی دریافت اور اپنی تحقیقات سے اُس پر راے قایم کرو' اور اُس کی تکمیل پر ہمت باندھو — دیکھو سمجھو یہی تمہارے حق میں بہتر ہی — اس وقت تم جھوٹی باتیں بناکر ہنس لو' ٹھٹھے اُڑالو' مگر یقین جان لو کہ اس کے بعد رونا اور ہاتھ پچھتانا ہی *

راقـــــم
سید احمد

اُنس و محبت

وہ کیا چیز ہی جس سے ایک انسان دوسرے انسان سے ایک نہایت ضروری اور کم‌اکرمی سے تعلق رکھتا ہی ؟ وہ کیا چیز ہی جس سے انسان کی برتر ہستی' جسکے اعلی خیال ' اعلی مذاق' کے مطابق دنیا کی کوئی چیز نہیں' دنیا اور اُسکی ادنی ادنی چیزوں پر دل گرفتہ ہوجاتی ہی ؟ — وہ کیا چیز ہی جس کی وجہہ سے ہم اکثر اس سر پردے میں چھپے ہوئے کو (جسکو دل کہتے ہیں) مقناطیس کیطرح اور پہلو سے نکلتے پاتے ہیں ؟ - وہ کیا چیز ہی جسکو قدرت نے ہردلوں میں ڈالکر انسانوں میں باہم میل جول اور تعلق رکھنے کا ایک عام جوش دیا ؟ — وہ کیا چیز ہی جس سے کسیکے رونے کی آواز' ہمکو تکلیف اور کسیکے خوشی کے نغمے' ہمکو خوشی دیتے ہیں ؟ — وہ کیا چیز ہی جسکی بدولت یہہ عجیب مسافر' جسکو نہ اسکی خبر ہی کہ کہاں سے آتا ہی اور نہ اسکا علم کہ کہاں جاتا ہی ' (اور جسکو انسان کہتے ہیں) اس چند روزہ و پر شور سراے میں' نہایت سکھہ کی نیندیں سوتا اور آرام کرتا ہی ؟ — وہ اُنس و محبت ہی - قدرت نے انسان کے اس ننھے سے

دل میں ، جہاں اور بہت سے مادے رکھے ہیں وہاں اُنس و محبت کا بھی ایک مادہ رکھا هی — یہی مادہ هی جو اس عجیب هستی کے لیئے (جو تنہا آئی اور تنہا جائیگی) هزاروں مونس - هزاروں غمخوار - هزاروں دوست - هزاروں احباب پیدا کردیتا هی - یہی چیز هی جسکی وجہہ سے دنیا اور اُسکی چیزوں سے دلبستگی هوتی هی - یہی وہ مادہ هی جو اندر بلاقصد ، بلا ارادہ ، بلا کہے ، بلا سدے ، اپنا عمل کرتا هی اور انسان کو انسان ، زمین ، مکان ، باغ ، ویرانہ ، جھونپڑا ، محل ، سب سے دلگرفتہ کردیتا هی — یہی وہ چیز هی جو ایک جھونپڑے ، کو بھی اُتنے هی پیارا کردیتی هی جتنا اُس عالیشان محل کو - یہی وہ مادہ هی جو اُس کھنڈر کے اردگرد کے بدنما درختوں اور جھاڑیوں ، کو بھی اُتنا هی خوشنما بنادیتا هی جتنا ایک نہایت وسیع و پر فضا چمن کو — یہی وہ چیز هی جو اُس پردیسی ، کو جو پردیس میں ایک بڑے درجے پر پہونچا هی اور شبانہ روز فتن ، نکھی ، چمن ، کوٹھی ، سیر ، جلسے ، کے مزے اوڑاتا هی ایک مرتبہ اسپر آمادہ کرتی هی کہ اُس ویرانے ، اُس جھونپڑے ، کو بھی دیکھے جسمیں پیدا هوا اور مہینوں برسوں بسرکی — یہی وہ مادہ هی جو اُس مغرور دولتمند ، کو جسکے لیئے دن عید اور رات شب برات هی ، اور جو رات دن اپنے همسر دوستوں کی صحبت کا لطف اُٹھاتا هی ایک مرتبہ اسپر مجبور کرتا هی کہ وہ اپنے اُن هموطنوں سے بھی ملے جو نہایت هی پھٹی حالت میں هیں اور کسی زمانہ میں اُسکے لنگوٹیا یار تھے — یہی وہ چیز هی جسنے اُس دکھے "باپ کی ، روتے روتے آنکھیں سفید کردیں — یہی وہ مادہ هی جسکی بدولت اُس ایک ندی ، کو سیکڑوں برس اپنی نادان قوم سے مصیبتیں اُوٹھانی پڑیں *

اس مادہ کو جیسا هم اس عجیب و غریب هستی یعنی انسان میں پاتے هیں ویسا هی حیوانوں ، اور جانوروں ، میں بھی دیکھتے هیں - جیسے وہ صبح کا نکلا ، تمام دن مزدوری کرکے شام کو نہ برسنے سے ڈرتا هی اور نہ بجلی کے کڑکنے سے اور کوسوں کی راہ طی کرکے جھٹ پٹ اپنے بال بچوں کے لیئے قوت لایموت حاضر کردیتا هی ویسا هی وہ پنچھی ، جو اپنے اور ننھے بچوں کے پیٹ کے لیئے آشیانہ سے سیکڑوں کوس جدا هوگئی هی دن کہیں گذارے لیکن شام کو صیاد کی زحمتیں اُوٹھاتے ، هزاروں خطروں کا سامنا کرتے ضرور اپنے گھوسلے میں پہونچیگی *

اس عجیب و برکت انگیز مادہ کا جلوہ هر گروہ و هر درجہ کے انسانوں میں خواہ وہ تعلیمانی هوں یا دیہاتی — شہری هوں یا جنگلی — امیر هوں یا غریب - مہذب هوں یا غیر مہذب — فلاسفر هوں یا نادان یکساں پایا جاتا هی - جیسے وہ محبت کا مارا شہر کا رهنے والا ، عمدہ عمدہ لباسوں سے اپنے نو نہال ، کو گلدستہ بناتا هی ویسا هی وہ جنگلی ، بھی درختوں کے خوشنما پتوں اور جانوروں کی نفیس ، کھالوں سے اپنے گل آرزو کی حسن و جمال کو دو بالا رونق دیا چاهتا هی — جس دلی محبت سے ، ایک دولتمند ، یہہ

چاہتا ھی کہ میری اولاد جو کچھہ کھاے ' پہنے ' جو کچھہ خرچ کرے تھوڑا ھی اُسی سچی محبت سے' ایک غریب کو' بھی رات 'دن' یہہ فکر ہوتی ھی کہ کیونکر ھو کہ میری اولاد بھی سونے' چاندی کا لقمہ کرے — جس خالص محبت سے ایک فلاسفر ' یہہ چاہتا ھی کہ اپنی ساری دولت اپنی اولاد کی تعلیم میں خرچ کرکے اُسکے قواے خدا داد کے زرخیزی و شگفتگی کی بہار دیکھے اُسی بے غل و غش محبت سے ایک نادان کو ' اسکی تمنا ہوتی ھی کہ وہ دن جلد آئے کہ میں اپنی تمام دولت کو اپنے نور عین کی شادی میں خرچ کرکے آنکھوں کو روشنی' اور کلیجہ کو ٹھنڈک' پہونچاؤں — جس بے چین کردینے والی محبت سے ایک حکیم ' دانشمند 'یہہ چاہتا ھی کہ اُسکا پیارا ' لندن جاے اور پانچ برس میں یونیورسٹی پاس کرکے فخر قوم ' فخر خاندان بنے ' اُسی تڑپا تڑپا دینے والی محبت سے' وہ ناسمجھہ یہہ کہتا ھی کہ میرا لخت جگر گو جاہل ھی رھے لیکن میری آنکھوں سے جدا ھو یہہ ممکن نہیں — جس سچی' مگر دانشمندانہ محبت سے' قوم کا وہ شیدا 'قوم کا وہ دردمند' رات 'دن ' اس فکر میں گھلتا ھی 'کہ اُسکی پیاری قوم سوچے ' سمجھے ' قوم بنے 'اُسی دلی ' مگر نادانانہ محبت سے ' اُسکے مخالف شبانہ روز اس فکر میں ھیں کہ اُسکی پیاری کوششوں کے سد راہ ھوں — جیسا اُس لاکھوں پر ہاتھہ دینے ہوئے کو ' اپنی ھری بھری دنیا' اپنا لق و دق جاہ و حشم ' اپنی زرق برق کوٹھی' اپنی سنہری روپہلی فٹن' پیاری ھی اُتنے ھی اُس غریب بڑھیا' کو اُسکا پرانا' بندھنا ' بوسیدہ بوریا ' ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا عزیز ھی *

جہانتک غور کیا جاتا ھی معلوم ہوتا ھی کہ محبت ھی ایک اصل چیز ھی اور قدرت نے دنیا کے تمام فائدوں' تمام خوشیوں کو اسی عجیب چیز یعنی محبت ھی پر رکھا ھی ' اور اُسی کے صحیح استعمال پر تمام دنیوی برکتیں مبنی ھیں — چنانچہ یہی وجہہ ھی کہ جس گروہ ' جس سوسیٹی ' میں اسکا جتنا زیادہ نشان ملتا ھی اُتنا ھی وہ گروہ ' وہ سوسئیٹی' زیادہ خوشحال اور مالامال ملتی ھی شایستہ قومیں جنکو ھم آج تمام دنیوی دولتوں سے مالامال پاتے ھیں اُسکی محض یہی وجہہ ھی کہ اُن میں اس برکت انگیز چیز یعنی محبت کا زیادہ نشان ملتا ھی اور نہایت صحیح طور پر مستعمل ھورھی ھی *

افسوس یہہ ھی کہ شامت اعمال سے اکثر انسانوں کا خون سپید ھوجاتا ھی اور یہہ نور برسانے والی چیز جسکا پیارا نام محبت ھی اور جسکو قدرت نے اس ھونہار ھستی کی فطرت میں اُسکے پھولنے پھلنے ' کے لئے رکھا ھی کسی قوم ' کسی گروہ ' میں ایسی کم ھوجاتی ھی کہ وہ بمنزلہ معدوم ھوجانے کے ھوتی ھی' چنانچہ اسوقت ھماری قوم کا ٹھیک یہی حال ھی *

جب کسی قوم ' کسی گروہ کا خون سپید ھوجاتا ھی اور یہہ پیاری چیز اُس سے نکل جاتی ھی تو کوئی بدنصیبی نہیں جو اُس ناھنجار قوم میں نہو — کوئی ندامت

نہیں جو اُس بدنصیب قوم میں نباہی جاے — انسانیت ، اخلاق ، حکمت ، تمام عمدہ چیزیں ، تمام عمدہ باتیں ، اُس قوم سے بدل جاتی ہیں — خون سپید ہونے کے بعد ، وہی انسان ، جسکو بچوں کے گرنے ، جانوروں کے چوٹ پانے سے بےچینی ہوتی تھی ، انسانوں کو ، اپنے بھائیوں کو ، سخت مصیبتیں اُٹھاتے دیکھتا ہی مگر ذرا بھی نہیں پسیجتا — وہی انسان ، جسکو غیروں کی تکلیف کی تاب نہ تھی ، اپنوں کو ، عزیزوں کو ، جان بلب ہوتے ، پاتا ہی ، مگر اُف تک نہیں کرتا — وہی دل ، جو قومی محبت سے سرشار تھا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہی کہ قوم کا لدا پھندا ، جہاز ، ڈوب رہا ہی ، لیکن خیال تک نہیں کرتا وہی طبیعت ، جو قومی محبت سے چور تھی اپنی نظروں سے دیکھتی ہی کہ قوم کی ہری بھری پھولواری ، اُجڑ رہی ہی لیکن ذرا بھی نہیں سنتی — وہی قوم ، جو قوم پر مدار اور نہایت دور اندیش و انجام بین بھی دیکھتی ہی ، پالتی ہی ، کہ وہ بڈھا (جو اس دنیا میں دوچار دن کا مہمان ہی ، اور جسکو نہ اسکی توقع ہی کہ اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھے اور نہ اسکی اُمید کہ قوم کی سرسبزی کی خوشیاں منائے) نہ کسی ذاتی غرض ، نہ کسی شخصی مطلب سے بلکہ محض قومی بھلائی ، قومی ترقی کی غرض سے یہہ چاہتا ہی کہ ایک مدرسہ قایم کرکے قوم کے ہاتھوں میں قومی ترقی کا ایک مستحکم ذریعہ دیدے لیکن بجاے اسکے کہ اُسکی اس نہایت بے بہا کوشش کی قدر و شکرگذاری کرے سیکڑوں مخالفتیں ، ہزاروں بدگمانیاں ، کرتی ہی — وہی قوم ، جو عمدہ کوششوں اور عمدہ کاموں کی دل سے قدر کرتی تھی ، جانتی ہی ، بوجھتی ہی کہ مدرسةالعلوم میں تعلیم و تربیت کا بقدر حوصلہ قوم نہایت اچھا اہتمام ہی ، اور قواے عقلی و اخلاقی ، دماغی و جسمانی ، کی شگفتگی ، و ترقی ، کے جیسے وہاں اسباب ہیں شاید کہیں ہوں ، لیکن اُسکی مخالفت کرنے اور خلاف تحریروں کے چھپوانے میں خدا سے ذرا بھی نہیں ڈرتی — وہی شخص ، جو نہایت سمجھہ دار اور عاقبت اندیش تھا جانتا ہی کہ زمانہ بدل گیا ، دنیا اُلٹ گئی ، سرکار ، دربار کا کچھہ اور حال ہوگیا ، بدون انگریزی پڑھے دس روپیہ کی نوکری ملنی ممکن نہیں لیکن اُسی شامت و بد اقبالی سے جو اُس قوم کے سرپر سوار ہوتی ہی ہرگز یہہ نہیں ہوسکتا کہ اُس عزیز کو (جسکو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہی) اسکول بھجوائے اور اُسکا عشر عشیر بھی خرچ کرے جو ادنی ادنی تقریبوں میں خرچ کرڈالتا ہی — وہی شخص ، جسکی ہمدردی کی عجیب غریب حکایتیں مشہور تھیں ، دیکھتا ہی کہ وہ بڈھا ، قوم کی حالت زار دیکھکر مضطر ہوگیا ہی اور خدا پر بھروسہ کرکے اُسکی اصلاح کے لیئے اکیلا ہی ، اُٹھہ کھڑا ہوا ہی لیکن اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ صرف ہاں ہیٔ ہاں کہکر تقویت دے *

اسمیں کچھ شبھہ نہیں کہ تمام بداقبالیاں کسی گروہ میں اسی پیاری چیز کے نکلجانے سے آتی ھیں اور تاوقتیکہ کوئی قوم محبت و ھمدردی سے (جو اصل اصول ھیں) کامیاب نہو کوئی فلاح ' کوئی ترقی میسر نہیں ھوسکتی - پس اے عزیز ھموطنوں ' اے عزیز ھمقوموں ' اگر تمکو قوم کی حالت زار پر واقعی دل سے افسوس ھی اور اگر تم کو قوم کی ناھنجاریوں اور بد نصیبیوں کے دور کرنے کی فی الحقیقت دل سے فکر ھی تو اُسکی دوا نہ ممبروں پر بیٹھکر لمبے لمبے خطابے پڑھنا ھی ' نہ اخباروں میں بڑي بڑي آرٹکلیں لکھنا ھی — نہ رسالے چھپوانا ھی نہ کلب بنانا ھی بلکہ ایک ایسا دل ' پیدا کرنا ھی جو قوم کی مصیبتوں سے ذرہ برابر متاثر ھو - ایک ایسی طبیعت ' پیدا کرنی ھی جسمیں ایک جو برابر قومی دنیہ درد کا خیال ھو - ایک ایسی آنکھہ ' بنانی ھی جو یہہ دیکھے کہ میری کمبخت قوم کا کیا حال ھورھا ھی — ایک ایسا کان ' بنانا ھی جو یہہ سنے کہ میری بد نصیب قوم کیا آہ و فغاں کررھی ھی - دیکھنا ھی - بنانا ھی ' اور دل سے ' زبان سے ' ھاتھہ سے ' پاؤں سے ' جسم سے ' جان سے ' گوشت سے ' پوست سے ' مال سے ' دولت سے ' قوم پر نثار ھوجانا ھی

بنی آدم اعضاے یک دیگر اند * کہ در آفرینش زیک جوھر اند

چو عضوے بدرد آورد روز گار * دگر عضوھا را نماند قرار

اُس قوم - اُس گروہ میں جسکا خون سپید ھوگیا ھو - اور جسکو چوبیس گھنٹے میں ایک منٹ بھی اپنی بد نصیب قوم کا خیال نہ آتا ھو - جسکو بجز اپنے ندحہ کے خیر کے بھولے سے بھی اپنے عزیزوں ' اپنے بھائیوں ' کی حالت زار نہ یاد آتی ھو - جو اپنے بھائیوں ' اپنے ھموطنوں کو ' آنکھوں سامنے ذلیل - رسوا - خراب - خستہ ھوتے دیکھتا ھو اور نہ سنتا ھو — جسکے روبرو قومی جہاز پاش پاش ھو اور اُسکو خبر نہو ' جسکی رھی سہی بچی کچی محبت و ھمدردی بھی ایسی وحشیانہ طور پر استعمال ھوتی ھو کہ بجاے نفع کے اُس سے ضرر ھو ' ایسے شخصوں کا وجود ' بھی نہایت ھی قابل قدر و شکر گذاری ھی جنکے دماغ ' میں ذرہ برابر بھی اپنی بد نصیب قوم کا خیال ھو جنکی زبان ' سے سچ یا جھوت ' قومی نوحہ نکلے -- جنکے دل ' میں اُن بیہودہ اُن خیالوں سے جسکی بدولت قوم کی یہہ گت ھو نکلنے کی ایک جو برابر جراُت ھو — جنکو چوبیس گھنٹے میں ایک منٹ بھی یہہ خیال ھوجاتا ھو کہ ھاے میری قوم کی کیا حالت ھی *

خوشا وہ دل کہ ھو جس دل میں آرزو تیری

خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

کیا ھی قابل قدر و شکر گذاری مسلمانوں کا وہ سچا خیر خواہ ' سچا فلاح جو ھی جو قوم کی حالت زار پر آٹھہ آٹھہ آنسو روتا ھی اور رات دن اِس دھن میں ھی کہ کیونکر اپنی بد نصیب ' ناھنجار قوم کو بھی عرش پر پہونچادے — کیا ھی قابل قدر ھمارے نزد

اشتہار

قیمت تہذیب الاخلاق

قیمت

پرچہ ہاے سابق تہذیب الاخلاق

سابق میں تہذیب الاخلاق ابتداے شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۴ ہجری چھپا لیکن اخیر کے دو برسوں کے پرچے کل فروخت ہوگئے شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۱ ہجری تک کے کل پرچے بترتیب موجود ہیں اور اُن کل پرچوں کی قیمت بلا محصول سوا چار روپیہ اور معہ محصول پانچروپیہ ہیں نقد قیمت پہنچنے پر خریداروں کو مل سکتے ہیں *

تہذیب الاخلاق طرز جدید جو بالفعل جاری ہی

اسں جدید پرچہ کا سال نبوی سنہ کے حساب سے یعنی شوال سے شروع ہوتا ہی اور رمضان کے آخیر پر ختم ہوتا ہی *

اب کی مرتبہ تہذیب الاخلاق ابتداے جمادی الاول سنہ ۱۲۹۶ سے چھپنا شروع ہوا ہی جمادی الاول سنہ ۱۲۹۶ ہجری سے رمضان سنہ ۱۲۹۶ ہجری تک کے یعنی پانچ مہینہ کے پرچے فروخت کے لیئے علیحدہ موجود ہیں • اور وہ دو قسم کے کاغذ پر چھپے ہیں اور مندرجہ ذیل نقد قیمت کے وصول ہونے پر خریداروں کو مل سکتے ہیں —

• ولایتی سفید کاغذ پر چمڑے اور ابری سے مجلد ... ... ۶ ے م

زرد قسم کے ہندوستانی کاغذ پر ڈیس بلدی کے طور سے مجلد ... ... عمہ م

شوال سنہ ۱۲۹۶ ہجری یعنی آغاز سنہ ۱۳۱۰ نبوی سے جو پرچے چھپنے شروع ہوئے ہیں وہ بھی سب موجود ہیں — اِن پرچوں کی سالانہ قیمت چھہ روپیہ ہی اور سال تمام کی پیشگی قیمت کے وصول ہونے پر خریدار کو مل سکتے ہیں — ضرور ہی کہ ہرایک خریدار پورے سال کے پرچے خرید کرے *

آیندہ برسوں کے لیئے بھی جب تک یہہ پرچہ جاری رہی اور جبتک کوئی جدید شرح قیمت کی مقرر نہ ہو یہی چھہ روپیہ سالانہ پیشگی قیمت رہیگی *

زر قیمت کا بھیجنا

جن صاحبوں کو خریداری منظور ہو درخواست خریداری معہ کل زر قیمت حسب تشریح مذکورۂ بالا مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب سکرٹری میں تہذیب سوسائٹی علیگڈہ کے پاس بھیجدیں *

مقام علیگڈہ
۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۰ ع

راقم
سید احمد

ترکیب بند حالي بر مدرسة العلوم

جهت پتے سے وقت گھر سے ایک متي کا دیا * ایک بڑھیا نے سر رہ لاکے روشن کردیا
تاکہ رہ گیر اور پردیسي کہیں تھوکر نہ کھائیں * راہ سے آساں گذر جائے ہر ایک چھوٹا بڑا
یہہ دیا بہتر ہی اُن جھاڑوں سےاوراُس لمپ سے * روشني محلوں کے اندر ہي رہے جنکي سدا
گر نکل کر ایک ذرا محلوں سے باہر دیکھیئے * هی اندھیرا گھپ در و دیوار پر چھایا ہوا

سرخ رو دریا میں وہ حاجت روا مینار ہیں
روشني سے جنکے ملاحوں کے بیڑے پار ہیں

ہمنے اُن عالي بناؤں سے کیا اکثر سوال * آشکارا جن سے اُن کے بانیوں کا هی جلال
شان و شوکت کي تمهاري دھوم هی آفاق میں * دور سے آ کے تمکو دیکھتے ہیں باکمال
قوم کو اس شان و شوکت سے تمهاري کیا ملا * دو جواب اس کا اگر رکھتے ہو یارائے مقال
سرنگوں ہوکر وہ سب بولیں زبان حال سے * " ہوسکا ہم سے نہ کچھہ الانفعال الانفعال

بانیوں نے تھا بنایا اس لیئے گویا ہمیں
ہمکو جب دیکھیں خلف اسلاف کو رویا کریں

شوق سے اس نے بنایا مقبرہ ایک شان دار * اور چھوڑا اُس نے ایک ایوان عالي یادگار
ایک نے دنیا کے پودے باغ میں اپنے لگائے * ایک نے چھوڑے دفینے سیم و زر کے بے شمار
اک محب قوم نے اپنے مبارک ہاتھہ سے * قوم کي تعلیم کي بنیاد ڈالي استوار
ہوگي عالم میں کبھو سرسبز یہہ پچھلي مراد ؟ * یاوہ اگلوں کي اُمیدیں لائینگي کچھہ برگ وبار ؟

چشمہ سر جیون هی جو بہا رہیگا یہاں وہي
سب اوتر جائینگي چڑھکر ندیاں برسات کي

دور سے اُمید نے جھلکي سي ایک دکھلائي هی * ایک کشتي ڈوبتے بیڑے کو لینے آئي هی
قوم کے پیرو جواں سب ہوگئے [تھے مردہ دل * دردمندي جوش میں چنداهل دل کو لائي هی
پاؤگے تاریخ میں ہرگز نہ تم اُسکي مثال * سلطنت نے قوم کي جو یہاں مددفرمائي هی
غیر قوموں نے بھي کي هی شرط همدردي ادا * یہہ بنا چلني هوا تک کو بھي دل سے بھائي هی

آؤ هم بھي اے عزیزو مغتنم سمجھیں اسے
اک ضروري کام اپنا کم سے کم سمجھیں اسے

یہہ مبارک گھر نزول خیر و برکت هی جہاں * جسکي پیشاني سے ظاہر هیں سعادت کے نشان
یہہ نہال تازہ جسکو اک زمین شور میں * خرم و سرسبز کرنا چاهتے هیں باغبان
یہہ مسیحائي علاج اُس درد بے درمان کا * لا دوا ٹھہرا چکے جسکو اطبائے زمان
یہہ نمونہ اُس عزیز مصر کا جسنے ستم * جنکے ہاتھوں سے سہے دي قحط سے اُنکو اماں

عهد و پیماں اے عزیزو تم سے کچهه لینے کو هی
قوم کو پهر سرکنیں بے انتها دینے کو هی

آرهي هی اس مکاں کے گوشه گوشه سے صدا * قوم اگر سمجهے تو هوں میں قوم کا حاجت روا
هی کوئي اکسیر دنیا میں تو هوں اکسیر میں * اور اصل کیمیا کچهه هی تو میں هوں کیمیا
هاتهه آ جاتا سکندر کو اگر میرا سراغ * چهوڑ دیتا جستجوئے چشمۀ آب بقا
میرے بیجو جا میں اُنکي یوں پهلینگي کوششیں * ایک دانه سے هوں خوشے جسطرح بے انتها
هی عبث گر قوم نے بے وقت پهچانا مجهے
برکتیں هیں اُن پر جنهوں نے وقت پر جانا مجهے

اُنسے کهدو قوم میں هیں جو که عالي خاندان * یا جنهیں جاگیر و منصب پر هی ناز بیکراں
کیا لیئے بیٹهے هو فخر منصب و جاگیر کو * منصب و جاگیر هیں سب کوئي دن کے مهماں
تم نهیں رتبه میں بڑهکر تغلق و تیمور سے * تنگ هی آج اُنکي نسلوں پر زمین و آسماں
چهوڑ جاؤ واسطے اولاد کے کوئي سپر * ورنه وار اپنا کریگي گردش دور زماں
آؤ باندهو عهد مجهه سے اور میرا ساتهه دو
میرا سودا نقد هی اس هاتهه دو اس هاتهه لو

میں تمهیں پستي سے پهنچاؤنگا تا اوج کمال * میں تمهیں دیکهونگا جب گرتا هوا لونگا سنبهال
میں بناؤنگا تمهارے کام سب بگڑے هوئے * میں سوجهاؤنگا زمانه کي تمهیں سب چال ڈهال
جو کرینگے آج میرے دست و بازو سے مدد * میں سدا کرتا رهونگا اُنکي نسلوں کو نهال
قوم کا حامي هوں اور اسلام کا یاور هوں میں * لوگ دارالکفر سمجهیں مجهکو یا دارالضلال
میں دکها دونگا جو دشمن تهے میرے نام کے
تهے حقیقت میں وه دشمن قوم اور اسلام کے

ملک میں عزت سے رهنا میں سکهاؤنگا تمهیں * سلطنت کا معتمد بننا بتاؤنگا تمهیں
قابلیت تم میں بڑهنے کي هی دیکهوں کسقدر * بڑه سکوگے جسقدر اُتنا بڑهاؤنگا تمهیں
تب یهه سمجهوگے که هم سوتے تهے کب کے بیخبر * دفعتاً جب خواب غفلت سے جگاؤنگا تمهیں
یاد هوگا تمکو وه کهویا هوا اپنا خطاب * پهر مخاطب " خیرامة " کا بناؤنگا تمهیں
مجهکو دیکهو گر میرے دعوں میں هو کچهه اشتباه
روز روشن آپ اپني روشني پر هی گواه

بارک الله اے ریاض علم اے عین الحیات * هی همارے بخت و دولت کي عناں اب تیرے هاتهه
هو تو هو روشني تیري دلیل کارواں * چار سو کالي گهٹا چهائي هی اور کالي هی رات
قوم سے توبهي یونهیں جهل اور تعصب کو مٹا * جسطرح دین حنیفي سے مٹے لات و منات
چهوڑ جائینگے جهاں میں جو که تجهه جیسے نشاں * چهوڑ جائینگے وهي کچهه باقیات الصالحات

نوجوان هموطن هیں جو دیس • ملک • گھر • وطن • والدین • عزیز • یار • احباب چھوڑ کر لندن یونیورسٹیوں میں پڑھ رهے هیں اور عنقریب هماري قوم کي ترقي کے عمدہ خمیر بننے والے هیں *

کیا هي قابل قدر و شکر گذاري همارا وہ معزز • عالیدرجه • پیارا هموطن † هی جو نه اخباروں میں آرتیکل لکھتا هی اور نه ممبروں پر وعظ کہتا هی لیکن قوم پر • وطن پر ندیے پر • جان نثار هی — اپنے میں • پرائے میں • یگانے میں • بیگانے میں • شہري میں • دیہاتي میں • شریف میں • رزیل میں • جنمیں ذرا بھي اونھرنے • هونہار هونے کا مادہ دیکھتا هی بیقرار هوجاتا هی اور اپنی عزت • اپني دولت کو بے اختیار اُسکي بہبودي • اُسکی ترقي میں صرف کرتا هی — وہ اپنے فضل • کمال • عزت • آنر • بلند پائیگي • عالي رتبتي کا سب سے بڑا بھي نتیجہ سمجھتا هی که اپني جان بلب رسیدہ قوم کي کسیقدر بہبودي کا عملاً باعث هو — بدعوں پر شست کرنے • جوانوں کو بقدر اُنکي استعداد متعلق کرادینے • بچوں کو تعلیم دلانے سے رات دن حُب قومي کی دولوں سے دامن بھر رها هی اور ٹھیک وهي رستہ چل رها هی جو دنیا میں بڑے بڑے انسان دوست چلے — اُسکے تمام افعال و خیالات بزبان حال یہہ آواز دے رهے هیں *

ما قصه سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہرو وفا مپرس

جسونت میں ایک معزز عالي دماغ • بي اے بي ایل کے اسمات کو که یہي وہ شخص هی " جو احسان کرتا هی اور پھر اُسکو بھول جاتا هی " یاد کرتا هوں تو بے اختیار میرے دل سے یہہ دعا نکلتي هی که • اے خداے پاک تو اس عالیجاہ ذرہ نواز قبله و کعبه کو همارے سروں پر قیامت تک قایم رکھہ کر اُسکو اُسکے تمام مقاصد و آرزو میں کامیاب کر اور همکو توفیق دے که اُسکے ان بے مثل و خدا داد خوبیوں سے مستفید هوں — آمین *

راز ———

مسکون احسان الله ساکن قصبه
منذارہ ضلع الهآباد

---

† یعني جناب مولوي سید فریدالدین احمد خانصاحب بہادر —

رفارمر

دعوی تو سب کرتے هیں پر هوتا وهي هی جسکو خدا کرے — دنیا میں اکثر دین دسم کے انسان هیں جو اس مبتلاے بلا اور حیرت زدہ مخلوق یعني انسان کي مشکلوں اور حیرتوں کے رفع کرنے اور اُسکو راہ پر لگانے کا دعوی کرتے هیں اور اسمیں کچھہ شبہہ نہیں که یهه تمام تبدیلیاں جو اِنسان کے خیالات ' افعال ' حرکات ' سکنات ' معاملات ' عادات میں هوتي هیں اکثر انہیں کوششوں کي نتیجه هوتي هیں *

ایک دو وہ هوتا هی جس میں انسان کی اصلاح کا خلقاً ایک مادہ هوتا هی اور جسکو قدرت خاص اسي لیئے گهڑتي هی — یهه شخص اُسي قوم ' اُسی گروہ میں پیدا هوتا هی ' اُسي غذا ' اُسي هوا میں پرورش پاتا هی لیکن اِسکا دل ' اسکا دماغ ' اِسکی طبیعت ' اِسکي فطرت تمام قوم ' تمام دنیا سے الگ هوتي هی — اسکي گهڑت هي کچهه اور هوتي هی — اسکي فطرت کو انسانوں کي فطرت سے کچهه علاقه هي نهیں هوتا — بن بتائے جانتا هی ' بن سمجهائے سمجهتا هی — کہتا هی ' مگر نه اپنے دل سے — بولتا هی ' مگر نه اپني زبان سے " و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحي یوحی " یهي وہ بات بتاسکتا هی جو ٹهیک هو — یهي وہ رسته نکال سکتا هی جو اس گم کردہ راہ کو منزل مقصود پر پهونچادے — اِسي سے اس دو هاتهه دو پاؤں والي مخلوق ' کي ساري مشکلیں آسان هوسکتي هیں — اِسي سے اس مختلف الخیال ' مختلف المذاق ' مختلف الفهم ' مختلف العقل هستي کا کامل اطمینان هوسکتا هی — اِسي میں یهه قدرت هوتي هی که راز فطرت ' راز نیچر ' کو ایسے طور پر سمجهادے که عالم ' جاهل ' فلاسفر ' نادان ' وحشي ' شهري ' دیهاتي ' قصباتي ' محلوں کا سونے والا ' کهنڈروں کا رهنے والا ' کرسیوں کا زیب دینے والا ' اونٹوں کا چرانے والا ' تمام دنیا سمجهه سکے اور اُسپر عمل کرنے سے یکساں مستفید هو — اِسي میں یهه طاقت هوتي هی که دلوں کا ' طبیعتوں کا ' سمجهه کا ' خیالوں کا بالکل کایا پلٹ کردے — اِسیکا یهه کام هوتا هی که طبیعت انساني کے هر حصه میں جاے اور اس نرالی هستي کے لیئے (جو ماهیت میں گو یکساں کیوں نهو لیکن رنگ میں ' روپ میں ' شکل میں ' صورت میں ' خیال میں ' مذاق میں ' دماغ میں ' دل میں ' سمجهه میں ' بوجهه میں ' گهڑت میں ' بناوٹ میں ' بالکل ایک دوسرے سے جدا هی) جوکچهه مناسب هو اُسکي تجویز کرے — اِسیکو یهه آتا هی که اس هستي کو (جسکي نظر باوجود اس بلند نظري کے همیشه ایک هي جانب رهتي هی ' جب اوپر دیکهتا هی تو نیچے کي خبر نهیں اور جب نیچے دیکهتا هی تو اوپر کي نهیں جانتا ۔ جب گذشته کا خیال کرتا هی تو موجودہ کو بهلا دیتا هی اور جب آیندہ کا تصور باندهتا هی تو گذشته سے آنکهه بند کرلیتا هی) کامیابي کي سبب سے عمدہ تدبیر بتائے — اِسیکا وہ قول هوتا هی جسکي تصدیق هردل کرتے

هيں — إسي كي وه باتيں هوتي هيں جسكي سچائي كي سهادت هر شجر و حجر و ديوار سے ملتي هے يهي وه بات كهتا هے جو دنيا اور إنسان كے نيچر كے بالكل مطابق هوں - إسي كي بات ايسي معني خيز هوتي هے كه كتني هي مختلف نگاهوں سے ديكهيئے ليكن وهي ٹهيک أترے - اسيكا شور ايک عالم كو جگا ديتا هے - اسيكا جبروت عام عالم كے وطبايع پر قايم هوتا هے *

وه بجلي كا كڑكا تها يا صوت هادي * زميں جسنے ساري عرب كي هلا دي
نئي ايک لگن سارے دل ميں لگا دي * بس اک آن ميں سوتي بستي جگا دي

يهي وه هوتا هے جسكو دنيا ميں بجز اصلاح كے اور كوئي كام نهيں هوتا - يهي وه هوتا هے جسكو مارو ' كاٹو ' ليكن ايک صفت يهي اپنے كام سے باز نهيں رهنے كا — يهي بزبان حال يهه پڑهتا هے —

در پس آئينه طوطي صفتم داشته اند * آنچه أستاد ازل گفت بگو مي گويم

أسي كو نبي يا پيغمبر كهتے هيں *

دوسرے وه هوتا هے جسكے دل ميں ايک خاص روشني اس قسم كي هوتي هے جس سے وه اس پهلے شخص كے تمام منشاؤں اور ارادوں كو سمجهه جاتا هے اور دل سے يهه چاهتا هے كه ميري پياري قوم پيارے هادي كے مبارک ارادوں اور كوششوں سے كماحقه كامياب هو — ايک زمانه گذرنے كے بعد جب أن سچے اور روشن خيالوں ميں جو أس پيارے كے بدولت ميسر هوئے هيں توهمات كي آميزش هو جاتي هے اور باطل كي بهرمار سے حق چهپ جاتا هے تو اسي روشن ضمير كا يهه كام هوتا هے كه حق كو باطل سے ' جوهر كو عرض سے ' سچ كو جهوٹ سے ' كهوٹے كو كهرے سے جدا كرے - جب زمانه بدل جاتا هے اور تمدني اور ملكي أمور ميں ايک بڑا انقلاب هوجاتا هے تو اسي عالي دماغ ميں يهه قابليت هوتي هے كه اپني قوم كے ليئے ايک ايسي تجويز كرے جو زمانه كے بهي مطابق هو اور أس پيارے كے حكموں كے بهي — جب علم و حكمت كي ترقي هوجاتي هے اور منشاے قدرت زيادہ واضح طور پر معلوم هوجاتے هيں تو أنهيں لفظوں سے جنسے اونٹوں اور بكريوں كے چرانے والوں كي اصلاح كي گئي هے اور جو بلاشبهه دنيا اور انسان كي هر حالت كے مناسب هيں ' أس تعليم يافته كا جو بغير علم كے ايک تنكا بهي نهيں توڑتا ' كافي اطمينان كردينا اسي معني فهم كو آتا هے - نحو و الحاد كے فتووں سے نڈرنا اور صحيح كو غلط سے جدا كرنے ميں بے اختيار هونا ' مصنوعي بندشوں كا توڑنا اور ايک دنيا كے اختلاف كي پرواه نه كرنا اسي جوانمرد سے هوسكتا هے — گاليان كهانا ' صدمے سهنا اور اپني بدنصيب قوم كو أسي ڈهرے پر لگانا جسپر أس پيارے هادي نے لگايا تها إسيكا كام هے - ايذائيں أٹهاني ' تكليفيں سهني اور پهر قوم پر نثار رهنا إسي سے هوسكتا هے — وه رنگ رنگنا جو أس پيارے كو بهاتا تها إسيكو آتا هے — أس

چمن کي آبياري جسکو اُن نازک ھاتھوں نے لگايا ھی اسي سے ھوسکتي ھی — اِسيکو اس کہنے کا حق ھوتا ھی —

درکفي جام شريعت درکفي سندان عشق * ھر ھوسناکے نداند جام و سندان باختن

یہي ھی جسپر لوک رشک کرتے ھيں اور وہ کہتا ھی —

این سعادت بزور بازو نيست * تا نہ بخشد خداے بخشندہ

یہي سچا رفارمر . یہي سچا مصلح کہلاتا ھی — ھادي عالم اور نيچر انساني کے بڑے واعظ نے اسي کي شان ميں فرمايا ھی "العلماء اُمتي کالانبياء بني اسرائيل" *

تيسرا وہ ھی جو نہ معني سے غرض رکھتا ھی نہ مطلب سے صرف صورت اور ظاھر پرستي پر مرتا ھی — اُسکو نہ اسکي خبر ھوتي ھی کہ صداقت کيا چيز ھی اور وہ کہاں سے پيدا ھوتي ھی اور نہ اسکا علم کہ فطرت انساني اور نيچر کا کيا مقتضا ھی — دنيا سے انسانوں سے اُس چھبے شعبدہ باز کا کيا منشا ھی — اِن بھانمتيوں سے اُسکا کيا نفع اُٹھی — یہہ بندشيں کيوں باندھي گئيں — اِن خيالات ميں سے کتنے اُس پيارے کے ھيں اور کتنے زيد — بکر — خالد عمر کے — چرھر . عرض . کھوتا . کھرا . میتھا . کڑواسب کا گڈمڈ کرنا اور ایک ایسا معجون بنانا جس سے دلوں کا ' طبيعتوں کا ' سمجھہ کا ' خيالوں کا ستياناس ھوجاے اُسکا کام ھوتا ھی — رسم رواج کا . مصنوعي بندشوں کا مضبوط کرنا اور اُسپر تہہيں چڑھانا اُسکا منشا ھوتا ھی — وہ سمجھتا ھی کہ انسان کي کاميابي انسان کي بہبودي صرف اسي ميں ھی کہ رسم . رواج . سوسائيٹي . خاندان کي بيڑيوں سے نہ نکلے اور جہاں تک ممکن ھو اُسي ميں جکڑبند رھے — زمانہ کتنا ھي ترقي کرجاے ليکن وہ اپني حالت موجودہ سے نہ کھسکے — حقايق اشيا کا علم کتنا ھي بڑہ جاے ليکن وہ اپني وھمي اور خيالي ھي باتوں پر عمل رھے — دنيا آگے بڑھتي جاے اور وہ پيچھے ھٹتا جاے — انسانيت کا . سولزيشن کا . خدا کا . رسول کا کيسا ھي مقصد کيوں نہ فوت ھو ليکن اُس لکير سے باھر قدم نہ نکالے جو باپ دادا نے اُسکے واسطے کھينچ دي ھو — آنکھہ بھي رکھتا ھو ليکن نديکھے . کان بھي رکھتا ھو ليکن نہ سنے . ديکھتا ھو کہ دن ھی ليکن یہہ خبط ھو کہ شايد کہيں رات نہو — وحشي ھو . صورت مسخ ھوگئي ھو ليکن یہہ گمان ھو کہ غالباً یہي وہ حالت ھو جسکو اُس بڑے حکيم نے پسند کيا ھو — ناعاقبت انديشيوں پر ھر طرح سے مرتا ھو — خدا کے اس صريح و مستحکم مقصد کے فوت کرنيميں کہ مخلوقات عالم روز بروز ترقي کرتے جائيں ' اور اُسکي صنعتيں روز بروز زيادہ ظاھر ھوتي جائيں ' کوئي دقيقہ فرو گذاشت نکرتا ھو — اُسکي تمام کوششوں کا یہہ نتيجہ ھو کہ قوم جيسي جاھل ھی ويسي جاھل رھے جيسي اندھي ھی ويسي اندھي رھے — یہہ شخص اگرچہ کيسا ھي رفارمري کا دعوي کيوں نکرے ليکن حقيقت ميں یہہ ايک ايسا نادان ھی جسکي برابر دنيا ميں کوئي نادان نہيں — انسان کا ' دنيا کا

انسانیت کا ، ترقی کا ، عزت کا ، دولت کا ، تہذیب کا ، شایستگی کا ، خدا کا ، رسول کا
اسکی برابر واقع میں کوئی دشمن نہیں — کچھہ شبہہ نہیں —

خیالات نادان خلوت نشین * بہم برکند عادت کفر و دین

یہی وہ شخص هی جو سوسئیتی کے تمام شامت اعمال میں قابل گرفت هی - یہی وہ
شخص هی جو قوم کی جہالت کے تمام بدنتیجوں کا جوابدہ هی *

کسی قوم کسی گروہ کے لیئے کیسا هی ڈھکوسلے گھڑنے والا ، کیسا هی بہتان ڈالنے والا ، کیسا هی دنیا چھوڑانے والا ، کیسا هی افلاس کا تمغہ دلانے والا ، کیسا هی قوار انسانی کا برباد کرانے والا ، کیسا هی عقلی باتوں کا مٹانے والا رفارمر کیوں نہ درکار هو لیکن اُس قوم اُس مذهب کے لیئے] جسکی بنا بالکل عقل و حکمت پر هو اور جسکا بانی پکار کو یہہ کہتا هو " † و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً " — جسنے نہ دنیا کے عجائبات کو ، نہ انسانی ڈھکوسلوں کو ، بلکہ صرف نیچر هی کو ، فطرت هی کو ، واقع کو ، حقیقت هی کو دین ٹھہرایا هو اور علانیہ یہہ کہہ رہا هو " ‡ فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون " جسکے فیضان عام سے بجز مشرک کے اَور کوئی بھی مستثنی نہوا هو — جسکی رحمت میں یہہ عجیب غریب وسعت هو کہ نہ گورے پر بند هے نہ کالے پر ، نہ عیسائی پر نہ موسائی پر ، نہ هندی پر نہ عجمی پر اور برملا یہہ کہدیا هو " § من اسلم وجہہ للہ و هو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیہم ولاهم یحزنون " — جو یہہ کہکر " ‖ لایکلف اللہ نفساً الاوسعها " اُتنے هی کا طلبگار هو جتنا فطرت میں رکھا هو — جو یہہ برملا کہکر " ¶ ولہ اسلم من فی السموات و الارض طوعا وکرها والیہ ترجعون " صورت سے ، ظاهر سے قطعاً نظر اُٹھاکر بالکل معنی هی کو ، حقیقت هی کو دیکھا هو — جسنے اس پتلے کو نہایت هی محبت و پیار کی نگاهوں سے دیکھہکر ذرہ برابر بھی اسکی تکلیفوں کا روا دار نہو اور صاف یہہ کہدیا هو

---

† جسکو حکمت دی گئی اُس کو بہت نیکی دی گئی -

‡ سیدھا کر اپنا منہہ خالص کردین اللہ کے لیئے وہ دین جسپر انسان پیدا کیئے گئے یعنی (نیچر) خدا کی پیدایش میں یعنی (نیچر) کے قاعدے میں کچھہ تبدیل نہیں هی — یہی مضبوط مستحکم دین هی ولیکن اکثر آدمی نہیں جانتے -

§ جس نے اپنی ذات کو خدا کے لیئے فرماں بردار کیا پس خدا اُسکے اجر کا ذمہ دار هی اور اُس کو خوف اور غم نہیں هی -

‖ اللہ کسیکو اُس کی بساط سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا -

¶ وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین میں هیں طوعاً یا کرهاً (بلحاظ فطرت) خدا هی کی فرماں برداری کرتی هیں اور اُسی کیطرف راجع هیں -

† ان الله يريد بكم اليسر ولا يريد بكم العسر " ‡ ماجعل عليكم في الدين من حرج " جسنے صرف اس کہنے هي پر بس نکيا هو بلکه يهه فرما کر " § لارهبانيت في الاسلام " اس هستي کو اپني تمام جايز خوشيوں اور اُمنگوں سے مستفيد و نهال هونيکي تاکيد بهي کي هو — جسکا پيارا رهنما نه هر بات ميں اپني هي مداخلت چاهتا هو اور نه هر کام ميں اپنا هي دخل بلکه دنيا اور انسان کے نيچر پر بخوبي غور کرکے صاف صاف يهه کهه رها هو " || ما اتاکم من امر دينکم فخذوه وما نهاکم عنه فانتهو وما امرتکم برايي فانا بشر مثلکم " — جسکا پيارا باني نه جنت بيچتا هو نه بهشت کي دوکان رکهے هو ملکه نهايت عجز سے مگر اُميد بهرے هوئے دل سے علانيه يهي پکار رها هو " ¶ لااعلم مايفعل بي ولا بکم " — جسنے اُن دانياں کے ايک جوان کا قصه بناکر جو اُس انديکهے ' کي تلاش ميں پهلے چاند پر رکا اور پهر سورج پر اور جب دونوں کو ڈوبتے ديکها تو چونکا اور بول اُٹها " * اني وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفاً وما انا من المشرکين " يهه چاها هو که هم مصنوعات هي سے اُس چهپے کا ' بازيگريوں هي سے اُس بازيگر کا سراغ لگائيں — جس کا پيارا خدا اپنا يوں پته دے " هم تو وهي هيں جو زمين سے اناج . پهل . پهول . سبزه اُگاتے هيں — هم تو وهي هيں جو بيجوں کو . گٹهليوں کو توڑکر هري تهني نکالتے هيں — هم تو وهي هيں جو پاني برساتے هيں — هم تو وهي هيں جو هوا چلاتے هيں] تو ايک ايسے هي رفارمر کي ضرورت هي جو اُس خاص و آزاد روشني سے کماحقه بهره ياب هو اور اِن تمام باتوں کو جو جامع راز فطرت هيں اور ديکهنے . بهالنے . سوچنے . سمجهنے والے کے ليئے کافي سبق هيں بخوبي سمجهه سکے — اُس قوم کے ليئے تو ايسے هي رفارمر کي حاجت هي جو اُس پيارے کي (جس کي بدولت يهه نعمتيں ميسر هوئيں) نه صرف ايک هي ادا کا بلکه ساري اداؤں کا ديوانه هو — جهاں اُس کي ظاهري سختيوں پر نظر کرے وهاں اُس کي اُس شفقت پر بهي لحاظ رکهے جس سے اُس کا نوراني دل مالا مال تها — جهاں اس کي نظيريں ڈهونڈے که کيا کيا قيود قايم کيئے گئے وهاں

---

† خدا تمکو خوش رکها چاهتا هی اور تکليف نهيں ديا چاهتا —

‡ دين ميں خدانے کوئي تنگي نهيں کي —

§ اسلام ميں جوگي پن نهيں هی —

|| دين کے امور ميں ميں جس بات کے ليئے کهوں اُس کو اختيار کرو اور جس بات سے منع کروں اُس کو چهوڑدو اور جب ميں اپني راے سے کوئي بات کهوں تو ميں محض مثل تمهارے ايک انسان هوں —

¶ ميں نهيں جانتا که ميں کيا اپنے ليئے کرتا هوں اور کيا تمهارے ليئے —

* ميں نے اپنے منهه کو اُس کي طرف متوجهه کيا جس نے آسمان اور زمين پيدا کيا اور ميں مشرکوں سے نهيں هوں —

یهه بهي دیکهه لے که وه آزادي پر بهي کتنا موتا تها — نه صرف یهي دیکهے نه أسکے وقت میں قوم کي کیا حالت تهي بلکه یهه بهي که قوم کا کس حالت میں هونا أسکي مبارک خواهش کا منشا تها اور قوم کي وه کونسي حالت هی جو أسکي آنکهوں کو نور اور سینے کو سرور دیسکتي هی — پیارا هادي ، پیارا رهنما ، اپنی بنائي چمن سے کس بہار کا متوقع تها . اپنے لگائے پودوں سے کس قسم کا پهل چاهتا تها — أسکي رفارمر کو تو ضرور هی که دیکهے بهالے سوچے سمجهے اور وهي راه چلائے جو أس پیارے نے چلایا تها — أسکو تو نه بهت سے قیود قایم کرنا چاهیئے اور نه بهت سے ڈهکوسلے گهڑنا — أسکي رفار مري أسکي اصلاح کا تو صرف یهي مقصد هونا چاهیئے که پورب سے . پچهم سے . أوتر سے . دکهن سے کهیں سے آئے مگر وهیں پهونچے جہاں پهونچنا أس پیارے کا مقصود تها — سرخ . زرد . سپید . سیاه کوئي رنگ هو مگر أسي رنگ میں ڈوبا هو جو أسکودل سے بہانا تها — عربي . فارسي . هندي . انگریزي کوئي زبان هو مگر وهي ترانه هو — نوکري چاکري . کهیتي باري . تجارت . مزدوري کوئي کام هو مگر وهي دُهن هو — یار . احباب . دوست . جلسه . کوئي حالت هو مگر وهي خیال هو — جهونپڑا . ویرانه . کوٹهي . محل کوئي مقام هو مگر وهي دل هو . حلاوت . پلاؤ . چهري . کانٹا کوئي چیز هو مگر وهي طبیعت — تجرد . تعلق . آزادي . قید کوئي حالت هو مگر وهي بات —

درعمل کوش وهرچه خواهي پوش * تاج برسر نه و علم بر دوش
اے درونت برهنه از تقوی * کز برون جامه ریا داري
تاجه خواهي خریدن اے مغرور * روز در ماندگي بسیم دغل

أس گڑهے سے جسمیں بدنصیب قوم گري هی نه نکلنے دینا . انسان کے عضو عضو کو رگ رگ کو جکڑبند کردینا . علوم کی روشنی نه پهونچنے دینا . خیالي دوزخ داهوں میں لٹکر تحقیق حق کي تمام جرأتیں چهین لینا . مریدوں کے حلقے میں بیٹهکر انا و لاغیري کا دعوه مارنا . دوچار پهبتیاں کهکر واه واه کي آواز سے دلخوش کرلینا " الدنیا سجن المومنین کا وعظ کهکر بدنصیب قوم کے افلاس کا روز بروز ترقي دینا . خیالي خوشي اور خیالي نیکي میں مست هوکر وجد کرنا . بهشت کو اپنے باپ دادوں کا ترکه سمجهکر ناهنجاریوں میں دلیر هوجانا . رسم و رواج و غلط خیال کے طرفدار هوکر عوام کا الانعام کی تعریفوں سے جهولي بهرنا . أس روشنضمیر کو جسکے دلکي آنکهیں خدانے کهولدي هوں دیوانه اور مجنون کهدینا . تعصب اور خود بیني کا پردہ آنکهوں پر ڈالکر کسي کے کمال اور قابلیت کا تسلیم نکرنا اور صمداً خدا کي داد اور فیض سے انکار کرنا . یهه کهنا که هم أسکي باتیں مانیں (گو وه کیسا هي سچ کیوں نهو) اور کسي کے مشابه هونا نهایت آسان هی اورهرایک انسان سے هوسکتا هی لیکن أس بدنصیب قوم کو أس گڑهے سے جسمیں وه گري هی نکالنا اور مرهم پٹي سے

اُسکے زخموں کا درست کرنا اُسی قوی دست اور دردمند کا کام ہی جو خاص اسی غرض سے اُس بدنصیب قوم میں پیدا کیا جاتا ہی — بہت سی باتیں بنانی . بہت سے ڈھکوسلے گھڑنا نہایت سہل ہی اور قریباً ہرانسان کو آتا ہی لیکن اُسوقت جب دنیا میں انقلاب عظیم ہوگیا ہو اور آب . ہوا . غذا . مزاج . طبیعت . ضرورت . احتیاج . تمنائیں . ارزوئیں . خوشیاں . صدمے . خیالات . تصورات . تمام مادی و خیالی چیزیں بدل گئی ہوں . علوم کی روشنی تمام دنیا میں پھیل گئی ہو ' وہ نسخہ لکھنا جو زمانہ . وقت . قوم کے بھی مناسب ہو اور روح کے اُس بڑے طبیب کے حکموں کے بھی . اُسیکا کام ہی جسکو اُسی پیارے . اُسی لاڈلے کے اندرونی فیض کا کچھہ سہارا ہو — رسم و رواج کی طرفداری . باپ دادا کے دستوروں کی حمایت ہرانسان کو آتی ہی لیکن رازفطرت . کا اُس پیارے کے مقصدوں کا سمجھنا اور پھر عملی طور پر اپنی قوم میں پھیلانا . جو ذایقہ قوم کی صرف زبان ہی پر ہو اُسکا حلق سے نیچے اوتارنا جوہر کو عرض سے . صحیح کو غلط سے جدا کرنا . اُسی سے ممکن ہی جسکا علم نہ مدرسہ سے نکلا ہو نہ خانقاہ سے بلکہ اُسی روشنی کے ایک ذرہ برابر عکس سے جسنے موجودات سے . محسوسات سے . ممیزات سے . مخصوصات سے تمام سے قطع نظر کراکر بےاختیار یہہ کہلادیا " انی وجہت وجہی للذی فطرالسموات والارض حنیفاً وما آنامن المشرکین " — زید کی ' بکر کی ' خالد کی ' عمر کی ' ہر کوئی راہ چلا سکتا ہی لیکن اُس اُمی کے اُس بنی سعد کی بکریاں چرانے والے کی (دل و جانم فدائے نامش باد) راہ چلنا اُسی شخص کا کام ہی جو خاص اسی غرض سے بنایا گیا ہو —

نہ ہرکہ چہرہ برافروخت دلبری داند * نہ ہرکہ آئینہ سازد سکندری داند
نہ ہرکہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست * کلاہ داری و آئین سروری داند

ہم ' تم ' وہ ' وے ' دعوی تو سب کرتے ہیں پر [نہ اپنی محنت سے اور نہ اپنی محنت سے بلکہ محض خدا کی دین سے] یہہ تو کچھہ اُسی کو آتا ہی جس کو صدمے پہونچاتے ہو ' جس پر پھبتیاں کہتے ہو ' جس کو وحشی بتاتے ہو ' جس کو دیوانہ کہتے ہو ' وقالوا ان ھذا لمجنون *

راقم

مسکین احسان اللہ ساکن قصبہ
منڈارہ ضلع الہ آباد

ایک باھمت جماعت جبسے تیرے ساتھ ھی
ھم سمجھتے ھیں تیرے سرپر خدا کا ھاتھ ھی

تو سدا آباد رہ اے قوم کے امید گاہ * اے یگانوں اور بیگانوں کے یکساں خیر خواہ
دیکھتے ھیں غیر حیرت اور تعجب سے تجھے * قوم نے اب بھی اگر سمجھا نہ تجھکو آہ آہ
اپنے حامی آپ پیدا کر کہ کوہ سر بلند * اپنی پونجی سے ھی آپ اپنے لیئے پشت و پناہ
خیر کی امید رکھنی ھی عبث اُس قوم سے * آپ تو جسنی دیا ھو اپنے ھاتھوں سے سیاہ

چارہ آخر کچھہ نہیں حالی بجز صبر و سکون
کر دعا اب اھد قومی انہم لا یعلمون

راقم

خاکسار الطاف حسین حالی از دھلی

دعوت

ھاتھہ توڑیں اگر اس مضمون کے پیرایہ میں چھری کانٹے یا میز کرسی کی طرف اشارہ بھی مقصود ھو یہہ وہ ایسی چیزیں ھیں جو ھرایک شخص کی آنکھہ کے سامنے ھیں اور اُسکی برائی یا بھلائی مشاھدہ سے متعلق ھی اور ایک بدیہی امر ھی پس جو لوگ کسی فعل کی بھلائی یا برائی کے لحاظ سے اُس فعل کے اختیار یا ترک کرنے کی جرأت رکھتے ھیں اور جو ملکی یا قومی رسم و رواج کو اپنی مردانہ ھمت کے مقابلہ میں کوئی مضبوط روک خیال نہیں کرتے جن کے قدم ترقی کی طرف بڑہ گئے ھیں وہ خود ان اُمور کا فیصلہ اچھی طرح کرسکتے ھیں *

میرا مطلب اسوقت صرف اُن قابل اصلاح دستوروں پر توجہہ دلانے کا ھی جنکو ھندوستان کے مسلمان شریف خاندانوں میں رسم و رواج کے طور سے دعوت کے جلسوں میں برتا جاتا ھی — میرے اس مضمون کا میزبان نہ کوئی ایسا شخص ھی جس کے ذاتی بخل یا کنجوسی کی مجھکو شکایت ھی نہ میں اس مضمون میں کسی لالچی طبیعت کے مہمان کا شاکی ھوں میں نے اپنے میزبان کو ایک فیاض طبع میزبان اور ایسے مہمان کو ایک مستغنی المزاج مہمان فرض کیا ھی اور اُس کے بعد اُن کارروائیوں کی نسبت بحث کی ھی جو ایسی شریفانہ طبیعت والے انسانوں سے صرف رسم و رواج کی وجہہ سے سرزد ھوتی ھیں وہ مذموم دستورات جن سے اس مضمون میں بحث ھی وہ نئی تہذیب اور پرانی تہذیب کے جھگڑوں سے کچھہ تعلق نہیں رکھتے وہ پرانے زمانہ کی روشنی میں بھی بشرطیکہ رسم و رواج کی دھندلی عینک سے اُن کو نہ دیکھا جاوے ویسے ھی بد نما معلوم ھوتے ھیں جیسے نئی روشنی میں پس میں اپنی ان چند سطروں پر

جیسی نئي روشني والوں کي توجهه کي اُمید رکهه سکتا هوں ویسا هي اُن بزرگواروں کي طرف سے بهي جو پراني روشني کے لوگ کهلاتے هیں *

جن مکروہ رسموں کي نسبت میں نے اس مضمون میں اشارہ کیا هی وہ وہ هیں جن کا مجهکو اب تک ذاتي علم هوا هی یهه تمام رسمیں اس ملک کے مختلف حصوں میں مختلف طور سے جاري هیں کوئي رسم ایک حصه ملک میں هی اور دوسرے میں نهیں هی کسي کا وجود ایک هي حصه ملک کے قصبات میں پایا جاتا هی اور بڑے بڑے شہر اُس سے مستثنی هیں کوئي رسم بڑے بڑے شهروں میں هی اور قصبات میں نهیں هی کسي رسم کا رواج کسي خاص قوم یا فرقه میں هی اور اور قوم یا فرقوں میں وہ رائج نهیں هی غرض که جن جن رسموں اور دستوروں کا بیان اس مضمون میں هوگا ضرور نهیں هی که وہ هر ایک جگهه اور هر ایک فرقه سے یکساں متعلق هوں اور یهه میں نے مناسب نهیں سمجها که هر ایک مروجه دستور کا ذکر کرتے وقت اُن مقامات کو بهي نشان دوں جهاں وہ دستور رائج هیں *

هرایک عام بحث میں کچهه صورتیں اور حالتیں همیشه مستثنی هوتي هیں اسي طرح همارے اس مضمون میں بهي اُن میزبانوں اور مهمانوں کي خاص خاص کارروائیاں عام قواعد کي پابندي سے همیشه مستثنی سمجهه لیني چاهیئیں جن کے باهم نهایت اعلی درجه پر یگانگت اور بے تکلفي هو اور اُس باهمي اتحاد کي وجهه سے میزبان اور مهمان کي کوئي امتیاز باقي نه رهتي هو *

اب میں اُن خراب دستوروں کا ذکر شروع کرتا هوں جو دعوتوں سے متعلق هیں *

دعوت کے وقت کے تعین میں بلکه یوں کهنا چاهیئے که هماري هر ایک تقریب اور جلسوں کے تعین اوقات میں اس قدر سخت ابتري هی که العظمت لله دعوت کے رقعوں میں جو وقت مقرر کیا جاتا هی کوئي مهمان ٹهیک اُس وقت پر نهیں آتا اور اگر کسي نئي روشني والے نے اپنے میزبان کي تحریر کا ادب کیا اور ٹهیک وقت پر پهونچ گیا تو اور بزرگواروں کے انتظار میں اُس کو اپنا اس قدر وقت کهونا پڑتا هی اور اس قدر کوفت وہ برداشت کرتا هی که دعوت کا سب لطف خاک میں مل جاتا هی اور اگر میزبان کے هاں بهي اُسي وقت پر سب اهتمام هوگیا هی تو اب کهانا جدا مٹي هورها هی علاوہ اس کے هم کهه سکتے هیں که جو لوگ وقت پر آگئے هیں اور اب اُن کو دوسروں کے انتظار میں سوکهنا پڑتا هی وہ اُنکي ایک علانیه توهین هی پهر اُس وقت میزبان کي روح پر جو صدمه هوتا هی وہ قلم سے ادا هونے کے قابل نهیں هی هر ایک شخص کا دل هي اُس کو خوب جانتا هی *

یهه تو مهمان صاحبوں کي کاروائي کا ذکر تها اب میزبان صاحبوں کا حال سنئے اُن کي کارروائي بهي بعض اوقات اُنهیں مهمانوں کي سي کارروئي هوتي هی اگر دن کي دعوت هی تو رقعه میں دس بجے کا وقت لکها گیا لیکن گیاره بج گئے اور کهانا ندارد هی باره کا گجر بجا اور یهاں ابهي هاتهه تک نهیں دهلائے گئے ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک خدا خدا کرکے کهیں نجات ملتي هی اگر شب کي دعوت هی تو رقعه میں حسب معمول تحریر هی که بعد نماز مغرب قدم رنجه فرمائیئے لیکن هماں آش در کاسه دس بجے گیاره گیاره بجے کهیں چهٹکاره هوتا هی مهمان جو بلائے گئے هیں اُن میں کوئي هی جو اول وقت کهانا کهانے کا عادي هی اور کوئي هی جو اول وقت سوجاتا هی بعض لوگوں کو اتني دیر تک مقید بیٹهے رهنے کي عادت نهیں هی — پهر جو تکلیفیں ان لوگوں کو انتظار کي حالت میں گذرتي هیں اُن کو اُنهیں کا دل جانتا هوگا — اب کیا کوئي شخص کهه سکتا هی که ایسي دعوتوں سے میزبان اور مهمان خوش هوسکتے هیں کیا ایسي کارروائیوں سے باهم محبت بڑهتي هی هرگز نهیں •

بعض جگهه یهه دستور هی که کسي نے دعوت کي هی اور ٹهیک وقت سے بهي اپنے مهمانوں کو اطلاع دیدي هی لیکن جب تک دوباره کوئي رقعه یا آدمي عین وقت پر میزبان کي طرف سے مهمانوں کے بلانے کے واسطے نهیں آتا تب تک میزبان کے یهاں جانے میں اپني کسرشان سمجهتے هیں جو محض ایک بیهوده رسم اور لغو رواج هی •

کبهي کبهي میزبانوں کا یهه برتاؤ پایا جاتا هی که وه باصرار اپنے دوستوں کي دعوت کرتے هیں (جنکو میں عزیز مهمان کهنے میں تامل کروں گا) اور خود شریکِ طعام نهیں هوتے کبهي یهه عذر هوتا هی که طبیعت اچهي نهیں هی اور کبهي یهه کهکر معافي چاهتے هیں که ابهي میرے کهانے کا وقت نهیں آیا هی مگر یهه دونوں عذر نهایت لغو هوتے هیں اگر اُنکي ایسي حالت نهیں هوتي که وه اپنے مهمانوں کے ساتهه شریک هوسکیں تو اُن کو کسي بهلے آدمي کا اپنے یهاں کهانے پر بلانا هي کچهه ضرور نهیں هی اُن کي مثال ایسي حالت میں ایک بیمار کي سي هوگي جس سے کوئي دعوت نه کرنے کي شکایت نه کریگا •

پهر یهه مذموم طریقه اُس وقت اور بهي زیاده نفرت کے قابل اور نا قابل عفو هوجاتا هی جب که میزبان کي وه علیحدگي مهمان کے ساتهه کسي طبعي نفرت یا کسي خارجي مصلحت نه کسي مذهبي مجبوري پر مبني هوتي هی هم اپنے ایک هندو دوست کے یهاں جو اپني مذهبي مجبوري سے همارے ساتهه دسترخوان پر شریک نهیں هوسکتا نهایت خوشي اور پوري مسرت کے ساتهه مهمان کے طور پر بغیر اُس کي شرکت کے کهانا کهاسکتے هیں لیکن ایک مسلمان یا ایک اهل کتاب کے یهاں جهاں کوئي مذهبي مجبوري میزبان کو همارے ساتهه شریکِ طعام هونے میں نهیں هی اسطرح پر ایک لقمه بهي همارے حلق

سے نہیں اُتر سکتا اور اسی طرح جب کہ ہم ایسے لوگوں کے میزبان ہوں جنکے ساتھہ کھانا کھانے میں ہمکو یا ہمارے ساتھہ کھانا کھانے میں ہمارے مہمان کو کوئی مذہبی مجبوری نہیں ہی تو ضرور ہی کہ ہم بھی اُسی اُصول کا خیال رکھیں جیسا کہا گیا ہی کہ اُنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں ہم مپسند — میرے بعض ایسے مسلمان دوستوں نے جن کو میں جانتا تھا کہ یہہ انگریزوں کے ساتھہ کھانا کھانے میں (گو کہ کسی وجہہ سے ہو) تامل کرتے ہیں جب کبھی مجھہ سے یہہ مشورہ کیا کہ ہم اپنے فلاں انگریز دوست کی دعوت کرنا چاہتے ہیں تو میں نے اُن کو یہی صلاح دی کہ اگر تم اُن کے ساتھہ کھانا کھانے میں تامل کرتے ہو تو اس خیال ہی سے درگذر کرو *

دعوت کی ایک اَور قسم بھی دیکھنے میں آتی ہی کہ مدعو کے واسطے کھانا اُن کے دولت خانہ یا فرودگاہ ہی پر بھیجدیا جاتا ہی اور یہہ سمجھہ لیا جاتا ہی کہ دعوت ادا ہوگئی یہہ طریقہ اور مذکورہ بالا طریقہ قریب قریب یکساں کے ہی اور بجز اس کے کہ داعی ایک ایسا شخص ہو جو مذہبی مجبوری سے اپنے مدعو کے ساتھہ شریک طعام نہیں ہوسکتا باقی ہرایک حالت میں یہہ طریقہ بھی اُسی طرح نفرت کے قابل ہی جسطرح وہ پہلا طریقہ یہہ طریقہ اکثر اُسوقت برتا جاتا ہی جبکہ داعی اپنے نزدیک یہہ تسلیم کرلیتا ہی کہ مدعو کو میرے مکان تک آنے میں بہت زیادہ تکلیف ہوگی یا کہ مدعو کا رتبہ اسقدر مجھہ سے اعلی ہی کہ میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمانا اُن کی شان کے برخلاف ہی لیکن اگر مدعو کو داعی کے یہاں آنے میں بہت زیادہ تکلیف کا احتمال ہی یا دونوں کے رتبہ اور مرتبہ میں در حقیقت اُس قسم کا فرق ہی تو اُس حالت میں داعی کو دعوت کا خیال کرنا ہی بے موقع ہی *

بعض جگہہ یہہ دستور ہی کہ میزبان نے کوئی دعوت کی ہی اور اُس میں اپنے کسی عزیز یا دوست کو مدعو کیا ہی تو اب یہہ عزیز مہمان مجاز ہیں کہ اپنے ساتھہ اپنے بیٹوں اور بھانجوں اور بھتیجوں کو یا اَور اپنے کسی دوست کو یا مصاحب کو اپنے ساتھہ لے جاتے ہیں جن کی تعداد کا اندازہ میزبان کو پہلے سے کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور یہہ ایک ایسی ناقص کارروائی ہی کہ علاوہ ایک معیوب اور مذموم ہونے کے کسی انتظام کو درست نہیں ہونے دیتی نہ کھانے کی تعداد اطمینان کے لایق مقرر کی جا سکتی ہی نہ کھانا کھانے کی جگہہ نہ دسترخوان کی ترتیب ٹھیک ہو سکتی ہی غرض انہیں مجبوریوں کی وجہہ سے یہہ ایک عام قاعدہ قرار دیا گیا ہی کہ اگر دس آدمیوں کی دعوت کی جاتی ہی تو بیس آدمیوں کے لایق کھانا تیار کیا جاتا ہی اور بعض اوقات معلوم ہوتا ہی کہ ضرورت سے زیادہ اہتمام کیا گیا لیکن قطع نظر اس بات کے کہ میزبان کو مہمانوں کی اس کارروائی سے ایک سخت خلجان برداشت کرنا پڑتا ہی خود یہہ امر کس قدر معیوب ہی کہ جن

لوگوں کو (گو کہ وہ مدعو کے بیٹے اور بھائي هي سهي) نهيں لائا اُن کو دعوت ميں شريک کيا جاوے *

کھانوں کي تقسيم کے باب ميں مختلف طريقے هيں کہيں پورا پورا حصہ هر ايک قسم کے کھانے کا هر ايک مهمان کے لیئے دسترخوان پر علیحدہ علیحدہ چنا جاتا هی اور کہیں وہ کھانا ايک يا چند ظروف ميں مہمانوں کي تعداد کے مناسب دسترخوان پر لايا جاتا هی اور کھانے والوں کے سامنے خالي ظروف هوتے هيں اور هرايک شخص کو اختيار هوتا هی کہ جس کھانے ميں سے جسقدر چاهے لے ليوے اور کہیں يہہ معمول هی کہ بعض قسم کے سالن وغیرہ علیحدہ علیحدہ چن دیئے جاتے هيں اور بعض کھانے يکجائي طور سے دسترخوان پر آتے هيں اور اُن کي تقسيم مذکورہ بالا طريقہ پر کھانے والوں کي خواهش کے بموجب هوني هی — همکو ان ميں سے کسي طريقہ پر اعتراض نهيں هی ليکن اگر يہہ جايز هی کہ ايک کارروائي کے چند طريقوں ميں سے کوئي ايک طريقہ جو سب ميں عمدہ هو اختيار کيا جاوے تو هم کہہ سکتے هيں کہ اول الذکر طريقہ کي نسبت آخرالذکر دو طريقوں ميں سے کوئي سا طريقہ غالباً زيادہ عمدہ هی *

دس برس سے زيادہ عرصہ هوا جب کہ ميرے ايک نهايت بے تکلف دوست علیگڈہ ميں ميرے هاں مهمان تھے کھانا جب آيا تو اسي آخرالذکر طريقہ ميں آيا همارے وہ دوست جو نهايت پرهيزگار اور متقي شخص هيں اس نئے طريقہ کو ديکھہ کر نهايت ناراض هوئے اور اپنے نزديک اُنھوں نے اس طريقہ کو ايک طريقہ نا مشروع سمجھکر صاف کہا کہ اگر يہہ طريقہ آپ موقوف نہ کرينگے تو آج سے ميں کبھي آپ کے هاں مهمان نہ هونگا — مجھکو چونکہ اُن کي خاطر هر طرح عزيز تھي ميں نے اُسي وقت اُس طريقہ کو بدل ديا ليکن معلوم هوتا هی کہ دس برس گذشتہ کے زمانہ نے طبيعتوں ميں بہت کچھہ اصلاح کردي هی اب همارے اُنهيں دوست کے وہ خيالات نهيں هيں اور اب جب کہ وہ اس مضمون کو پڑھينگے تو غالباً بہت هي هسينگے *

بعض جگهہ اور ميں کہہ سکتا هوں کہ بڑے بڑے دولتمندوں کے هاں ايک اسقدر مذموم طريقہ جاري هی کہ مجھکو اُس کے بيان کرنے ميں بھي شرم معلوم هوتي هی اور وہ يہہ هی کہ ايک هي دسترخوان پر کھانے والوں کي حالت اور وجاهت کے لحاظ سے کھانوں کي اقسام ميں فرق کيا جاتا هی — مياں کے هاں جب کوئي دعوت هوتي هی تو مياں کے معزز ملازم اور مصاحب وغيرہ بھي نهايت مهرباني کي راہ سے دسترخوان پر شريک کرلیئے جاتے هيں ليکن جو ذلت اُن بيچاروں کي اُس وقت هوتي هی خدا دشمن کو بھي نصيب نہ کرے مياں اور مياں کے عزيز مهمانوں کے سامنے اگر مرغ کا قورمہ اور مختلف قسم کے کباب هيں تو اُن غريبوں کے سامنے ارويوں کا اور آلو کا سالن اور ماش کي دال هی مياں کے لیئے نهايت

ندیس اور جهلکتے هوئے گلاسوں میں برف کا یا شورہ کا پانی هی تو اُن کے لیئے وهي تین کے یا تانبه کے گلاس یا کٹورے اور گهڑوں میں کا معمولي پانی — اسی طرح هر ایک چیز میں فرق روا رکها جاتا هی جس کي تفصیل کي کچهه حاجت نهیں هی *

نوکر اور مصاحب وغیرہ جن کي اس طرح پر تذلیل هوتي هی وہ تو میاں کے ساتهه صرف دسترخوان پر شریک هونے هي میں اپنی عزت سمجهے هیں اور اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو حقیر نهیں جانتے میں بهي اُن بیچاروں پر رحم کرنا چاهتا هوں اور اُن کو غصه کي نگاہ سے دیکهنا نهیں چاهتا کیوں که اُن کي حالت هي مجبوري کي هوتي هی لیکن بلا شبهه میں اُن آقاؤں اور میزبانوں کو هرگز عزت کي نگاہ سے نه دیکهونگا جو ایسي نالایق کارروائی کے مرتکب هوتے هیں میرے نزدیک جس قدر تذلیل ایسے موقع پر هوتي هی وہ اُن آقاؤں هي کي هوتي هی نه اُن غریب نوکروں وغیرہ کي جو نوکري سے هاتهه دهوئے بغیر ایسے ذلیل دسترخوان کي شرکت سے انکار نهیں کرسکتے کهانا کهلانے میں اس سے بدتر کوئی اَور کارروائی نهیں هوسکتي که ایک دسترخوان پر حالت اور حیثیت کے فرق سے هر ایک کے کهانوں کي اقسام میں فرق کیا جاوے اگر اس قدر مقدور یا همت نهیں هی که وہ سب لوگوں کو جو دسترخوان پر شریک کیئے جاتے هیں ایک سا کهانا کهلاویں تو نهایت آسان اور نهایت ضرور اور موزوں یهي هی که اُن باقي لوگوں کو دسترخوان پر شریک هي نه کیا جاوے اور بهت سے ثواب کي جگهه تهوڑے هي ثواب پر قناعت کي جاوے *

پهر مهمانوں کے ساتهه جو خدمتگار هوتے هیں اُن کے کهانے کی نسبت بهي مختلف دستور هیں — کهیں تو یهه معمول هی که جب مهمان کهانا کها چکتے هیں تو اُس کے بعد نوکروں کو علیحدہ کهانا کهلایا جاتا هی اور کهیں اُسي اُجڑے هوئے دسترخوان پر جسپر سے مهمان اوٹهے هیں وبسا هي جهوٹا کهانا کهلانے کے لیئے خدمتگار لوگ بٹهلادیئے جاتے هیں کسي جگهه یهه دستور هی که مهمانوں کے کهانا کها چکنے کے بعد وہ کل کهانا جو هرایک مهمان کے سامنے بچتا هی عجیب گهبراهت اور بے ترتیبي کے ساتهه اُن کے نوکر باندہ لیجاتے هیں کهیں کسي کپڑے میں سے شوربا ٹپکتا جاتا هی کهیں چاول بکهر رهے هیں روٹیوں کے ٹکڑے گرتے جاتے هیں اور بعض جگهه نوکروں کو کهانا کهلانا کچهه ضرور نهیں سمجها جاتا *

میں چاهتا هوں که ناظرین ان چاروں طریقوں پر غور کریں که آیا ان میں کونسا طریقه مناسب هی جو لوگ نوکروں کو کهانا کهلانے کے مؤید هیں اُن کا یهه عقیدہ هی که چاهے آقا کي مهمانداري میں کچهه قصور هوجاوے لیکن نوکروں کي خاطرداري میں کوئي قصور نه هو اور سب قسم کے عمدہ عمدہ کهانے اُن کو کهلائے جاویں کیونکه باهر جاکر یهي لوگ هماري تعریف کرینگے اور جو لوگ نوکروں کو کهانا کهلانا ضرور نهیں سمجهتے وہ کهتے هیں که یهه ایک فضول اور لغو حرکت هی اور صرف اپنی نیکنامي اور شهرت کي نیت سے اُسکو

عمل میں لانا اور بھي زیادہ معیوب ھی — میں ان دونوں بحثوں کا فیصلہ صرف ناظرین پر چھوڑتا ھوں تاکہ جسکو جو امر پسند ھو وہ اُسپر کاربند ھو لیکن نوکروں کو کھانا کھلانے کے باب میں جو خرابیاں میري نگاہ میں ھیں اُن کو میں بیان کیئے دیتا ھوں ٭

اول تو یهي مشکل ھی کہ کھانے والوں کي تعداد محدود نہیں ھوسکتي اور اُسکي وجهہ سے صاحب خانہ کو اپنے انتظام میں خلجان باقي رھتا ھی دوم سب سے بڑي دقت یهہ ھی کہ اول الذکر اُن تین طریقوں میں سے جنکا اوپر بیان ھوا ھی کوئي سا طریقہ نوکروں کو کھانا کھلانے کا اختیار کیا جاوے لیکن یهہ تسلیم کرنا چاھیئے کہ ھرایک حالت میں اُن لوگوں کو وھي دسترخوان پرکا بچا ھوا جھوٹا کھانا نصیب ھوتا ھی یا ایک ادنی قسم کا کھانا اور یهہ نہایت نا مناسب ھی اور علاوہ اُس سے ایک قسم کي توھین اپنے بني نوع کي نکلتي ھی جسوقت ایک انسان کسي انسان کے دسترخوان پر ھی تو وہ اُس کا ایک عزیز مہمان ھی پس اگر کسي شخص میں یهہ ھمت نہیں ھی کہ وہ اُس کو عزیز مہمان کي طرح دیکھے تو بہتر ھی کہ ایسي مہمانداري ھي سے کنارہ کرے ٭

میں خیال کرتا ھوں کہ جن خراب دستوروں کا میں نے ذکر کیا ھی اُن کي خرابي پر بہت سے لوگ ھونگے جو اتفاق کرینگے مگر اس میں بہت شک ھی کہ آیا اُن خرابیوں کي اصلاح پر کتنے شخص آمادہ ھونگے — خراب سے خراب رسم بھي کوئي ایسي نہیں ھی جس کي اصلاح کے وقت بعض لوگ اُن اصلاح کرنے والوں کو برا نہ کہیں پس جب تک کوئي شخص اپني طبیعت میں اُسقدر استقلال بہم نہ پہونچا لیوے کہ جاھل آدمیوں کے ناواجب برا کہنے کي کچھہ پرواہ نہ کرے اور " لایخافون لومت لائم " کا مصداق نہ بنے تب تک وہ کسي بدتر سے بدتر رسم کي اصلاح پر بھي جرأت نہیں کرسکتا انسان کبھي کوئي ترقي نہیں کرسکتا جب تک وہ اُس پراني رسم و رواج کے ترک کرنے پر قادر نہو جو اُس کے نزدیک خراب و مضر ثابت ھوجاوے اور وہ قدرت بغیر اس کے حاصل نہیں ھوسکتي کہ عوام الناس کے بیجا طعن و تشنیع کي طبیعت پر کوئي اثر نہ ھونے دے سچ کہا ھی جس نے کہا ھی کہ —

جنھیں ھو خوف بدنامي کا اپني اھل دنیا سے
بھلا کیا خاک دل کا اُن کے کوئي حوصلہ نکلے

٭

راقم

مشتاق حسین

مزاح

مزاح جسکو غلطي سے مذاق کہنے لگے هیں انسان کي ایک جبلي خاصیت هی جو کم و بیش تمام افراد انساني میں پائي جاتي هی — مزاح کو عربي فارسي اُردو میں تین مختلف القاب دیئے گئے هیں یعني مطائبہ — خوش منشي — خوش طبعي — یہہ تینوں لقب اسبات پر دلالت کرتے هیں کہ مزاح کا موضوع لہ خوشي کے سوا کوئي اَور چیز نہیں هی — روزانہ محنت و مشقت جو هر انسان کا فرض هی اُسکے بعد هر شخص ایسے مشغلے ڈھونڈھتا هی جن سے تھوڑي دیر دل ابھلے اور دن بھر کي کوفت رفع هو اور ایسے اوقات میں کوئي مشغلہ مزاح سے بہتر نہیں هی — هم اپني زبان میں مزاح کا ترجمہ هنسي — چہل — دل لگي — ٹھٹھول وغیرہ سے کرسکتے تھے مگر افسوس هی کہ اب هماري زبان میں یہہ الفاظ مزاح کے مترادف نہیں رهے بلکہ لچپن — شہدپن — مسخرگي — فحش — دشنام — بیحیائي — دھول دھپہ — جوتي پیزار کو بھي شامل هیں *

مزاح جب تک مجلس کا دل خوش کرنے کے لیئے نہ کسیکا دل دُکھانے کے لیئے کیا جاے ایک ٹھنڈي هوا کا جھوکا یا ایک سہاني خوشبو کي لپٹ هی جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ هوجاتے هیں — ایسا مزاح فلاسفہ و حکما بلکہ اولیا و انبیا نے بھي کیا هی — اس سے مرے هوئے دل زندہ هوتے هیں اور تھوڑي دیر کے لیئے تمام پژمردہ کرنے والے غم غلط هوجاتے هیں — اس سے جودت اور ذهن کو تیزي هوتي هی اور مزاح کرنے والا سب کي نظروں میں محبوب اور مقبول هوتا هی — برخلاف اس کے جب وہ اس حد سے بڑھنے لگتا هی تو دمبدم هولناک هوتا جاتا هی اور آخر کو اُس سے بجاے محبت کے دشمني اور بجاے خوشي کے غم پیدا هوتا هی وہ اخلاق کو اسطرح کھا جاتا هی جیسے لوهے کو زنگ یا لکڑي کو گُھن — مزاح کرنے والا ایسا بے دید هوجاتا هی کہ غیروں کے هنسانے کے لیئے ایک اپنے عزیز دوست کا خاکا اوڑانے لگتا هی وہ ایسا بیباک هوجاتا هی کہ خدا و رسول پر بھي اُسکي ایک آدہ پھبتي هوئے بغیر نہیں رهتي — وہ ایسا کذاب هوجاتا هی کہ بري خبریں جنکو سنکر خاص یا عام لوگوں کو رنج هو نہایت خوشي سے اوڑاتا هی — وہ ایسا بے غیرت هوجاتا هی کہ اُسکو سخت سے سخت گالي بھي ناگوار نہیں گذرتي — وہ ایسا مفسد هوجاتا هی کہ باتوں باتوں میں لڑائي کرادیني اُسکے نزدیک ایک بات هوتي هی — غرض تمام دنیا کے عیب مزاح کي زیادتي سے انسان میں پیدا هوجاتے هیں *

مزاح کے بڑھنے کے مختلف اسباب هوتے هیں مگر هم یہاں وہ خاص سبب بیان کرنا چاهتے هیں جس کي وجہہ سے مزاح کسي خاص قوم میں رفتہ رفتہ تمسخر و استہزا بلکہ فحش و دشنام کے درجہ کو پہونچکر انساني خصلت سے ایک قومي خصلت بن جاتا هی اور اس قدر عام هوجاتا هی کہ اُس کي برائي اور عیب نظروں سے ساقط هوجاتا هي *

هم دیکھتے هیں که آج کل هنسي اور چهل میں جو امتیاز هماري قوم کو حاصل هی
وہ تمام هندوستان میں کسي قوم کو حاصل نهیں هی - جتنے ضلع پهکڑ بولنے والے اور پهبتیاں
کهنے والے پیدا هوتے هیں اسي قوم میں پیدا هوتے هیں جتني گالیاں ایک مسلمان شریف زادے
کو یاد هوتي هیں کسي کو نهیں هونیں - تمام هندوستان میں جتنے پنچ اخبار هیں اُن کے
اڈیٹر اور پروپرائیٹر اور کارسپانڈنت اسي قوم کے زنده دل هیں — هندوستاني امیروں اور
امیر زادوں کي مجلسوں میں جتنے مسخرے اور رونق محفل پاؤگے اسي قوم کے پاؤگے -
واعظوں میں جتنے لطیفه گو اور بذله سنج دیکھوگے اسي قوم کے دیکھوگے — فحش اور
بے حیائي کي کتابوں میں ایک بهي ایسي نهوگي جس کا مصنف مسلمان نهوگا - مناظره
کي کتابیں اسي قوم کے عالموں کي، ایسي نکلینگي جس میں ستم ظریفي کا حق ادا
کیا گیا هوگا — شاعروں میں کوئي هاجي — هزل گو — ریختي گو — اور گنده دهن
ایسا نهوگا جو قوم کا مسلمان نهو — داستان کهنے والوں میں صرف ایک شخص ایسا
سنا گیا هی جو اصل میں قوم کا مسلمان نه تها لیکن آخر اُس کو بهي مسلمان هونا پڑا -
الغرض اس قوم کي فصاحت ذهانت اور فضیلت جس قدر مزاح میں صرف هوتي هی
ویسي کسي اور کام میں نهیں هوتي پس یهاں نهایت تعجب کے ساتهه یهه سوال پیدا هوتا هی
که یهه کمینه خصلت اسي قوم کے حصه میں کیوں آئي هی — شاید اس کا یهه جواب
دیا جاوے که تنزل کے زمانه میں هر ایک قوم کے فضائل رذائل کے ساتهه بدل جاتے هیں
اور تمام کمینه خصلتیں اور سفله عادتیں خاص و عام میں خود بخود پیدا هو جاتي هیں
لیکن غور کرنے کے بعد یهه جواب ناکافي معلوم هوتا هی کیونکه ابهي یهه بات غیر منفصل هی
که قومي تنزل اخلاق کے بگڑنے کا باعث هوتا هی یا اخلاق کا بگڑنا قومي تنزل کا باعث هوتا
هی پس وهي سوال اب بهي باقي رهتا هی *

البته ایک اور جواب همارے خیال میں آتا هی جو غور کے قابل هی — ادنی توجهه
سے یهه بات واضح هوتي هی که مزاح کو جس قدر تعلق زبان اور الفاظ سے هی ایسا اور
کسي چیز سے نهیں هی — خاص خاص صورتوں کے سوا همیشه هنسي اور چهل الفاظ هي
کے پیرایه میں کي جاتي هی - پس اُس زمانه میں جبکه انسان کي اخلاقي تعلیم
طفولیت کي حالت میں تهي اور اُس کي منهه زوري اور بد لگامي کا چنداں انسداد
نهوا تها ضرور هی که مزاح اور ظرافت نے اُن قوموں میں زیاده رواج پایا هوگا جن کي
زبان میں اُس کي زیاده قابلیت تهي — اور جهاں تک همکو معلوم هی هم کهه سکتے هیں
که جاهلیت کے زمانه میں عرب کي زبان اُسوقت کي تمام زبانوں کي نسبت اسبات کي
زیاده قابلیت رکهتي تهي اُسمیں ایسے ایسے الفاظ کثرت سے تهے جو ذو معني رکهتے هوں اور دونوں
ایک دوسرے کے ضد هوں جیسے مولی که آقا اور غلام دونوں کو کهتے هیں - اُس میں ایسے

الفاظ بھي بہت کثرت سے تھے جو بہت سے مختلف معنوں کے لیئے وضع کیئے گئے ہوں جیسے عین کہ آنکھہ — چشمہ — ذات اور سونے کو کہتے ہیں — اُس میں مترادف الفاظ بھي بے شمار تھے یعني ایک ایک معني کے لیئے کئي کئي لفظ مستعمل ہوتے تھے جیسے اسد - لیث - غضنفر وغیرہ اُسوقت عرب میں شاعري کا زور بھي اسقدر تھا کہ دنیا کي کسي زبان میں نہ تھا اور اس سبب سے مجاز — کنایہ — استعارہ کا وہاں سب جگہہ سے زیادہ برتاؤ تھا اور یہہ تمام باتیں ایسي ہیں جو اہل زبان کو مزاح کي طرف خود بخود مائل کرتي ہیں کیونکہ مزاح میں زیادہ تر ایسے ہي لفظوں کا استعمال ہوتا ہی ٭

مزاح میں جو خوشي متکلم اور مخاطب کو حاصل ہوتي ہی وہ ایک طبعي بات ہی پس اگر اُس کي مزاحمت نہ کي جاے تو ضرور رفتہ رفتہ وہ حد اعتدال سے متجاوز ہوجائیگا اور تمسخر و استہزا بلکہ فحش و دشنام تک نوبت پہونچ جائیگي — عرب کا بھي ایسا ہي حال ہوا — جس وقت خدا تعالی نے اُس قوم میں خاتم النبیین کو مبعوث کیا اُس وقت یہہ ذمیم خصلت اُن میں حد سے زیادہ پھیلي ہوئي تھي — اُن کے ہاں سب و شتم و قذف کا کچھہ عیب نہ تھا — اُن کے مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے تمسخر اور استہزا کرتے تھے — وہ ایک دوسرے کو برے ناموں اور برے القاب سے یاد کرتے تھے — اُن کے اشعار میں ہجو اور فحش کثرت سے ہوتا تھا چنانچہ بہت سي آیتیں قرآن میں اور بہت سي حدیثیں صحاح میں ایسي موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ مزاح - سخریت - استہزا - سب - لعن - قذف - فحش - بذاءت - کمز اور تنابز بالالقاب اُن کے ہاں شدت سے رائج تھا — مگر آنحضرت کي پاک تعلیم سے جیسا کہ آگے ذکر کیا جائیگا چند روز میں یہہ تمام برائیاں نیست و نابود ہوگئیں اور صرف اُس قدر مزاح باقي رہ گیا جو سوسئیٹي کے لیئے باعث زینت ہی - خلافت راشدہ کے زمانہ میں بھي یہي حال رہا بلکہ جو لوگ صاحب ہیبت و وقار تھے وہ اُس پسندیدہ مزاح کو بھي پسند نہ کرتے تھے چنانچہ ایک بار عمر فاروق کے سامنے چند صحابیوں کے نام لیئے گئے جو اُس وقت خلافت کے لایق سمجھے جاتے تھے اُنھوں نے ہر ایک کي نسبت کچھہ کچھہ اعتراض کیئے اور حضرت امیر کے نام پر صرف یہہ کہا کہ ہو رجل کثیرالدعابة یعني اُنکے مزاج میں مزاح بہت ہی - جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر گیا اور اسلام میں شخصي سلطنت کي بنیاد پڑي اور وہ وقت آیا جسکي نسبت مخبر صادق نے ثم یصیر ملکا عضوضاً کہا تھا اب تمام طبقات انام کو ایک خاص شخص کي مرضي اور راے کا تابع ہونا پڑا - فقیہوں نے خلفا کے جذبات نفساني پورے کرنے کے لیئے شرعي حیلے تراشنے شروع کیئے — شعرا کو فاسق و فاجر بادشاہوں کي مدح میں قصائد غرا انشا کرنے پڑے مشیر اور ندیم بجاے مشورہ اور صلاح نیک کے لطائف و مضحکات سے اُنکے دل لبھانے لگے — چونکہ مزاح اور ظرافت عرب کے خمیر میں تھي گو

وہ نبی برحق کی تعلیم سے ایک مدت تک اُسکو بھولے رھے لیکن جب زمانہ کی حالت خود اُسکی متحرک ھوئی پھر اپنی اصلی خاصیت پر آگئے تاھم اُمویہ کے عہد میں بسبب قرب عہد رسالت کے مزاح اور ظرافت محدود رھی لیکن عباسیہ کے زمانہ میں اُس نے خوب رونق پائی - مذلہ سنج مصاحبوں کی جماعت بھی سامان عیش و نشاط کا ایک جزواعظم قرار پائی — بغیر اُنکے شبستان خلافت سونا سمجھا جاتا تھا — سفر اور مقام میں مصاحب اور ندیم خلیفہ کے ھمراہ رھتے تھے — پھر جسقدر اُن کی فتوحات بڑھتی گئیں یہہ رنگ بھی اُنکے ساتھہ ساتھہ پھیلتا گیا مگر اُمویہ اور عباسیہ کے آخیر زمانہ تک ظاھرا فحش اور ھزل نے مسلمانوں میں چنداں رواج نہ پایا تھا — البتہ ایران میں جاکر بعض اسباب ایسے جمع ھوئے کہ مزاح حد اعتدال سے بہت بڑھ گیا چنانچہ سعدی شیرازی کے مطائبات اور انوری و شفائی کے اھاجی و ھزلیات اور سب سے زیادہ فارسی مصطلحات کی کتابیں اس کی گواہ ھیں - وھاں ھنسی اور چہل اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ اصحاب فضیلت اُسکی مشق بھم پہنچاتے تھے تاکہ اُسکے ذریعہ سے تقرب سلطانی حاصل کریں - وھاں فحش اور ھزل کا نام مطائبہ رکھا گیا تھا چنانچہ مطائبات سعدی مشہور ھیں - وھاں لفظ ظرافت جسکے معنی عربی میں زیرکی اور دانائی کے ھیں ھنسی اور چہل کے معنوں میں مستعمل ھونے لگا تھا (جیسا کہ آج تک ھندوستان میں بھی مستعمل ھی) یعنی بڑے لائق و فایق وھی لوگ سمجھے جاتے تھے جو ھنسی اور چہل میں کمال رکھتے تھے - یہی رنگ چغتائیہ کے عہد میں فارسی زبان کے ساتھہ ایران سے ھندوستان میں آیا *

اگرچہ اسلام کی سلطنت شخصیہ میں بھی بہت سے بادشاہ جنکو مہمات سے فرصت کم ملی یا جنکے مزاج میں قدرتی ھیبت اور وقار تھا نہایت سنجیدہ گذرے ھیں جن کے دربار میں کسیکو بیہودہ گوئی کی مجال نہ تھی مگر اکثر اُن کے برخلاف تھے خصوصاً وہ جن کا ملک کئی کئی پشت سے خارجی حملوں سے محفوظ تھا اور نہایت اطمینان کے ساتھہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے - انسانی نسلوں کی قدیم سے یہہ خاصیت رھی ھی کہ جنکو دولت یا سلطنت وراثتاً بغیر سعی و کوشش کے ھاتھہ لگی ھی اور بغیر کسی مزاحمت کے وہ اپنی حالت پر چھوڑ دیئے گئے ھیں اُنھوں نے کبھی اُس عطیہ غیبی کی کچھہ قدر نہیں کی — وہ اُس کی نگہداشت اور محافظت سے غافل ھوکر عیش و عشرت میں ایسے منہمک ھوئے ھیں کہ دنیا و ما فیھا کو فراموش کردیا — جب وہ عیش کرتے کرتے تھک جاتے ھیں تو اُس میں کوئی نیا اختراع کرنا چاھتے ھیں اور جب اُس نئے اختراع سے بھی طبیعت سیر ھوجاتی ھی تو اُس سے اور آگے بڑھنا چاھتے ھیں یہاں تک کہ وہ نیچرل لذتوں سے گذر کر اَن نیچرل لذتوں کے طلبگار ھوتے ھیں اب اُن کی حالت چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر ھو جاتی ھی اور اُن کے تمام فضائل مبدل

بہ رذائل ہوجاتے ہیں — اُنکي جرأت بیحیائي ہوجاتي ہی اُنکي سخاوت اسراف ہوجاتا ہی اُن کي شجاعت بیرحمي ہوجاتي ہی — اُنکي اولوالعزمي بوالہوسي بن جاتي ہی — اُن کے مذاق ایسے فاسد ہوجاتے ہیں کہ جو لذت روح کو پند و حکمت سے ہوني چاہیئے وہي لذت اُنکو فحش اور ہزل سے حاصل ہوتي ہی — جب خود منختار بادشاہوں کي ایسي حالت ہوجاتي ہی تو ملک کے خاص و عام کو وہي روپ بھرنا پڑتا ہی جو اُن کے درخور مزاج ہو خصوصاً وہ فرقہ جو مذہب و ملت کي رو سے بادشاہ کا ہمقوم ہوتا ہی اور جسکو بہ نسبت اور قوموں کے تقرب اور حضوري کا زیادہ موقع ملتا ہی یا زیادہ اُمید ہوتي ہی اُسکو سب سے زیادہ دربار داري اور مصاحبت کي وہ تمام لیاقتیں حاصل کرني پڑتي ہیں جو بادشاہ کے نزدیک لیاقتیں سمجھي جاتي ہیں اگر اُسکو گانے بجانے کا شوق ہی تو ہزاروں بھلے مانس گانا بجانا سیکھتے ہیں اگر اُسکي طبیعت حسن پرستي اور ہوا و ہوس کي طرف مائل ہی تو ہزاروں اہل علم غزل واسوخت مثنوي لکھنے میں کمال بہم پہنچاتے ہیں — اگر وہ خود پسند اور خوشامد پسند ہی تو شعرا کو بہات سنا پڑتا ہی اور قصیدہ گوئي میں یدطولی حاصل کرتے ہیں — اگر اُس کو ہنسي اور چہل سے رغبت ہی تو ہزاروں سنجیدہ اور متین آدمي مسخرہ پن اختیار کرتے ہیں — یہي حال خاندان چغتائیہ کے آخري دورہ میں ہوا — ہنسي اور ٹھٹھول کي چشم بد دور اوپر ہي سے بنیاد جمتي چلي آتي تھی یہاں تک کہ عالمگیر جیسے روکھے اور متشرع بادشاہ کے دربار میں بھي نعمت خاں جیسا ظریف اور بذلہ سنج موجود تھا — مگر محمد شاہ کے عہد میں ظرافت یہاں تک بڑھي کہ منجر بہ تمسخر و استہزا ہوگئي — بادشاہ ملک کا انتظام اوروں پر چھوڑ کر آپ ہمہ تن عیش و عشرت میں مستغرق ہوگیا — ناچ رنگ اور شراب و کباب کے سوا کوئي شغل نہ رہا — تمام اعیان سلطنت بادشاہ عہد کي طبیعت کا میلان دیکھکر اُسي رنگ میں رنگے گئے — امیروں میں باہم نوک جھوک ہونے لگي — مردوں میں نواب امیر خاں اور عورتوں میں نور بائي ایک ایک پر پھبتیاں کہتے تھے یہاں تک کہ برہان الملک اور آصف خاں جیسے سنجیدہ آدمیوں پر بھي اُنکے وار چلتے تھے اور اُنکو بھي کبھي کبھي اپني وضع کے خلاف جواب دینا پڑتا تھا — یہہ رنگ رفتہ رفتہ خاص و عام میں پھیل گیا اور تمام امرا کي مجلسوں میں مسخرہ پن ہونے لگا اور اسطرح محمد شاہ رنگیلے کي بدولت تمسخر اور استہزا اعلی سے ادنی تک تمام طبقوں میں پھیل گیا — پھر جب نواب سعادت علیخاں کے ساتھہ دلی کي زبان لکھنؤ میں گئي تو زبان کے ساتھہ ہي ساتھہ یہہ رنگ بھي وہاں پہونچا — لکھنؤ میں اُس نے اور بھي زیادہ ترقي پائي وہاں کے اکثر کار فرما ایسے ہوئے جو تعیش و کامراني میں محمد شاہ پر بھي سبقت لیگئے اُن کے ہاں بھي مسخرہ پن کا بازار خوب گرم رہا یہاں تک کہ نواب سعادت علیخاں ثاني جیسے

مدبر اور هوشمند کو بهي سید انشاءالله خاں بغیر چین نه آتا تها — الغرض جسقدر مسلمانوں کي زبان یعني اُردو هندوستانکےاطراف میں پهیلتي گئي اُسي قدر یهه خصلت بهي پهیلتي گئي کیونکه مزاح اور زبان جیسا که اوپر بیان کیا گیا هی لازم و ملزوم هیں اور چونکه دهلي اور لکهنؤ کو زبان اُردو کے لحاظ سے تمام هندوستان پر ترجیح هی اسلیئے یهه دونوں شهر هنسي اور چہل کے لحاظ سے بهي اور شهروں سے فائق رهے *

ان تمام خرابیوں پر بهي جب تک مسلمانوں میں تهوڑي بهت تعلیم و تربیت رهي تب تک تمسخر اور استهزا نے ایک حد معین سے تجاوز نهیں کیا اور شرفا اور خواص کی مجالس میں زیادہ تر بذله سنجي اور لطیفه گوئي هي پر قناعت رهي مگر جب نکبت اور ادبار کي گهٹا چاروں طرف چهاگئي اور بے علمي و جهالت کا بازار گرم هوا تو شریف زادوں کو وہ صحبتیں ملنے لگیں جهاں گالي گلوچ ڈهول دهپه جوتي پیزار هي کا نام دل لگي تها رفته رفته یهه لچپن اور بیحیائي ادنی سے اعلی تک تمام خاندانوں میں وبائے عام کي طرح پهیل گئي اور اُس کي برائي کا خیال کم هوتے هوتے تقریباً تمام قوم کے دل سے بالکل جاتا رها — پهلے ساري مجلس میں ایک آدہ آدمي بذله سنج هوتا تها کیونکه اُس وقت بذله سنجي کے لیئے ذهانت اور جودت طبع کے علاوہ کسي قدر علم و فضل بهي درکار تها چنانچه محمد شاہ کے دربار میں صرف نواب امهر خاں هي ایک ایسا شخص تها جو اس خدمت سے عهدہ برا هوتا تها مگر اب هر مجلس میں ایک مجمع تمسخر ظریفوں کا هوتا هی کیونکه اب بات بات میں محل بے محل فحش اور هزل بکنا هي داخل ظرافت سمجها جاتا هی اور اعلی درجه کي ظرافت صرف چند باتوں پر منحصر هی — مثلاً کوئي ایسا فحش بکنا جو حضار مجلس نے پهلے کم سنا هو — یا فحش کي بهري هوئي واهي تباهي نقلیں بیان کرني — کوئي ایسا لفظ بولنا جس کے سننے سے شرم آئے - کوئي ایسي حرکت کرني جسے دیکهه کر هنسي آئے - کسي دوست کے جهوٹے سچے عیب ظاهر کرنے یا کوئي ایسي چبهتي هوئي بات کهني جس سے ایک دوست کا دل دُکهے اور باقي سب لوگ هنسیں - کسي نئے آدمي پر جس سے شناسائي نهو کوئي پهبتي کهني - یا اُس کي صورت دیکهکر خواهي نخواهي قهقهه لگانا - کسي مقدس آدمي کو جس کا نام همیشه تعظیم سے لیا جاتا هو گالي سے یاد کرنا — کوئي ایسي خبر اُڑاني جسے سنکر سننے والا رنجیدہ هو — کوئي ایسي عجیب روایت کرني جو عادۃً محال هو — غرض هنسنا هنسانا دل دُکهانا یا بیحیائي کا نام اب ظرافت رکها گیا هی اور چونکه غریب اور محنتي آدمیوں کو دو چار گهڑي هنسنے بولنے کي مهلت بهت کم ملتي هی اس سبب سے فحش و دشنام اور بیهودہ باتیں زیادہ تر آسودہ اور مرفه‌الحال لوگوں میں سنی اور دیکهي جاتي هیں *

اس مذموم خصلت کي بدولت اُردو زبان نے جو که خاص مسلمانوں کي زبان کهلاتي

هی بہت کچھہ وسعت پیدا کي هی — غالباً دنیا میں کوئي زبان ایسي نہوگي جس میں
هماري زبان کي برابر گالیاں اور فحش و بے شرمي کے الفاظ اور محاورات بھرے هوئے هوں —
ایک فاضل انگریز نے انہیں دنوں میں اُردو زبان کي ایک ڈکشنري انگریزي میں لکھي
هی جس پر انگریزي اخبار نویسوں نے یہہ اعتراض کیا تھا کہ اس ڈکشنري کو فوربس اور
شکسپیر پر اس کے سوا کوئي ترجیح نہیں هی کہ اُس میں هزاروں گالیاں اور فحش کے
محاورے ایسے هیں جو اُن میں نہیں هیں لیکن مصنف نے ایک مختصر جواب دیکر
سب کو ساکت کردیا — اُس نے کہا کہ فوربس اور شکسپیر صرف لغات اُردو کي ڈکشنریاں
هیں اور هماري کتاب لغات اُردو کے سوا هندوستانیوں کي طبیعت کا بھي آئینہ هی جسمیں
اُن کے اخلاق اور خصائل اور جذبات نہایت عمدہ طور سے نظر آتے هیں اگرچہ مصنف نے
اس مقام پر هندوستانیوں کا عام لفظ لکھا هی مگر حقیقت میں اُس کتاب سے زیادہ تر
مسلمانوں هي کے اخلاق ظاهر هوتے هیں کیونکہ جہاں تک همکو معلوم هی اُس میں فحش
اور بیحیائي کے وهي الفاظ هیں جو مسلمانوں کي بول چال سے مخصوص هیں اور جو
خاص اُنہیں کي سوسئیٹي میں وضع هوئے هیں *

افسوس هی کہ یہہ ذمیم خصلت اب اس درجہ کو پہونچ گئي هی کہ واعظ جو اپني
مجلس وعظ کو گرم کرنا چاهے اُس کو ضرور هی کہ آیتوں اور حدیثوں کي ضمن میں
کچھہ تمسخر کي چاشني بھي دیتا رهے — اخبار کا مالک جو اپنے پرچہ کو رونق دینی
چاهے اُس کو اس کے سوا کچھہ چارہ نہیں کہ اپنے اخبار کو پنچ بنائے مصنف جو کوئي
کتاب لکھکر اُس کے حق تصنیف سے فائدہ اُٹھانا چاهے اُس کا فرض هی کہ اپني کتاب کي
بنیاد هنسي اور ٹھٹھول پر رکھے — شاعر جو مشاعرہ کو گرم کرنا چاهے اُس کي تدبیر
یہي هی کہ فحش اور هزل سے اُسکا کوئي مصرع خالي نہو — اهل مناظرہ کي بڑي
دستاویز یہہ هی کہ اُنکي تحریر میں اعتراض اور جواب کي جگہہ فریق مخالف پر
نري پھبتیاں اور آوازے توازے هوں *

دنیا کي تمام قوموں کي تفریق مذهب و ملت کے لحاظ سے کي گئي هی جیسے هندو —
مسلمان — پارسي — یہودي — عیسائي — پس جو اچھي یا بري خصلت کسي خاص
قوم کے ساتھہ مخصوص هوجاتي هی اُس سے یہہ خیال پیدا هوسکتا هی کہ اُس قوم کي
مذهبي تعلیم کا مقتضا یہي هوگا اور اس سے صاف ظاهر هی کہ جو قوم خوش نصیبي سے
کسي نیک خصلت میں ضرب‌المثل هوجاتي هی وہ نہ صرف اپني قوم کو بلکہ اپنے مذهب
کو بھي نیک نام کرتي هی اور جو قوم بد نصیبي سے کسي بري خصلت میں انگشت‌نما
هوجاتي هی وہ نہ صرف اپني قوم کو بلکہ اپنے مذهب کو بھي بدنام کرتي هی — اسلام نے
انسان کي تہذیب اور اصلاح میں کوئي دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اُس نے مزاح کو صرف

وہیں تک جائز رکھا ہی جس سے خوشی حاصل ہوتی ہی اور اخلاق پر برا اثر نہیں ہوتا – آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں بھی مزاح کرتا ہوں مگر کوئی بات بیجا نہیں کہتا – آپ خود بھی کبھی کبھی مزاح فرماتے تھے اور اگر دوسرا شخص کوئی لطیف مزاح کرتا تھا تو مسکراکر خاموش ہوجاتے تھے لیکن ہروقت یا بہت مزاح کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور سخریت و استہزا سے سخت ممانعت کرتے تھے یعنی کسیکی حقارت یا پردہ دری کرنی جسپر لوگ ہنسے یا کسیکی نقل اوتارنی یا کوئی اور ایسی بات کرنی جس سے دوسرا شخص ذلیل ہو اور فحش اور سب ولعن کو نہایت مبعوض سمجھتے تھے یہانتک کہ بتوں کو بھی سب کرنے سے منع فرماتے تھے – ایکبار کچھہ لوگ مخالفین کے مقتولوں کو جو بدر میں مارے گئے تھے برائی سے یاد کر رہے تھے آپ سنکر ناراض ہوئے اور اُنکو سخت ممانعت کی – آپ نے یہہ بھی فرمایا ہی کہ طعن کرنے والا – لعنت کرنے والا — فحش بکنے والا اور بیہودہ گو مومن نہیں ہی آپ کی ممانعت کا ایسا موثر طریقہ تھا کہ کتب حدیث میں اکثر مثالیں ایسے لوگوں کی موجود ہیں جنہوں نے ایکبار آپکی ممانعت پر تمام عمر فحش وغیرہ زبان سے نہیں نکالا — مثلاً آپ نے ایکبار فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا گناہ عظیم ہی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسا کون ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہوگا — فرمایا جو شخص کسیکو ماں باپ کی گالی دیکر اُس سے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلواتا ہی حقیقت میں وہی اُن کا گالیاں دینے والا ہی *

اسلام کی یہہ تعلیم عرب میں اسقدر پھیلی کہ فحش اور بے شرمی کی باتیں وہاں سے گویا بالکل مفقود ہوگئیں – قرآن میں ایسی چیزوں کے بیان میں جنکے نام لینے سے نفرت یا شرم آتی ہی مجازاً اور کنایتاً برتا گیا ہی – مثلاً جاے ضرور کے لیئے غائط کا لفظ لایا گیا ہی جس کے معنی گڑھے یا نشیب کی زمین کے ہیں جہاں عرب حاجت ضروری کے لیئے جایا کرتے تھے – یا مثلاً ہم بستری کے لیئے ملامسة – مس – اور اتیان وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنکے معنی چھونے یا آنے وغیرہ کے ہیں – عرب کے لیئے جو کہ لطف زبان اور استعارہ و کنایہ پر جان دیتے تھے یہہ ایک نہایت عمدہ تعلیم تھی — چنانچہ اسی بنا پر اُنکے ہاں صدہا استعارے ایسے لفظوں کی جگہہ مستعمل ہونے لگے جیسے وقاع کے لیئے لمس — مسیس – مس – دخول – صحبت وغیرہ اور بول و براز کے لیئے قضاے حاجت تغوط – تبرز وغیرہ اور عورتوں کے لیئے فی الحجرہ – من وراء الستر – ام الولاد – وغیرہ – اس قسم کی تہذیب عرب میں ایسی پھیلی تھی کہ جتنا بدن کپڑوں سے اکثر ڈھکا رہتا ہی اُسکا نام لینا خلاف شرم وحیا سمجھا جاتا تھا – ایکبار خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کی بغل میں کچھہ نکلا تھا لوگ اُنکی عیادت کو گئے اور پوچھا کہ من این خرج – خلیفہ نے اجواب میں صاف بغل کا نام نہ لیا بلکہ یہہ کہا کہ خرج من باطن البدن — مزاح و ظرافت بھی عرب میں

خلفاے اُمویہ کے عہد تک بہت کم رہا لوگ اپنی اولاد کو مزاح سے بھی ایسا ہی منع کرتے تھے جیسے اور برائیوں سے — بہرحال اسلام نے اس باب میں بھی ہدایت و ارشاد کا حق پورا پورا ادا کردیا تھا اور ایک ایسی قوم سے جنکی سرشت میں ظرافت اور مزاح پیدا کیا گیا تھا اُس کو گویا کہ بالکل نیست و نابود کردیا تھا لیکن بدنصیبی سے وقتاً فوقتاً ایسے اسباب جمع ہوئے کہ یہہ خصلت مسلمانوں میں بڑھتے بڑھتے انتہا کے درجہ کو پہونچ گئی اور جس قوم کو نبی برحق نے اُس سے ہمیشہ کے لیئے پاک کرنا چاہا تھا وہ داغ بدنامی بنکر ہمیشہ کے لیئے اُن کی پیشانی پر لکھی گئی اور پورا ہوا وہ جو کلام الٰہی میں ارشاد ہوا تھا کہ انک لا تہدی من احببت و لکن اللہ یہدی من یشاء (یعنی اے نبی تو اپنے پیاروں کو ہدایت نہیں کرسکتا بلکہ خدا جس کو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی) *

یورپ کی قوموں نے جس طرح اور تمام اخلاقی برائیوں کی اصلاح کی ہی اسی طرح اُنھوں نے اس برائی کو بھی مٹایا ہی اُن کے ہاں فحش اور ہزل اس قدر مفقود ہوا ہی کہ لغت کی کتابوں میں بھی اُس کا پتا نہیں لگتا — اُنھوں نے مشرقی کتابوں کے ترجمے جو اپنی زبانوں میں کیئے ہیں اُن میں جہاں فحش و ہزل کا موقع آگیا ہی اُس مطلب کو ایسے لطیف پیرایہ میں ڈھال کر لکھا ہی جس میں فحش باقی نہ رہے اور مدعا بخوبی ادا ہو جاوے اُن کی مجلسوں میں یا اُن کی تحریروں میں اگر مزاح کی باتیں ہوتی ہیں تو اس قدر لطیف اور دقیق ہوتی ہیں کہ ہم لوگ اُس کو مشکل سے مزاح کہہ سکتے ہیں — جنگ روم و روس کے آغاز میں ایک نہایت لطیف مطائبہ وزیر ہند اور اُن کی لیڈی کا کسی اخبار میں نقل کیا گیا تھا اُس کو سنکر ہمارے ایک مسلمان دوست سخت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ اس میں کونسی بات ظرافت کی ہی — اُنکی ہنسی اور چہل کا سب سے بڑا نمونہ پنچ اخبار ہوتے ہیں جن میں وہ حد سے زیادہ ظرافت خرچ کرتے ہیں مگر اُن کی ظرافت صرف اس غرض سے ہوتی ہی کہ کسی قانون کی اصلاح ہو یا کوئی غلط پالسی گورنمنٹ کی بدل جاے یا کسی باب میں قوم کو عبرت دلائی جاے — ایسی ظرافت ہمارے نزدیک عین حکمت ہی اور ہماری قوم کے بعض رفارمر جو کبھی کبھی مزاح کے پیرایہ میں کوئی مضمون لکھتے ہیں گو وہ بالفعل نا عاقبت اندیشوں کو ناگوار گذرتے ہیں لیکن بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہی کہ اُن کی نہایت تعظیم کی جائیگی اور اُن کے دلدوز فقرے اور دل شکن طعنے شفیق اُستاد کی زد و کوب سے زیادہ قدر کے لایق سمجھے جائینگے *

راقم

خاکسار الطاف حسین حالی از دہلی

عزم جزم

یہي ایک شی ھی جو انسان کو دین و دنیا دونوں میں کامیاب کرتي ھی — مگر یہہ ایک دوسري چیز کا نتیجہ ھوتا ھی جسکو مسٹر فاسٹر نے " دسیشن آف کریکٹر " یعني تصفیۃالعمل سے تعبیر کیا ھی — یعني اسبات کا فیصلہ کہ میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا — درحقیقت انسان کے لیئے اسکا فیصلہ نہایت ضرور ھی' بلکہ جب انسان بچپن کي حالت میں ھوتا ھی اور اس امر عظیم کا خود فیصلہ کرنیکے لایق نہیں ھوتا تو اُسکے مربیوں کا فرض ھی کہ وہ خود اُسکے لیئے اُسکا فیصلہ کریں — اور جب وہ خود اس امر کے فیصلہ کے لائق ھو تو اُسکو اختیار ھوگا کہ خواہ اُسي فیصلہ کو بحال رکھے اور چاھے منسوخ کر کے خود اُسکا فیصلہ کرے — تمام سولیزڈ ملکوں میں ایک عام رواج ھی کہ جب بچہ تعلیم پانیکي عمر کو پہونچتا ھی تو اُسکے مربي اس امر کا فیصلہ کرتے ھیں اور اُس فیصلہ کے مطابق اُسکی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرتے ھیں' مگر افسوس ھی کہ ھمارے ملک اور بالتخصیص ھماري قوم کے بزرگوں کو اسبات کا کہ وہ اپني اولاد کے لیئے اس امر عظیم‌الشان کے فیصلہ کي تدبیر کریں کچھہ بھي خیال نہیں ھی — وہ پیشہور جنکو ھم نہایت حقارت سے دیکھتے ھیں اسبات کا بخوبي تصفیہ کرچکے ھیں کہ جو ھم ھیں وھي وہ ھونگا بقول شخصے *

میراث پدر خواھي علم پدر آموز

مگر ھماري قوم کے اُن لوگوں کا کیا حال ھی جو اپنے تئیں اشراف (نسبي اشراف نہ حسیني اشراف) یا دولت مند صاحب جاہ و حشم سمجھتے ھیں' کیا اُنکا بھي یہہ خیال ھی کہ جو ھم ھیں وھي وہ ھوگا ! اگر یہي ھو تو وہ نہایت غلطي پر ھیں *

کوئي زمانہ انسان پر ایسا نہیں گذرتا کہ اُسکو اُس امر کے تصفیہ کي حاجت نہو صرف اتنا فرق ھی کہ جسطرح رفتہ رفتہ یہہ امر عظیم‌الشان ھوتا جاتا ھی اُسکے موافق اُسکا تصفیہ بھي عظیم‌الشان ھوجاتا ھی — ایک اھل پیشہ کا لڑکا ابتدائي عمر سے ھي اسکا فیصلہ کرلیتا ھی کہ میں وھي ھونگا جو میرا باپ ھی اور وھي کرونگا جو میرا باپ کرتا ھی — ایک طالب علم جو ابتدائي تعلیم شروع کرتا ھی جب تک وہ اسکا فیصلہ نکرلے کہ میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا اُسوقت تک اُسکو تعلیم میں بھي کبھي کامیابي نہیں ھوتي — بہت سے طالب علموں کو ھم دیکھتے ھیں کہ کسي قسم کي تعلیم شروع کرتے ھیں اور پھر اُس سے گھبرا کر چھوڑ دیتے ھیں' اسکا سبب درحقیقت یہي ھوتا ھی کہ اُنھوں نے اسبات کا کہ وہ کیا ھونگے اور کیا کرینگے بخوبي فیصلہ نہیں کیا اور اسي سبب سے اُن میں عزم جزم پیدا نہیں ھوا جو تمام مشکلات کا آسان کرنے والا اور ھرایک موانع پر غالب آنے والا ھی *

اس زمانہ کے بعد انسان پر ایک ایسا زمانہ آتا ھی جس میں اس امر کا تصفیہ زیادہ تر عظیم‌الشان ہوجاتا ھی - جب وہ اپنی ضروری تعلیم و تربیت سے فارغ ہوتا ھی اور ایک قسم کی تمیز اور سمجھہ حاصل کرتا ھی تب اُسکو خود اپنے سے آپ پوچھنا ہوتا ھی کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا ' اُسوقت اس امر کا تصفیہ بلاشبہہ نہایت نازک اور عظیم‌الشان ہوجاتا ھی - اگر وہ اس کے تصفیہ پر قادر نہیں ہوتا تو ہمیشہ خراب و خستہ رہتا ھی اور اگر بخوبی تصفیہ کرلیتا ھی اور تصفیہ میں کچھہ غلطی بھی نہیں کرتا تو اُس میں عزم جزم پیدا ہوتا ھی اور ضرور بالضرور وہ اُس میں کامیابی حاصل کرتا ھی — اس سے ثابت ہوتا ھی کہ جو انسان اسبات کا فیصلہ نہیں کرلیتا کہ وہ کیا ہوگا اور کیا کریگا دنیا میں منحض لاشی ھی *

بہت سے لوگ ہیں جو اس تصفیہ کا مدار عارضی امور پر رکھتے ہیں جیسیکہ ہماری قوم کے رئیسوں اور دولت مند لوگوں کا حال ھی' وہ خیال کرتے ہیں کہ جو اتفاقیہ ریاست اور دولت ہمارے ہاتھہ آگئی ھی وہ ہمیشہ ہمارے ہاں رہیگی' اُن کی اولاد سمجھتی ھی کہ ہمکو ایسی موروثی جائداد ہاتھہ آنے والی ھی کہ جس عیش و آرام سے ہم بسر کرنا چاہینگے بسر کرسکینگے' اور اسپر وہ یہہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمکو کچھہ ہونا چاہیئے ہم امیر ہونگے رئیس ہونگے تعلقدار ہونگے اور اُنھی کے سے کام کرینگے' اسی خیال نے ہماری قوم کے رئیسوں اور رئیس زادوں اور تعلقداروں اور تعلقدار زادوں کو تباہ کردیا ھی' مگر وہ اس خیال میں بڑی غلطی پر ہیں' امور عارضی کو نہ قیام ھی اور نہ وہ ایک حال پر رہتے ہیں اور نہ وہ اس امر کے تصفیہ سے کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا کچھہ علاقہ رکھتے ہیں — یہہ سوال عارضی امور سے علاقہ نہیں رکھتا بلکہ انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ھی' وہ یہہ پوچھتا ھی کہ میں کیا ہونگا یعنی کیا چیز اپنے میں پیدا کرونگا — اور پھر جو چیز مجھہ میں پیدا ہوگی اُس سے کیا کرونگا *

بہت سے لوگ ہیں جو ہرایک چیز کا نتیجہ فائدہ مندی قرار دیتے ہیں اور اسمیں کچھہ کلام نہیں کہ فائدہ مندی ہرایک چیز کا ضروری نتیجہ ہونا چاہیئے' مگر وہ لوگ فائدہ مندی کے لفظ کو خاص معنوں میں محدود کرتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو جسنے اپنا اور اپنے عمل کا کچھہ بھی تصفیہ نہیں کیا تھا اتفاقیہ دولت ہاتھہ آگئی ھی اور جسنے اپنا اور اپنے عمل کا بخوبی تصفیہ کیا تھا اور اُس میں کامیاب بھی ہوا تھا اُس کو نتیجہ اُس کا نہیں ملا ھی' تو وہ سب امور کو تقدیر پر منحصر کرتے ہیں اور اسبات کے تصفیہ کی کہ میں کیا ہونگا اور کیا کرونگا کچھہ ضرورت نہیں سمجھتے' اسی خیال نے ہماری قوم کے لوگوں کو پست ہمت کردیا ھی اور عزم جزم کا مادہ اُن میں سے کھو دیا ھی' اس مقام پر میں اس مسئلہ سے بحث کرنا نہیں چاہتا مگر یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ !

یہي هو تو بهي دو جداگانه باتوں کو غلطي سے مخلوط کردیا جاتا هی — میں کیا هونگا اور کیا کرونگا ایک جداگانه امر هی اور اُس سے کیا پاؤنگا جداگانه سوال هی پس اگر پچھلا سوال تقدیر هي پر محمول هو تو پہلے سوال کو پچھلے سوال سے کچھه تعلق نہیں هی *

فائده مندي کے معنوں کو محدود کرنا سب سے پہلي غلطي هی بڑي فائده مندي اسي میں هی که انسان اس امر کا تصفیه کرلے که میں کیا هونگا اور کیا کرونگا — ایک بڑے فلاسفر کا قول هی که دنیا میں سب سے زیاده خوش زندگي سور کي سی زندگی هی اور سب سے زیاده رنجیده زندگي سقراط کي سي زندگي هی مگر میں اُس خوش زندگی کے مقابله میں اُس رنجیده زندگي کو پسند کرتا هوں — جو لوگ که اپنا اور اپنے عمل کا تصفیه نہیں کرلیتے اور اتفاقیه دولت کو پہونچ جاتے هیں بلاشبهه خوش زندگي بسر کرتے هیں مگر اُن کي وه خوش زندگي سور کي سي خوش زندگي هی جس کو بجز سور کے اور کوئي انسان پسند نہیں کرسکتا' سقراط کي زندگي جس کو رنجیده زندگی سے تعبیر کیا هی در حقیقت وهی خوش زندگي هی' اُس زندگي اور دوسري قسم کی زندگی میں ایسا هي فرق هی جیسا که روحاني اور جسماني چیز میں هی' پس هر انسان کو اس پچھلی خوش زندگي حاصل کرنے میں کوشش کرني اور اُس پہلي خوش زندگي سے پرهیز کرنا واجب هی *

قطع نظر اس کے انسان خواه سور کي سي خوش زندگي اختیار کرے خواه سقراط کي سي رنجیده زندگي دونوں کے لیئے اس امر کا تصفیه که میں کیا هونگا اور کیا کرونگا ضرور هی بغیر اس کے انسان کچھه کرهي نہیں سکتا نه وه سور کي سي خوش زندگي حاصل کرسکتا هی نه سقراط کي سي رنجیده زندگي — دنیا میں بہت بڑے بڑے خدا پرست گذرے هیں جنھوں نے اپنا عیش و آرام جان و مال اپني دانست میں خدا کے لیئے صرف کیا هی' دنیا میں بہت بڑے بڑے بادشاه گذرے هیں جنھوں نے عظیم‌الشان فتوحات حاصل کي هیں' دنیا میں بہت بڑے بڑے ذي علم گذرے هیں جن سے دنیا نے بے انتہا فائده حاصل کیا هی' دنیا میں بہت بڑے بڑے رفارمر گذرے هیں جنھوں نے اپني قوم کي بھلائي و اصلاح میں اپني جانوں کو بھي ضایع کیا هی' دنیا میں ایسے بے رحم اور قاتل سفاک غارت گر گذرے هیں جنھوں نے ایسے ایسے بے رحم کام کیئے هیں جن کو سنکر انسان حیران رہ جاتا هی' مگر اُن میں سے کوئي بھي ایسا نہیں تھا جس نے یہه تصفیه نکر لیا هو که میں کیا هونگا اور کیا کرونگا' پس سعادت اختیار کرني چاهو یا شقاوت سب کي جڑ اسي امر کا تصفیه کرلینا هی که میں کیا هونگا اور کیا کرونگا *

مسٹر فاسٹر نے کیا عمده بات کہي هی که جس شخص میں اُس امر کے فیصله کرنے کي قوت نہیں هی وه ان دو سوالوں کا که تم کیا هوگے ? تم کیا کروگے ? کچھه جواب

نہیں دے سکتا ' انسان جب کوئي کام کرنا چاھتا ھی تو مختلف حالتیں اُس کو پیش آتي ھیں ' کبھي وہ یہہ سوچتا ھی کہ یہہ کام اختیار کرنا چاھیئے کبھي کہتا ھی کہ نہیں ' جب وہ اُس کي خوبیوں پر خیال کرتا ھی تو اُس کے کرنے کا ارادہ کرتا ھی ' اور جب اُس کي مشکلات پر خیال کرتا ھی تو ڈگمگا جاتا ھی اور قوت فیصلہ نہونے سے اُس کے اختیار کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ نہیں کرسکتا — کبھي ایسا ھوتا ھی کہ چند امور اُسکے سامنے ھوتے ھیں وہ ھر ایک کي بھلائي برائي پر غور کرتا رھتا ھی مگر قوت فیصلہ نہونے سے [illegible] کسي کو بھي اختیار نہیں کرسکتا [illegible]

[illegible] جس میں وہ ھی کسي رسم و رواج کي برائي پر مطلع ھوتا ھی اور اُس کو ترک تبدیل کرنا چاھتا ھی ' ادھر تو اُس کے دل میں اُس رسم و رواج کي برائي کے خیالات پیدا ھوتے ھیں اور اُدھر اپنے لوگوں کي لعن و طعن اور دوستوں کي ھنسي اور اغیار کي دل لگي اور اپنے حالات کو نقل محفل ھونے اور نا مہذبوں کي پھبتیوں اور بدطینتوں کي دشنام دھي کے خیال سے اُسکا دل گھبرا جاتا ھی اور قوت فیصلہ کي کم زوري سے اپنے لیئے کچھہ فیصلہ نہیں کرسکتا اور وہ نہیں جانتا کہ میں کیا ھونگا اور کیا کرونگا — پس ھماري خواھش اپني قوم سے اور اپني قوم کے نو جوانوں سے یہي ھی کہ وہ بخوبي اسکا تصفیہ کرلیں کہ وہ کیا ھونگے اور یا کرینگے کیونکہ بغیر اس امر کے تصفیہ کے اُنکو کسي قسم کي کامیابي نہیں ھوسکتي *

راقم

سید احمد

تهذیب الاخلاق

من ابتداے

ماہ شوال لغایت ماہ رمضان

سنہ ۱۳۱۱ نبوي مطابق سنہ ۹۷ و ۱۲۹۸ هجري

مادہ تاریخ بحساب سال نبوي

اٰیٰتٍ لِکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ

۱۳۱۱

علیگڈہ

مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں باہتمام لالہ گلاب راے چھپا

سنہ ۱۸۸۱ع

فہرست مضامین

جہاز کے کنارہ پر رکھا اور پادری صاحب نے جو جہاز میں تھے نماز پڑھی اور تختہ کو کھڑا کیا اور وہ لاش پانوں کے بل سمندر میں کود پڑی اور سبکی نگاہوں سے غایب ہوگئی میرے دل پر اُس بیکسی کی موت کا اور اُس طرح پر جنازہ بناکر لانے کا اور سمندر میں ڈال دینے کا ایک عجیب اثر پیدا ہوا اور فی الفور یہہ شعر میرے دل میں گذرا ---

چو آہنگ رفتن کند جان پاک * چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

جب آدمی مرگیا تو پھر جو چاہو سو کرو آگ میں جلاؤ پانی میں ڈالو خاک میں دباؤ جو ہونا تھا وہ ہوچکا اور جو ہونا ہی وہ ہوگا *

طریق سلامی

ہمکو بمبئی سے عدن پہنچنے تک کئی ایک بغلے اور بادبانی جہاز اور اسٹیمر بمبئی کو جاتے ہوئے ملے مگر ایک ایک میل دو دو میل کے فاصلے پر تھے صرف دو بادبانی جہاز جن کا ذکر آگے آتا ہی بہت قریب ہمارے جہاز کے ملے تھے جب کوئی جہاز دن کو دکھائی دیتا ہی تو فی الفور پھریرا نشان کا بلند کیا جاتا ہی اور چونکہ ہرایک قوم کے جہازوں کے پھریرے علیحدہ علیحدہ رنگ کے ہیں اس لیئے معلوم ہوجاتا ہی کہ کس کا جہاز ہی *

رات کے وقت ایک دوخانی جہاز ملا کپتان نے فی الفور دو مہتابیاں جن میں ایک قسم کی آتشبازی تھی منگائی غالباً میری یاد اور میرا خیال صحیح ہی کہ اول مہتابی میں سرخی مایل روشنی نکلی تھوڑی دیر بعد چھچھوندر کی طرح اُس میں سے کچھ چھوٹا اور پٹاخے کی سی آواز ہوئی اور پھر سفید رنگ کی مہتاب چھوٹتی اُس کے بعد دوسری مہتاب کو جلایا تو اُس میں نیلے رنگ کی مہتاب چند منٹ تک چھوٹتی رہی *

جہازوں کی بات چیت

واقع میں یہہ بات نہایت عجیب اور دلکش ہی کہ ایک جہاز دوسرے جہاز سے باوجود میلوں کے فاصلہ کے بات چیت کرتا ہی *

یورپ کے جہاز رانوں نے چار رنگ نیلا زرد سفید اور سرخ اختیار کیئے ہیں اور پھریرے بنائے ہیں بعضے نرے سفید بعضے نرے سرخ بعضے نرے زرد بعضے نرے نیلے اور پھر اُن رنگوں کو ترکیب دی ہی بعضوں میں دو رنگ ہیں بعضوں میں تین اور بعضوں میں چار اور پھر اُنکی شکلوں میں بھی اختلاف کیا ہی بعضوں میں چار رنگ کے چار مربع لگائے ہیں بعضوں میں چار معین شکل کے ٹکڑے بعضوں میں مستطیل بعضوں میں جیبی دار اُن پھریروں کو مختلف ترتیب سے لگانے سے عبارت بن جاتی ہی دوسرا جہاز والا دوربین سے دیکھہ کر عبارت سمجھہ لیتا ہی اور اُسکا جواب اُسی طرح دے دیتا ہی *

بارھویں اپریل کو ھمیں دو جہاز بادبانی ملے شاید کوئلہ اور اور کچھہ مال تجارت کا لیجاتے تھے دانگریزی جہاز تھے اُن میں سے ایک جہاز والے نے پھریرے لٹکائے ھمارے جہاز کے کپتان نے دیکھا اور سوال سمجھہ لیا اور فلاں فلاں نمبر کے پھریرے لٹکانے کو حکم دیا وہ لٹکائے گئے اور اُسکو جواب مل گیا بعد اُس کے معنی دریافت کیا کہ کیا جواب سوال ھوئے تھے تو معلوم ھوا کہ بادبانی جہاز نے پوچھا تھا کہ جہاں ھم ھیں اُس کا عرض بلد اور طول بلد کیا ھی ھمارے جہاز نے جواب دیا کہ عرض بلد ھی سترہ درجہ بیس دقیقہ اور طول بلد ھی پینسٹھہ درجہ پانچ دقیقہ سبحانہ وتعالی شانہ *

طریق دریافت عرض و طول بلد

جہاز میں ٹھیک راستہ چلنے کے لیئے متعدد قطب نما لگے ھوئے ھوتے ھیں ایک جگہہ کپتان یا آؤر اسر اور دوسری جگہہ کوارٹر ماسٹر دن رات برابر کھڑے رھتے ھیں اور ھر دم قطب نما کے درجہ دیکھتے رھتے ھیں اگر ذرا بھی جہاز کا رخ پھرا اور قطب نما سے معلوم ھوا اُسی وقت کپتان نے سکان جہاز کو پھروایا اور پھر صحیح سمت پر پھیر لیا مگر اس بات کے دریافت کرنے کو کہ ھم ٹھیک صحیح راستہ پر چلے جاتے ھیں اور اب کہاں ھیں ھر روز دو پہر کے وقت عرض و طول مقام جہاز جس کو باصطلاع علم ھیئت عرض بلد اور طول بلد کہتے ھیں نکالتے ھیں اُس کے لیئے ایک نہایت مختصر آلہ ربع دایرہ کے طور پر بنا ھوا ھی جس کو سکسنٹ کہتے ھیں اُس میں ایک چھوٹی دوربین ھی اور چند شیشے اور ایک متحرک پرزہ بطور ساقول کے دو پہر کے قریب سے غایت ارتفاع شمس دیکھے رھتے ھیں دوربین سے اُفق دیکھتے ھیں اور شیشوں میں آفتاب کی شعاع پڑتی ھی اور متحرک پرزوں سے درجہ ارتفاع معلوم ھوتے ھیں اسی طرح دیکھتے رھے ھیں اور ھر دفعہ ارتفاع کو لکھتے جاتے ھیں جب دیکھا کہ ارتفاع اب بڑھتا نہیں بلکہ اب گھٹتا ھی تو غایت ارتفاع معلوم ھوا اُسی وقت دوپہر کے بجنے کا حکم دیا اور ایک جدول بنی ھوئی ھی اُس سے معلوم ھوجاتا ھی کہ جس مقام پر غایت ارتفاع آفتاب فلاں تاریخ میں اسقدر ھو تو اُس مقام کا عرض بلد اور طول بلد اسقدر ھوگا اُس جدول کو دیکھہ کر طول و عرض مقام جہاز دریافت کرلیتے ھیں *

ھمارے ھاں بھی ھر مقام کا طول بلد و عرض بلد نکالنے کے لیئے آلے اور قاعدے معین ھیں اصطرلاب اور ربع مجیب سے نکال سکتے ھیں مگر جیسا صحیح اور نہایت آسانی سے انگریزی آلہ سے نکلتا ھی ویسا اُس سے نہیں نکلتا *

طریق پیمایش راہ

اس بات کے دریافت کرنے کا کہ دن رات میں یعنی دو پہر سے دو پہر تک جہاز کتنا

چلا اور فی گھنٹہ کئے میل چلتا ھی نہایت عجیب اور آسان قاعدہ ھی اور وھي مثل ھی کہ تل کی اوجھل پہاڑ *

ایک رسي ھی جس کے سرے میں ایک کاٹ کا ٹکڑا بقدر ربع دائرہ کے تین رسیوں میں چھینکے کي طرح لٹکتا ھی دو رسیاں تو مضبوط بندھي ھوئي ھیں اور ایک رسي اس طرح پر اٹکائي ھی کہ اگر برابر زور دیئے رھو تو تو اٹکا رھے اور اگر جھٹکا مارو تو اُس کا سرا نکل جاوے *

اس کے سوا ایک ریت دي گھڑي ھی جو ایک منٹ میں خالي ھو جاتي ھی ایک شخص اُس گھڑي کو لیکر کھڑا ھوتا ھی اور ایک شخص وہ کاٹ کا چھینکا جہاز کے پیچھے کھڑے ھوکر ڈالتا ھی جہاز چلا جاتا ھی اور وہ شخص رسي چھوڑتے جاتا ھی جہاں ایک منٹ پورا ھوا اور رسي کو روکا اور جھٹکا مارا چھینکا کھل گیا اور رسی کو ناپ کر یا اُسکي گرھوں کو شمار کر کر دیکھا کہ ایک منٹ میں کسقدر جہاز چلا اُس کا حساب کوئی گھنٹوں میں اور دن رات میں رفتار کا حساب لگایا یہہ عمل دن رات میں متعدد دفعہ کرتے رھتے ھیں تاکہ رفتار کی تیزي اور کمي کا حال معلوم ھوتا رھے اور شاید ھر دفعہ کے عمل کا اوسط نکال کر دن رات کی رفتار کا حساب کرتے ھیں *

گھنٹہ بجنے کا طریق

جہاز میں اس طرح پر گھنٹے نہیں بجتے جیسے کہ ھمارے ملک میں ایک سے بارہ تک بجتے ھیں بلکہ جہاز میں یہہ دستور ھی کہ دن رات کے چھہ حصے حسب تفصیل ذیل کرتے ھیں *

۱ دو پہر دن سے چار بجے تک	۴ چار بجے رات تک
۲ آٹھہ بجے رات تک	۵ آٹھہ بجے صبح تک
۳ بارہ بجے رات تک	۶ دو پہر دن تک

اور گھنٹہ اور آدھا گھنٹہ بجاتے ھیں اور اس لیئے یہہ قاعدہ ھی کہ ایک گھنٹہ کی دو چوٹ متصل لگاتے ھیں اور آدہ گھنٹہ کے لیئے صرف ایک چوٹ مثلاً ایک بجانے کے لیئے دو چوٹ متصل لگاوینگے اور ڈھائي گھنٹہ بجانے کو دو چوٹ متصل پھر دو چوٹ متصل پھر ایک چوٹ اس حساب سے چار بجے بھي آٹھہ بجتے ھیں اور آٹھہ بجے بھي آٹھہ بجتے ھیں اور بارہ بجے بھي آٹھہ بجتے ھیں *

کھیل ھاے جہاز

عدن تک جو لوگ ھمارے ساتھہ جہاز میں تھے وہ صرف دو کھیل علاوہ شطرنج و گنجفہ و نرد کے جہاز میں کھیلتے تھے *

ایک اسکتل یہہ کھیل اس طرح پر کھیلتے ھیں کہ نو موگریاں نیچے سے پتلی اور اوپر سے موٹی اُس طرح پر کھڑی کرتے ھیں اور ایک بھاری گیند توپ کے گولہ کے برابر ھوتی
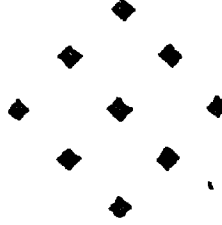
ھی اُس کو فاصلہ معین سے دوڑ کر زور سے لڑکا کر ان موگریوں پر مارتے ھیں تاکہ وہ گر پڑیں اور ھر شخص تین دفعہ وہ گیند لڑکاتا ھی اور جس قدر موگریاں گرتی ھیں اُن کی تعداد لکھے جاتے ھیں جس نے سب سے زیادہ موگریاں گرائیں وھی جیتی ھی *

دوسرا کھیل کرائیمس کھیلا گیا یہہ کھیل معمیں کھیلتی ہیں دو خالی بالتیاں پانی کی ایک فاصلہ پر رکھی جاتی ھیں اور سن کی خوبصورت خوبصورت اینڈویاں بنی ہوئی ہوتی ھیں ھر ایک میم بین تین اینڈویاں ھاتھہ میں لیلیتی ھی چند میمیں ایک بالٹی کے پاس کھڑی ھوگئیں اور چند دوسری بالٹی کے پاس اور ایک نے دوسری کی بالٹی میں اینڈوی پھینکنی شروع کی جس کی اینڈویاں بالٹی کے اندر پڑیں وھی جیتی ھی یہہ کھیل اس لیئے ھیں کہ جہاز میں کچھہ ریاضت کرنی چاھیئے سست پڑا رھنا نہ چاھیئے *

جانوران سمندر

عدن تک ھمکو کوئی عجیب جانور سمندر میں نہیں دکھائی دیا صرف تین جانور ھمنے دیکھے *

اول " فاسفورس " سبب جہاز چلتا ھی اُس کے چلنے کی لہر میں ھزاروں جانور جھاری بوٹی کے بیر کی برابر پتبیجنے کی طرح چمکتے ھوئے اور پانی میں تیرتے ھوئے معلوم ھوتے ھیں کہتے ھیں کہ سمندر کے پانی میں نہایت باریک جو آنکھہ سے نہیں دکھائی دیتے یہہ کیڑے ھیں اور پانی کی حرکت سے پتبیجنے کی طرح چمکتے ھیں اور چمک کے سبب اتنے بڑے دکھائی دیتے ھیں رات کو اگر سمندر کا پانی اُچھالیں یا اندھیرے میں لائیں ھلاویں تب بھی یہہ جانور چمکتے ھیں *

دوم " جلفش " جس کو خلاصی جھنتا کہتے ھیں یہہ ایک قسم کی مچھلی ھی نصف سیپی کی طرح اُس کا چھلکا ھی اور گویا وہ آدھی سیپی چت تیرتی ھی اور اُسکے بیچ میں گلابی رنگ کی ایک چیز معلوم ھوتی ھی اور پانی میں کنول کے پھول کی

طرح نهوتي پهوتي هی کهتے هیں که وہ جو گلابی رنگ کی چیز هی وہ صرف ایک لنبا ڈانڈا هی اور کچهه نهیں اور اسي سبب سے کهانے کے لایق نهیں هی مچهو یهه مچهلیاں روپیه کي برابر اور هتیلي کے گرهے کي برابر دکهائي دیں مگر لوگ کهتے هیں که نو انچهه کے قطر تک کي هوتي هیں •

سوم "پرند مچهلي" یهه مچهلي عجیب کومیت دکهاتي هی غول کے غول اور متفرق بهي پاني میں سے اُڑ جاتي هی اور بیس تیس قدم تک اُڑتي هوئي چلي جاتي هی اور پهر سمندر میں ڈوب جاتي هی کبهي ایسا هوتا هی که جهاز کي چهت پر اور کبهي کهڑکي کي راہ سے کمرے کے اندر آن پڑتي هی چنانچه ایک مچهلي مونٹو فوبز صاحب کے کمرہ میں آن پڑي بالشت برابر لنبي اور انگوٹهے برابر موٹي تهي مثل مچهلي کے پروں کے دو پر اُس کے هوتے هیں وہ اس قابل نهیں هیں که مثل پرند جانوروں کے اُن سے اُڑا جاوے معلوم هوتا هی که یهه حرکت ان مچهلیوں کي اُڑان نهیں هی بلکه زغند هی کوئي بڑي مچهلي اُن کو کهانے کو دوڑتي هی اور وہ بهاگتي هیں جب زیادہ دباؤ پڑتا هی تو زور سے زغند مار کر ایک جگهه سے دوسري جگهه جا پڑتي هیں اور اس دوڑ میں اُن کے پر چمکتے هوئے دکهائي دیتے هیں اور ایسا معلوم هوتا هی که گویا اُن پروں سے اُڑ رهي هیں •

حال راہ و مینار هاے روشني

جب هم سبئي سے چلے تو تهوڑي دیر میں هماري آنکهه سے زمین غایب هوگئي اور بحر پاني پاني کے اور کچهه نظر نهیں آتا تها چاروں طرف ایسا معلوم هوتا تها که پاني کا کنارہ آسمان سے ملا هوا اور آسمان مثل سرپوش کے پاني کے اوپر ڈهکا هوا هی چهه دن اور چهه رات اسي طرح پاني پاني میں چلے گئے تب ١٢ اپریل روز جمعه کو علی‌الصباح بعد نماز فجر زمین مقدس عرب دکهائي دي همکو اُسے دیکهه کر بڑي خوشي هوئي اور میرے دل میں خیال گذرا که سبحان‌الله اسي وادي غیر ذي زرع میں سے خدا تعالی نے ایسا نبي اولوالعزم آخرالزماں ختم پیغمبران پیدا کیا میں اسي خیال میں تها که همارے مقدس و شفیق میجر ڈاڈ صاحب نے مجهه سے آن کر کها که پیغمبر کي زمین دیکهي میں نے کها هاں دیکهي یهي هی جو عربي نے بیلسڈ یعني رحمت کیا گیا عرب کهلاتا هی اسي تاریخ رات کو عدن کے قرب کے پهاڑ دکهائي دیئے اور جهاں سے پهاڑ شروع هوئے هیں وهاں ایک مینار روشني کا جهازوں کو راہ بتانے کے لیئے بنا هوا هی قریب صبح کے همکو پهاڑ شمشم دکهائي دیا جو خاص عدن کا پهاڑ هی اور تهوڑا دن نکلا تها که هم عدن میں جا پهونچے اور جهاز نے کنارہ عدن کے بهت قریب لنگر ڈالا عدن میں بهي ایک مینار

روشني کا هی اور کنارہ پر کے پہاڑ اور مکانات اور فصیل و برج قلعہ کے نہایت خوشنما هیں خوب سیر جهاز میں سے دکھائي دیتي هی *

تمام راہ نہایت امن سے گذری سمندر نہایت چپ چاپ سیدھا تھا کہیں سمندر میں شورش نہیں هوئي اور نہ موجیں اُٹھیں اور نہ کسي طرح کي گھبراھت نے همکو گھبرایا سمندر ایسا رها کہ گویا ایک بڑي جھیل هی الحمد الله علی ذالک اب دیکھیئے کہ جناب بحر احمر کیا کیفیت دکھلاتے هیں *

کیفیت شہر عدن

جب جہاز لنگر کرچکا تو هم چاروں شخصوں نے ایک چھوٹي سي کشتي کرایہ کي اور هم چاروں معہ چھبو کے اُس پر سوار هوکر کنارہ پر پہونچے وهاں دو گھوڑوں کي اور ایک گھوڑے کي بگھیاں اور فٹن اور سواري کے گھوڑے اور گدھے اور خچر کرایہ کے موجود رهتے هیں کنارہ پر ایک هوٹل هی جس کے مالک پارسي هیں اور اُسي کے پاس سوداگروں کي دوکانیں هیں اور چھاوني اور قلعہ وهاں سے دو تہائي میل هی همنے فٹن اور بگھي کرایہ کي اور قلعہ و چھاوني کو دیکھنے گئے *

ٹانکے هاے عدن

سب سے عمدہ اور عجیب اور نہایت قدیم چیز جس کي تعمیر کي تاریخ ایک معلوم نہیں هی عدن کے حوض هیں جن کو یہاں کے لوگ ٹانکہ کہتے هیں سب سے اول هم اُنھي کے دیکھنے کو گئے همنے دیکھا کہ دامن کوہ میں چھوٹے اور بڑے نو دس حوض هیں جو پہاڑ میں کھودے گئے هیں اور درجہ بدرجہ هیں یعني ایک حوض سب سے بلند جگھہ پر هی دوسرا اُس سے نیچي جگھہ میں تیسرا اُس سے نیچي جگھہ میں اور علی هذالقیاس اور وہ حوض عمیق بھي بہت هیں جب مینھہ برستا هی تو پہاڑ کے پاني سے اول پہلا حوض بھرتا هی پھر اُس کا پاني اُبل کر دوسرے میں آتا هی اور دوسرے کا تیسرے میں اور علی هذالقیاس یہاں تک کہ سب حوض بھر جاتے هیں لوگ بیان کرتے هیں کہ یہہ حوض اس انداز سے اور پہاڑ کے پاني کے بہاؤ کے ایسے موقع پر بنائے هیں کہ اگر گھنٹہ دو گھنٹہ بھي پاني برسے تو سب حوض پاني سے بھر جاتے هیں *

عدن سمندر کے کنارہ پر هی جس کا پاني نہایت کھاري هی اور تمام شہر و چھاوني اور پہاڑ میں جہاں کہیں کنواں کھودا جاتا هی اُس کا پاني بھي کھاري نکلتا هی اسلیئے عرب کے بادشاهوں میں سے جو قبل اسلام هوئے هیں کسي بادشاہ نے مینھہ کا پاني جمع کرنے کے لیئے یہہ حوض بنائے هیں چنانچہ اب بھي انھي حوضوں کا پاني پینے میں آتا هی یہاں کے عوام الناس کہتے هیں کہ شداد کے یہہ حوض بنائے هوئے هیں *

سرکار انگریزي نے اب ان حوضوں کي نہایت عمدہ مرمت کي ھی اور ھر ایک کے گرد لوھے کا کٹہرہ لگایا ھی اور ھر ایک کے گرد پھرنے کو پختہ بہت عمدہ روشیں بنائي ھیں اور کہیں کہیں پتلے پتلے خوبصورت پل بنائے ھیں اور حوضوں کے درمیان میں جو فاصلہ ھی وھاں زمین ھموار کرکر خوبصورت کیاریاں بنا کر ایسے درخت جو اُس شہر میں اور ایسے گرم پہاڑ پر ھوسکتے ھیں لگائے ھیں اور موقع موقع پر بیٹھنے اور سیر کرنے کے لیئے مثال باغوں کے بینچیں وغیرہ ڈال رکھي ھیں اور اُس جہنم کے ٹکڑے میں بہشت کا کونہ آباد کر رکھا ھی *

عدن میں گرمي اس شدت سے ھوتي ھی کہ بیاں سے باھر ھی دوني ھوا درخت نا ھري گھاس کہیں نہیں دکھلائي دیتي باسي پاني ایسا ھوتا ھی جیسے سڑا ھوا گرم پاني اور اُس پر مصیبت یہہ ھی کہ برف نام کو بھي میسر نہیں *

یہاں پاني پینے کا نہایت گراں قیمت کو بکتا ھی تین پیسہ کو ایک صراحي پاني دي اتي ھی جس میں تین گلاس کے قریب پاني ھوتا ھی *

متصل اُنھي حوضوں کے کسي پارسي اور عرب نے ملکر ایک بڑا حوض بنوایا ھی اور جب وہ قدیم سب حوض بھر جاتے ھیں تب اُس میں پاني آتا ھی مگر یہ حوض بہت عمیق ھی اس وقت بھي پاني خوب موجود تھا مویشي کو اسي حوض سے پاني پلایا جاتا ھی شاید ایک گھوڑے کي پلائي ۲/ ھیں سنا ھی کہ سات برس تک اس حوض کي امدني وہ لوگ لینگے جنھوں نے بنایا ھی اور اُس کے بعد اُس حوض کي اور اُس کي آمدني کي مالک گورنمنٹ ھوگي *

اُن سب حوضوں کي سیر کرکر ھم بازار میں آئے اور خوب سیر کي جہاں ترکاري بکتي ھی وھاں دو دوکانیں بنیے والوں کي تھیں جو کونڈلوں پر بنئے بھون کر بیچتے تھے ھمکو اپنا ھندوستان یاد آیا اور چار بنئے ھوئے بھتے ھمنے خریدے پھر بازار میں آئے اور مختلف نان پزوں کي دوکان سے روٹي خریدي اور ایک دوکان سے سالن خریدا ایک نان بائي پراٹھے پکاتا تھا اُس سے پراٹھے پکوائے جیسے کہ ھمارے ھاں قطب صاحب میں پراٹھے پکتے ھیں بعینہ اُسي قطع کے اُس نے پراٹھے پکائے قہوہ والے کي دوکان پر جاکر کھڑے ھوئے اور لوگوں کا قہوہ پینا دیکھا غرضکہ خوب سیر کرکر ایک مسجد میں آئے اور جو کچھہ خریدا تھا اُس میں سے کچھہ کھایا کچھہ بانٹا *

یہاں متعدد قومیں موجود ھیں مگر عرب اور مصري اکثر ھیں اور سب سے زیادہ جو قوم ھی وہ سمالي قوم ھی ھر چند میںنے تحقیق کیا مگر مجھے نہ معلوم ھوا کہ سمالي کیا قوم ھی عربي بولتے ھیں مگر ایسي خراب کہ سوائے دو چار لفظوں کے اور کچھہ ھماري تو سمجھہ میں آتا نہیں اور ھماري عربي بھي وہ بخوبي نہیں سمجھتے لہجہ کا اسقدر فرق

هی که الفاظ ایک دوسرے کي سمجهه میں نہیں آتے *

واه ري هماري قسمت یہاں کے بازار کے لوگ اور سمالي قوم بهي کسي قدر اُردو بولتے هیں اور سمجهتے هیں کوئي ضروري کام بند نہیں رہ سکتا سب اُردو میں انجام هو سکتا هی الحمدالله که عدن تک تو اُردو زبان کي شهنشاهي قایم هی *

سمالي قوم کے لوگ جیسي اُردو جانتے هیں ویسي هي انگریزي اور فرانسیسي زبان بهي جانتے هیں ان دونوں زبانوں میں سب ضروري باتیں کرتے هیں اور سمجهتے هیں بلکه انگریزي زبان فرانسیسي زبان کي به نسبت زیادہ جانتے هیں *

چند مسجدیں یہاں هیں جن میں سے مسجد ادریس بڑي اور مسجد جامع بطور درگاه کے هی جب هم اُس مسجد میں سے جس میں بیٹهے تهے باهر آئے تو همنے ایک هندو کو دیکها اُس کے پاس جا بیٹهے معلوم هوا که وه مارواري هی بمبئي سے عدن میں آیا هی اور عدن میں مہاجني کي دوکان کي هی مدت سے رهتا هی اور همیشه جہاز پر آتا جاتا هی اُس کي زباني معلوم هوا که عدن میں تین دیول یعني مندر هندوؤں کے هیں مہا دیو کا اور هنومان کا اور ایک اَور کسي کا بنایا که میں اُس کا نام بهول گیا اور یہه مندر هندوؤں کے چنده سے بنے هیں جو عدن میں آتے جاتے هیں مجهے اس بات کے دریافت هونے سے که عدن تک هندو آتے جاتے هیں اور جہاز میں بیٹهنے سے اُن کي ذات و مذهب میں کچهه فرق نہیں آتا نہایت خوشي هوئي خدا همارے ملک کے هندوؤں کو بهي یہه دن نصیب کرے *

یہاں تمام لوگ اور دوکاندار نہایت کثیف اور میلے کچیلے هیں اور سمالي تو بالکل وحشي جنگلي معلوم هوتے هیں نان بائیوں کي اور قهوه والوں کي دوکانیں ایسي میلي اور خراب اور بدبو دار هیں که پانوں رکهنے کو دل نہیں چاهتا حقیقت میں صفائي اور اُجلاپن یورپ کي اور خصوصاً انگریزوں کي قوم پر ختم هی گو که بعض عادتیں اعتراض کے لایق بهي هیں *

عدن کي چهاوني اگرچه چهوٹي هی تین سو چار سو سپاهي هندوستاني اور گوره رهتے هونگے الا توپ خانه کا سامان بہت زیاده معلوم هوتا هی چهاوني قلعه کے اندر هی اور خوبصورت طور پر بنائي هوئي هی اور بازار اور جو کچهه که عدن میں هی سب چهاوني کے قریب هی *

قلعه جو کہلاتا هی وه حقیقت میں پہاڑ هی چاروں طرف سے بلند پہاڑ هی اور اُس کے حلقه کے اندر جو جگهه هی وهاں چهاوني اور بازار وغیره هیں قلعه کے اندر جانے کا رسته سرکار انگریزي نے ایک پہاڑ کو کاٹ کر بطور گهاٹي کے بنایا هی اور نہایت تنگ اور پیچدار هی دس مستعد سپاهي ایک لشکر کو اُس میں جانے سے روک سکتے هیں قلعه بسبب

محیط ہونے پہاڑ کے ایسا بلند ہی اور قدرتی ایسا استحکام رکھتا ہی کہ حملہ کرنے والے کا
اُس پر غالب اور فتحیاب ہونا نہایت مشکل اور قریب غیر ممکن کے معلوم ہوتا ہی اُسپر
سرکار انگریزی نے جابجا پہاڑوں کی چوٹی پر اور اُن کی کمر میں موقع موقع پر پختہ برج
بنائے ہیں اور مورچہ بندی کی ہی اور ہر جگہہ توپیں چڑھی ہوئی ہیں اور نہایت عمدہ
اور مستحکم جنگی قلعہ بنا رکھا ہی *

یہہ قلعہ دیکھہ کر انگریزی گورنمنٹ کی قوت اور شان وشوکت کا بلا شبہہ ایک اثر دلؔ
میں ہوتا ہی اور اس بات کا بھی یقین ہوتا ہی کہ عدن ہندوستان کی حفاظت کا پہلا
ناکہ ہی اور بحر احمر کی کنجی ہی ہندوستان میں اگر کچھہ فساد ہو تو چھہ روز میں
یہاں سے ہر قسم کے سامان حرب کی مدد ہندوستان میں پہونچ سکتی ہی اور اگر والی
مصر سے کچھہ بگاڑ ہو یا فرانسیس مصر پر کچھہ فساد کریں تو فی الفور عدن سے وہاں
حملہ ہو سکتا ہی اور سامان حرب کی رسد اور کمک پچاس ہزار بلکہ اُس سے بھی زیادہ
فوج کو بغیر کھٹکے پہونچ سکتی ہی بحر احمر کی کنجی میئے اس لیئے کہی کہ جس قدر
فوج اور توپ خانہ اس وقت عدن میں موجود ہی اگر وہ چاہے تو ایک پرندہ کو بھی
بحر احمر سے نکلنے نہ دے اس موقع کے مورچہ بنے ہوئے ہیں کہ کوئی جہاز یا کشتی
یا بغلہ بلا مرضی افسر عدن اس بڑے سمندر میں جو بمبئی کے نیچے سے عدن تک ہی اور
جو خلیج عرب کہلاتا ہی نہیں آسکتا *

سابق میں عدن میں سلطان روم کی عملداری تھی شاید تیس برس ہوئے ہونگے کہ
سرکار انگریزی نے سلطان سے لے لیا اور جب سے سرکار انگریزی کی عملداری میں ہی اور
اُس کا انتظام ہندوستان کے گورنر جنرل سے متعلق ہی لوگ بیان کرتے ہیں کہ قبل
عملداری انگریزی کے نہایت خراب اور ویران اُفتادہ جگہہ تھی سدلی قوم کا ایک گانوں
پہاڑ پر تھا جو شاید اب بھی ہی یہہ تمام رونق جو اب ہی اور یہہ خوبصورت مکانات اور
عمدہ اور عجیب سڑکیں اور پہاڑ میں نقبیں اور قلعہ کے برج اور مورچے سب گورنمنٹ
انگریزی کے عہد میں بنے ہیں *

ترکش وال

یعنی ترکی عملداری کی حد کی دیوار - عدن سے ملی ہوئی سلطان روم کی عملداری
ہی عدن کے نیچے جو سمندر ہی اُس میں ایک کونا زمین کا نکلا ہی جس پر سے سلطان
روم کی عملداری میں چلے جاتے ہیں جب سے کہ عدن گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں
آیا ہی اُس مقام پر ایک دیوار بہت لنبی اور چوڑی بناکر آمد و رفت کا رستہ بند کردیا
ہی اور اُس دیوار پر برج اور مورچہ بندی کی ہی اور توپیں چڑھی ہوئی ہیں اور کچھہ

گیرے وہاں رہتے ہیں اُس دیوار میں ایک دروازہ ہی اُس دروازہ سے لوگوں کی آمد و رفت ہی مگر سلطان روم کی عملداری کا جو شخص اُس دروازہ سے عدن میں آتا ہی تو ہتھیار دروازہ پر لے لیئے جاتے ہیں ہتھیار بند آنے نہیں دیتے افسوس ہی کہ اُس دیوار کے دیکھنے کا ہمکو موقع نہیں ملا *

عدن میں سمندر کے کنارہ پر ایک کل لگا رکھی ہی جس میں سمندر کا کھاری پانی میٹھا اور نہایت سبک اور شیریں ہو جاتا ہی اور اُس کا پانی خرچ میں آتا ہی اُسکی بھی ہمنے سیر کی بعد اس کے تھوڑی دیر ہوٹل میں آن کر تھیرے اور پھر اپنے جہاز پر چلے آئے *

عدن میں لڑکوں کا تیرنا

یہہ بھی عجیب تماشا ہی جہاں جہاز عدن میں ٹھیرا اور سمالی قوم کے بیسیوں لڑکے سمندر میں تیرتے ہوئے جہاز پاس آپہونچے کالے کالے رنگ اور سرخ بال بالکل مینڈک کی طرح تیرتے ہیں اور بخشیش مانگتے ہیں جہاں پیسہ روپیہ دوانی چوانی اٹھانی سمندر میں پھینکی اور وہ غوطہ مارکر نکال لائے ہمارے سامنے اکیس لڑکے تھے اور آٹھہ بجے سے پانچ بجے تک برابر ایک حالت پر تیرتے اور غوطے مارتے اور دوانیاں نکالتے رہے *

سترھویں اپریل سنہ ۱۸۶۹ ع روز شنبہ کو دو پہر پر پانچ بجے جہاز نے لنگر اُٹھایا اور دخانی کل نے شور مچایا اور جہاز نے سوئیس کی راہ لی عدن سے ایک مصری پیلٹ جس کو یہاں کے لوگ آرکاتی کہتے ہیں ساتھہ ہوا یہہ شخص مسلمان ہی عدن کا رہنے والا متولی اُس کا نام ہی عربی بولتا ہی ہمنے اُس سے سلام علیک کی بات چیت کی اُسنے اپنی قوم کچھہ نہیں بتائی کہا کہ میں عامی بر عرب کا رہنے والا ہوں بالکل ناخواندہ تھا اُس کا لہجہ سمالی قوم کے لہجہ کے بہت قریب تھا اور بے حیثیت اور میلا آدمی تھا کپڑے اچھے نہ تھے مگر انگریزی زبان اور فرنچ زبان اپنا کام کرنے کے لایق جانتا تھا *

خبر تھی کہ رات کو باب المندب میں سے جہاز گذریگا جو کہ یہہ ایک مشہور خطرہ کی جگہہ ہی مجھے اس کے دیکھنے کا نہایت شوق تھا جس وقت باب المندب قریب آیا مجھے ایک شخص نے جس سے میں نے کہہ رکھا تھا اُٹھایا میں نے دیکھا کہ دونوں طرف پہاڑ ہیں مگر بہت اونچے نہیں اُن میں سے جہاز جاتا ہی دونوں پہاڑوں میں ڈیرہ دو میل کا فاصلہ ہوگا کچھہ بہت تنگ رستہ بھی نہیں ہی شاید پانی کے نیچے دونوں طرف پہاڑ ہیں اور اس سبب سے رستہ جہاز کے چلنے کا تنگ ہو غالباً بادبانی جہاز کو یا انگریزوں کے سوا اور قوموں کے جہاز رانوں کو یہاں اندیشہ ہوگا ہمارے جہاز رانوں کو تو کچھہ خیال بھی نہیں ہوا رات کے وقت میں بغیر ذرا سے بھی تردد کے فرفر جہاز کو لیئے چلے گئے حقیقت

میں یورپ کی قوم نے علم جہاز رانی کو غایت درجه کی ترقی پر پہونچا دیا هی ایسے ایسے عمده آلات جہاز رانی کے هیں جن کی خوبی کا بیان نہیں هوسکتا جس زاویه پر چاهتے هیں سمندر کی سطح پر جہاز چلاتے هیں سیکڑوں میل تک جہاز کو سیدها خط مستقیم پر لیجاتے هیں جس میں ذرا بھی ٹیڑها پن نہیں هوتا اگر جہاز کو چکر دینا چاهیں تو مثل پٹه باز یا نہایت عمده گھوڑے کے جو کاوے اور آئین پر خوب صاف هو پھرا سکتے هیں اور اُس کے پھرانے میں اتنا بھی تو زور نہیں لگتا جتنا که دس سیر بوجهه کے هلانے جلانے میں لگتا هی •

رات هی کے وقت همکو ایک بہت چھوٹا جزیره ملا جس کو بیرم کہتے هیں یهه جزیره اُسی آبنائے میں هی جس سے بحر عرب اور بحر احمر ملتا هی ایک میل سے بھی کم چوڑا هی اور تخمیناً ڈهائی تین میل لنبا هوگا اس میں بجز مینار روشنی کے اور کچهه نہیں هی دس بیس سپاهی رهتے هیں اور انگریزی جهنڈا اُڑا کرتا هی •

دس برس سے زیاده نہیں هوئے که جب تک یهه جزیره محض اُفتاده تها کسی کا قبضه خاص اس پر نه تها اور نه کسی ملک کی سرحد خشکی کی راه سے اس سے ملی هوئی تهی شاید ولایت کے قوانین متعلق اقوام مختلفه کی رو سے جو قوم چاهے اُس پر قبضه کر سکتی تهی لوئیس نپولین فرانس کے بادشاه نے ایک جہاز بهیجا که اس بالشت بهر کے جزیره پر قبضه کرلو وه جہاز بڑے پهیر کے راسته سے عدن تک آیا اور رات کو لنگر ڈالا که صبح کو اس جزیره پر قبضه کرینگے عدن میں جو انگریزی افسر تها وه رات کو جہاز میں فرانسیسی افسر سے ملنے آیا بات چیت هوئی کهانے پر بیٹهے باتوں باتوں میں فرنسیسی افسر نے اپنا اراده اور اپنے آنے کی وجهه بیان کی انگریزی افسر نے سنتے هی اپنی پاکٹ میں سے پینسل اور ایک ٹکڑا کاغذ کا نکالا اور میز کے نیچے هاتهه کرکر اپنے دخانی جہاز کے کپتان کو چٹهی لکهی که فی الفور انجن میں آگ جلاؤ اور جہاز طیار کرو اور خود وهیں بیٹها رها اور کهانے پینے کی باتوں میں مصروف رها تهوڑی دیر بعد گڈنائیٹ کرکر اور هاتهه ملاکر رخصت هوا اور فی الفور اپنے جہاز میں آن کر اُسی وقت روانه هوا اور رات هی کو اُس جزیره پر پهونچکر انگریزی حکومت کا جهنڈا گاڑدیا اور پهریرا اُڑا دیا صبح کو فرانسیسی افسر جہاز لیکر پهونچا دیکها که جزیره پر انگریزی جهنڈا اُڑ رها هی اور اُنهوں نے قبضه کرلیا هی لاچار مایوس هوا اور پهر کر چلا گیا سنا هی که اس بات سے نپولین بهت ناراض هوا اور لندن میں بهت خط و کتابت کی مگر کچهه نهوا نپولین کا اراده تها که اپنے هاں کے دخانی جہازوں کے لیئے اس جزیره میں اسٹیشن مقرر کرے •

اٹهارهویں کی صبح سے پهر همنے دریائے ناپیدا کنار دیکهنا شروع کیا دو دن بعد پهر پهاڑ و زمین دکهائی دینی شروع هوئی اور جوں جوں چلتے گئے ایک طرف عرب کا کناره اور

دوسري طرف افريقه كا كناره برابر دكہائي دينا شروع هوا دونوں كناروں كے پہاڑ نہايت خوشنما معلوم هوتے تھے اور عجيب كيفيت دكہائي ديتي تهي سب سے زياده عجيب بات يهه تهي كه دونوں طرف كے پہاڑوں پر كوئي درخت اور ذرا سا بهي سبزه اور مطلق آبادي نه تهي محض ويران لق و دق جنگل اور بے آب و بے برگ و شجر پہاڑ تهے ●

بائيسويں تاريخ رات كے وقت حامد تو نہيں معلوم كه جہاز كے كس كونه ميں جاكر سو رها تها اور ميں اور خداداد بيگ اور محمود كمره ميں اپنے اپنے پلنگوں پر اور چهجو پلنگ كے نيچے سوتا تها اور كمره كي كهڑكي سمندر كي طرف كي هوا آنے كو بسبب شدت گرمي كے كهلي هوئي تهي كه رات كو دفعتاً تند هوا چلي اور سمندر ميں موجيں اٹهيں اور اُلٹا دركے سمندر كا پاني كهڑكي كے اندر اس قدر آپڑا كه تمام پلنگ اور بچهونے اور هم سب اور چهجو شور بور هوگئے اُسي وقت هم گهبراكر كمره ميں سے بڑے كمره ميں نكل آئے اُس وقت تمام انگريزوں نے بهي اپنے اپنے كمروں كي كهڑكياں كهول ركهي تهيں هماري طرف كي لين ميں سب كا يهي حال هوا سب بڑے كمره ميں نكلے هوئے تهے اور ايك دوسرے سے كہتا تها كه تمهارے كمره ميں بهي پاني آگيا غرض كه اسٹورڈ نو اُسي وقت پكارا كهڑكي بند كي بچهونے اُٹها ديئے اور جس طرح هوا رات كاٹي محمود كو ہيند ا منع كيا پر وه گيلے بچهونے پر سو رها صبح كو جب اُٹها تو اُس كي بانهه ميں درد تها دوسرے دن تك جاتا رها جب پاني آيا تو قريب دو تہائي گهنٹه كے رات هوگي كچهه وقت كپڑے اُتارنے اور نماز كي تياري ميں گذرا ميںنے صبح كي نماز پڑهي اور دم بدم هوا تيز هوتي گئي بالكل سيدهي مخالف هوا تهي اور نہايت هي تند تهي اور جہاز اُٹهتا تها اور بيٹهتا تها اُس دن طبيعت نہايت متغير هوئي سر كي عجيب كيفيت تهي جي متلاتا تها اور قي نہيں هوتي تهي اور ايسي تكليف ده حالت تهي كه بيان نہيں هوسكتي انگريز جو جہاز ميں تهے وه كہتے تهے كه هم ايسے صاف سمندر ميں جو تالاب كي طرح كهڑا هي تمهارا يهه حال هي يهه هوا اور يهه حركت جو اس وقت هي كچهه بهي نہيں هي اور همكو تو ذرا بهي نہيں معلوم هوتي مگر ميں نے ديكها كه بعض انگريزوں كو كسي قدر تغير تها اور تين چار ميموں كو بہت زياده تغير تها مسس اسمت بهي پڑي هوئي تهيں ميںنے پوچها كه كيا حال هي اشاره سے كہا كه سر پهرتا هي طبيعت اچهي نہيں ايك ميم صاحبه كو ميںنے ديكها كه منهه سے بے اختيار بہت سے كف اور پت ذرا سي اُبكائي كے ساتهه نكل پڑے آج تو مرزا خداداد بيگ كا بهي برا حال هوا اور چهكے چهوٹ گئے اور هم سب سے زياده اُن كا پتلا حال تها اور حامد آج پهر اپني اُسي پهلي كيفيت كو جا پهونچے بعد اس كے هوا دهيمي هوني شروع هوئي اور جہاز كا هلنا بهي كم هوا اور قريب چار بجے كے بہت كم هوگيا مجهكو تو بہت تخفيف هوئي مگر اور سب همارے ساتهيوں كا وهي حال رها ايك ميم صاحبه ميرے پاس آئيں اور نہايت

مہربانی سے مجھہ سے کہا کہ تم نشہ کے لیئے شراب مت پیؤ بری ھی میں بھی کبھی نہیں چھوتی مگر دوا کے لیئے ایک تولہ بھر برانڈي پی لو میں استورڈ کو بلاکر منگا دیتی ھوں فی‌الفور تکلیف جاتی رھیگی مینے اُن کی مہربانی کا بہت سا شکر کیا اور کہا کہ نہیں میں نہیں پی سکتا *

اسی تاریخ ھمکو (گنگا استیمر) ملا جو ھمسے تین دن پہلے بمبئی سے روانہ ھوا تھا پہلے دونوں جہازوں میں جھنڈی سے صاحب سلامت ھوئی پھر آپس میں بات چیت ھونی شروع ھوئی پہلی دفعہ جو جہازوں میں بات چیت ھوئی تھی تو مجھے یہہ خیال ھوا تھا کہ چند باتیں جو خاص متعلق جہاز ھونگی اُنھیں کے اشارات معین ھونگے مگر معلوم ھوا کہ نہیں اُن چند کپڑے کے ٹکڑوں کے وسیلہ سے تمام دنیا کی باتیں کر سکتے ھیں چنانچہ اس وقت ان دونوں جہازوں میں کوئی خاص بات چیت نہیں ھوئی خیر و عافیت کی علامت دکھا دینے کے بعد گنگا استیمر نے کہا کہ رسی ڈال کر مجھے بھی کھینچتے لیئے چلو ھمارے جہاز نے کہا کہ پیچھے پیچھے چلے آؤ اسی طرح چند اور باتیں ھنسی ھنسی کی آپس میں ھوئیں معلوم ھوا کہ امریکا اور یورپ کی قوموں کے سوا اَوْر کسی قوم میں یہہ فن نہیں ھی جہاز پر ایک کتاب رھتی ھی اور شاید اتفاقیہ یا حفاظت کے لیئے اُس کے پتھوں میں قفل لگا ھوا تھا اُس میں تمام کام متعلق جہاز مندرج ھیں وہ سب کام ایسے آسان طرح پر ھوتے ھیں کہ جہاز میں جو چھوتے چھوتے عہدہ‌دار ھیں اور صرف بطور حرف شناسی کے لکھنا پڑھنا جانتے ھیں وہ سب اُن کاموں کو انجام دیتے ھیں یہہ نتیجہ صرف اس بات کا ھی کہ تمام علوم و فنون اُسی زبان میں ھیں جو زبان وہ لوگ بولتے ھیں اگر آج انگریزی زبان میں تمام علوم و فنون نہوتے بلکہ لیتن میں یا گریک میں یا فارسی عربی میں ھوتے تو آج تک تمام انگریز ایسے ھی جاھل اور بے علم اور لاکھوں ناخواندہ ھوتے جیسے کہ بدنصیبی سے ھم لوگ ھندوستان میں جاھل ھیں اور آیندہ کو بھی جب تک کہ تمام علوم و فنون ھماری زبان میں نہونگے جاھل اور نا لایق رھینگے اور کبھی عام تربیت نہوگی *

اسی دن ھمکو حضرت موسی علیہ‌السلام کا پہاڑ یعنی جبل سینا دور سے دکھائی دیا اور دوربین کے ذریعہ سے کسی قدر کیفیت اُس کی معلوم ھوتی ھی سنا ھی کہ اُس کی چوٹی پر کسی رومن کیتھلک پادری کا ایک بہت قدیم گرجا ھی *

رات کو جزیرۂ شروان ھمکو ملا جو افریقہ کے متعلق ھی کوئی چیز اُس میں کی بسبب رات ھونے کے دکھائی نہیں دی سنا ھی کہ ولایت سے جو تیلی گراف آتا ھی اُس کا ایک استیشن اس جزیرہ میں ھی یہہ جزیرہ بہت چھوٹا شاید آٹھہ دس میل کا لنبا اور دو تین میل کا چوڑا ھوگا *

۲۳ اپریل سنہ ۱۸۶۹ ع روز جمعہ کو ہم سب مع الخیر سات بجے صبح کے سوئیس میں پہونچے جہاز نے لنگر کیا اور ہم سب جہاز پر سے اُترے بوده جہاز کو ڈنڈوت کو رخصت کیا اور سوئیس ہوٹل میں جاکر ٹھیرے اب یہاں سے عملداری ویسرائے مصر کی شروع ہوئی جونہی ہم ہوٹل میں گھسے پہلا نشان عملداری ترک کا ہمنے یہہ دیکھا کہ ہوٹل کے چپراسیوں کی چپراس پر عربی اور انگریزی میں یہہ عبارت کندہ تھی *

Sewis Hotal.

لوکاندة السوئیس

مجھے نہیں معلوم کہ لوکاندة کس زبان کا لفظ ہی شاید ترکی ہوگا مگر تمام مصری عربی گفتگو اور عربی تحریر میں اس لفظ کو بمعنی ہوٹل مستعمل کرتے ہیں *

سوئیس کا ہوٹل بہت اچھا ہی چاروں طرف دو منزلہ مکانات اور کمرے مسافروں کے لیئے بنے ہوئے ہیں بیچ میں صحن ہی اُس صحن میں کاٹ کے محرابوں دار ستون کھڑے کرکر اُس پر شامیانہ کھینچا ہی اور اُس کو اور تمام صحن کو پھولوں سے آراستہ کیا ہی تمام پھول گملوں اور کاٹ کی بالٹیوں اور پیپوں میں لگے ہوئے ہیں اور زمین پر اور نمائیوں پر بطور چمنوں کی روشوں کے بہ ترتیب لگائے ہیں اور بیچ میں جو جگہہ بطور چمن کے خالی رہی ہی وہاں چھوٹی سی میز اور کرسیاں لوگوں کے بیٹھنے اور سیر کرنے کے لیئے بچھائی ہیں *

وہاں شہر کی سیر کرنے اور سوئیس کی نہر دیکھنے جانے کو سواری کے لیئے بہت سے گدھے زین کسے ہوئے موجود تھے بہت سے انگریزوں نے سوئیس کی نہر دیکھنے کا ارادہ کیا وہ مقام جہاں دیکھنے جاتے تھے وہاں سے پانچ میل تھا ہمنے بھی وہاں جانے کا ارادہ کیا مگر جب لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جس مقام کو لوگ دیکھنے جاتے ہیں وہاں بجز اسکے کہ زمین کھودی جا رہی ہی اور کچھہ نہیں ہی ہمارا ارادہ سست ہوگیا ہمارے شفیق میجر ڈاڈ صاحب نے اور اُن کے چند دوستوں نے ملکر ایک گاڑی تین گھوڑوں کی کہیں سے منگائی اور چند انگریز اور دو ایک میمیں اُس پر سوار ہوکر گئیں ہمنے بھی چاہا کہ اگر سہل طور پر ہمکو بھی گاڑی ملجاوے تو ہم بھی جاویں مگر ہمکو نہیں ملی بہت سے انگریز اُنھی گدھوں پر سوار ہوکر گئے اور میں نے دیکھا کہ ایک میم نے بھی ایک گدھا کرایہ کیا اور اُس پر نہایت چالاکی اور خوبی سے سوار ہوکر روانہ ہوئی *

جس وقت کوئی انگریز گدھا کرایہ کرنا چاہتا تھا اُس وقت عجیب سیر ہوتی تھی گدھے والوں نے جہاں دیکھا کہ گدھا کرایہ کو چاہتے ہیں اور دس دس بارہ بارہ آدمی اپنے

اپنے گدھے لیکر دوڑے اور ہر شخص ایک کے گدھے کو دھکا دیکر ہٹاتا ہی اور اپنا سامنے کرتا ہی اور چلاتا ہی کہ " ڈانکی سر ڈانکی سر ڈانکی سر " یعنی صاحب گدھا صاحب گدھا اور کبھی یہہ کہہ کر چلاتے تھے وریگوڈ ڈانکی سر ویریگوڈ ڈانکی سر یعنی صاحب بہت اچھا گدھا صاحب بہت اچھا گدھا اور اس قدر غل ہوتی تھی اور اتنے گدھوں میں آدمی کو گھیر لیتے تھے کہ لینے والا گھبرا جاتا ہی جب تک کہ وہ کسی نہ کسی گدھے پر سوار نہولے اُس وقت تک وہ اسی آفت میں پڑا رہتا ہی ٭

تھوڑی دیر تک ہمنے سمندر کے کنارہ کی اور ہوٹل کی سیر کی اور پھر شہر کی سیر کو گئے ایک بہت چھوٹا تنگ بازار دیکھا ہر قسم کے لوگ مصری اور ترکی اور جرمنی اور یونانی دوکاندار وہاں تھے اور بہت سے آدمی عربی بولتے تھے بازار میں جو نئی بات تھی وہ یہہ تھی کہ سارا بازار تختوں سے پٹا ہوا تھا پانی کا تو مطلق رکاؤ نہ تھا مگر دھوپ بالکل بازار میں نہ تھی غالباً یہاں مینھہ بہت کم برسنا ہی ہمنے بازار کے لوگوں سے جو ترکی بولتے تھے دیر تک باتیں کیں حامد و محمود و مرزا خدا داد بیگ نے سرخ ترکی ٹوپیاں اور چاکو خرید کیئے بازار سے عربی روٹی خرید کی جو در حقیقت نہایت عمدہ اور بہت ہی مزیدار تھی وہاں سے ہم ریل کے اسٹیشن کو دیکھنے گئے وہاں ایک ترکی افسر کو دیکھا جس کے لباس میں اور انگریزوں کے لباس میں بجز سرخ ٹوپی کے اور کچھہ فرق نہ تھا الا ایک تسبیح اُن کے ہاتھہ میں تھی میںنے اُن سے سلام علیک کی اُنہوں نے جواب دیا مگر میری طرف کچھہ زیادہ ملتفت نہیں ہوئے وہاں سے پھرتے وقت بازار میں ایک بزرگ عمامہ باندھے کھڑے تھے میںنے اُن سے سلام علیک کی مصافحہ کیا عربی زبان میں بات چیت شروع کی شیخ اسمعیل اُن کا نام ہی شہر سورابایا علاقہ جاوہ کے رہنے والے ہیں شیخ عثمان اُن کا بیٹا جس کی عمر اٹھارہ اُنیس برس کی ہوگی اُن کے ساتھہ تھا شیخ اسمعیل سیاح آدمی ہیں در اصل سریا کے رہنے والے ہیں پچیس برس سے جاوہ میں جارہے ہیں چین اور اسٹریلیا اور ہندوستان اور دکھن کی سیر کی ہی اور اب بھی صرف سیاحت کو اُٹھے ہیں کسی قدر اُردو میں بھی بات چیت کرسکتے ہیں اسی ہوٹل میں منشی محمد طاہر سے ملاقات ہوئی جو نواب ناظم مرشد آباد کے ہاں منشیوں میں نوکر ہیں نواب صاحب اُن کو لندن ساتھہ نہیں لئے تھے اب بلایا ہی وہ بھی لندن جاتے ہیں وہ سوتھمپٹن کی راہ سے جاوینگے ٭

نقشہ مندرجہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ ہم عدن سے کس راہ ہوکر سوئیس میں پہونچے اگر کوئی نقشہ جغرافیہ کا لیکر بموجب عرض و طول مندرجہ ذیل کے نشان لگا ئے جاوینگے تو جس راہ ہمارا جہاز چلا وہ معلوم ہو جاویگی ٭

تاریخ	عرض مقام		طول مقام		رفتار جہاز دو پہر سے دو پہر تک
	درجہ	دقیقہ	درجہ	دقیقہ	
۱۸ مئي سنہ ۱۸۶۹ع روز یکشنبہ	۱۳	۴۴	۴۲	۵۶	۱۶۹ میل
۱۹ مئي ...	۱۷	۳	۴۰	۴۹	۲۴۰
۲۰ مئي ...	۲۰	۳۹	۳۸	۳۰	۲۵۳
۲۱ مئي ...	۲۴	۲۶	۳۶	۱۰	۲۶۴
۲۲ مئي ...	۲۷	۴۴	۳۴	۴۷	۲۳۵
۲۳ مئي ...	۳۰	*	۳۱	۳۰	۲۶۰ تخمیناً
					مقام سوئیس

عدن سے سوئیس تک متعدد مینار روشني کے هیں جہاں کہیں جہاز کو خطرہ هی، یعني پاني کم هی اور پاني کے نیچے پہاڑ چھپے هوئے هیں جن سے جہاز کي پیندي کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ هوتا هی وهاں وهاں روشني کے مینار بنائے هیں آدمي متعین هیں شام سے صبح تک برابر ایک بہت بڑي لال تون میں روشني هوتي رهتي هی اور بہت دور سے دکھائي دیتي هی میں نے قصد کیا تھا کہ تمام میناروں کو جو رستہ میں پڑیں دیکھوں اور غالباً سب کو دیکھا شاید کوئي ایک آدہ رهگیا هو اور رات کو سوتے میں گذرگیا هو مگر جتنے میناروں کو میں نے دیکھا اُن کي تفصیل بقید عرض و طول مقام کے لکھتا هوں *

نام مینار	عرض مقام		طول مقام	
	درجہ	دقیقہ	درجہ	دقیقہ
پیرم ...	۱۲	۴۰	۴۳	۲۵
ابوالخدیصان یا دیدلس شول ...	۲۵	*	۳۶	*
اشرفي ...	۲۷	۴۰	۳۳	۴۰

مینار ابوالخیصان بالکل پانی میں هی ایک اُنگل بهر زمین بهی اُس کے گرد نہیں هی دو یا تین انگریز اُس مینار پر دن رات رهتے هیں اور کهانا پینا اپنے ساتهه رکهه لیتے هیں اور شاید تیسرے مہینے اُنکی بدلی هوتی هی ایسی سخت نوکری هی که خدا پناه میں رکهے اُسکے خیال سے دل گهبراتا هی قید تنہائی سے بهی زیاده سخت هی •

اشرفی مینار نہایت عمده هی اور سوئیس کے قریب هی پانی کی سطح سے ایکسو چالیس فیٹ بلند هی اور بالکل لوهے کا بنا هوا قابل دیکهنے کے هی •

اب همارا رسته سوئیس سے اسکندریه تک خشکی کا هی اور یہاں سے اسکندریه تک ریل هی جو والی مصر کی عملداری میں گذرتی هی اور والی مصر هی ریل کا مالک هی اور تمام کار کن مصری اور ترکی اور شاید کوئی کوئی یونانی بهی هیں •

عربی زبان میں مصری ریل کی سڑک کو " سکة الحدید " اور " وابورالبر " کہتے هیں اور لفظ ثانی کو لفظ اول سے زیاده تر فصیح جانتے هیں اور فصیح گفتگو میں یہی نام لیتے هیں •

غرضکه ۲۳ مئی سنه ۱۸۶۹ ع روز جمعه کو قریب شام کے هم سوئیس سے " وابورالبر " پر سوار هوئے اور اسکندریه کو چلے همنے سنا تها که اس رسته میں بجز ریگستان اور جنگل کے اَور کچهه نہیں هی پانی بهی رسته میں نہیں ملیگا اور اسی لیئے همنے تین صراحیاں پانی کی بهری هوئی خرید کر ریل میں رکهه لی تهیں رات کو هم سب ریل میں سورهے همکو نہیں معلوم که رات کو کیا کیا گذرا مگر رات کو جو میری آنکهه کهلی تو میں نے ریل کو ایک بڑے اسٹیشن پر کهڑا دیکها اسٹیشن بهی اچها تها روشنی لالٹینوں کی اچهی تهی اور اسی قطع کی لالٹینیں تهیں اور اسی طرح پر لگی هوئی تهیں جیسیکه همارے ملک کے اسٹیشنوں پر هیں جب میں نے دریافت کیا تو معلوم هوا که اسٹیشن طنطنا هی طنطنا ایک بہت بڑا قصبه یا شہر مصر کی عملداری کا هی مگر رات کے سبب همکو شہر مطلق نہیں دیکهائی دیا •

صبح کو ایک نہایت عمده اور نفیس آباد شہر دکهائی دیا مکانات اُس کے بالکل انگریزی شہرونکے مکانات کے قطع پر تهے مگر هر طرف لنبے لنبے مینار مسجدوں کے جسکو (ماذنه) کہتے هیں دکهائی دیتے هیں مصر کی مسجدوں میں دو مینار بنانے کا دستور نہیں هی بلکه مسجد کے صحن میں یا کسی طرف میں ایک بلند مینار اذان دینے کو بناتے هیں جیساکه دلی میں درگاه قطب صاحب کے پاس مسجد قوةالاسلام کا ایک مینار بنا هوا هی جسکو قطب صاحب کی لاٹهه کہتے هیں میں اُس شہر کو دیکهکر بہت خوش هوا اور دریافت کرنے سے معلوم هوا که " کفرالزیات " اس شہر کا نام هی یہاں کسی بزرگ بدوی کا مزار هی نہایت مقدس هی بزارو یتبرک کچهه

دن چڑھے هم ایک اسٹیشن پر اُترے جو روہ نیل کے قریب هی وهاں ایک عمدہ هوٹل بنا هوا هی وهاں کافی یعنی قهوہ پیا نان پاؤ اور مکهن کهایا اُس هوٹل کے طریق میں اور انگریزي هوٹل کے طریق میں کچهہ فرق نہ تها الا کهانا کهلانے اور قهوہ پلانے والے بالکل انگریزوں کے سے کپڑے لال ٹوپي پہنے هوئے ترک تهے میز کرسي لگي هوئي تهي کانٹا چهري دهرے هوئے تهے اور بلا تمیز انگریز و مسلمان کے سب ملے هوئے تهے قهوہ جو ترکوں نے بناکر پلایا جس میں نہایت عمدہ گاے کا دودہ پڑا هوا تها ایسا خوش ذایقہ اور مزے دار تها کہ میں نے تمام عمر نہ گهر میں اور نہ کسي هوٹل میں ویسا مزیکا پیا تها *

اُس هوٹل میں کها پیکر پهر ریل پر سوار هوئے تهوڑي دور آگے بڑهے تهے کہ دریاے نیل کي زیارت هوئي اُس پر آهني پل بندها هوا تها ریل اُس پر سے گذري اگرچہ معلوم هوتا تها کہ وہ پل نہایت مستحکم طور پر بنا هوا هی الا کچهہ خوبصورت نہ تها بلکہ کہنا چاهیئے کہ نہایت بد صورت تها همارے ملک کے آهني پل دیکهنے میں بهي نہایت خوبصورت هیں تهوڑي دور اور چلے تو شہر دمنہور کا اسٹیشن ملا اُس سے اگلا اسٹیشن اسکندریہ کا تها چنانچہ اسکندریہ میں جا پہونچے همارے لیئے جہاز طیار تها اس لیئے همکو شہر کے اسٹیشن پر نہیں اُتارا بلکہ جہازوں کے لنگر گاہ تک لیئے چلے گئے اور بندر کے اسٹیشن پر اُتارا هم اُترتے هي سیدهے جہاز پر چلے گئے اور پونا نامي جہاز کے کمرہ میں جو همارے لیئے موجود تها جا بیٹهے *

افسوس هی کہ همکو اسکندریہ دیکهنے کي ذرا بهي فرصت نہیں ملي کوئي چیز اسکندریہ کي همنے نہیں دیکهي بجز سمندر کے اور اُس کے کنارہ کے مکانات کے یعني جو جہاز میں سے دکهائي دیتے تهے سمندر کے کنارہ پر بہت کثرت سے جہاز دخاني اور بادباني اور اور چهوٹے بجرے گهرے هوئے تهے ایک جنگي جہاز فرانسیسوں کا بهي کسي کام کو آیا هوا تها اور ویسراے مصر کي سواري کا دخاني جہاز جو نہایت عمدہ اور بہت تیاري کا هی کنارہ پر کهڑا هوا تها سنا هی کہ وہ دخاني جہاز انگلستان کا بنا هوا هی کنارہ پر کے بہت سے مکانات اور کارخانجات دکهائي دیتےتهے ایک یا دو مقام پر سمندر کےکنارہ پر مورچال بنےهوئے تهے اور توپیں چڑهي هوئي تهیں ویسراے مصر کے آنے اور اُترنے کے لیئے سمندر کے کنارہ پر ایک بہت بڑا مکان بنا هواتها مگر باهر سے کچهہ ایسا خوبصورت نہیں معلوم هوتا تها اُسي کے قریب چهوٹي سي پہاڑي پر ایک میفار روشني کا بنا هوا هی بهر حال سمندر کے کنارہ کي فضا بہت اچهي هی کچهہ بري نہیں *

مصر کے ملک کے اس قدر حصہ کے دیکهنے سے جہاں همارا گذر هوا اور جسکو نہایت سرسري طور پر ریل کي سواري میں همنے دیکها هماري عقل حیران هوگئي میں نے مالوہ بهي دیکها هی جو هندوستان میں نہایت زر خیز اور عمدہ پیدا وار کا ملک مشہور هی

مگر مصر کے ملک کے سامنے اُس کی کچھہ بھی حقیقت نہیں ھی مصر کی زمین کی خوبی اور اُس کی کثرت پیداوار کا اندازہ نہیں ھوسکتا ہر جگہہ زمین کی ایسی صورت ھی کہ گویا نہایت عمدہ کھاد ملی ہوئی ھی ●

اس تمام ملک میں جس قدر نہروں کی کثرت دیکھی یہاں نہیں ھوسکتی جگہہ جگہہ پر نہر جاری ھی اور نہر میں سے بیسیوں شعبے نکلے ھیں جہاں تک میں نے دیکھا میری دانست میں کوئی کھیت ایسا نہیں ھی جس میں نہر کا پانی نہ آتا ھو ●

نہر کے بنانے کا فن مصر والوں کو بخوبی معلوم ھی ھر مقام پر پانی تقسیم کرنے کے دھانے اور پانی اُنچا کرنے اور نہچا کرنے کی جہالیں اور تختے سب بنے ھوئے تھے نہر کے پاس جو اُنچی زمینیں ھیں اور جن میں نہر کا پانی بہاؤ سے نہیں جاسکتا اُن زمینوں کے سیراب کرنے کے لیئے نہر کے کنارہ پر لاٹ کا خانہدار ایک پہیہ لگایا ھی اور بذریعہ ایک ٹٹو یا یابو یا بیل کے پھرتا ھی اور سیدھی کھیتوں میں پانی پہونچاتا ھی مگر یہہ پہیہ پانچ چھہ فیت اُونچی زمین پر پانی پہونچا سکتا ھی اس سے زیادہ اُونچی زمین پر پانی نہیں پہونچا سکتا ھمارے ملک میں جو یہہ دستور ھی کہ تھوری سی اُونچی زمین پر پانی پہونچانے کو دو آدمی ایک چھاج زمین میں بائدھکر پانی اولیچتے ھیں اُسکی عوض اگر اس پہیہ کا رواج دیا جاوے تو بلاشبہہ فائدہ مند ھوگا ●

ایک جگہہ کنوئیں سے بھی پانی دیتے ھوئے دیکھا مگر بذریعہ رھٹ کے پانی دیتے تھے پانی پت اور کرنال کے ضلعوں میں جس قسم کے رھٹ جاری ھیں اُسی قسم کا رھٹ مصر میں بھی جاری ھی مگر اُس ضلع کے رھٹوں سے بھی ہلکا اور بہت کم لاگت کا معلوم ھوتا ھی ●

ھل بھی چلتے ھوئے یہاں دکھائی دیئے ظاھرا اُسی طرح پر ھل چلتے ھیں جیسے ھمارے ملک میں دو گھوڑوں یا ٹٹوؤں سے بھی ھل چلتا تھا دو بیلوں سے بھی چلتا تھا ایک جگہہ ایک بیل اور ایک بھینسا اور ایک جگہہ دونوں بھینسے ھی ھل میں جوتے ھوئے دیکھے ●

مصر کی " وابورالبر " یعنی ریل کا بھی کچھہ حال لکھنا بہتر معلوم ھوتا ھی مصر کی ریل کی گاڑیاں فرسٹ و سکنڈ کلاس کی ھمنے دیکھیں کیونکہ ھم اکسپرس بلکہ اسپیشل ٹرین میں گئے تھے اور اُس میں صرف دو درجہ کی گاڑیاں تھیں تمام گاڑیاں ولایت کی " برمنگھم " کی بنی ھوئی تھیں سکنڈ کلاس کی گاڑیاں جس میں چھجو ھمارا خدمتگار بیٹھا تھا ھمارے ملک کے سکنڈ کلاس سے اچھا تھا یعنی اُس میں بھی چمڑے کی گدیاں لگی ھوئی تھیں فرسٹ کلاس نہایت عمدہ اور مکلف آرام کا تھا مگر ھر درجہ میں آٹھہ آدمیوں کی نشست ھی چار ایک طرف چار ایک طرف سونے کی کوئی تدبیر اُس میں

نہیں ہی بیٹھے بیٹھے اس طرح پر سو سکتے ہیں جیسے کہ آرام کرسی پر آدمی سو سکتا ہی رفع حاجت کے لئے گاڑی میں کوئی تدبیر نہیں ہی سوائے اسٹیشن کے معلوم ہوا کہ تمام یورپ میں اسی قسم کی گاڑیاں ہیں ریل پر کام کرنے والے اور ریل چلانے والے اور گارڈ خلاصی چپراسی وغیرہ سب مصری اور ترک ہیں اور نہایت مشاق ہیں اور بہت ہوشیاری اور چالاکی سے کام کرتے ہیں مصر کی ریل کے کارخانہ میں جو چیز کہ قابل غور کے تھی وہ یہہ ہی کہ تمام گاڑیاں اور پمپ اور پانی دینے کے ستون اور ریل کی سڑک اور ہر قسم کی کلیں جو کچھہ کہ ریل کے کارخانوں میں درکار ہوتا ہی یہاں تک کہ لوہے کی ایک کیل بھی وہ سب انگلستان یا فرانس کا بنا ہوا تھا اُن میں سے کوئی چیز بھی مصر یا ترکستان کی بنی ہوئی نہ تھی البتہ بہ نسبت ہندوستان کے مصر والوں کی اسقدر تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ خود اُن سب چیزوں سے کام کرنے اور کام لینے کے لایق ہیں ہندوستانی بدبخت اس لایق بھی نہیں ہوئے اور جب تک کہ تمام علوم و فنون اُنھی کی زبان میں نہ مروج ہونگے اُس وقت تک ہرگز لایق نہونگے مصر والوں کو جو اس قدر لیاقت آئی ہی صرف اُس کا بڑا سبب یہی ہی کہ ان چیزوں سے کام لینے کے فنون اُنھی کی زبان میں مروج ہوگئے ہیں ۔

دوسری بات قابل افسوس کے یہہ تھی کہ تمام کارخانہ بہ نسبت انگریزی کارخانہ کے نہایت میلا کچیلا تھا ریل کی سڑک اور اسٹیشنوں میں مطلق صفائی نہ تھی لال ٹینیں ایسی میلی تھیں کہ شاید مہینوں میں صاف ہوئی ہونگی انجن میں پانی دینے کے آہنی ستون نہایت عمدہ اور خوبصورت ڈیل ڈول کے مرغولہ دار بنے ہوئے تھے مگر اُن پر انگل انگل بھر موٹی کائی اور خاک مٹی جمی ہوئی تھی نہروں کا جو میں نے بیان لکھا اُن کا بھی یہی حال تھا کسی جگہہ میں نے پٹری بنی ہوئی نہیں دیکھی نہر کھودتے وقت جو کناروں پر مٹی ڈالی تھی اُسی طرح پر پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی بلا شبہہ صفائی اور ہر کام میں خوبصورتی یورپ کے لوگوں کی طبیعت میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتی ہی اور ملک کے لوگوں کی طبیعت میں یہہ بات نہیں ہی البتہ ایشیا کے بعض ملک کے لوگوں میں نفاست بلا شبہہ ہی ۔

بہر حال ہمارا اپنا جہاز ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۶۹ ع روز شنبہ کو قریب دوپہر کے اسکندریہ سے مارسلیس کو روانہ ہوا اور مڈیٹرینین سے یعنی بحر قلزم کو ہمنے طی کرنا شروع کیا اور ۲۹ اپریل روز پنجشنبہ کو رات کے وقت قریب سات آٹھہ بجے کے بخیروعافیت تمام مارسلیس میں داخل ہوئے ۔

جب ہم اسکندریہ سے روانہ ہوئے تو الحاج احمد بکری اسکندریہ کا رہنے والا پہلمت یعنی آرگاتی ہمارے ساتھہ ہوا یہہ شخص نہایت لئیق اور ذی وجاہت ہی لباس بھی

بہت اچھا اشرافوں کا پہنے ہوئے ہی کالی بانات کا لنبا کوٹ ہی قریب قریب انگریزی کوٹ کے پاجامہ مصری قطع کا ہی اوپر سے بہت ڈھیلا اور نیچے سے تنگ اور ٹخنوں تک کوٹ کے نیچے قمیص ہی اور اُس پر شالی پٹکہ سے کمر بندھی ہی سر پر لال ٹوپی اور اُس پر نہایت چھوٹا کپڑا بطور عمامہ لپٹا ہوا ہی لکھا پڑھا قابل آدمی ہی عربی تو نہایت عمدہ اور صاف بولتا ہی اور انگریزی اور فرانسیسی بھی جانتا ہی مجھہ سے اُن سے بہت ملاقات ہوگئی جب فرصت ہوتی آپس میں ایک جگہہ بیٹھہ کر عربی میں کچھہ کچھہ باتیں کرتے ملک مصر اور دارالحکومت قاہرہ اور شہر اسکندریہ کی بہت تعریف کرتا تھا جب سے اُس نے یہہ جانا کہ میں بنی ہاشم سادات رضوی سے ہوں میری نہایت خاطر اور تعظیم کرنے لگا اُردو کا ایک لفظ نہیں جانتا تھا جغرافیہ سے بالکل ناواقف تھا یہاں تک کہ شہر دہلی کو بھی نہیں جانتا تھا اور شاید کبھی اُس کا نام بھی نہیں سنا تھا پوچھنے لگا کہ ہندوستان جس پر انگریزی عملداری ہی کتنا بڑا ملک ہی اور اور کسی کی بھی عملداری ہی یا نہیں میںنے سبب حال وسعت و آبادی ملک ہند و حکومت انگریزی کا اُس سے بیان کیا *

پونا دخانی جہاز پہلے جہاز سے بھی نہایت عمدہ اور مستحکم اور پہلے سے بھی بڑا ہی سنہ ۱۸۶۲ ع میں بنا تھا تین سو ساٹھہ فیٹ لنبا اور اکتالیس فیٹ چوڑا اور اکتیس فیٹ گہرا ہی چھہ سو گھوڑوں کے زور کا انجن اُس میں لگا ہی اُس کا انجن ایک نئی قطع کا ہی اور تمام پرزے اُس کے دکہائی دیتے ہیں اور ہر ایک کل چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہی دو ہزار دوسو ٹن بوجھہ اُٹھا سکتا ہی ایک سو اکیس آدمی اُس میں نوکر ہیں مگر سب کے سب یوروپین ہیں کوئی اَوْر کسی ملک کا نہیں مسٹر ویٹ اور مسٹر کیس اور مسٹر مڈل اس جہاز میں افسر ہیں مسٹر ویٹ کپتان جہاز کے بمبئی میں بھی رہے ہے اور اس لیئے تھوڑی تھوڑی اُردو بول سکتے تھے اور فرانسیسی بہت اچھی بولتے تھے *

ہمارے ساتھہ کے اکثر مسافر سوتھمپٹن کی راہ کو گئے اور بعضے تریسٹ کی راہ کو اس لیئے چند قدیم مسافر ہمارے ساتھہ ہوئے اور کچھہ نئے مسافر آن ملے چنانچہ اس جہاز میں سو مسافر جمع ہوگئے اور نئے آدمیوں کے ملنے اور دیکھنے سے اور پرانے رفیقوں کے جدا ہونے سے ایک اَوْر ہی کیفیت معلوم ہوئی مگر ہمارے شفقت فرما میجر ڈاڈ صاحب اور میجر بنگلس اور مس کارپینٹر اور ہمارے صاف طینت دوست میجر فریزر اسی جہاز میں رہے *

اس جہاز میں جو خاص بات قابل ذکر کے ہی وہ یہہ ہی کہ اس جہاز کا غسل خانہ بہ نسبت پہلے جہاز کے غسل خانہ کے اَوْر طور کا ہی سوئیس تک نہانے کے لیئے گرم پانی کی حاجت نہ تھی اب اسکندریہ سے یورپ شروع ہوگیا اور سردی ہونے لگی اس لیئے اس

جہاز کے غسل خانہ میں پانی گرم کرنے کی نہایت عمدہ تدبیر ہی غسل خانہ میں اُسی طرح کا حوض ہی جیسے کہ پہلے جہاز میں تھا الا لوہے کا ہی جس پر نہایت عمدہ روغن کیا ہوا ہی اُس میں دو نل اور تین ہمیاں ہیں ایک ہتی سرد پانی کی ہی جہاں اُسکو گھمانا اور سرد پانی حوض میں آن پہرا دوسری ہتی اُس پانی کو گرم کرنے کی ہی جہاں اُس کو پہرانا اور انجن میں سے صرف گرم بہاپ پانی میں آنی شروع ہوئی اور اتنا تئیر پانی حوض کا جو کئی قلمون کی برابر ہی پانچ منٹ میں نہایت گرم ہوجاتا ہی اور بعضی دفعہ پھر تھنڈا پانی ملانے کی حاجت ہوتی ہی اور جہاں تیسری ہتی کو پھرایا اور ایک بدرو کھلی اور ایک منٹ میں تمام پانی نکل گیا اور حوض خالی ہوگیا *

جس دن پوربا دخانی جہاز روانہ ہوا اُسی دن کھانے کے بعد میجر ڈاق صاحب نے مجھہ سے کہا کہ اب یورپ میں آپہونچے میں نے ادب آمیز اخلاق سے اُس کو تسلیم کیا اور بشاشت کے ساتھہ یہہ بات کہی کہ ہاں آج ہماری پہلی منزل یورپ کے ملک میں ہی *

ڈاق صاحب نے کہا کہ ہاں اب پیغمبر کا ملک چھوٹا اور کافروں کا ملک آیا اگرچہ اس میں اُنہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی؟ جس میں ہم کچھہ برا مانتے اور جو سخت اور یا نامناسب لفظ اُنہوں نے کہا وہ اپنی یا اپنی قوم کی نسبت کہا مگر اُن کا یہہ طرز کلام مجھکو نہایت ناپسند آیا اور طبیعت کو بہت ناگوار گذرا اور میں نے خیال کیا کہ ایسی لئے میں گفتگو کرنا کیسا اخلاق اور تہذیب کے برخلاف ہی اور ایسے عمدہ اور متین اور حلیم ڈائرکٹر پبلک انسٹر کشن کی زبان سے اس طرز پر کیوں گفتگو ہوئی خیر میں نے چند دم توقف کر کر کہا کہ یوں نہ کہیئے بلکہ یوں کہیئے کہ اہل کتاب کا ملک آیا مگر کئی گھنٹہ تک مجھکو بڑا خیال رہا اور میں سوچتا رہا کہ اُن کی طینت اور طبیعت کس قسم کی ہی مگر آخر کو مینے خیال کیا کہ غالباً اُن کی یہہ گفتگو کسی قسم کے تعصب کی راہ سے نہ تھی اتفاقیہ سہل طور پر اُن کی زبان سے نکل گیا اور جو کبیدگی میرے دل میں آئی تھی اُس کو میں نے نکال دیا *

اس جہاز میں بھی کئی نئے صاحبوں سے ملاقات ہوئی اتفاق سے تی فیئز پینٹوک صاحب سابق ڈپٹی کمشنر دھلی بھی اس جہاز میں تھے اگرچہ مجھہ سے اور اُن سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی مگر نہایت مہربانی سے ملے ایک دن پنجابی انتظام کی بھلائی برائی کا ذکر آیا مینے کہا کہ ہاں ایک ڈسپاٹک گورنمنٹ ہی اور بلاشبہہ سکھوں کی عملداری سے ہزاروں درجہ بہتر ہی شاید پنجاب کے لوگ خوش ہوں اور پسند کرتے ہوں کیونکہ اُن کو آگ میں سے (یعنی سکھوں کی عملداری میں سے) نکال کر دھوپ میں بٹھایا ہی مگر ہم لوگ اُس کو پسند نہیں کرسکتے پنجاب گورنمنٹ یا

بے قانوني ملک کي گورنمنٹ کي بھلائي يا برائي دهلي پاني پت رهتک حصار سرسه وغيره
اضلاع سے پوچھني چاهيئے جو ايک زمانه ميں قانوني ملک تھا اور اب بے قانوني تحت
انتظام پنجابي هے جہاں تک مجھکو معلوم هے وه يهه هے که لوگ يهه خيال کرتے هيں
که غدر ميں جہاں اور سزائيں اهل دهلي اور اُس کے متعلق اضلاع کو دي گئيں منجمله
اُنهيں سزاؤں کے ايک يهه بھي سزا هے که دهلي اور اُس کے متعلق اضلاع ميں پنجابي
انتظام کيا گيا اور بے قانوني ملک بنايا گيا *

حقيقت يهه هے که اب وه زمانه نهيں رها جس ميں ڈسپاٹک گورنمنٹ کو لوگ
پسند کرتے تھے اور نه اب وه بيماريان هيں جو هزاروں دوائيوں کے ساتھه اگلے زمانه کي
ڈسپاٹک گورنمنٹ ميں ملي هوئي تھيں اور جن سے اُن دوائيوں کا علاج هوتا تھا -

چو رگ زن که جراح و مرهم نه است

اب اُن کا هونا کسي ڈسپاٹک گورنمنٹ ميں ممکن نهيں هے وه لوگ جو يهه
خيال کرتے هيں که هندوستان ميں بجاے کانسٹيٹيوشنل گورنمنٹ کے ڈسپاٹک گورنمنٹ
جيسي که قديم سے تھي زياده تر مفيد هوگي وه نهايت غلطي ميں هيں اُن کي ايسي مثال
هے جيسے که کوئي شخص کسي باغ کو صرف موسم خزاں ميں ديکھه کر اُس کي بھلائي
برائي کي نسبت راے لگائے اور موسم بهار کا کچھه بھي خيال نه کرے *

نهايت خوشي اور بهت بڑي مبارکي جو اس جهاز ميں هوئي وه مسٹر ڈي لسپس
صاحب بهادر کي ملاقات هے تمام دنيا جانتي هے که يهه صاحب وه فرانسيسي انجنير
هيں جنهوں نے نهر سوئيس بنانے کي تجويز کي اور باوجوديکه تمام يورپ کے بڑے بڑے
انجنير کهتے تھے که اس نهر کا بننا غير ممکن هے مگر صرف اسي عالم اور دانا اور دلاور
انجنير کي تجويز تھي که بے شک بنيگي اور ميں بناؤنگا چنانچه جيسا اُس نے کها تھا
ويسا کر دکھايا دو سمندروں کو ملايا اور سوئيس کي نهر کو بنايا *

يهه صاحب جناب پرنس آف ويلز کے ساتھه تھے جبکه جناب ممدوح نهر سوئيس کے
ملاحظه کو تشريف لائے تھے اور سوئيس سے اس جهاز ميں سوار هوئے تھے ايک دن کے بعد
مجھے اُن کا حال معلوم هوا وه انگريزي بھي نهيں جانتے تھے همارے جهاز کے کپتان صاحب
نے جو فرانسيسي جانتے تھے ميري ملاقات کرائي نهايت اخلاق اور تواضع سے ملے اور نهايت
خوشي سے هاتھه ملايا اُسوقت معلوم هوا که کسيقدر عربي بولتے هيں ميں نهايت خوش
هوا اور چند باتيں عربي ميں کيں مگر عربي ميں بھي بهت تھوڑي معمولي باتيں بول سکتے
هيں کوئي مضمون يا لمبي بات نهيں کهه سکتے اُس دن سے برابر هميشه نهايت مهرباني
سے ملتے رهے اور هر روز گھنٹوں تک ميں اور وه ايک ميز پر بيٹھے لکھا کرتے تھے ايک دن
اُنهوں نے سب لوگوں کے سامنے نهر سوئيس کا حال بيان کيا اور بعضي پراني نشانياں

حضرت موسی علیہ السلام کے وقت کی جو اُس کے قرب و جوار میں ہیں بیان کیں مجھسے کہنے لگے کہ جب تم ولایت سے پھروگے تو اُمید ہی کہ نہر کے رستہ تمہارا جہاز جاویگا انکا بیان ہی کہ چھہ مہینہ بعد نہر بالکل جاری ہو جاویگی اور بڑے بڑے جہاز و اسٹیمر اُس میں آمد و رفت کرینگے غرضکہ ایسے شخص کی ملاقات سے جو دلیری اور جرأت میں بھی ایسا ہی کامل ہی جیساکہ اپنے فن میں اور حقیقت میں یکتاے دھر و بے مثل و نظیر ہی مجھے نہایت خوشی ہوئی بلکہ میں نے اپنا فخر سمجھا *

جبکہ ایک دن مارسلیس پہونچنے کا باقی رہا تو تمام انگریزوں نے جو جہاز میں تھے صلاح کی کہ ڈی لسپس صاحب کو اُن کی کامیابی نہر سوئیس پر ایک اڈریس بطور مبارکبادی کے دیا جاوے چنانچہ ۲۸ مئی کو کھانے کے بعد اڈریس پیش کی گئی اول کپتان میتھون صاحب نے بہت لنبی اسپیچ کی اور پھر مسٹر اوزلی نے اور اُس کے بعد جنرل ٹیمپ صاحب نے اُس کے بعد مسٹر بیلمات نے اُس کے پیچھے مسٹر سانڈرس نے تب ایک مختصر اڈریس مبارک بادی انجام و کامیابی نہر سوئیس جسپر تمام لوگوں کے جو جہاز پر تھے دستخط تھے اُن کو دی گئی اُنھوں نے کھڑے ہوکر اُس کو لیا اور جواب میں ایک لنبی اسپیچ بطور شکریہ فرانسیسی زبان میں کی عمدہ الفاظ قابل یادگاری جو ان تمام اسپیچوں میں تھے وہ یہہ ہیں جنرل ٹیمپ صاحب نے اپنی اسپیچ میں کہا تھا کہ نہایت زیبا ہی کہ بجاے نہر سوئیس کے نہر لسپس' اسکا نام رکھا جاوے بلاشبہہ اُن کا یہہ کہنا بہت بجا تھا کہ ایسے آدمی کی جہاں تک قدر اور یادگاری اور عزت کی جا سکے وہ کی جاوے جبکہ مسٹر ڈی لسپس نے اسپیچ کی تو اُس میں؟ اُنھوں نے کہا کہ میری خوشی اور میرا فخر اس میں نہیں ہی کہ اس نہر کا نام نہر لسپس ہو بلکہ میری خوشی اور میرا فخر اس میں ہی کہ یہہ نہر فرنیچ نہر کہلاوے جس وقت کہ میں نے بذریعہ ایک دوست کے جو وہاں موجود تھا یہہ مضمون سمجھا میرے دل میں ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ گویا میں اُس کی آواز سنتا تھا اور میں نے اُس دلاور آدمی کی اس فیاضی پر کہ اپنی قوم کی نام آوری پر ایسا غش ہی کہ اپنی خوشی اور اپنی عزت اُس میں سمجھتا ہی ہزار ہزار آفریں کی اور اپنی قوم پر جن کا کام بجز حسد اور بغض اور اپنی ذاتی جھوٹی شیخی جتانے کے اور کچھہ نہیں ہی افسوس کیا اور یقین جانا کہ ایسی ہی بد خصلتوں سے اُن کو ایسی بد نصیبی و ذلت نے گھیرا ہی لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا *

یہہ بھی واضح ہو کہ در حقیقت یہہ نہر فرنیچ نہر کے نام سے مشہور ہی سوئیس میں عموماً تمام آدمی قلی سے لیکر بھلے مانس تک فرنیچ کنال فرنیچ کنال اُسکا نام لیتے ہیں در حقیقت فرانسیسیوں نے یہہ ایسا بڑا کام کیا ہی کہ اگر اس سے نیا سال شروع کیا جاوے تو بھی زیبا ہی *

چوتھي عجيب بات مسٹر تپي لسپس کو جهاز ميں انٹرپس ديني کي هوئي ويسي هي اُس کے برخلاف ايک چيز ميں نے ديکهي جس سے مجهکو کمال تعجب هوا مس کارپينٹر صاحبه اپني کتاب ميں هر ايک سے کچهه راے لکهواتي هيں جسکا ميں نے پهلے ذکر لکها هي همارے شفيق ميجر جنرل بيبنگٹن صاحب سے بهي اُنهوں نے لکهنے کو کها چنانچه اُنهوں نے اپني ايک راے لکهي اُس ميں اُنهوں نے هندوستانيوں کي نسبت يهه کلمے لکهے هيں " unigrateful and heartlss " احسان فراموش اور بيدل يا بے همت " ان لفظوں کے ديکهنے سے مجهے تعجب يهه هوا که باوجوديکه وه نهايت بشاشي سے هندوستانيوں سے ملے مگر اُن کے دل ميں هندوستانيوں کي طرف سے کيا بات سمائي هوئي هي يهه سب نتيجے اسي بات کے هيں که هندوستانيوں اور انگريزوں ميں ملاپ نهيں هندوستاني تو انگريزوں کي نسبت عجب قسم کے خيالات رکهتے هيں اور انگريز هندوستانيوں کي نسبت اور کچهه شبهه نهيں که اکثر دونوں غلطي ميں هيں ٭

مسماة نصيباً آيا مسس کوپر ڈپٹي کمشنر لکهنؤ کے ساتهه اسي جهاز ميں هي وه بهي نهر سوئيس سے کچهه کم عجيب نهيں يهه آيا کانپور کي رهنے والي هي قوم پٹهان مسلمان هي اُسکا بيان هي که اُس کو يورپ ميں آتے هوئے اکيسويں دفعه هي هميشه انگريزوں اور اُن کے بچوں کو ٹهيکه پر ولايت پهونچانے آتي هي اور پهونچا کو چلي جاتي هي انگريزي بخوبي بولتي هي انگلينڈ اسکاٹلينڈ آئرلينڈ فرانس پيرس جرمني لسبن اور اور مقامات يورپ کے اُسنے ديکهے هيں مينے اپنے دل ميں کها که شاباش تجهکو تو تو مردوں سے بهي اچهي هي ٭

ايک دفعه ميں اُس سے کهڑا هوا باتيں کر رها تها همارے شفيق دوست ميجر ڈاڈ صاحب بهادر بهي وهاں آکهڑے هوئے مينے آيا سے پوچها که تمهارا مذهب کيا هي اُس نے کها محمدن يعني مسلمان ميجر ڈاڈ صاحب نے ١١ تو دل لگي سے يا طنز سے مجهه سے کها که تمهاري قوم مينے نهايت خوشي اور صدق دلي سے کها که هاں بيشک هماري قوم هماري قوم بلا شبهه تمام انسان همارے نسلي بهائي هيں اس لئے که ايک باپ سے پيدا هوئے اور سب مسلمان همارے مذهبي بهائي هيں جو ايک خدا پر اعتقاد رکهتے هيں ٭

اس سفر ميں جو اسکندريه سے مارسليس تک هوا نهايت دلچسپ چيزيں ديکهنے ميں آئيں تين دن تک تو همنے بجز پاني پاني کے اور کچهه نهيں ديکها ستائيسويں تاريخ کو چار بجے کے بعد همکو سرزمين اٹلي اور سسلي جن کو عربي ميں اطاليه اور صقاليه کهتے هيں دکهائي دي پهر جوں جوں آگے بڑهتے گئے نئے نئے اور عجيب عجيب شهر همنے ديکهے همارے دائيں هاتهه کو اٹلي کا کناره تها اور بائيں هاتهه کو سسلي کا جب همارا جهاز آبنائے مسينا ميں گذرا تو دونوں کنارے ايسے پاس هوگئے تهے که گويا هم هاتهه پهيلا کر ايک هاتهه اٹلي کے اور دوسرا سسلي کے کناره پر رکهه دينگے ٭

اٹلی کے کنارہ پر مفصلہ ذیل شہر اور قصبے ھمکو ملے جن کے مکانات اور آبادیٔ بخوبی ھمکو دکھائی دیتی تھی *

رگیو - آرکو — کیلی گو - ایڈ لارسا - گوانائی - پائینٹ پیکو — تازی تنی کوالو — سیلا کیسل —

اور سسلی کے کنارہ پر مفصلہ ذیل شہر ھمکو دکھائی دیئے *

مسینا — رگو — جی آتا — سالگاتا — ورو لیٹ —

جب ہم آبنائے مسینا میں گذرتے تھے تو ہم نے بہت چاھا کہ آتشین پہاڑ ایتنا کو دیکھیں مگر اُسوقت نہیں دکھائی دیا جب اُس آبنائے سے نکلے تو ایتنا سامنے آگیا اور دوربین کے ذریعہ سے بخوبی دکھائی دیتا تھا مگر ان دنوں میں روشن نہ تھا *

افسوس ھی کہ ھمارا جہاز کپیریا کے مقابل اور آبنائے بونی فیشیو میں رات کو گذرا اور اس سبب سے کپیریا جہاں اس زمانہ کے دلاور اعظم کاری بالڈی کا گھر ھی اور جزیرہ کارسیکا جہاں شہنشاہ نپولین اعظم پیدا ہوا تھا اور جزیرہ سارڈی نیا دکھائی نہ دیئے مجھکو کمال آرزو تھی کہ میں اس زمانہ کے سب سے بڑے فیاض دلاور کاری بالڈی کے پھونس کےجھونپڑے کی جو بڑے بڑے قیصروں کے محلوں سے بھی زیادہ معزز اور دلی ادب و تعظیم ھی زیارت کروں مگر افسوس کہرات ہونے کے سبب یہہ دولت اور یہہ نعمت مجھکو نصیب نہیں ہوئی *

جزیرہ سارڈینیا میں جو آتشین پہاڑ ھی اور جسکا استرامبولی نام ھی ھمکو آنکھہ سے بھی اور دوربین سے بھی دکھائی دیتا تھا یہہ پہاڑ تین ہزار فیٹ بلند ھی اور جب روشن ہوتا ھی تو دور دور سے اسکی روشنی دکھائی دیتی ھی مگر ان دنوں میں یہہ بھی روشن نہ تھا *

ان شہروں کی خوبی اور خوبصورتی جو ھمکو اٹلی اور سسلی کے کنارہ پر ملے بیان نہیں ہو سکتی انگریزی قطع پر جو شہر آباد ھیں وہ فی نفسہ بہت خوبصورت ھیں مگر ان شہروں کا سمندر کے کنارہ پر پہاڑوں کی تلی اور چوٹی پر ہونا ایسا لطف دیتا تھا کہ بیان میں نہیں آسکتا علاوہ اس کے پہاڑوں کی قدرتی خوبصورتی سے ان شہروں کو اور بھی زیبایش ہوگئی تھی اُونچے اُونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اکثر گرجا بنے ہوئے تھے جو حد سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے پہاڑوں پر تہری سیدھی سڑکیں شہروں کے بازار عجیب کیفیت سے معلوم ہوتے تھے *

جزیرہ اٹلی کے گرد سمندر کے کنارہ کنارہ پہاڑوں کے تلے ریل بنی ہوئی ھی جہاں جہاں سمندر میں کوئی نالہ یا دریا ملا ھی وھاں آھنی پل بڑے لنبے لنبے بنے ہوئے ھیں اور جابجا اسٹیشن وغیرہ ھیں اُن سب چیزوں سے سمندر کے کنارہ کو اور ھی زیبایش ہوگئی ھی یہہ سب چیزیں ایسی ھیں کہ ان کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی صرف دیکھنے سے تعلق ھی *

مسینا جو سسلی کا دارالخلافہ تھا نہایت عمدہ اور بہت بڑا شہر ہی ہمارا جہاز اس شہر کے نہایت قریب گذرا تھا سب کچھہ شہر کا دکھائی دیتا تھا شہر کے گرد سمندر کی طرف دیوار بطور فصیل کے ہی خوبصورت مورچے بھی بنے ہوئے ہیں ایک زمانہ تھا کہ سسلی میں مدت تک مسلمانوں کی عملداری رہی تھی مگر اس وقت کنارہ پر سے ہمکو کوئی مکان مسلمانوں کی عملداری کا دکھائی نہیں دیا مگر کوئی نہ کوئی نشان ضرور وہاں ہوگا *

جبکہ ہم آبنائے بونی فیشیو طی کر کر صبح کے وقت شہر تولون کے سامنے پہونچے جو فرانسیسوں کی عملداری کا شہر ہی وہاں نہایت عمدہ تماشا دیکھا جو ہمنے عمر بھر نہ دیکھا تھا اگرچہ سنا تھا مگر – شنیدہ کے بود مانند دیدہ – اور وہ تماشا یہہ تھا کہ فرانسیسوں کے بارہ جنگی دخانی جہاز وہاں جمع تھے اور اُنکی قواعد ہورہی تھی اور برابر توپ و گولہ چل رہا تھا جہاز بالکل اسطرح جیسے کہ آدمی قواعد کرتے ہیں کبھی دو دو کی ٹکڑی ہوگئی اور کبھی لین سیدہ گئی کبھی دور دور فاصلہ پر چلے گئے اور پھر آن ملے اور یہہ سب بادبان اس طرح پر ہوتی نہیں جیسے پہا ہوا سے اودھر اور اُدھر آکر جاتا ہی برابر گولہ جہازوں پر سے چلتا تھا اور جب پانی میں جاکر گرتا تھا تو اُس مقام پر فوارہ کی طرح ایک ستون پانی کا بلند ہوجاتا تھا اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ جاکر گولہ گرا غرضکہ یہہ بھی ایک عجیب کیفیت تھی جو پہلی دفعہ ہمارے دیکھنے میں آئی *

لوگوں نے ہمسے بیان کیا تھا کہ (میڈیٹرینین) یعنی بحر قلزم میں تموج بہت زیادہ ہی اور جہاز کو حرکت بہت ہوتی ہی اور اکثر طوفان بھی ملتا ہی جو کہ ہم ابھی جہاز کے ہلنے سے تکلیف اُٹھا چکے تھے اور صفرا کی حرکت اور جی متلانا اور قے کا اُبکائی کی تکلیف بہت ہی ناگوار معلوم ہوتی تھی اسلیئے ہمکو تردد تھا کہ دیکھئے کیسی تکلیف ہوگی مگر متعجب ہی کہ سمندر ایسا سیدھا چپ چاپ تھا کہ ذرا بھی اُس میں تموج نہ تھا بالکل سمندر کی ایسی مثال تھی کہ گویا پیالہ میں پانی بھرا ہوا ہی اکثر مسافر جو جہاز میں تھے کہتے تھے کہ ایسا چپ چاپ سمندر بہت کم دیکھنے میں آیا ہی *

اس سمندر میں ہمنے ویل مچھلیاں متعدد دفعہ دیکھیں وہ نہایت خوشی سے پانی کے اوپر نکلتی تھیں اور پھر غوطہ مار جاتی تھیں بعضی دفعہ دو دو تین تین ایک ہی جگہہ آپس میں کھیلتی ہوئی نکلتی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بلی کے بچے آپس میں اُوچھلتے اور کھیلتے ہیں جو مچھلیاں ہمنے دیکھیں وہ بلاشبہہ گنگا کی کشتیوں کے عوض کی برابر موٹی اور اُسکے طول کی برابر لنبی ہونگی اس سمندر میں ہمکو بڑی کیفیت آئی اور اگر سمندر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہو تو شہر کے مکانوں اور باغوں سے بہت زیادہ فرحت بخش ہی *

اس جہاز میں علاوہ اُن کھیلوں کے جو پہلے جہاز میں کھیلے جاتے تھے یہہ دو کھیل اور کھیلے گئے ہندوستان میں بھی انگریز اور میمیں اکثر یہہ کھیل کھیلتی ہیں *

ایک مربع نقشه بنا ھوا تھا اور اُسپر حسب مندرجه ذیل خانے بناکر ھندسه لکھه دیئے تھے

۰	۱۰	۰
۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

اور جست کي گول گتیاں ھیلي کي گھوائي کي برابر بني ھوئي تھیں اور فاصله معین سے وہ گتیاں خانوں میں ڈالتے تھے ھر شخص کے ھاتھه میں چھه چھه گتیاں ھوتي تھیں جو شخص ایسے خانوں میں گتیاں ڈالدے جن کے اعداد کا مجموعه اکتوس ھو وہ جیتي ھوتا ھی انگریزي میں اس کھیل کا نام بل ھی اس لیئے که بل بیل کو کہتے ھیں اور جہاں میخیں پھول بنا دیئے ھیں وھاں بیل کي صورت بني ھوئي ھوتي ھی *

دوسرا کھیل یہه تھا که لوھے کے موٹے تاروں کي محرابیں اس طرح پر کھڑي کي تھیں جیسےکه نقشه میں ھیں اور ایک کاٹ کي موگري سے کاٹ کي گتیاں معین محرابوں سے

نکالتے ھیں زمین پر جب یہه کھیل کھیلتے ھیں تو بجاے کاٹ کي گتیوں کے کاٹ کے انتے ھوتے ھیں جہاز کي حرکت کے سبب بجاے انتوں کے چپٹي گول گتیاں بنائي ھیں اس
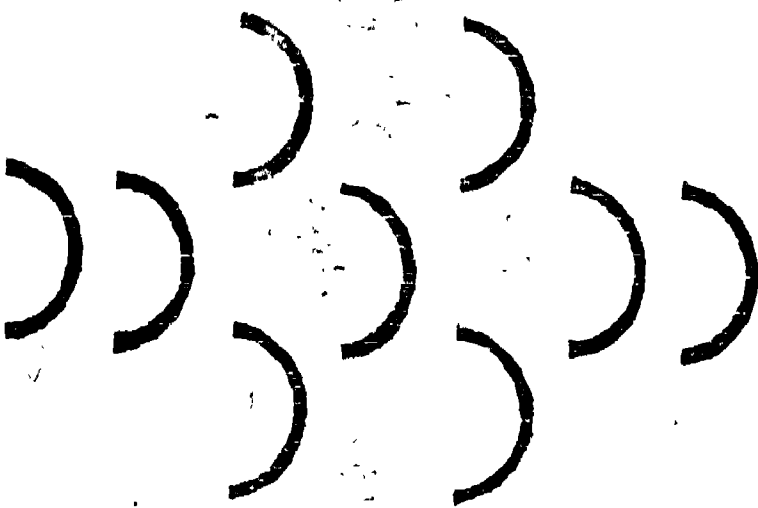
کهیل کو مسٹر ٹیی اسپس اور اُن کی بهو اور بیٹی اور فرنچ مسافر جو جهاز میں تھے بهت کهیلتے تھے انگریزی میں کروکی اس کهیل کا نام هی *

نقشه مندرجه ذیل سے معلوم هوگا که همارا جهاز سمندرمیں کس راه هوکر مارسلیس میں پهونچا اور کس قدر روز چلا *

تاریخ	عرض مقام		طول مقام		رفتار جهاز بحساب میل
	درجه	دقیقه	درجه	دقیقه	
۲۵ اپریل سنه ۱۸۶۹ ع	۳۳	۲۹	۲۵	۲۳	۲۶۳
۲۶ اپریل سنه ۱۸۶۹ ع	۳۵	۳۰	۲۱	۲۲	۲۶۴
۲۷ اپریل سنه ۱۸۶۹ ع	۳۷	۳۲	۱۶	۲۲	۲۷۴
۲۸ اپریل سنه ۱۸۶۹ ع	۴۰	۱۷	۱۱	۵۴	۲۷۲
۲۹ اپریل سنه ۱۸۶۹ ع	۴۲	۲۷	۶	۳۰	۲۷۳

مارسلیس کی لنگر گاه بهی نهایت عجیب و غریب هی سمندر کے کناره دیوار اُٹها کر بهت بڑا چبوتره بنایا هی جهاں چبوتره کی دیوار بنائی هی وهاں اتنا گهرا پانی هی نه بڑے سے بڑا جهاز چبوتره کی دیوار تک چلا جاتا هی چنانچه همارا دخانی جهاز بهی اُس چبوتره کی برابر جالگا اور جهاز میں سے قدم اُٹها کر چبوتره پر رکهه دیا *

مارسلیس فرانسیسیوں کی عملداری میں هی تهوڑی دیر پہلے جهاز کے پهونچنے سے تمام صندوق اور بکس جس قدر تھے وه جهاز کے ته خانوں میں سے نکال کر جهاز کی چهت پر رکهه دیئے تھے اور هر ایک کے نام کا یا کسی حرف کا ٹکٹ هر ایک شخص کے صندوقوں پر لگا دیا تها جب جهاز کناره پر پهونچا اُسی وقت فرانسیسی افسر پرمٹ کے محصول لینے والے آئے اور سب صندوق اُن کے سپرد هوگئے اُنهوں نے کسٹم هوس کے نهایت بڑے کمرے میں میزوں پر هر ایک کے نام کے یا هر ایک حرف کے صندوق چنکر علاحده علاحده لگادیئے اور تمام مسافر ایک نهایت اچهے کمرے میں جو اُس کے پاس تها اور جس میں کرسیاں اور کوچیں نهایت عمده لگی هوئی تهیں جا بیٹھے تهوڑی دیر کے بعد ایک پتلا سا دروازه کهلا جو اُس بڑے کمرے یعنی کسٹم هوس میں جانے کی راه تهی

مسافر ھجوم کرکے جلدي سے اندر جانا چاھتے تھے مگر محافظ دروازہ تعداد مناسب سے زیادہ کو اندر جانے نہیں دیتا تھا وھاں اُن صندوقوں کو کھولکر تلاشي لیتے تھے کوئي محصولي مال تو نہیں ھی مگر تلاشي نہایت نرمي اور آساني سے لیتے تھے بعضي دفعہ اشراف صورت کي بات پر کہ کوئي محصولي مال نہیں ھی اکتفا کرتے تھے اور اگر کوئي اشراف صورت کہتا تھا کہ اس قدر فلاں مال محصولي ھی تو بلا تکرار اُسي قدر کا محصول لے لیتے تھے ھمارے پاس دس صندوق تھے اور اُن صندوقوں میں ایک جوڑہ شال کا تھا علحدہ پلندہ میں بندھا ھوا تھا بعض دوستوں نے کہا کہ اگرچہ یہہ مال محصول کا نہیں ھی کیونکہ استعمال کے لیئے ھی پھر علحدہ پلندہ بنانا کچھہ ضرور نہیں چنانچہ ھمنے پلندہ کھولکر شال کو اپنے کپڑوں کے ساتھہ رکھدیا جب ھمارے صندوقوں کي نوبت آئي تو مرزا خدا داد بیگ اور محمد حامد معہ چھدو کے اُس کمرہ میں گئے وھاں کے افسر نے پوچھا کہ پہننے کے کپڑے ھیں کوئي محصولي چیز تو نہیں مرزا صاحب نے کہا کہ کوئي محصولي چیز نہیں اُس نے پوچھا کہ تماکو تو نہیں اُنہوں نے کہا نہیں اُس افسر نے کہا کہ اچھا لیجاؤ اُسي وقت قلیوں نے جو وھاں موجود تھے ھاتوں ھاتھہ اسباب اُٹھاکر باھر رکھدیا اور پھر تلاشي ھو جانے کي کردي واضح ھو کہ یہہ طریقہ اُسي اسباب کي تلاشي کا تھا جو مسافروں کے ساتھہ کا تھا غالباً کل مسافروں کي تلاشي میں دو ڈیڑہ گھنٹہ سے زیادہ نہ لگا ھوگا *

ذکر پیننشولا اوریئینٹل کمپني جہاز ھاے دخاني

یہہ وہ کمپني ھی جس کے دخاني جہازوں میں ھمنے بمبئي سے مارسلیس تک سفر کیا یہہ کمپني صرف مارسلیس تک مسافروں کے پہونچانے کا کرایہ کرتي ھی چنانچہ جو ذمہ داري اُس کي تھي وہ اس مقام پر ختم ھوئي اس لیئے ھم مناسب سمجھتے ھیں کہ جو ھماري راے نسبت اس کمپني کے کار و بار اور انتظام کے ھی وہ بھي لکھیں *

میں حد سے زیادہ اس کمپني کي خوبي اور انتظام کي اور جو آسایش کہ مسافروں کو اس کمپني کے جہازوں میں تھي تعریف کرتا ھوں بمبئي میں ھمنے تمام اسباب جو صندوقوں میں بند تھا اور جن پر ھمارے نام کے ٹکٹ لگے ھوئے تھے کمپني کے گودام میں سپرد کردیا ایجنٹ نے ایک ٹکٹ دیا کہ فلاں وقت پر فلاں گھاٹ پر ایک چھوٹا اسٹیمر مسافروں کو بڑے جہاز تک لیجانے کو آویگا آپ اُس پر سوار ھوں کیونکہ بڑا جہاز بمبئي کے کنارہ تک نہیں آتا چنانچہ ھم اُسي طرح سوار ھوئے جب جہاز میں پہونچے تو اپنا کمرہ آراستہ اور مرتب پایا اور ھمارا اسباب کمرہ میں نہایت خوبي سے سجا ھوا تھا اور جو غیر ضروري تھا وہ تہ خانہ میں رکھدیا گیا تھا سوئیس سے الکزندریہ تک ریل کے سفر کا بھي ذمہ اُسي کمپني کا تھا کمپني کے ایجنٹوں نے ایسي عمدگي سے انتظام کیا تھا کہ گاڑیاں

تجویز کرکے هر ایک نام کے ٹکٹ گاڑیوں پر لگا دیئے تھے همارا نام جس گاڑي پر تھا هم سب لوگ بآرام اُس میں جا بیٹھے جب الکذنڈریه میں پہونچے اور پرنا جهاز ملا ریل پر سے اُتر جهاز میں چلے گئے وهاں اپنا کمرہ مرتب پایا اور سب اسباب سجا هوا ملا هم نهیں جانتے که وهاں تک کون اسباب لیگا اور الکذنڈریه یا سوئیس میں کچھه تلاشي هوئي یا نهیں مگر همارے پاس کوئي اسباب محصولي نه تھا اور همنے قواعد معینه کمپني سے ذرا بھي تجاوز نهیں کیا تھا جب سب لوگ ریل پر بیٹھه لیئے تو ایجنٹ کمپني نے هر گاڑي میں آکر سب کا حال دریافت کرلیا *

جهازوں پر کھانا نهایت عمده اور متعدد اقسام کا بافراط تھا اور تر و خشک میوه جسقدر کھاسکو میز پر موجود تھا شراب اسقدر افراط سے پینے والوں کو پینے کو ملتي تھي که میں دیکھه کر حیران هوگیا بعض انگریز شکایت کرتے تھے که بمبئي سے سوئیس تک کھانا اچھا نهیں ملتا مگر یهه شکایت میري دانست میں صحیح نه تھي کیونکه گرم ملک میں گوشت نهایت اچھا نهیں هوتا بالتخصیص الکذنڈریه سے مارسلیس تک جیسا عمده گوشت تھا همنے تو آج تک ویسا عمده گوشت نهیں دیکھا تھا غرض که یهه کمپني نهایت عمده هی اور تمام مسافروں کو اُس کا شکر گذار هونا چاهیئے *

جب که هم لنگر گاه مارسلیس میں جهاز سے اُترے تو همنے دیکھا که بهت سي گاڑیاں اور آمني بس کھڑي هوئي هیں اور وهاں چند شخص نهایت معقول اور اشراف صورت کھڑے هوئے هیں (یهه لوگ هوٹلوں کے کمشنر تھے) اُنھوں نے پوچھا که آپ کس هوٹل میں تشریف لیجاوینگے همنے کها که (هوٹل دلوور) میں همنے پہلے سے ٹھیرا لیا تھا که اُس هوٹل میں اُتریںگے یهه سنتے هي اُس هوٹل کا کمشنر همارے پاس آیا اور آمني بس جو اُس هوٹل کا تھا حاضر کیا اور همارے تمام اسباب کي خود سربراهي کرکے سب لدوا لیا همکو کچھه بھي کرنا نهیں پڑا اسي طرح اور مسافروں کو بھي جو اُس هوٹل میں جانے والے تھے اُس نے لیا اور آمني بس هنکوا هوٹل میں جا اُتارا *

رسته میں همارا گذر شهر مارسلیس میں هوا رات کا وقت تھا اور یهه پہلا یورپ کا شهر هی جس کو همنے دیکھا جبکه همارا آمني بس بازار میں پہونچا هم دیوانوں کي طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کبھي ایسا آراسته بازار اور اس قدر روشني شیشه آلات میں همنے کبھي دیکھي نه تھي دیوالي میں جو روشني هندوستان میں هوتي هی اُس کي کچھه حقیقت بھي نه تھي دوکانوں کا رخ جو بازار کي طرف هی نهایت آراسته هی اور بالکل سر تا سر شیشوں کے دروازے اور شیشه کي دیواریں بني هوئي هیں ایک ایک شیشه دس دس فت لنبا اور بعضا اسي قدر چوڑا اور بعضا اس سے کم لگا هوا هی ایک دروازه میں ایک شیشه عموماً لگاهوا تمام اسباب جو دوکان میں سجا هوا هی باهر سے بالکل

دکھائی دیتا ھی اور ایسی خوبی سے آراستہ ھی کہ ایک باغ معلوم ھوتا ھی عموماً دوکانوں میں لئمپ اور فانوسیں اور جھاڑ اور سڑک پر نہایت نفیس لال ٹینیں گیاس کی روشنی سے روشن ھیں اور اُن کا عکس جو شیشوں میں پڑتا ھی ایک عجیب کیفیت دکھاتا ھی جو کہ ایسا شہر اور اس قدر آراستہ ھونا ھمارے خیال میں بھی نہ تھا بلکہ ھمنے ھندوستان میں کسی امیر کا دولت خانہ بھی ایسا آراستہ نہیں دیکھا تھا اس واسطے حقیقت میں ھم حیران اور متحیر ھوگئے کہ یہہ کیا چیز ھی *

اُسی بازار میں دو تین مکان نظر پڑے جو سب سے زیادہ آراستہ تھے اُنکی دیواریں اور دروازے جو بازار کی جانب تھے بالکل اُسیقدر بڑے بڑے شیشوں کے تھے اور چھت بھی جو ماھی پشت یا گھونگھٹ نما بھی وہ بھی بالکل اُسیطرح شیشہ کی تھی اور اندر نہایت نفیس چینی کے گملوں میں طرح طرح کے درخت اور پھول اور بیل دار درخت لگے ھوئے تھے کہیں کہیں سرو کے درخت بھی گملوں میں لگے ھوئے رکھے تھے اور نفیس نفیس نہایت خوبصورت کرسیاں بچھی ھوئی تھیں اور ایک میز آگے لگی ھوئی تھی اور بہت سے لوگ اُس میں بیٹھے ھوئے تھے اور کچھہ کچھہ عورتیں بھی دور دور دکھائی دیتی تھیں اور متعدد جھاڑ اور لئمپ اور فرشی جھاڑ گیاس کی روشنی سے روشن تھے میں نے ھرگز کوئی مکان ایسی خوبصورتی سے آراستہ ھوا نہیں دیکھا تھا اُس وقت مجھکو یقین ھوا کہ کوئی بہت بڑی شادی ھی اور لوگ جمع ھیں اور مکان آراستہ ھی مگر جب صبح کو دیکھا اور تحقیق کیا تو معلوم ھوا کہ عام لوگوں کے شراب پینے کے لیئے شراب خانے ھیں لوگ جمع ھوتے ھیں اور شراب پیتے ھیں اور اسیطرح کے بہت سے شراب خانے ھیں اور ایک ایک سے زیادہ اور عمدہ آراستہ ھی کیا خدا کی قدرت ھی کہ عام لوگوں کو بھی یہاں تک کہ قلی اور مزدوروں کو بھی ایسی خوبی اور آراستگی سے شراب پینی میسر ھی کہ جمشید کو کبھی خیال میں بھی میسر نہوئی ھوگی *

ھوٹل مارسلیس کا جس کا نام ھوٹل ڈی دلوور ھی اور جسمیں ھم ٹھہرے تھے نہایت عجیب اور عمدہ ھوٹل ھی بیچمیں بطور بیضوی دائرہ کے صحن ھی اور چاروں طرف کمرے بنے ھوئے ھیں سات منزلہ ھوٹل ھی اور اوپر تلے کمرے بنتے چلے گئے ھیں اور صحن کے اوپر شیشہ کی چھت ھی جسکے سبب سے پانی برف کچھہ نہیں آسکتا اور روشنی بخوبی ھی ھمکو پانچویں درجہ میں کمرے ملے تھے کیونکہ اور سب گھرے ھوئے تھے ایکسو بیس سیڑھیاں چڑھے تب اپنے کمروں میں پہونچے ھر جگہہ گیاس کی روشنی تھی اور ھر کمرہ نہایت خوبی سے آراستہ تھا ایک نوکر ھوٹل کا ھمارے ساتھہ تھا وہ کمروں میں پہونچاکر چلا گیا میرے دل نے اُسیوقت چاہ پینے کو چاھا میں حیران ھوا کہ نوکر کو کیونکر بلاؤں اور اسقدر نیچے کون جاوے اسی فکر میں تھا کہ مجھے خیال آیا کہ ولایت کے بڑے ھوٹلوں میں ایک کل

لگی ہی کہ جہاں اُس کو ہاتھہ لگایا اور برقی قوت سے یا پہیہ کی حرکت سے گھنٹہ بجا اور آدمی آیا اسی خیال میں میں ادھر اودھر دیکھہ رہا تھا نہ یکایک میری نگاہ دیوار پر پڑی وہاں ہاتی دانت کا نہایت خوبصورت پہول لگا ہوا تھا میں نے خیال کیا کہ وہی چیز ہی میں اُس کے پاس گیا اور انگوٹھا لگاکر ذرا دبایا اور جہاں نوکر بیٹھے رہتے ہیں وہاں گھنٹہ بجا ایک دو منٹ نہیں گذرنے پائے تھے نوکر آ حاضر ہوا اُس کو چاہ کے لئے کہا اُسیوقت بنا لایا مگر مجھکو یہہ خلجان رہا کہ اسنے یہہ کیونکر جانا کہ فلاں کمرہ میں بلایا ہی خیر رات کو سورہے صبح کو اُٹھکر میں اُس کمرہ میں گیا جہاں خدمت گار ہوٹل کے جمع رہتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہاں ایک گھنٹہ لگ رہا ہی اور گھنٹہ کے اپچے ایک نقشہ لگا ہوا ہی اور اُس میں بہت سے خانے بنے ہوئے ہیں جس کمرہ میں مسافر نے اُس پہول کو دبایا اُسیوقت وہ گھنٹہ بجا اور فی الفور ایک خانہ میں ایک نمبر دکھائی دیا مثلاً ۴ یا ۶ یا ۹ وغیرہ پس خدمت گار نے جانا کہ فلاں نمبر کے کمرہ میں بلایا ہی پھر یہہ نمبر از خود آہستہ آہستہ دو منٹ کے عرصہ میں غایب ہو جاتا ہی آہستہ آہستہ اسلیئے غایب ہوتا ہی کہ اگر شاید خدمت گار وہاں حاضر نہو اور گھنٹہ کی آواز سنکر دوڑے تو نمبر موجود رہے تاکہ اُس کو دیکھہ کر جان لے کہ کس کمرہ میں جانا ہی *

ذکر شہر مار سلیس

فرانس کی سلطنت کے شہروں میں مارسلیس کچھہ بڑا شہر نہیں ہی تھوڑے دنوں سے اُس کی ترقی اور آبادی شروع ہوئی ہی حال کی خانہ شماری کی رو سے تین لاکھہ ایکسو اکتیس آدمی اُس میں رہتے ہیں انجنیوں کے متعلق کارخانوں میں سات ہزار آدمی نوکر ہیں باون دخانی کلیں ہیں جو صابن بناتی ہیں اور ہر سال سولہ لاکھہ اسی ہزار من صابن بنتا ہی اٹھائیس دخانی کولو تیل بنانے کے ہیں اور ایک لاکھہ بارہ ہزار من ہرسال تیل بنتا ہی ہر سال سرخ ترکی ٹوپی پچاس ہزار تیار ہوتی ہیں گرجا اور میوزیم اور پبلک کتب خانہ اور پکچر گیلری اور تھی ایٹر زولا جیکل گارڈن موجود ہیں *

تیسویں اپریل سنہ ۱۸۶۹ ع روز جمعہ کو ہم نے وہاں مقام کیا تاکہ ایسا خوبصورت شہر دن میں دیکھا جاوے ایک گاڑی دو گھوڑوں کی منگائی اور تقریباً تمام شہر میں پھرے ایسی وسیع اور صاف اور خوبصورت اور ایسی ایسی عمدہ آراستہ دوکانیں دیکھنے میں آئیں کہ بیان نہیں ہوسکتا بازاروں میں مٹی یا تنکہ یا کوڑے کا نام تک نہ تھا تمام عمارت نہایت صاف اور اوجلی زن و مرد نہایت صاف اور وضع دار ہر طرح کی خوبصورتی میں آراستہ نظر آئے میوزیم نہایت عمدہ اور خوبصورت مکان تعمیر ہوا ہی اور کسیقدر اُس وقت بھی بن رہا تھا زولا جیکل گارڈن نہایت خوبصورت ہی اور ہر قسم کے عجیب عجیب جانور

وهاں هیں زرافه ایک احاطه میں پهرتا هی او سردي میں اُس کے رهنے کے لئے ایک مکان بنا هوا هی اُس مکان پر مسلمانوں کے جهنڈے کا نشان هی اور یهه عربي عبارت لکهي هوئي هی خدیو مصر نے یهه تحفه اس میوزیم میں بهیجا هی † *

نقل کتبه

ماشاء الله مما خلق

کیف لایدة شریها * لطلعت زرافة لمعاني من ینظرها

من المحاسن و اللطایف

اس گارڈن میں ایک هاتي بهي هی اور نهایت عجائبات میں گنا جاتا هی اور اکثر لوگ اُس کو دیکهنے هیں متوسط قد کا هاتي هی مگر نهایت دبلا هو رها هی بیچارہ ایک مکان میں بند هی *

اُسي باغ میں ایک نهایت بڑي مچهلي کا پورا ڈهانچه هی لوهے کی سلاخوں پر زمین سے قد آدم اونچا رکها هوا هی اب بهي وہ ڈهانچه اسّی قدم لمبا هی نهایت عجیب قابل دیکهنے کے تها *

نهایت عمدہ اور نئي عمارت اس شهر میں (نیو کتهیڈرل) یعني نیا صدر گرجا هی یهه گرجا ایک چهوٹے سے پهاڑ پر بنایا گیا هی سفید پتهر کا نهایت هي خوبصورت هی هم اس کے اندر گئے اور نهایت عمدہ عمارت اور بهت هي خوبصورت دیکهي جهاں بشپ بیٹهتا هی اور نماز پڑهاتا هی وهاں پوري قدآدم سنگ مرمر کے پتهر کی حضرت مریم کي مورت بنی هوئي کهڑي هی اور اُن کي گود میں حضرت عیسی هیں غرضکه هندوؤں کے دهرم میں اور اُن کے گرجا میں کچهه بهي فرق نهیں تها آج کے دن هزاروں عورت و مرد اس گرجا میں آتے تهے اور بطور میله کے هر قسم کي دوکانیں پهاڑ پر لگي هوئي تهیں اور کافي اور شراب کي دوکانوں اکثر جگهه تهیں *

اس پهاڑ پر سے شهر نهایت خوبصورت دکهائي دیتا هی اور سارا شهر اور اُس کے بڑے بڑے مکانات سب پهاڑ کے نیچے معلوم هوتے هیں پهاڑ کے اوپر بهت دور تک بگي و چرٹ برابر اوترے هوئے جاتے هیں پهر بهت سي شاید کئي سو سیڑهیاں چڑهکر گرجا تک پهونچنا هوتا هی *

یهاں ایک عجیب بات چرٹ اور فٹن وغیرہ میں دیکهي پهاڑ پر چرٹ کو چڑها لیجاتے هیں باوجودیکه نهایت پهسلواں اور ڈهلواں سڑک هوتي هی جب اُس ڈهال پر سے چرٹ اُترنے کو هوتا هی تو کوچوان ایک کل پهراتا هی اور فٹن یا چرٹ کے پچهلے دونوں پهیوں میں ایک پیڑہ لوهکا جا چمٹتا هی جس کے سبب سے وہ دونوں پهیے پهرنے سے بند هوجاتے هیں

---

† یهه اُسکا هوبهو نقل هی —

صرف اگلے دو پہیے پھرتے ہیں اور نہایت آہستگي سے گاڑي اترتي ہی اور ڈھلکنے کا مطلق خوف نہیں رہا •

رات کو ہم پھر شہر دیکھنے کو نکلے اور اکثر بازاروں میں وہي کیفیت بلکہ اس سے زیادہ دیکھي ایک مکان بہت بڑا اور ایسا ہي مکلف جیسے که شراب خانوں کے مکانات تھے دکھائي دیا ہوٹل کا کمشنر جو ہمارے ساتھه تھا اس نے کہا که یہه کزنیو ہی یعني ہر روز گانا ہونے کا مکان ہی ہم بھي اس میں گئے دیکھا که نہایت آراسته مکان ہی اور باغ سا لگا ہوا ہی شیشوں کا اور شیشه آلات کا کچھه حساب نہیں سیکڑوں کرسیاں بچھي ہیں اور ہر کرسي کے سامنے چھوٹي سي میز ہی کوئي چاء پیتا ہی کوئي کافي کوئي شراب خدمتگار متعین ہیں اور سب چیز حاضر کرتے ہیں اور سامنے نہایت مکلف شه نشین بني ہوئي ہی اس میں گانے والے اور گانے والیاں اور باجا بجانے والے ہیں جو شخص چاہے ٹکٹ لے اور اس مکان میں جاوے جب تک چاہے گانا بجانا سنے قیمت ٹکٹ کي بقدر چھه آنه ہندوستان کے ہی ہم تھوڑي دیر وہاں ٹھہرے اور تماشه دیکھه کر چلے آئے کہانیوں میں بھي ایسي کیفیت نہیں سني تھي جو آنکھوں سے دیکھي •

یکم مئي سنه ۱۸۶۹ ع روز شنبه کو ہم مارسلیس سے روانه ہوئے وہي عمده آمني بس جو ہمکو لنگر گاه مارسلیس سے ہوٹل میں لایا تھا حاضر ہوا افسران ہوٹل نے سب ہمارے بکس اسباب کے لے لیئے اور ان پر اپنے دفتر کے ٹکٹ لگا دیئے اور سب اسباب آمني بس کي چھت پر رکھدیا اور ہم سب لوگ آمني بس میں جس میں نہایت نفیس دو گھوڑے جتے ہوئے تھے سوار ہوئے کمشنر ہوٹل ہمارے ساتھه ہوا اور عین وقت پر ریل کے اسٹیشن پر پہونچایا کمشنر ہوٹل نے ریل کے ٹکٹ لا دیئے اسباب تلوا دیا ریل کي گاڑي میں سوار ہونے کے بعد رخصت ہوا جتنا که ہمکو ہندوستان میں ریل کا ٹکٹ لینے اور سوار ہونے میں تردد یا فکر کرنا پڑتا تھا اتنا بھي نہیں ہوا بلکه کچھه بھي نہیں ہوا •

جب که ہم مارسلیس سے چلے اور ٹرین نے نہایت نرمي اور سبکي سے قدم اٹھایا اور میدان اور کھیت اور گانوں ہماري نظر سے گذرے تو ہمکو ایک اور ہي عالم دکھائي دیا مارسلیس میں تو جو کچھه تماشا تھا وه سب انسان کي کاریگري کا تھا مگر یہاں قدرت کي خوبي اور خوبصورتي اور انسان کي کاریگري اور عقلمندي نے ملکر عجیب ہي کیفیت دکھلائي تھي ملک کي خوبي اور سرسبزي و شادابي اور منجھلے چھوٹے ٹیلوں کي بلندي اور پستي اور سرو نما اور گمٹي دار درختوں کي سرسبزي اور خوبصورتي دل کو لبھائے لیتي تھي اس قدرتي خوبصورتي پر انسان نے یہه کاریگري کي تھي که اس کا حسن دوبالا ہوگیا تھا تمام زمین جہاں تک نگاه جاتي تھي نہایت خوبصورت چمن بندي و تختہ بندي سے آراسته تھي ان تختوں میں گھاس کاشت ہوئي تھي نہایت سبز و شاداب

و دلکش چپہ چپہ پر نہر جاري تھی اور ہر کھیت و چمن و تختہ میں اُس کی جدولیں بہہ رہي تھیں اُن سبز تختوں میں پاني کي نہریں اور پتلي پتلي جدولیں ایسا لطف دکھاتي تھیں کہ بیان نہیں ہوسکتا اور ان سب پر طرہ یہہ تھا کہ اُس سبز گھاس کے تختوں میں ایک قسم کا سرخ پھول جابجا کھلا ہوا تھا اور جیسے کہ نیلے آسمان میں تارے چمکتے ہیں ویسے اُن سبز تختوں میں وہ قدرتي اُگے ہوئے پھول چمکتے تھے ہزاروں بیگھہ زمین میں انگور بوئے ہوئے تھے بالکل انگور اسي طرح پر ہزاروں بیگھہ میں بوئے ہوئے تھے جیسے کہ فرخ آباد و میرٹھہ میں آلو بوئے جاتے ہیں یا غازي پور میں گُلاب کے تختے لگاتے ہیں ایک عجیب بات یہہ تھی کہ متعلے چھوٹے چھوٹے پہاڑ نما جو ٹیلے تھے اُن کي جڑ سے چوٹي تک چاروں طرف انگور کے درخت لگائے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑے قول اور بیضئي برجوں پر انگور کي بیلیں لگا دي ہیں انگور کی تاکوں کي بیلیں ابھي تک بہت بڑي نہیں ہوئي تھیں انگور پھناؤ پر تھا اور نئي نئي پتي نکل رہي تھي اور بیلیں بڑھتي جاتي تھیں اور اس سے اور بھي زیادہ خوبي اور خوبصورتي ہوگئي تھي مجھے کہا کہ سعدي کا یہہ فقرہ " تو گوئي خوردہ مینا بر خاکش ریختہ و عقد ثریا بر تاکش آویختہ " حقیقت میں اسي جگہہ موزوں ہی *

غرض کہ اسي طرح کا تماشا اور عجائبات قدرت کو دیکھتے ہوئے لینز اسٹیشن پر پہونچے ہم سب لوگ گاڑي پر سے اُترے اور اسٹیشن میں جاکر کچھہ کھانا چاء پي اور کچھہ کھانے کي چیزیں اور دو بوتلیں پاني کي اور کچھہ میوہ خرید لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے رات ہوئي اپني گاڑي میں سوتے کھاتے اور ہنستے بولتے ساري رات چلے دوئے صبح دوسري مئي سنہ ۱۸۶۹ ع روز یکشنبہ کو ساڑھے سات بجے صبح کے پیرس میں داخل ہوئے چونکہ ہمنے دو روز تک پیرس میں رہنے کا قصد کیا تھا اس لیئے وہاں اُترے مارسلیس کي طرح وہاں بھي ہوٹلوں کے کمشنر موجود تھے اُنہوں نے پوچھا کہ آپ کس ہوٹل میں جاوینگے ہمنے کہا کہ میورس ہوٹل میں اس لیئے کہ ہمنے تحقیق کرلیا تھا کہ وہاں اکثر انگریز اُترتے ہیں اور اس سبب سے وہاں کے اہلکار انگریزي زبان بخوبي جانتے ہیں کمشنر نے ہمارے لیئے دو گاڑیاں حاضر کیں اور ہم ریلوے اسٹیشن سے وہاں آئے کوچوان نے کچھہ ہمسے فرنچ زبان میں پوچھا ہم کچھہ نہیں سمجھے اور نہ وہ کچھہ ہماري سمجھا *

میورس ہوٹل اگرچہ عمدہ ہی مگر بہت عمدہ نہیں ہی مارسلیس کا ہوٹل اور وہاں کا نہانے کا عمدہ کمرہ اور کھانا کھلانے کا نہایت عمدہ طریقہ اور کھانا کھلانے والوں کي نہایت نفیس وردیاں ہماري آنکھہ میں سمائي ہوئي تھیں اس لیئے یہہ ہوٹل ہماري نگاہ میں کچھہ نہیں جچا *

همنے وهاں کهانا کهایا اور اس خیال سے کہ آج اتوار هی کچهه سیر و تماشہ کا قصد نهیں کیا (یهه هماري غلطي تهي پیرس میں اتوار کو سب دوکانیں اور سیر و تماشہ سب کهلے رهتے هیں) مگر همنے هوتل کے کمشنر کو جو انگریزي جانتا تها ساتهه لیا اور پیدل ٹہلنے اور کچهه ادهر اور اُدهر پهرنے کا ارادہ کیا *

هوتل کے سامنے ایک بہت وسیع میدان نظر آیا جس کے دروازے نهایت عمدہ تهے اور لوهے کا قد آدم جنگلہ نهایت خوبصورت لگا هوا تها همنے کها کہ یهہ کیا هی کمشنر نے جواب دیا کہ فلاں مکان هی ایک نهایت وسیع میدان کئي میل مربع کا گهرا هوا هی اُس میں نہریں اور حوض اور فوارے بنے هوئے هیں اور جا بجا پورے پورے قد کي سنگ مرمر کي مورتیں کهڑي هیں کسي جگہہ چمن بندي هی اور پهول پهلواري کهلي هوئی هی کسي جگہہ تختہ بندي هی اور ذرا قداور خوبصورت درخت لگے هیں اور کسي جگہہ گهاس کے نهایت خوبصورت چمن هیں اور نهایت نفیس و خوشنما روشیں بنی هوئي هیں اور کهیں نهایت بڑے تناور درخت مگر بهت خوبصورت هیں اور کل میدان نگاہ میں سبزہ دکهائي دیتا هی اور موقع موقع پر هزارها کرسیاں رکهي هوئي هیں هر روز زن و مرد اور بچے نهایت عمدہ عمدہ کپڑے پهنے هوئے ان میدانوں میں چهل قدمي کرتے پهرتے هیں جہاں چاهتے هیں بیٹهتے هیں اور سیر کرتے هیں کهانے پینے کے لیئے جو کچهه چاهیئے سب مهیا و موجود هی هم بهي اُس میں خوب پهرے اور خوب سیر کي جب سب دیکهہ چکے تب هماري خوش نصیبي نے زور کیا اور همنے کمشنر سے کها کہ اَور کسي اچهي جگہہ لیچلو اُس نے کها کہ وارسیل چلو وہ آج کهلا هوا هی اور هر مهینہ پهلے اتوار کو کهلتا هی نهایت عمدہ جگہہ دیکهنے کے قابل هی هم پیدل اُس کے ساتهہ چلے اور چونکہ بهت پهر چکے تهے میں تهک گیا اور وہ لیئے جاتا هی کبهي دوکانات اور مکانات اور بازاروں کو دیکهہ کر حیران هو جاتے هیں اور تهکن کا مطلق خیال نهیں رهتا اور کبهي پهر تهکن کے سبب طبیعت اُکتا جاتي هی اور کمشنر قدم اُٹهائے لیئے چلا جاتا هی اور هم کچهه نهیں جانتے کہ وارسیل کیا هی اور کتني دور هی غرض کہ خدا خدا کرکے ایک نهایت بڑے مکان کے دروازہ میں گهسے وهاں بهت غول آدمیوں کا جمع تها اور ایک اور دروازہ میں وہ لوگ گهسے چلے جاتے تهے کمشنر نے همکو ایک جگہہ ٹهیرایا اور کها کہ میں ٹکٹ لے آؤں اور جهٹ پٹ وہ ٹکٹ لے آیا اور کها چلو همنے یقین کیا کہ اب جس دروازہ میں گهسنے هیں وهي وارسیل هی جب اُس میں گهسے تو دیکها کہ نهایت عالیشان ریل کا استیشن هی اور ٹرین تیار کهڑي هی اُس کو دیکهہ طبیعت نهایت منغص هوئي تمام رات ریل کا سفر کیئے چلے آتے تهے اور پهر پهرتے پهرتے دق هوگئے تهے اب پهر ریل میں بیٹهنا ایسا ناگوار معلوم هوا اور ایسي طبیعت دق هوئي کہ بیان نهیں هوسکتا کمبخت کمشنر

هماري بغير اجازت کے دوسرے درجه کا ٹکٹ لے آیا تها یهاں کي گاڑیاں دوهري هيں اندر تو فرسٹ کلاس کے مسافر بیٹهتے هيں اور چهت پر دوسرے درجه کے جب یهه معلوم هوا که چهت پر بیٹهنا پڑیگا تو اور بهي طبیعت دق هوئي اور جب یهه معلوم هوا که یهاں سے تیس میل جانا هي تب تو ایسا دل ناراض هوا که ٹرین پر سے اُترنے کا اراده کیا اتنے میں انجن نے سیٹي بجائي اور چلدیا اور هم لاچار بے بس نهایت دق و رنجیده اُس پر چلے جاتے هیں جب تهوڑي دور چلے اور چهت پر سے دور دور کي فضا اور خوبصورت خوبصورت مکانات اور هرے هرے میدان دکهائي دینے لگے تب تو سب کچهه بهول گئے اور کها که کمشنر نے نهایت عقلمندي کي جو چهت پر بیٹهنے کا ٹکٹ لیا اب طبیعت خوش هوگئي اور یهه کهنے لگے که اگر بهت دور تک اسیطرح چلے چلیں تو نهایت خوب بات هي غرض که جسقدر رسته ریل کا تها وه طی کیا اور وارسیل میں پهونچے *

ریل کے اسٹیشن سے تهوڑي دور جاکر ایک دروازه ملا جو بند تها مگر اُس کے کواڑ آهني جالیدار تهے جس میں سے اندر کي سب چیزیں دکهائي دیتي تهیں همنے دیکها که اندر مکانات هیں باغ و چمن بندي هي اور نهریں اور حوض فوارے هیں اب معلوم هوا که یهه محل هیں جن میں فرانس کے بادشاهان سابق رها کرتے تهے اور اب بهي سب مرتب وآراسته هیں اور هر مهینه کے پهلے یکشنبه کو اسلیئے کهولے جاتے هیں که عام رعایا آوے اور سیر وتماشه دیکهے اور بادشاهي محلوں کو دیکهے اور اُس میں جو جو کچهه عجائبات اور کاریگریاں اور قومي نام آوریاں هیں اُن کو دیکهه کر خوش هو پاني کي لهروں اور فواروں کے اُچهلنے کا مزه اُٹهاوے اور جو لطف بادشاه اُٹهاتے هیں اُس میں رعایا بهي کچهه حصه لیوے *

بیان وارسیل کے شهنشاهي محل کا

ایک زمانه میں یهاں صرف میدان تها اور کچهه نه تها شهنشاه لوئي سیزدهم ایک شکار کے پیچهے دوڑا اور تن تنها یهاں آنکلا بمشکل ایک جهونپڑي ملي وهاں جاکر ٹهرا اور فضا اُس میدان کي اُسکو نهایت پسند آئي وهاں شکار گاه بنائي اور فرانسس دي گوندي آرک بشپ سے وه زمین خرید کرلي اور سنه ۱۶۳۲ ع میں وهاں ایک چهوٹا محل بنانا لمرسر معمار نے اُس محل کو بنایا تها جس کا نام اب تک مشهور هي *

شهنشاه لوئي چهاردهم نے سنه ۱۶۶۲ ع میں وهاں ایک اَوْر عمده محل بنانا شروع کیا اور اگرچه سنه ۱۶۸۲ ع میں اُسنے اُس محل میں دربار کیا الا اُسوقت تک وه پورا بن نه چکا تها مان سرت اور گبریل جو بڑے نامي معمار تهے اُن محلوں کي تعمیر میں اُنکي فن معماري کي یادگاریں اب تک باقي هیں *

اس محل کے احاطه کے دروازہ کے پاس جو اب تک بند تھا بہت سے مرد اور عورتیں نہایت عمدہ عمدہ اور نفیس خوشنما لباس پہنے ہوئے کھڑے تھے هم بھي وهاں جاکر ٹھیرے تھوڑي دیر میں وهاں کے گرجا کے افسر کا حکم دروازہ کھولنے کا آیا اور دروازہ کھولا گیا هم سب اُس میں گھسے جب اندر گئے تو همنے جانا که هم دنیا میں نهیں بهشت کے کسي محل میں چلے آئے هیں حوض اور نهروں اور فواروں کي خوبي و خوشنمائي اور جس جس خوبصورت اور قدرتي بناوٹ کي سي چیزوں اور مورتوں اور جانوروں کے مونهوں سے فوارے چھوٹنے کي ترکیب رکھي تھي اور جس کج و پیچ و خوبصورتي سے حوض و نهریں بنائي تھیں اور جس خوبصورتي سے جا بجا نهایت قداور اور چھوٹے درخت لگے هوئے تھے اور سب کے سب بڑے سے چھوٹے تک قینچي سے نهایت خوبصورت کترے هوئے تھے اور بعضي جگهه اپني قدرتي حالت میں تھے کهیں ایک دوسرے کے گلے میں بانهیں ڈالے کھڑا تھا کهیں کوئي کسي سے هاتهه ملا رها تھا کهیں باهم هم آغوش تھے کسي مقام پر چمن چمن پھولوں اور عجیب عجیب خوشنما پتوں کے پودوں کي چمن بندي تھي ان تمام چیزوں کو دیکھکر هماري عقل حیران هوگئي اور همکو اُس وقت قلعه دهلي کي مشهور مار پیچ نهر جو دیوان خاص میں هوکر رنگ محل میں جاتي تھي اور جس کے پاني سے هم بھي ایک زمانه میں کھیلا کرتے تھے اور مهتاب باغ کا حوض جس کے کناروں سے تین سو ساٹهه فوارے چھوٹا کرتے تھے اور اُسي قلعه کا اور ڈیگ کُمهیر بھرت‌پور کي عملداري کا ساون بھادوں یاد آیا اور بلا مبالغه اتنا هي فرق پایا جتنا که نهایت خوبصورت اور نهایت بد صورت آدمي میں ٭

همارے ملک کي شهنشاهي عمارتوں کي قطع اور یهاں کي عمارتوں کي قطع بسبب اختلاف آب و هوا کے مختلف هے — یهاں عمارت کا طریق یهاں کي آب و هوا کے نهایت مناسب هے مگر همارے ملکوں کي عمارت کا طریق اس ارادہ سے که وہ زیادہ خوبصورت هوں اور بلحاظ وهاں کي آب و هوا کے وهاں کے عام و خاص لوگوں کے لیئے زیادہ تر مفید و صحت بخش هوں بهت زیادہ ترمیم و اصلاح کے قابل هے ٭

باایں همه صرف عمارت جیسي عمدہ و مستحکم اور نهایت هي خوب همارے ملکوں کي هے اب تک یهاں دیکھنے میں نهیں آئي بلا شبهه تاج محل کے روضه اور قطب کي لاٹهه سے هندوستان کي عمارت کو فخر هے ٭

غرض که باهر کي فضا کي سیر کرتے هوئے هم اندر محل میں داخل هوئے اُس کي خوبي و خوبصورتي بھي اور کمروں کي تقسیم اور اُن کي قطع اور وسعت نهایت هي عمدہ اور عجیب تھي مگر سب سے زیادہ جو کام مصوري کا تھا جس کا بیان آگے کرونگا اُس کو دیکھه کر همارا تو تصویر کا عالم هوگیا آنکھیں مل ملکر دیکھتے تھے که حقیقت میں یهه تصویر

ہی یا سچ مچ سب لوگ زندہ موجود ہیں ہر چند دل کو یقین دلاتے تھے کہ تصویر ہی مگر جہاں غور سے ٹکٹکی باندہ کر دیکھنا شروع کیا وہ یقین جاتا جاتا تھا *

غرض کہ ہم سب مکانوں اور کمروں کی سیر کرتے پھرے اور اُس کمرہ میں جہاں شہنشاہ لوئی چہاردہم دربار کرتا تھا اور تمام رئیس اور اُمرا وہاں آنکر ملازمت کرتے تھے پہونچے *

اُس کے بعد ہم ایک اوٗر کمرہ میں گئے جہاں شہنشاہ لوئی چہاردہم اپنی شہنشاہی پوشاک پہنتا تھا اور جو طرح بطرح کی تصویروں سے آراستہ تھا اور آخر کار جس کو اُس بادشاہ نے اپنی خوابگاہ بنا لیا تھا اور اُسی کمرہ میں سنہ ۱۷۱۵ ع میں مرا تھا اُس کے سونے کا پلنگ جس پر وہ مرا تھا اب تک اُسی طرح سجا ہوا بچھا تھا اور عبرت اور دنیا کی نا پائداری بلند آواز سے پکار رہی تھی کہ او لوئی کہاں ہی تو کہ تیرا پلنگ خالی پڑا ہی *

شہنشاہ لوئی چہاردہم کے دربار کا کمرہ ۳۴۰ فیٹ کا چوڑا چکلا اور ۴۲ فیٹ بلند ہی ساتھ بڑی بڑی محرابیں ہیں اس کمرہ کو لیبرن نے جو معمار بھی تھا اور مصور بھی تھا آراستہ کیا تھا لوئی پانزدہم نے سنہ ۱۷۳۸ ع میں اُس کو اپنی خوابگاہ بنایا *

اُسی جگہہ ایک کمرہ ہی جس میں بلیرڈ بادشاہ کھیلا کرتا تھا لوئی پانزدہم نے اُسکو نہایت عمدہ نقش و نگار سے آراستہ کیا تھا اُس کے دروازہ پر اُس بادشاہ کی دختر نیک اختر کی قد آدم تصویر ہی اور اُس کے مقابلہ میں اُس بادشاہ کی جوانی کی اور اُس کے بعد اُس وقت کی جبکہ وہ تخت پر بیٹھا تھا — یہہ بادشاہ سنہ ۱۷۷۴ ع میں اسی کمرہ میں مرا ہی *

اسی جگہہ ایک اپیرا ہی اڑتیس ستونوں پر بنا ہوا سنہ ۱۷۵۳ ع میں بننا شروع ہوا اٹھارہ برس میں یعنی سنہ ۱۷۷۰ ع میں ختم ہوا اس کے سوا ایک گرجا ہی سولہ ستونوں پر بنا ہوا مارن سرت معمار نے سنہ ۱۶۹۹ ع میں بنانا شروع کیا اور سنہ ۱۷۱۰ ع میں ختم کیا *

اس تمام محل میں مصوروں کا کام بے نظیر ہی لیبرن — مگنارڈ — کوپل — ریگارڈ — جوفی نت — لیموں جو نہایت نامی مصور تھے اُن سب کا اس میں کارنامہ ہی وہ کمرہ جو تصویر خانہ سلطنت کے نام سے مشہور ہی اور جس میں تیرہ کمرے اور شامل ہیں نہایت عمدہ بنا ہوا ہی اور اُس میں ایک سو تیس کارنامے تصویروں کے پورے پورے قد کے بنے ہوئے ہیں شہنشاہ نپولین اول کی فتوحات اور محاربات کی تصویریں پورے پورے قد کی بنی ہوئی ہیں *

ایک اوٗر بہت بڑا کمرہ ہی جس کا نام کمرہ کروسیڈ ہی اُس کمرہ میں تمام واقعات و محاربات کی تصویریں جو کروسیڈ کی لڑائی میں ہوئی تھیں بنی ہوئی ہیں *

اُس کمرہ کے اوپر ایک اَوْر کمرہ ہی اور اُس میں تمام واقعات اور محاربات الجزایر کی تصویریں بنی ہوئی ہیں *

ایک بہت بڑے کمرہ میں جو ۳۷۳ فوت لنبا اور ۴۲ فیت مرتفع ہی تمام لڑائیوں کی تصویریں جو فرنچ لڑے ہیں بنی ہوئی ہیں *

تصویروں کی خوبی بیان نہیں ہوسکتی بلکہ یہہ کہنا چاہیئے کہ سب کچھہ سچ مچ کا ہی جو لوگ زخمی ہوئے ہیں صاف گولی لگی ہوئی اور گوشت اُبھرا ہوا اور پھٹا ہوا اور خون بہتا ہوا معلوم ہوتا ہی *

یہہ تصویر خانہ نہیں ہی بلکہ قومی ہمت اور قومی جرأت اور قومی شجاعت بڑھانے کا آلہ ہی کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ تمام قوم فرنچ کی جب ان تصویروں کو دیکھتی ہوگی اور اپنے بزرگوں کی بہادری اور شجاعت اور میدان جنگ میں مرنا اور اپنے تن بدن کو زخموں سے چور کرنا اور مرنا یا مارنا خیال کرتی ہوگی اُس کی ہمت اور شجاعت دُوگنی ہوجاتی ہوگی اور چلوؤں خون بڑہ جاتا ہوگا *

اس تمام تصویر خانہ میں صرف ایک ہی بات تھی جو فرنچ کی شجاعت اور سویلیزیشن کو بٹہ لگاتی تھی اور مجھکو اُسے دیکھہ کر نہایت تعجب ہوا کہ ایسی بہادر اور شجاع اور سپاہی قوم نے جو سویلیزیشن کے زیور سے بھی نہایت آراستہ ہی ایسی عجیب بات جو اُن سب خوبیوں کے برخلاف ہی کیونکر کی ہی الجزایر کے محاربات کی تصویروں کے کمرہ میں امام عبدالقادر کی عورتوں کو گرفتار کرنےکی تصویر بنائی ہی اُس کی عورتیں اُونٹ پر کجاوہ میں تھیں فرنچ سپاہیوں نے اُونٹ کو بٹھا کر کجاوہ گرادیا ہی اور عورتیں اُس میں سے نکل پڑی ہیں اور اُن کے بدن پر سے کپڑا ہٹ گیا ہی اور فرنچ سپاہی سنگین اُٹھائے ہوئے اور اُن کی نوکیں عورتوں کی طرف کیئے ہوئے کہ گویا اب مارینگے گرد کھڑے ہوئے ہیں کیا فرنچ کو یہہ زیبا تھا کہ عورتوں کی گرفتاری کی تصویر اپنے محل میں لگاتے کیا عورت پر سنگین سیدھی کرنی اور اُس کو کجاوہ میں سے گرا دینا فرنچ سپاہیوں کی بہادری کی یادگاری تھی کیا ایک عورت کا تصویر میں کپڑا بدن پر سے ہٹا ہوا بنا دینا (بالفرض اگر ایسا ہوا بھی ہو) فرنچ کے سویلیزیشن کے مناسب تھا *

امام عبدالقادر نہایت سچا بہادر سپاہی ہی جب کہ وہ الجزایر کا بادشاہ تھا اور جو عزت کہ اُس وقت لوگوں کی آنکھہ میں اُس کی تھی اب بھی اُس میں کچھہ کمی نہیں ہی نہایت بہادری اور سچائی سے بغیر دغا و فریب کے بیس برس تک تن تنہا لڑتا رہا انجام کو شکست ہوئی جس سے کچھہ بھی اُس کی سپاہ گری یا مشہور عزت میں فرق نہیں آیا پس ایسی تصویریں بنانے سے بعوض اس کے کہ اُس کی کچھہ حقارت ہو اُسکی جرأت و شجاعت ثابت ہوتی ہی *

مگر اُسي کے پاس ایک دوسري تصویر هی جس سے فرنچ کي اور خصوصاً حال کے شہنشاہ نیپولین کي نہایت فیاضي اور دانائي اور همت اور تمام خوبیاں ثابت هوتي هیں یعني جبکہ شہنشاہ حال تخت پر بیٹھا تو امام عبدالقادر کو قید سے چھوڑ دیا خود شہنشاہ قید سے اُس کو چھوڑ رہا هی شہنشاہ نیپولین کے پورے قد کي تصویر هی اُس کے پاس امام عبدالقادر کھڑا هی اور اُس کے سامنے امام عبدالقادر کي ماں بانو پھرنے کي پوري دریس پہنے هوئے کھڑي هی شہنشاہ نیپولین امام عبدالقادر کي ماں سے شیک هینڈ کررها هی اور عبدالقادر کي آزادي کا حکم دیتا هی درحقیقت اس تصویر میں شہنشاہ نیپولین پر شہنشاهي برس رهي هی اور تمام قوم فرنچ کا فخر اور عزت اور سویلیزیشن کي آراستگی اُس سے معلوم هوتي هی *

غرض کہ یہہ سب سیر بخوبی کي - شام کے قریب وهاں سے چلے اور ریل میں سوار هوکر اسٹیشن پیرس میں پہونچے وهاں سے آمني بس میں بیٹھے اور هوٹل میں آئے چھوٹو همارا نوکر هوٹل میں تھا وہ یہہ جانتا تھا کہ هم سب هوٹل کے دروازہ پر کھڑے هیں جب هم نہ آئے تو اُس کو تردد هوا جب سارا دن گذرگیا اور رات هوگئي جب بھی نہ آئے تو اُس نے رونا شروع کیا همنے آنکر اُسے روتا هوا پایا جب پوچھا کہ ارے تجھے کیا هوا تو کہا کہ اجي آپ کہاں چلے گئے تھے *

همنے رات کو کھانا کھاکر سیر کا ارادہ کیا اور کمشنر هوٹل کو ساتھہ لیکر بازاروں کي اور دوکانوں کي سیر کي اور مارسلیس کي جتني خوبي تھی وہ پیرس کے مقابلہ میں نہایت کم معلوم هوتي تھي ادھر مکانات کي خوبصورتي اور دوکانوں کي آراستگي اور شیشہ آلات کي روشني اور نہایت طرح دار خوش لباس زن و مرد کا پھرنا جو عالم دیکھا رہا تھا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا هی اس قدر روشني بازاروں اور سڑکوں پر تھی کہ اگر سوئي گرپڑے تو آدمي اُٹھالے سکتا هی هر جگہہ ایسی تھي کہ اُسي کے دیکھنے کو بے اختیار دل چاهتا تھا اور ٹھیک ٹھیک یہہ شعر اُس پر صادق آتا تھا —

ز فرق تا بقدم هر کجا کہ می نگرم * کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

خیر تھوڑي دیر سیر کرکر هم چلے آئے سو رهے صبح کو یعني تیسوي مئي روز دوشنبہ سنہ ۱۸۶۹ ع کو بازاروں کي سیر کو پیدل نکلے اور رمشلیو - ریولي - سینٹ هونور - وایوین بازاروں کي سیر کي پھر آن کر کھانا کھایا اور دو گھوڑوں کی گاڑي منگا کر سوار هوئے کمشنر هوٹل کو ساتھہ لیا اور کہا کہ هم نہیں اُترنے کے نہیں صرف عمدہ مقاموں کي باهر سے سیر کرنا اور ایک سرسري نظر سے هر چیز کو دیکھہ لینا منظور هی اگرچہ کمشنر هر ایک عمدہ جگہہ لے جاتا تھا اور نام بھي هر جگہہ کے بتاتا جاتا تھا مگر فرنچ نام یاد نہیں رہ سکتے تھے علاوہ اس کے هم کمشنر کي بات سمجھے یا مکانات کو اور بازاروں کي

خوبصورتي کو دیکھیں ایک ایک بازار اور ایک ایک مکان اور ایک ایک دوکان تصویر کا عالم تھا مکانوں پر اور بازاروں میں صفائي اس قدر تھي کہ ایک تنکا بھي پڑا نہیں دکھائي دیتا تھا میلے کچیلے کا تو کیا ذکر ھی جیسي صفائي کہ ھمنے پیرس کے عام بازاروں میں دیکھي اُس کو بیان کرنا لوگ مبالغہ سمجھینگے ھر ایک بازار میں سے دن رات میں ھزارھا اور بعضے میں لاکھوں بگھیاں و چرٹ و کیب و آمني بس اور چھکڑے اور ھاتھہ کي گاڑیاں گذرتي ھیں اور آدمیوں کا تو کچھہ شمار ھي نہیں اور اس پر کوئي بازار میلا نہیں لید کا یا اَوْر کسی میلي چیز کا دکھائي دینا تو درکنار حقیقت میں تنکا تک بھي پڑا دکھائي نہیں دیتا برابر صفائي ھوتي رھتي ھی ایک کل کي گاڑي دیکھي جو سڑک پر دو گھوڑوں سے چلتي ھی اُس میں ایک بیلن دو تہائي گز کا موٹا برش کا لگا ھا اوہ صب سڑک پر برش کرتا ھی اور کل کیچڑ اور میلا جو کچھہ ھی از خود اُس گاري کے ایک مخفي صندوق میں بھرتا جاتا ھی علاوہ اس کے ھر جگہہ آدمي سڑک پر صفائي رکھنے کو متعین ھیں نہایت نفیس اور خوبصورت لال ٹینیں جو گیاس سے روشن ھیں ھر سڑک پر نہایت کثرت سے اور بہت قریب قریب لگي ھوئي ھیں اور دوکانداروں کي روشني اور شیشہ آلات کے روشن کرنے کا تو کچھہ ٹھکانا ھي نہیں ھی بے اندھا ھی پیرس میں رات اور دن میں کچھہ فرق نہیں ھی *

پولیس کا انتظام ظاھرا نہایت ھی عمدہ معلوم ھوتا ھی ھر مقام پر دو دو سو قدم کے فاصلہ پر کانسٹبل نہایت صاف خوبصورت شان دار بانات کي وردي پہنے ھوئے کبڑا ھی کسي سے کچھہ نہیں کہتا ھر ایک کي طرف نرم نگاہ سے اور اخلاق سے اور اس دلي خیال سے کہ ھم ان لوگوں کي آسایش اور اُن کو آرام دینے کے لیئے کبڑے ھیں دیکھتا ھی ھر ناواقف اُنھیں سے رستہ پوچھتا ھی دوکانداروں کي دوکانیں بعضي دفعہ لوگوں کے گہر پوچھتا ھی اور وہ نہایت خوشي اور خندہ پیشاني سے بتاتے ھیں پوچھنے والا نہایت اخلاق سے اُس کا شکر (سي ووپلي) کہکر ادا کرتا ھی اور چلا جاتا ھی *

پیرس میں جنگي فوج اسقدر دکھائي دي کہ کیا بیان کریں ھمنے تو ھر گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد کسي نہ کسي ٹکرہ فوج کو شہر میں جاتے ھي ھوئے دیکھا وردي فوج کي ھمکو نہایت پسند آئي بہت خوش وضع تھي اور صب سے زیادہ یہہ خوبي تھي کہ نہایت اُجلي اور صاف براق ھمنے سنا کہ شہنشاہ نیپولین فوج کو بہت دوست رکھتا ھی اور فوج بھي اُس سے نہایت خوش ھی اور بہت چاھتي ھی *

پیرس کے بازار نہایت چوڑے اور دل فزا ھیں دلي میں جو چاندني چوک کا بازار ھی جس کے بیچ میں نہر ھی اور ایک سڑک نہر کے ایکطرف اور ایک سڑک نہر کے دوسري طرف ھی اُن دونوں سڑکوں کو معہ نہر کے ملا لو تو اسقدر چوڑے بازار تو اکثر بلکہ

عموماً هيں جو همنے ديكهے اور بعضے اس سے زيادہ چوڑے اور اُن كي خوبصورتي تو بيان سے باهر هى بوليورڈ سيباسٹپول اور بوليورڈ ڈو ٹمپل بڑي بڑي دو چوڑي سڑكيں هيں جن كے گرد نہايت خوبصورتي سے سايه دار درخت لگے هوئے هيں اور جگهه به جگهه لوگوں كے آرام كے ليئے اور بيٹهنے اور فرحت حاصل كرنے كے ليئے اُس قسم كي كرسياں جو باغچوں ميں بچهائي جاتي هيں بچهي هوئي هيں اور زن و مرد بے غم چلتے هيں جهاں چاهتے هيں بيٹهتے هيں اپنے دوستوں سے باتيں كرتے هيں اور دل خوش كرتے هيں يہاں كے ميونيسپل كمشنروں كا ايسا عمدہ انتظام هى كه اگر شايد بهشت ميں بهي اس عهدہ كي ضرورت هوئي تو بلاشبهه پيرس كے ميونيسپل كمشنر وهاں كے عهدوں كے بهي لايق هيں *

كاتهيڈرل آف نوترڈيم ايك بهت بڑا مشهور و معروف گرجا هى همنے سواري ميں اُس كو باهر سے ديكها بلا شبهه نہايت عمدہ و خوبصورت هى اور اندر سے اور بهي عمدہ هوگا پاليس الايسي نيپولين جهاں اب شهنشاہ رهتا هى دور سے سڑك پر جاتے هوئے ديكها وہ مينار اور فواروں كے نہايت خوبصورت حوض جن كي تصويريں هم سين ٹيفك سوسئيٹي كے هال ميں ديكها كرتے تهے اور تعجب كيا كرتے تهے اُن كو سچ مچ اپني آنكهه سے ديكها دن رات وہ فوارے چهوٹتے رهتے هيں اور ايسے خوبصورت معلوم هوتے هيں كه بيان سے باهر هى پس يهه دل چاهتا هى كه انهيں كے پاس كهڑے رهيئے اور ديكها كيجيئے ايك دروازہ نہايت عاليشان سنگ مرمر كا ديكها جس پر شهنشاہ نيپولين كي فتوحات كي تصاوير سنگ مرمر ميں كهدي هوئي هيں اور قومي همت اور قومي جوش اور قومي بهادري اور قومي عزت بڑهانے كو نہايت عمدہ اور نہايت بے نظير چيز هى كون كمبخت هوگا فرانس ميں جو اُن تصويروں كو ديكهه كر اُسي طرح سے بهادري كرنے كي آرزو اپنے دل ميں نه ركهتا هوگا *

غرض كه همسے شهر ميں جهاں تك پهرا گيا پهر كر شهر كي حد سے باهر چلے شهر كي حد سے باهر چلنا ميںنے كها اور شهر سے باهر چلنا نهيں كها اُس كا سبب يهه هى كه اُس حد كے باهر بهي ويسے هي مكانات ويسے هي بازار تهے حال كے شهنشاہ نيپولين نے اُسوقت كے موجودہ شهر كے گرد خندق كهود كر بطور قلعه برج و فصيل كے بنائي هى مگر چونكه شهر بڑهتا جاتا هى اب اُس حد كے باهر بهي ايسي هي جيسي كه اندر هى آبادي هى مكانات و بازار هيں يهه فصيل و برج بالكل زمين دوز هيں اور جيسا كه انگريزي جنگي قلعوں كا دستور هى اُسي قاعدہ پر فصيل و خندق و برج و بارہ هى مگر نہايت هي خوبصورت و خوشنما هى اور صفائي تو ايسي هى كه بيان سے باهر هى *

غرض كه هم اُس حد كے باهر هوئے اور چند ميل چلے گئے كه دفعتاً همارے سامنے ايك بهشت كا ٹكڑہ آيا يعني پارك ايك نہايت وسيع ميدان كوسوں كا محدود كيا هى اُس ميں

نہایت نفیس و خوبصورت سڑکیں بنائي هیں وہ تمام میدان بالکل سبز و گلزار هی سایہ دار درخت نہایت خوبصورتي سے لگائے هیں اُن کو عجیب عجیب قدرتي خوبصورتیوں سے کنرا هی جابجا کرسیاں اور بینچیں نہایت خوبصورت و خوشنما آهني اور چیني کاري کي بچھي هوئي هیں کہیں نہایت خوبصورت پیچدار اور عجیب عجیب تراش کي چمن بندي هی طرح طرح کے درخت پھولدار بیلدار رنگ برنگ کے سرو نما گمٹي دار جھومنے والے لگے هوئے هیں متعدد بڑے بڑے تالاب هیں اور اس وضع سے بنائے هیں جو بنائے هوئے نہیں معلوم هوتے بلکہ صرف قدرتي معلوم هوتے هیں جہاں تک نگاہ کام کرتي هی بجز گلزار یا سبزہ زار کے اور کچھہ نہیں معلوم هوتا هر روز هزاروں آدمي سیر کرتے پھرتے هیں امرا اور رؤسا بگھیوں پر اور نہایت عمدہ اور نفیس نفیس جوڑیوں پر چڑہ کر آتے هیں ایک خاص جگھہ درختوں کے جھنڈ میں بني هوئي هی وهاں سب سواریاں جا کھڑي هوتي هیں لوگ سیر کرتے پھرتے هیں وهاں گھوڑوں کي خورش کي دوکانیں موجود هیں گھوڑے ملے جا رهے هیں بگھیاں دهوئي جاتي هیں گھوڑوں کو خورش کھلائي جاتي هی جب آقا سیر کرچکے اور حکم دیا سواري اور جوڑي ویسي هي نفیس اُجلی بڑاق گھوڑے تازہ دم آ حاضر هوئے وہ سوار هوئے اور چلدیئے اس مجمع کے دیکھنے سے اور فرنچ هوٹلوں میں کھانے سے همکو یقین هوا هی کہ فرنچ کي برابر کوئي قوم وضعدار خوش لباس خوش خوراک نہوگي *

غرض کہ اسي پارک میں سیر کرتے کرتے هم ایک جگھہ پھونچے جہاں قدرتي چشمہ بنایا هی اُسي کے قریب گھوڑوں کے آرام لینے اور سواریوں کے ٹھہرنے کا جھنڈ اور اُسي کے پاس ایک مکان نہایت نفیس خوبصورت آراستہ بنا هوا هی جس میں هر شخص سیر کرنے والا جاکر بیٹھہ سکتا هی اور هر قسم کا کھانا اور شراب اور دنیا کي نعمتیں موجود هیں بیٹھو آرام کرو کھاؤ پیؤ دام دو اور چلے جاؤ اس مکان میں جو تمام کارخانہ لاکھوں روپیہ کا هی یہہ صرف سوداگروں کا هی *

جس وقت هماري گاڑي اس مکان کے دروازہ پر ٹھہري ایک خدمت گار نہایت عمدہ وردي پہنے هوئے آیا اور سر جھکا کر ادب ادا کیا اور گاڑي کا دروازہ کھول دیا هم اُترے اور چونکہ همکو وهاں کچھہ کھانا منظور نہ تھا هم مکان کے اندر نہیں گئے اُس خدمتگار کا شکر فرنچ الفاظ میں (سي اوبلي) کہکر ادا کیا یہہ فرنچ لفظ همنے مارسلیس کے هوٹل میں سیکھہ لیئے تھے اور همنے اُس سے کہا کہ هم ابھي پھرینگے اور سیر کرینگے *

وهاں سے هم چلے اور اُس قدرتي بنائے هوئے چشمہ کي سیر کرني شروع کي بیچ میدان کے پہاڑ بنایا هی اُس میں کھو کاٹي هی هرگز نہیں معلوم هوتا کہ یہہ قدرتي هی یا مصنوعي اور وہ پہاڑ جھرتا هی اور ایک جگھہ سے چادر هوکر گرتا هی اس کے اوپر بڑے بڑے

درخت کھڑے ہیں اور پہاڑ پر چڑھنے کي بتیاں بني ہوئي ہیں اور ہزاروں سایہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بے انتہا کرسیاں بچھي ہوئي ہیں پس ہم اس کي خوبي اور فضا اور خوبصورتي بیان نہیں کرسکتے ہم بہت دیر تک وہاں بیٹھے رہے اور خدا کي قدرت کو یاد کیا کیئے سبحان اللہ خدا نے اپني دنیا میں کیا کیا کچھہ پیدا کیا ہی *

اسي مقام کے قریب ایک اور نفیس میدان گھوڑدوڑ کا تھا اُس کو جاکر دیکھا اور چوبي مکانات جو لوگوں کي سیر کرنے کے لیئے بنے ہوئے ہیں اُن کو دیکھا اس کے پاس ایک پمپ چل رہا تھا جس کے پنکھوں کو صرف ہوا سے حرکت ہوتي تھي اور بہت پاني نکالتا تھا وہاں ایک مرد اور اُس کي جورو ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے جو اُس پمپ پر نوکر تھے اُن کے رہنے اور بیٹھنے کے طریق کو دیکھہ کر مجھے ہندوستان پر نہایت افسوس ہوا ہمنے اُن سے اوپر جانے اور دیکھنے کي اشارہ سے اجازت چاہي اُنھوں نے مسافر سمجھکر بہت اخلاق کیا اور وہ مرد ہمارے ساتھہ ہولیا اور سب چیز بخوبي ہمکو دکھائي ہمنے اُس کا شکر کیا اور اخیر وقت یعني قریب شام کے اپنے ہوٹل میں لوٹ آئے *

ہمنے سنا کہ پیرس کے لوگ پیرس کو پیرس نہیں کہتے بلکہ (پیریڈائیز) کہتے ہیں یعني بہشت اور کچھہ شک نہیں کہ پیرس دنیا میں بہشت ہی *

اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است

رات کو پھر ہم بازار میں نکلے اور ہاتوں کے داستانے مول لینے کا ارادہ کیا ایک داستانہ والے کي دوکان میں گئے دیکھا کہ ایک جوان خوش رو عورت کرسي پر میز کے اُس طرف بیٹھي ہی نہایت خوش لباس پہنے ہوئے جوں ہي ہم اندر گھسے وہ کھڑي ہوگئي اور تدرے خم ہوکر ایسي حالت بنائي جیسے کوئي خواہشمند ہی کہ آپ کیا کہتے ہیں یہہ بات اُس نے اس لیئے کي تھي کہ وہ نہیں جانتي تھي کہ ہم کونسي زبان جانتے ہیں اتنے میں ہم میں سے کسي نے انگریزي میں اُس سے داستانوں کو کہا پھر تو بلبل کي طرح انگریزي بولنے لگي ہر ایک کا ہاتھہ دیکھا اور في الفور اُسي کے لایق داستانے لے آئي اور اپنے ہاتھہ سے پنہا دیئے اور اس تمام وقت میں نہایت شایستہ گفتگو کرتي جاتي تھي جب ہم سب پہن چکے تو اُس سے دام لینے کو کہا اُس نے کہا کہ کیا تم ایک ہي ایک جوڑا لوگے اور اُس نے اس بات پر رغبت دلانے کو کہ ہم لوگ متعدد جوڑے لے لیں نہایت شیریں گفتگو کي کبھي تو یہہ جتایا کہ پیرس سے بہتر کوئي فیشن نہیں ہی اور یہاں کے داستانوں سے بہتر کسي ملک کے داستانے نہیں ہیں ڈنر پر جانے کے لیئے لیڈیز سے ملنے کو جانے کے لیئے ملکہ پاس ایمپرر پاس جانے کے لیئے داستانے درکار ہونگے مجھے افسوس ہی کہ کسي جگہہ تمکو تکلیف نہو اس لیئے متعدد جوڑے رکھہ لو تو بہتر ہی ہمنے کہا تمھاري مہرباني کا شکر مگر ہمکو ضرورت نہیں ہی ہم صرف بازار کي سیر کرتے ہیں کہیں سے

کچھہ خرید بھي لیتے ھیں معلوم ھوا کہ وہ عورت چار زبانیں جانتي تھي فرنچ انگریزي اتالي اور جرمن اور چاروں میں نہایت عمدہ گفتگو کرتي تھي اور یہہ صرف اسي لیئے سیکھي تھي کہ جس ملک کا خریدار آوے اُس سے بآساني گفتگو کرسکے ھمنے اُن کي قیمت اُس کو دیدي اور اسي طرح متعدد بازاروں کي سیر کرکر واپس آئے •

آدھي رات کے وقت ھم پھر بازار میں گئے اور مرزا خدا داد بیگ کے لیئے گرم کوت اور پتلون خرید کیا درزي کي دوکان میں گئے چند کمرے نہایت آراستہ تھے اور ھر کپڑا نمبر سے رکھا ھوا تھا اُس نے یہہ بات دریافت کرکر کہ کس قسم کے کپڑہ کا خریدنا ھي مرزا کا بدن ناپا اور اپنے اسسٹنٹ سے کہا کہ فلاں نمبر کا کوٹ پتلون لاؤ اُس نے حاضر کیا افسر نے ایک آراستہ کمرہ بتا دیا مرزا اُس میں گئے اور کپڑے بدل کر برش آئینہ کنگھي کرکر ایک خوبصورت جوان بنے ٹھنے نکل آئے اُس وقت بھي تمام بازار کھلے ھوئے تھے دوکانیں آراستہ تھیں ویسي ھي روشني تھي اُسي طرح لوگ پھر رھے تھے •

چوتھي مئي سنہ ۱۸۶۹ع روز سہ شنبہ کو پونے آٹھہ بجے ھم پیرس سے روانہ ھوئے کیلے پر انگلش چینل تک ریل پر آئے وھاں دخاني کشتي ھم مسافروں کے لیئے تیار تھي ھم ریل پر سے اُتر کر اسٹیمر میں گئے انگلش چینل بہت بڑا چوڑا نہیں ھي صرف ڈھائي تین گھنٹہ کا رستہ ھي مگر اُس کے پاني کو ایک عجیب قسم کي حرکت ھي کہ جہاں اسٹیمر چلا اور پاني نے اُس کو ھلایا اور آدمي کو قي آئي •

کپتان جہاز نے ھم سب کو اُس بڑے کمرہ میں جگہہ دي جو فرسٹ کلاس کے مسافروں کے لیئے تھا جب ھم اُس کمرہ میں داخل ھوئے تو عجب تماشا دیکھا کہ ھر مسافر کے لیئے لیٹنے کي جگہہ بني ھوئي اور تکیہ رکھا ھوا ھي اور ایک برتن چیني کا قي کرنے کو رکھا ھوا ھي جو لیڈیاں ھم سے پہلے وھاں چلي آئي تھیں وہ لیٹي ھوئي ھیں اور آنکھیں بند کرکر سونے کا قصد کر رھي ھیں تاکہ سونے کي حالت میں وہ رستہ طی ھو جاوے ھمکو تعجب تھا کہ ایسي کیا حرکت ھوگي ھم سب اپني اپني جگہہ بیٹھے ھوئے تھے اور مرزا خدا داد بیگ نے شیخي میں آکر قي کرنے کا برتن پرے ھٹا کر رکھہ دیا تھا اتنے میں جہاز کہنا کوئي سو گز چلا ھوگا کہ ھم سب کا جي متلایا سب لیٹ گئے اور آنکھیں بند کرلیں اور کچھہ غفلت سي ھوئي تھوڑي دیر بعد خدا داد بیگ گھبراکر اُٹھے اور اُبکائي لي اور قي کرنے کے برتن کو جسے پرے ھٹا دیا تھا گھبراھٹ میں ٹٹول نے لگے اُن کے قریب ایک میم صاحبہ لیٹي ھوئي تھیں اُنھوں نے جانا کہ اس جنٹلمین نے مجھہ پر قي کي وہ جلدي اُٹھہ بیٹھیں اور نہایت مہرباني سے اپنا برتن اُٹھا کر دیا خداداد بیگ اُسي گھبراھٹ کي حالت میں تھینکیو کہنے تھے اوھا لفظ نکلا اور اُو کرکے قي کي زرد پاني بالکل پت اور پھر بیہوش ھوکر پڑگئے اور بہت سے انگریز اور لیڈیاں قي کرتي تھیں اور پڑ پڑ جاتي تھیں مقصود یہ

بھي قی کي حامد کا جي متلایا کیا پاني مونھ میں بھر بھر آیا مگر قی نہیں ھوئي میرا بھي یھي حال ھوا اور غفلت سي ھوگئي خدا خدا کرکے وہ رستہ طی ھوا کنارہ آیا تورور میں اُترے اور ریل پر سوار ھوئے سات بجے کے قریب چیرنگ کراس استیشن واقع لندن میں اُترے *

پیرس سے اس طرف ملک کي اور انگور کي کاشت کي وہ کیفیت نہ تھي جو مارسلیس سے پیرس تک تھي اس تمام رستہ میں متعدد جگھہ پہاڑ کي بڑي بڑي نقبیں ملیں جن میں سے ریل گذرتي تھي اور بمبئي کے رستہ میں جو نقبیں دیکھي تھیں اُن سے بہت زیادہ بڑي بڑي تھیں رستہ میں بہت جگھہ پاني کھینچنے کے پمپ دیکھے جو ھوا سے چلتے تھے بلاشبھہ نہایت مفید چیز اور کم خرچ ھی اور ھندوستان کے لیئے بہت مفید معلوم ھوتے ھیں *

ھمارے ایجنٹ مسترز ھنري ایس کنگ اینڈ کو نے مستر استارر کو ریل کے استیشن پر بھیج رکھا تھا کہ ھمکو آرام سے ھوتل میں ٹھیراویں جس وقت ٹرین ٹھیري مستر استارر ھم سے ملے اور نہایت آرام سے ھمکو چیرنگ کراس ھوتل میں اُتارا *

ھمارا سفر لندن تک کا ختم ھوا اب میں ارادہ کرتا ھوں کہ اول کچھہ راے لکھوں نسبت سفر متعصب یا نیم ھندو مسلمانوں اور اپنے ھموطن بھائیوں ھندوؤں کے کہ وہ کس طرح یہہ سفر کر سکتے ھیں اُس کے بعد لندن کا جو حال پیش آتا جاویگا لکھتا جاؤنگا *

ایک اطلاع نسبت سفر متعصب یا اھل تقوی و ورع مسلمانوں اور ھندوستان کے ھندوؤں کے

جو طریقہ سفر کا ھمنے اختیار کیا اُس کي نسبت اُن مسلمانوں کو جنھوں نے ائمہ مجتھدین رضي الله تعالی عنھم اجمعین اور علماے اُمت کو جنکي سعي اور کوشش کا تحقیق مسائل دین میں تمام مسلمانوں پر بہت کچھہ احسان ھی بطور پیغمبر اور نبي صاحب الشریعة کے قبول کیا ھی اور اُن کے اقوال اور اجتھادات کو اگرچہ قولاً نہیں مگر فعلاً قرآن و حدیث سے بھي زیادہ واجب التسلیم مانا ھی جو میرے اعتقاد میں شرک في النبوة ھی بہت بڑا اعتراض یہہ ھی کہ میںنے یہہ بات لکھي اور اس پر عمل بھي کیا کہ عیسائیوں کے ھاتھہ کے مارے ھوئے جانور کو جس طرح پر کہ اُن کے علما کے نزدیک مارنا درست ھو اور گو وہ طریقہ کیسا ھي ھمارے مذھب کے طریق ذبح سے مختلف یا متناقض ھو اور گو بموجب ھمارے اصول مذھب کے اُس پر ذبیحہ کا اطلاق ھي نہو سکتا ھو کھانا شرعاً درست ھی چنانچہ میںنے کہا بھي اور کیا بھي مگر میں افسوس کرتا ھوں کہ لوگوں نے اس پر غل تو بہت مچائي مگر کوئي ایسي بات جو کچھہ بھي التفات کے لایق ھو بیان نہیں کي

اور نه کسي کو اتني جرأت هوئي که "و طعام الذين اوتواالكتاب" میں جو تعمیم هی اُسکو قرآن میں سے نکال ڈالے اور حدیث مندرجه ذیل کو ابوداؤد میں سے مٹا دے ٭

عن ابن عباس قال الله تعالى فكلوا مما ذكراسم الله عليه و لا تاكلوا مما لم يذكراسم الله عليه فنسخ و استثنى من ذالك فقال و طعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم و طعامكم حل لهم (ابو داؤد باب ذبائح اهل كتاب) ٭

مگر هم اس جهگڑے کو چهوڑ دیتے هیں اور یهه بات عرض کرتے هیں که جهاز میں جو همنے انگریزوں کے هاتهه کا ذبح کیا هوا یا گردن مروڑي هوئي مرغي و کبوتر کهایا یهه امر اضطراري نه تها بلکه اختیاري تها پس همارے مسلمان بهائي متعصب (نهیں نهیں اهل تقوی و ورع) اگر اُس کو ناجایز سمجهتے هیں تو اُن کو اختیار هي که اُسکو نه کهاویں مگر اُن کو جهاز میں نه کچهه تکلیف هوگي نه کچهه زیاده خرچ دینا پڑیگا زنده مرغیاں جهاز میں کپتان جهاز کي طرف سے بلا قیمت بعوض اُس قیمت کے جو اول کهانے کي دي هی مل سکتي هیں چنانچه همنے بهي ایک آده دفعه لي اور چهجو سے هندوستاني طریق پر قورما پکوایا مچهلیاں اور انڈے برابر مل سکتے هیں اور خود بهي رکهه سکتے هیں عدن میں سوئیز میں اسکندریه میں سب جگهه مل سکتي هیں بمبئي سے سوئیز تک بهت سے خلاصي مسلمان هوتے هیں اُن کو ایک بهیڑ نهایت عمده ملتي هی وه خود ذبح کرتے هیں اور اُس میں سے بهي گوشت مل سکتا هی وه ایسے خلیق هوتے هیں که بلا قیمت بهي دیدیتے هیں اور اگر قیمت لیکر دیں تو بهي کچهه مشکل و دقت نهیں هی پس یهه تصور کرنا نهیں چاهیئے که بغیر اُس طریقه کے جو همنے اختیار کیا لندن کا سفر هو هي نهیں سکتا ٭

میں نهیں خیال کرسکتا که جو متعصب لوگ انگریزوں کے ساتهه کهانا ناجائز سمجهتے هیں وه جهاز میں بهي اُسکے جواز کے قایل نهیں هیں کیونکه میرے سامنے هندوستان میں جسقدر بحث هوئي تهي اسکا نتیجه یهه تها که کبهي کبهي ساتهه کهالینا درست هی اور اسلیئے میں سمجهتا هوں که اتفاقیه جهاز میں جمع هو جانا اور چند روز سفر کرلینا اُسي کبهي کبهي میں داخل هی لیکن اگر یهه بهي اُنکے مرغوب خاطر نهو تو وه علحده اپنے کیبن میں بهي منگاکر کهاسکتے هیں پس کیسا هي متعصب هو وه اپنے بد تعصب کو سفر لندن میں بدستور قایم رکهه سکتا هی ٭

اب همکو اپنے شیعه بهائیوں کي نسبت غور کرني چاهیئے وه قرآن مجید کي اس آیت سے که "انما المشركون نجس مشركين" میں نجاست ظاهري سمجهتے هیں اور اُنکے جامه اور بدن کو مثل اور نجس چیزوں کے نجس جانتے هیں اور گو مشرکین کتنا هي پاک صاف اور بهي دهوئیں نجس هي رهتے هیں بلکه تر هونے سے زیاده نجس هو جاتے هیں اور اگرچه هم سنیوں کا یهه اعتقاد نهیں هی هم کسي انسان کو اور کسي انسان کے جهوٹے کو

نجس نهیں سمجھنے لیکن اگر هم اس میں کچھه بحث نکریں اور اس آیت کے یهي معني رهنے دیں جو همارے شیعه بهائي لیتے هیں تو بهي همکو یهه بحث باقي رهتي هی که قرآن مجید میں جن لوگوں پر مشرک کے لفظ کا اطلاق آیا هی اُنهی لوگوں میں اس قسم کي نجاست پائي جاویگي نه اَوَر لوگوں میں پس اب همکو بتاؤ که قرآن مجید میں یهودیوں اور عیسائیوں پر کس جگهه خدا نے مشرکین کے لفظ کا اطلاق کیا هی بلکه اُنکو مشرکین سے مستثنی کیا هی جهاں مشرکات سے نکاح کرنا منع اور کتابیات سے درست فرمایا هی مگر همارے شیعه بهائیوں کے هاں ایک یهه آفت هی که مجتهدالعصر والزمان نے جو کهدیا اُس میں کچھه عذر نهیں هوسکتا اور نه اُسکے برخلاف کچھه کها جاسکتا هی اس لیئے هم بهي کچھه عذر نهیں کرتے اور پکے شیعه بنکر اپنے شیعه بهائیوں کے سفر کي نسبت لکهتے هیں ٭

سب سے بڑي آسان حکمت تو یهه هی که همارے شیعه بهائیوں کے هاں یهه مسئله مسلم و مفتی به هی که جب کوئي مسلمان کوئي چیز پخته یا غیر پخته لاکر دیوے تو اُس کي یهه تفتیش که کهاں سے لایا اور کس سے لایا ضرور نهیں هی بے پوچهے کهالے پس اُن کو چاهیئے که ایک دوست یا خدمت گار سني مذهب کا لے لیں وه سب چیزیں جهاز میں اُن کو لاکر دیگا عذاب ثواب اُس کي گردن پر وه بے پوچهے چین سے کهایا پیا کریں اور کچھه تکلیف نه اُٹهاویں یا جب تک جهاز میں رهیں بلحاظ ضرورت اباحت پر کام فرماویں اور اگر ایسا منظور نهو تو بموجب مسئله شرعي کے بهي اُن کو کچھه تکلیف نهوگي سب سے مقدم چیز پاني هی تو جهاز میں پاني کا یهه حال هی که نهانے کے لیئے پاني بذریعه پمپ کے سمندر میں سے آتا هی اور ایک حوض میں جو قلتین سے بهت بڑا هی جمع هوتا هی وهاں سے نهانے کے کمره میں بذریعه نل کے پهونچ جاتا هی پس اُس میں کچھه شبهه کي جگهه نهیں هی پینے کا پاني اس طرح پر بنتا هی که دهوئیں کي کل میں جو پاني بذریعه پمپ کے سمندر سے آتا هی وه جوش هوتا هی اور بطور عرق کے ایک جگهه کهنچ کر جمع هوتا هی اور نهایت عمده میٹها پاني بن جاتا هی اور بذریعه ٹونٹي کي ذات هلانے کے دوسرے برتن میں بهر لیا جاتا هی پس همارے شیعه بهائي بهي اسي طرح پي سکتے هیں اور میں سمجهتا هوں که اس طرح کرنے میں اُن کے نزدیک بهي کچھه هرج نهیں هی کهانا وه خود پکا لے سکتے هیں آٹا اور ترکاري اور گوشت مسلمان کا حلال کیا هوا یا زنده مرغي جهاز میں اُن کو بخوبي مل سکتي هی پس یهه سب کام اپنے آپ کرنے میں جو کچھه مشکل هو سو هو الا اس کے سوا اَوَر کوئي بات دقت یا مشکل کي نهیں هی مارسلیس سے لندن تک پهنچنے میں بهي اسي طرح سب کام کرنے هونگے که گویا اب تک جهاز هي میں هیں ٭

ہمارے ہموطن ہندو بھائیوں کو کسي قدر اس سے زیادہ تکلیف آنہاني ہوگي میں نہیں جانتا کہ جو حالت پاني دستیاب ہونے کي میں نے اوپر بیان کي ایسي حالت میں وہ پاني ہندو بھي استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں ہندوستان میں جو لوگ ہندوں کي ترقي کے خواہاں ہیں وہ اس مسئلہ کي تحقیقات کرینگے اگر وہ پاني قابل استعمال کے ہو تو بلاشبہہ نہایت بڑي مہم اُنہوں نے فتح کرلي اور اگر نہو تو اُنکو ایک مہینے تک کا پاني اپنے ساتھہ تانبے کے پیپوں میں جو کاٹ کے صندوق میں رکھے جاویں بھر لینا ہوگا اور ایسے طور پر بند کرنا ہوگا کہ اگر کوئي دوسرا شخص اُس صندوق کو چھو لے تو پاني ناقابل استعمال نہو جاوے ہندوؤں کو جہاز میں چوکا کر کر کہانا پکانا غیر ممکن ہی بمبئي سے چلکر سات روز بعد عدن میں جہاز تہرتا ہی اکثر سارے دن تہر جاتا ہی مگر کبھي چند گہنٹہ کے سوا نہیں تہرتا پس اسبات پر کہ عدن میں کہانا پکا لیا جاویگا بھروسا نہیں ہوسکتا سات دن بعد جہاز سوئیز میں پہونچتا ہی وہاں بھي مسافروں کے تہرنے کا ویسا ہي حال ہی جیسا عدن میں ہی وہاں سے چلکر سات آتھہ دن میں مارسلیس پہونچتے ہیں اب جہاز سے کچھہ کام نہیں رہا وہاں سے ریل ہی چلنا اور تہرنا اپنا اختیاري کام ہی وہاں بخوبي سب چیز پک سکتي ہی اگرچہ شہر میں میونیسپل کمشنر چوکا کرنے اور پکانے کے ضرور مانع ہونگے لیکن میدان میں جاکر سب کچھہ ہوسکتا ہی لیکن وہاں بھي اس طرح سے کہانا چوکا کر کر پکاتے ہوئے دیکھہ کر ہزاروں آدمي تماشہ کو جمع ہوجاوینگے نہ پولیس کي سنینگے نہ میونیسپل کمشنروں کي مانینگے پس میرے نزدیک صلاح یہہ ہی کہ وہاں بھي کچھہ پکانے کا قصد نہ کیا جاوے دو دن اور صبر ہو اور لندن میں پہنچ کر جو چاہو سو کرو پس حساب سے پچیس روز کا کہانا ہندوستان کا پکا ہوا مثل پوري کچوري مٹھائي بالو شاهي دال موت کے رکھہ لیني چاہیئے اور یہہ بات کچھہ مشکل نہیں ہی پس اگر کوئي ہندو ذرا ہمت کرے اور کچھہ سختي بھي اپنے پر گوارا کرے تو وہ بخوبي یورپ کا سفر کرسکتا ہی اور کوئي بات بھي برخلاف اُس کے مذہب اور اعتقاد کے اُس کو پیش نہیں آتي خدا ہمارے ہموطن بھائي ہندوؤں کو بھي توفیق دے کہ وہ اپنے ملک سے قدم باہر نکالیں اور دنیا کا تماشا اور خدا کي قدرت کا کارخانہ دیکھیں اور شایستگي و سویلیزیشن کي روشني سے روشن ضمیر ہوں وما علینا الاالبلاغ *

لندن کے سیاح کو مفصل میں جانا اور انگلستان کے قصبوں اور گانؤں اور کھیتوں کو دیکھنا اور گنواروں کي طرز زندگي بسر کرنے سے واقف ہونا اور جو متمول لوگ مفصل میں اپنے رہنے کے مکانات بناتے ہیں اور جس طرح پر اپني زندگي بسر کرتے ہیں اُس سے بھي واقف ہونا نہایت ضرور ہي مگر ہم افسوس کرتے ہیں کہ ابھي تک ہمکو یہہ موقع نہیں ملا مگر بسبب ایک خاص ضرورت کے ہم کو کلفٹن اور برسٹل جانے کا اتفاق ہوا جس کا حال ہم اب بیان کرتے ہیں*

ہمارے نہایت شفیق اور عزیز دوست جان ہالیت بٹن صاحب بہادر سابق کمشنر آگرہ ڈویزنس سے جہاں وہ اب رہتے ہیں چند ہفتہ کے لیئے کلفٹن میں جو برسٹل کے پاس ہی تشریف لائے تھے ہم بکم مارچ سنہ ۱۸۷۰ ع کو سوا دس بجے دن کے اُن سے ملنے کے لیئے یہاں سے روانہ ہوئے پیڈنگٹن ریلوے اسٹیشن پر جاکر ٹکٹ لیئے اور روانہ ہوئے *

برسٹل لندن سے جانب غرب ایک سو اتھارہ میل دور ہی اور برسٹل سے کلفٹن تین میل کے فاصلہ پر ہی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ملا ہوا ہی برسٹل میں ریل کا اسٹیشن ہی اور وہاں کیپ اور آمنی بس مسافروں کے ہر طرف اور ہر جگہہ پہونچانے کو موجود رہتے ہیں غرض کہ ہم ساڑھے تین بجے برسٹل کے اسٹیشن پر پہونچے اور وہاں سے کیپ کرایہ کر کلفٹن کی ہوٹل میں اُترے اگرچہ جناب بٹن صاحب نے ہمکو لکھا تھا کہ تمہارے لیئے اُسی مکان میں جس میں میں رہتا ہوں میں نے تین بیڈ روم درست کرالیئے ہیں مگر ہم نے اُنکو لکھا تھا کہ آپ تکلیف نفرماویں کیونکہ آپ بھی وہاں مسافر ہیں اور ہوٹل میں بہت زیادہ آرام سے رہنا متصور ہی *

جب کہ ہم کلفٹن ہوٹل پر اُترے تو ہمکو معلوم ہوا کہ جناب مسٹر بٹن صاحب ہم سے چند گھنٹہ پہلے ہوٹل میں تشریف لائے تھے اور ہمارے لیئے کمرے پسند کر گئے ہیں چنانچہ ہم ہوٹل میں داخل ہوئے وہاں کے منیجر نے تین بیڈ روم جو نہایت آراستہ تھے اور ایک ڈرائنگ روم یعنی بیٹھنے کا کمرہ جو نہایت صفائی اور خوبی سے آراستہ تھا نفیس نفیس کرسیاں اور میزیں اور قد آدم آئینے اور جہاز گیاس کی روشنی کے لگے ہوئے تھے اُترنے کو بتا دیا جس خوبی اور خوش سلیقگی اور انتظام اور صفائی سے وہ مسافروں کی سرائے آراستہ تھی ہندوستان کے کسی نواب صاحب یا راجہ صاحب کے اجلاس و دربار کا بھی مکان آراستہ نہیں دیکھا (چپ چپ ایسا مت کہو ہندوستان کے لوگ ناراض ہونگے) ہوٹل کے منیجر نے ایک خاص نوکر ہمارے کھانا کھلانے وغیرہ کار و بار کو معین کیا اگرچہ وہ خدمت گار تھا مگر میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ مجھہ سے زیادہ سویلائزڈ تھا اُسکا ادب اور لیاقت نہایت عمدہ تھی چند منٹ نہیں گذرے تھے کہ جناب مسٹر بٹن صاحب ہوٹل میں تشریف لائے اُنکو ہمارے ملنے سے اور ہمکو اُنکے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہی بٹن صاحب حامد و محمود کو دیکھہ کر نہایت خوش ہوئے اور تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی بات چیت کر کر اُٹھے اور کہا کہ رات کو ڈنر ہمارے ساتھہ ہوگا اور مسس بٹن تم سے ملنے میں نہایت خوش ہونگی *

رات کو ہم تینوں آدمی مسٹر بٹن صاحب کے ہاں گئے اور حقیقت میں میم صاحبہ ہمسے ملکر نہایت خوش ہوئیں میں نے کہا آپ بتائیئے اِن میں حامد کون ہی اور

مخصوص کورن مگر اُنہوں نے دونوں کو بخوبي پہچان لیا اگرچہ اُنہوں نے اُنکو چھوٹي عمر میں دیکھا تھا هم سب نے وهاں نہایت خوشي سے کھانا کھایا اور گیارہ بجے تک باتیں کرتے رهے سیں تهفک سوسئیتي کا اور اُس کے آنریري سکرتري راجه جیکشن داس بہادر کا بہت حال پوچھتے رهے میں نے سب حال کہا اور یہه بھي کہا که راجه صاحب کو سکرتو کہنا اُنکي حق تلفي هی بلکه اُنکو سپوئراف دي سوسئیتي کہنا چاهیئے ان سب باتوں کے بعد هم هوتل میں چلے آئے اور سو رهے *

برستل میں جناب سرایدورد استریچي صاحب بھي آئے هوئے تھے دوسري مارچ کو هم تینوں شخص اور جناب بتن صاحب اُنکي ملاقات کے لیئے داکتراسمنڈ صاحب کے گھر جہاں وہ ٹہرے هوئے تھے گئے لیڈي استریچي اور سر ادورد استریچي صاحب نہایت مہرباني سے پیش آئے اور جناب مستر بتن صاحب اور جناب آنریبل جان استریچي صاحبؓ کے سبب سے اُنہوں نے هم پر ایسي مہرباني فرمائي جیسي کوئي قدیم ملاقاتي سے کرتا هی* لیڈي استریچي اور سر ایدورد استریچي صاحب نے فرمایا که ذرا موسم اچھا هوجاوے اور درخت هرے اور پھول کھل جاویں تو هم تمکو ستن کوت (یہه ایک جگهه دارالریاست سر ایدورد استریچي کي هی) آنے کي تکلیف دینگے میں نے اُنکي اِس مہرباني کا بہت بہت شکر ادا کیا لیڈي صاحبه نے هم سب کو چاء پلائي اور بہت دیر تک هر طرح کي خوشي و فرحت آمیز باتیں هوتي رهیں *

اس کے بعد هم تینوں شخص اور جناب بتن صاحب اور اُنکي میم صاحبه رخصت هوکر کنارہ پہاڑ کي سیر کرتے هوئے جنرل سر ابراهیم رابرتس صاحب - کے - سي - بي - کے گھر اُن سے اور لیڈي رابرتس سے یعني اُنکي میم صاحبه سے ملنے کو آئے یہه لیڈي صاحبه نہایت قریب رشته مند جناب مستر بتن صاحب کي هیں وہ دونوں ایسي مہرباني سے پیش آئے جسکا بیان نہیں هوسکتا اور جنرل صاحب تو هم لوگوں کو دیکھه کر ایسے خوش هوئے که کچھه کہا نہیں جاسکتا اِن جنرل صاحب کو تمام هندوستان بسبب اُن معرکوں کے جو اُن سے کابل اور غزنین کي لڑائیوں میں هوئے هیں بخوبي جانتا هوگا نہایت سچے بہادر آدمي هیں اور پٹھانوں کي صرف اُن کے بہادر هونے کے سبب نہایت تعریف کرتے هیں بلکه میں دیکھتا هوں که پٹھانوں سے محبت رکھتے هیں اگرچه ضعیف هوگئے هیں الا چستي و چالاکي اور سپاهیانه پن ویسا هي جوان هی اُردو زبان مطلق نہیں بھولے نہایت صاف اُردو میں بلکه بعض بعض دفعه فارسي لفظوں میں بات چیت کرتے تھے رخصت هوتے وقت لیڈي صاحبه نے همسے فرمایا که کل بعد دو پہر کے چاء همارے ساتھه پینا همنے نہایت شکر کیا اور رخصت هو آئے رات کو پھر بدستور ڈنر مستر بتن صاحب کے هاں کھایا اور هندوستان کے انگلستان کے اور اور بہت سے ذکر اذکار نہایت خوشي سے رهے *

تیسري مارچ کو جناب سر ایڈورڈ اسٹریچي اور جناب مسٹر بٹن صاحب گیارہ بجے هوٹل میں همسے ملنے کو تشریف لائے اور ایسي عنایت و اشفاق سے سر اڈورڈ اسٹریچي صاحب ملے که مجھکو بے اختیار اُنکي صورت سے اور اُنکے اشفاق و عنایت سے آنریبل جان اسٹریچي صاحب یاد آتے تھے اِن دونوں بھائیوں کي صورت ایسي ملتي هی که بے تہے آدمي جان سکتا هی ٭

ایک بجے هم تینوں شخص اور جناب بٹن صاحب اور اُنکي میم صاحبه ایک گاڑي میں سوار هوکر سر ولیم میلز کے مکان ورمنه کي سیر کو گئے جسکا حال میں الگ بیان کرونگا اور وهاں سے مراجعت کر کر جنرل صاحب کے هاں آئے اور چاہ پي اور بتہاؤوں کي تصویریں دیکھیں اور خوب باتیں ادھر اُدھر کي کیں اور اُنسے اور لیڈي صاحبه سے رخصت هوکر چلے آئے رات کو پھر بدستور جناب مسٹر بٹن صاحب کے ساتھہ ڈنر کھایا اور گیارہ بجے تک جلسه رها ٭

چوتھي مارچ کو گیارہ بجے هم تینوں شخص جناب بٹن صاحب کے گھر گئے اور وهاں تھوڑي دیر بیٹھے رهے اور اُنسے اور جناب میم صاحبه سے رخصت هوکر ریلوے اسٹیشن پر آئے اور قریب پانچ بجے کے لندن میں آپہونچے ٭

برسٹل ایک مشهور شهر انگلستان کا هی دریاے ایون کے مہانه پر واقع هی اِسکے نیچے اسقدر عمیق پاني هی که اسٹیمر شهر کے کنارہ تک چلے آتے هیں جس سے سوداگري کو بہت فائدہ هی ایک لاکھه چون هزار آدمیوں کي آبادي هی تیئیس هزار پانسو نوہ گھر آباد هیں اور مع کلفٹن کے تیئیس اسکول هیں اور نو خیرات خانے اور دس بنک اور قریب چالیس کے عام لوگوں کے لیئے مکانات هیں ٭

برسٹل اور کلفٹن دونوں چھوٹے چھوٹے پہاڑوں پر آباد هیں اُنکي فضا نهایت دلچسپ اور بهت هي خوبصورت هی آب و هوا بھي نهایت عمدہ هی مشهور هی که تمام انگلستان میں نهایت خوبصورت خوشنما اور خوش آب و هوا یهه ٹکرہ هی ٭

اگرچه هر ایک جگهه یهاں کي نهایت دلچسپ هی مگر چار چیزیں ذکر کرنے کے ضرور لایق هیں چنانچه هم اُن چاروں کا بیان کرتے هیں ٭

لٹکوان آهني پل کلفٹن کا

اس پل کو دیکھه کر خدا کي قدرت اور علم و فن کي قوت کا دل پر نهایت اثر هوتا هی اور اُسي کے ساتھه اُس قوم کي عزت اور قدر و منزلت اور عظمت اور شوکت دل میں بیٹھتي هی جس نے ایسے ایسے عمدہ اور عجیب و غریب کام دنیا میں کیئے هیں اور جب یهه خیال هوتا هی که یهه کام جس کا انجام دینا شاید ایک بادشاہ کي قوت سے بھي خارج

ہا صرف رعایا کي همت اور سخاوت اور علم و هنر سے انجام پایا هی تو أس قوم کي اور بهي زیادہ قدر و منزلت دل میں نقش پذیر هوتي هی اور جب یہہ خیال آتا هی کہ یہہ پل نہ کسي بادشاہ کا قلعہ هی نہ کسي امیر کا محل نہ کسي کے باپ دادے کا مقبرہ نہ کسي راجہ بابو کي چھتري بلکہ صرف رفاہ عام کے لیئے بنایا گیا هی تو کیا کچھہ اثر دیکھنے والے کے دل پر هوتا هوگا خصوصاً أس بد بخت هندوستاني پر جو اپنے ملک کي بهبودي کا جوش رکھتا هو اور أسي کے عوض اپنے هموطنوں کي سختي سہتا هو اور اپنے هموطنوں کو خود غرضي اور نفس پروري اور حسد اور تعصب کے دریا میں ڈوبا هوا یقین کرتا هو ‎*

کلفٹن کے نیچے پہاڑوں کي گھاٹي کے بیچ میں دریاے ایون بہتا هی جو تھوڑي دور پر جاکر سمندر میں گرتا هی اور سمندر کي جزر و مد سے صبح کو بہت چڑھا هوا هوتا هی اور اخیر دن کو أتر جاتا هی مگر اتنا بڑا دریا هی کہ أس میں اسٹیمر چلتا هی أس دریا پر یہہ پل بندھا هوا هی یہہ پل اپني اونچائي اور لمبائي دونوں میں بے نظیر اور مشہور هی پاني کي سطح سے پل کي پٹري جس پر رستہ چلتا هی اور آدمي اور گاڑي چھکڑے پھرتے هیں ۲۳۰ فیٹ اونچي هی اور وہ حصہ پل کا جو دریا پر معلق لٹکرھا هی اور جس کے نیچے پاني بہتا هی سات سو فیٹ لمبا هی اور علاوہ أسکے دو دو سو فیٹ لمبے أس کے إدھر أدھر کے سرے لوھے کے بنے هوئے هیں جس سے کل لمبان پل کے قریب گیارہ سو فیٹ کي هی اور جو کہ وہ لٹکواں پل هی اس لیئے کوئي دریا محراب یا پایہ أس کے بیچ میں نہیں هی بلکہ صرف سات سو فیٹ چوڑا ایک در هی ‎*

یہہ پل اس طرحپر بنا هی کہ سنہ ۱۷۵۳ ع میں مسٹر وک صاحب شراب کے سوداگر نے مرتے وقت دس هزار روپیہ دیا تھا اس مطلب سے کہ اس دریا پر کوئي پل بنانے میں صرف کیا جاوے وہ روپیہ تجارت وغیرہ کے کام میں لگتا رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۸۳۳ ع میں أس کا نفع جمع هوتے هوتے وہ دس هزار روپیہ آسي هزار هوگیا مگر سنہ ۱۸۳۱ ع میں تمام برسٹل اور کلفٹن کے لوگوں نے آپس میں صلاح کي کہ مسٹروک جو ایک نیک إرادہ کر گئے تھے اب أسکو پورا کردینا چاهیئے اور جسقدر اور روپیہ درکار هو أسکے لیئے چندہ کیا جارے چنانچہ چندہ کیا گیا اور وہ کام بھي شروع هوا اور لیڈي التن صاحبہ کے هاتھہ سے ۲۰ جون سنہ ۱۷۳۱ ع کو ایک طرف کے پایہ کي بنیاد کا پتھر رکھا گیا اور دوسري طرف کے پایہ کي بنیاد کا پتھر ۲۷ اگست سنہ ۱۸۳۶ ع مارکوئیس آف نارتھمٹن کے هاتھہ سے رکھا گیا اور مسٹر آئي کے برونل أس کے بنانے کے لیئے انجنیر مقرر هوئے ‎*

مسٹروک صاحب کے سرمایہ سے آسي هزار روپیہ جمع هوا تھا اور تین لاکھہ ستر هزار روپیہ چندہ سے جمع هوا جس کا کل روپیہ چار لاکھہ پچاس هزار هوا یہہ کل روپیہ صرف

زمین کے مول لینے اور پاؤں کے کنؤں کے گلانے اور پائے بنانے اور کچھہ لوھا خریدنے میں خرچ ھوگیا اور سنه ۱۸۳۹ ع میں اُس کا کام بند ھوگیا *

سنه ۱۸۶۰ ع میں لندن کے سول انجنیر انسٹیٹیوٹ کے ممبروں نے کہا که همارے مستر آئي کے برونل نے جو انجنیري کا ایک کام شروع کیا تھا جو پورا نہیں هوا اس سبب سے انجنیري کے پیشه کو داغ لگتا هی بہتر هی که هم لوگ اُس کام کو پورا کردیں اس میں ایک تو همارے دوست مستر برونل کي یادگاري بھي هو جاویگي اور همارے پیشه پر جو بٹه آتا هی وہ بھي رفع هو جاویگا *

اس ارادہ سے اُن لوگوں نے اپني ایک کمپنی بنائي اور جو لوگ که پہلے اُس پل کو بنا رهے تھے اُن سے وہ ادھورا پل معه تمام اسباب کے بیس هزار روپیه کو خرید لیا اور شیئر یعني حصے جاري کیئے گئے چنانچه بہت لوگ حصه دار هو گئے اور تین لاکھه پچاس هزار روپیه حصه داروں کا جمع هوا جو اُسکے بنانے کے لیئے کافي تھا *

اُسي زمانه میں تیمز دریا کا ایک آهني لنکواں پل اُتارا جاتا تھا اسلیئے که وهاں ریل کے لیئے پل بنانا منظور تھا اس کمپني نے وہ تمام پل اور اُس کا سامان خرید لیا اور مستر هاک شاپ انجنیر مقرر هوئے اُنھوں نے یہه پل بقاعدہ طیار کردیا جو آٹھویں دسمبر سنه ۱۸۶۴ ع کو کھولا گیا *

اب یہه پل اُس کمپني کي مالیت هی اور اس لیئے تھوڑا سا محصول آمد و رفت کا اُس پر لگایا گیا هی اور وہ بیس هزار روپیه قیمت کا جو کمپني سے لیا گیا هی جمع هی اور تجارت وغیرہ میں لگ رها هی جب وہ اسقدر هو جاویگا که اِس کمپني کا روپیه ادا کرسکے تو اُسي وقت کمپني سے یہه پل مول لیلیا جاویگا اور پھر کچھه محصول اس کي آمد و رفت پر نه رهیگا *

اب میں اپنے هموطنوں سے نہایت دست بسته اور ادب سے پوچھتا هوں که یہه لوگ آدمي هیں یا هم جو صرف حیوانوں کي طرح اپني خود غرضي میں مبتلا هیں اور پھر صاحب همت ایسے هیں که هر ایک کام میں کہتے هیں که گورنمنٹ بندوبست کردے لڑکیوں کے پڑھانے کا بھي گورنمنٹ بندوبست کرے لڑکوں کے پڑھانے کا بھي گورنمنٹ کرے اُن کو اُن کا مذهب سکھانے کا بھي گورنمنٹ هي بندوبست کرے افسوس صد افسوس هزار افسوس حقیقت میں ڈوب مرنے کي جگهه هی هم اس قابل بھي نہیں هیں که کسي تربیت یافته ملک کے لوگوں کو اپنا منهه بھي دکھلاویں *

یہه پل نہایت خوشنما هی پل کے اوپر پھرنے سے گھاٹي کي خوبصورتي اور پہاڑوں کي اونچان نیچان جو نہایت هري گھانس سے زمرد کي طرح پر سبز هیں اور اُن پر خوبصورت خوبصورت درختوںکا اوگا هوا هونا اور نیچے دریا کا بہتا هوا دکھائي دینا اور اُس میں اسٹیمروں

اور کشتیوں کا چلنا اور فرحت بخش ہوا ایسی اچھی معلوم ہوتی ہی جس کا بیان انسان کی طاقت سے باہر ہی دریا کے کنارہ پر سے وہ پل پل نہیں معلوم ہوتا بلکہ ایک کہکشان دکہائی دیتی ہی جس سے آسمان کو رونق ہوگئی ہی میں کئی دفعہ اس پل پر گیا اور ٹہلتا رہا اور سیر کرتا رہا *

لنگر گاہ اسٹیمروں و جہازوں کا برسٹل میں

وہ ٹکڑا پانی کا جو شہر کے اندر گہس آیا ہی نہایت خوبصورت ہی اُس کے کنارہ پر مکانات بنے ہوئے ہیں اور جہاز شہر کے اندر چلے آتے ہیں وہیں سے اسباب لدتا ہی اور مسافر وہاں سے سوار ہوکر اور اطلانٹک سمندر میں ہوکر امریکا کو جاتے ہیں یہاں جہازوں کا آنا جانا کہڑے رہنا نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہی *

رصد خانہ کوہ سینٹ و نسینٹ کلفٹن میں

اُسی پل کے قریب جس کا ہمنے ذکر کیا ایک چہوٹا سا پہاڑ ہی بہت اونچا نہیں ہی مگر خوبصورت اور خوش قطع ہی اُسپر سے کلفٹن اور اُس کا جنگل اور پہاڑ بہت خوبصورتی سے دکہائی دیتے ہیں وہاں ایک رصد خانہ مسٹر وسٹ کی ملکیت ہی چند دوربینیں پرانی سڑی خراب اور چند اوزار آلے رکہے ہوئے ہیں اور سب چیز نہایت خراب اور بے مرمت ہی اُس کی چہت پر ایک کمرہ بنا ہوا ہی اور اُس کی چہت کے بیچوں بیچ میں ایک شیشہ لگا ہوا ہی جو چاروں طرف پہرتا ہی جس طرف اُس کو پہیر دیتے ہیں اُس طرف کے تمام مکانات اور دریا اور درخت اور جنگل اور آدمیوں کی تصویر کمرہ میں آکر بن جاتی ہی اور تمام آدمی چلتے پہرتے معلوم ہوتے ہیں یہاں تک کہ پہچانے جا سکتے ہیں چنانچہ اتفاقاً اُس شیشہ کو جو ایک طرف پہیرا اُس طرف ایک سڑک پر ایک شخص اسکاچ چلا جاتا تہا جس کو ہم جانتے تہے بمجرد اُس کی تصویر کمرہ میں آنے کے ہمنے پہچان لیا کہ فلاں شخص چلا جاتا ہی *

اُسی کے پاس ایک اَور چہوٹا کمرہ ہی اُس میں جو شیشہ ہی وہ حرکت نہیں کرتا مگر بڑی تصویر اور متصل دکہاتا ہی آدمی کی تصویر تخمیناً دو فٹ کی دکہائی دیتی ہی *

کمرہ کے باہر جو شخص اُس شیشہ کے مقابلہ میں جا کہڑا ہو یا لوگ جو رستہ چلتے ہیں اُس شیشہ کے مقابلہ میں آجاتے ہیں اُن کی تصویر کمرہ میں بن جاتی ہی خوبی یہہ ہی کہ بدن کا اور کپڑوں کا رنگ بہی بالکل ویسا ہی ہوتا ہی جیسا کہ اصلی کا ہی *

همکو یقین هی که اگر هم اپنے ملک کے کسي بڑے قبلہ و کعبہ جناب مولوي صاحب سے اِس کا سبب پوچهینگے تو ایک لفظ منهہ سے نهیں نکلنے کا مگر اُمید هی کہ شاید اس بات کو سنکر همارے زمانہ کے علماء اور فلسفي اور منطقي ضرور شرم کرینگے کہ یہہ تمام کارخانہ ایک عورت کے سپرد هی اور جسقدر آلات کہ اب اُس میں موجود هیں اور جو جو عمل اِس سے هوسکتے هیں وہ عورت کرکے دکهاتي هی میں دو دفعہ اُس میں گیا اور اُس عورت نے سب کام کرکر دکهایا مجهکو تو اپني سفید ڈهاڑي پر اُس عورت کے سامنے شرم آئي مگر افسوس هی کہ همارے هموطنوں کو شرم بهي نهیں آتي اور جب سچي بات اُنکو لکهي جاتي هی تو اُلٹا برا کهنے اور الزام دینے کو موجود هیں اور مهذب مهذب آوازیں سناتے هیں ●

اِسي پهاڑ میں ایک غار هی نوہ فیٹ گهرا اور اخیر میں کچهہ کچهہ چوڑي جگهہ هی اور یہہ اِس قسم کے غار هیں جہاں اگلے زمانہ میں عیسائي درویش بیٹهہ کر عبادت کیا کرتے تهے اور شاید اِسي سبب سے یہہ پهاڑ سینٹ ونسینٹ کے نام سے مشهور هی ●

مکان سر ولیم میلز کا قریب کلفٹن کے

یہاں کے امیروں اور متمول لوگوں کا یہہ دستور هی کہ اپني سکونت کے لیئے ایک مکان مفصل میں یا جنگل میں کسي عمدہ جگهہ پر بناتے هیں اور طرح طرح پر آراستہ رکهتے هیں اور اُس میں رهتے هیں اِسیطرح پر سر ولیم میلز نے جو ایک بڑے سوداگر هیں یہہ مکان اپنے لیئے بنایا هی ●

ایک نہایت وسیع احاطہ گهیرا هی شاید پندرہ بیس میل مربع کا هوگا اُسمیں هر قسم کے خوشنما درخت لگے هوئے هیں اور تمام احاطہ سر سبز و شاداب هی باغ کا جنگل کا سبزہ زار کا سب کا اُس میں لطف آتا هی چرند اور پرند جنکا شکار هوتا هی اُسمیں مثل جنگل کے میدان کے چهوٹے پهرتے هیں اور جب شکار کرنے کو دل چاهتا هی اُسي طرح اُنکا شکار هوتا هی جیسے جنگل کے جانوروں کا اُس میدان احاطہ کے بیچ میں ایک نہایت عمدہ نفیس عالیشان کوٹهي بني هوئي هی اُسکے کمرے ایسے آراستہ هیں کہ دیکهنے سے تعلق هی هر مقام پر پهولوں کي آراستگي ایسي خوشنما تهي کہ دلکو لبهائے لیتي تهي ایک وسیع کمرہ میں کتب خانہ آراستہ تها اور هر قسم کي کتابیں زرنگار جلدوں کي نفیس نفیس الماریوں میں رکهي هوئي تهیں اور سب سے شاندار اور خوبصورت یہہ کمرہ تها صاحب خانہ کا مشغلہ بعد ستہ ضروریہ کے کتابوں کا پڑهنا اور کچهہ تصنیف کرنا کوئي آرٹیکل لکهنا کوئي ایس سے - تصنیف کرنا تها دل بهلانے کے لیئے ایک کمرہ میں عمدہ عمدہ قسم کے باجے بهي تهے اور تمام میدان ریاضت بدني کے لیئے هر قسم کے سپاهیانہ هنر کو اکهاڑہ موجود

تھا اِن کمروں میں نہایت عمدہ اور نفیس اور بڑی بڑی تصویریں نامی آدمیوں اور مشہور واقعات کی زرین چوکھٹوں میں جا بجا لگی ہوئی تھیں اور تاریخانہ واقعات کو یاد دلاتی تھیں اور نیکی اور عمدہ اخلاق کا ہر وقت بن بولے سبق پڑھاتی تھیں ہمنے بخوبی تمام چیزوں کی سیر کی اور اِسبات کے خیال سے کہ ہمارے ملک کے متمول اور دولتمند لوگ کیسی بری طرح اور بد اخلاقی میں اور خراب عادتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور یہاں کے لوگ کیسی خوبی سے اپنی زندگی کو صرف کرتے ہیں دل جل کر کباب ہوگیا اب میں زیادہ اور کچھہ نہیں لکھہ سکتا کیونکہ مجھکو کانور نی مہیب آواز کا بڑا اندیشہ ہی اور مجھکو اپنے ملک کے نہایت لائق اور عالی طبیعت اور تربیت یافتہ و شایستہ لوگوں کا جو اپنا نظیر کسی کو نہیں سمجھتے برا مان جانے کا اندیشہ ہی *

فاعتبروا یا اولی الابصار

از مقام لندن ⎫ راقم ــــــــم
۱۱ مارچ سنه ۱۸۷۰ ع ⎭ سید احمد

شایستگی اہل ہند

اہل ہند کی شایستگی اور آسودگی کے لیئے کس قسم کے انشا پرداز اور کس قسم کی انشا پردازی اخباروں اور رسالوں اور کتابونکے لیئے درکار ہی

کسی ملک کے علم ادب کی خوبیوں اور نیکیوں کا اندازہ اور تخمینہ نہیں ہوسکتا جب تک یہہ نہ معلوم ہو کہ ملک کی گورنمنٹ نے اہل ملک کی ذہانت اور تصورات اور خیالات کو کس حد تک آزادی عطا کی ہی اور کس حد تک روک رکھا ہی — ایک زمانہ میں آریا یہاں فرماں روا رہے اُنکے پیچھے مسلمان حکمراں ہوئے اب انگریز بادشاہ ہیں — اول دو قوموں کی عہد سلطنت میں جیسی اہل ملک کی ذہانت اور خیالات کو آزادی تھی اُس کو سب جانتے ہیں — آریا کی قوموں نے تو یہاں تک آزادی کا قافیہ بند کر رکھا تھا کہ واقعات تاریخی کی نظم بھی موزوں نہ ہوسکی کیا کسیکا مقدور تھا کہ جو کچھہ گذرا ہو اُس کو سچ سچ لکھہ سکے — اہل اسلام کی عہد سلطنت میں گو یہہ قید ایسی سختی کے ساتھہ نہ تھی مگر کوئی عام رائے آزادانہ مہمات ملکی میں نہیں دے سکتا تھا اور دونوں کے زمانۂ سلطنت میں تہذیب اور شایستگی اور اخلاق میں بھی وہی مضامین لکھہ سکتا تھا کہ جہاں تک مذہب اجازت دیتا تھا اُس کے خلاف میں کوئی

زبان نه هلا سکتا تھا — اسلیئے همارے ملک کے علم ادب میں اس عالم کی واقعات کا ایسا ذکر نہیں هی جیسا که عالم خیالات کا بیان هی — سارا علم ادب اُن تصورات مصنوعی اور خیالات اختراعی سے بھرا پڑا هی جن کا مصداق نه خارج میں کبھی هوا نه کا اب هاں اس انگریزی عملداری میں همارے مبارک دن آئے هیں که ذهانت اور خیالات کو آزادی حاصل هی همارے دل و دماغ پر کوئی دربان پاسبان ایسا نہیں بیٹھا که وه همارے خیال کو باهر نکلنے نه دے اور اندر هی اندر گلا گھونٹ دے هاں اگر قید هی تو فقط اتنی که هم اپنی ذهانت اور عقل و فہم و خیال کو اَوروں کی مضرت اور نقصان میں کام میں نه لائیں یہه قید بھی آزادی سے زیاده سود مند هی — پس اب هم اپنے ملک کی شایستگی اور آراستگی اور آسودگی کے لیئے جو چاهیں سوچیں اور اُس کو بےباکانه اور آزادانه ایسا مشتہر کریں که خاص اور عام سب کو اُس پر اطلاع هو اور اُس کا اثر بھی اُن پر کچھه هو غرض همارے خیالات اور ذهانت پر کوئی روک اس گورنمنٹ میں پہلے سے نہیں هی که جو دانش آموز مرشد هادی هوں وه فقط گھر بار کی مسرت اور تمدن معاشرت کی برکت کا ذکر اُتنا هی کرسکیں جتنی مذهب اجازت دیتا هو — اس میں شک نہیں که بزرگ دانش آموزوں کے بیانات دید مذهب کے ساتھه نہایت پاکیزه اور بامزه هیں مگر وه همارے زمانه کے موافق نہیں اور جو امراض کے علاج اُنہوں نے لکھے هیں وه همارے زمانه کی آب و هوا هماری طبیعت اور مزاج کے لیئے سازگار نہیں هوئے دیتی بلکه اور بگاڑ پیدا کرتی هی *

اب هم اپنے ملک کی کتابوں پر جو شمار سے باهر هیں نظر ڈالتے هیں تو ایک انبار کا انبار مذهبی کتابوں کا هی اُن میں جو اصل کتابیں اور مول پستکیں هیں وه هماری زبان میں نہیں — اُن کے ترجمے اور تفاسیر اور شرحیں جو هماری زبان میں هیں وه ایسے تاریک اور باریک محاوروں میں هیں جنکو خواص سمجھه سکتے هیں عوام کی فہم سے اُنکا سمجھنا بہت دور هی — گو ان کتابوں کا انسان پر بڑا احسان یہه هی که اُنہوں نے بڑی بڑی برائیوں سے بچنے کی راه بتلائی اور بڑی بڑی نیکیوں کی راه پر چلنے کے لیئے رهنمائی کی اور جہاں سب کو جانا هی وهاں کا بیان خوب مفصل کیا هی خواه وه خیالی هو یا واقعی ایسے بیان کو انسان خوب کان لگاکر سنتا هی اسلیئے که جہاں جانے کا قصد انسان کا هوتا هی وهاں کا بیان وه بہت اشتیاق سے سنتا هی — مگر انسان کو اپنی زندگی میں بڑے بڑے بہلے کاموں کے کرنے کا اتفاق اتفاقاً هوتا هی اسلیئے یہه احکام مذهبی وهاں تو اپنا اثر دکہا سکتے هیں مگر یہه جو انسان کے روز مره کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں برے بھلے کاموں کے کرنے کی ضرورتیں زمانه کے موافق پڑتی هیں اُن میں اُن احکام کا اثر کچھه نہیں هوتا اور وه عوام کے دلوں پر اثر کرنے کے اندر کالعدم هوتے هیں اگرچه مہابھارت میں لکھا هو

نہ جو زبان خدا کا نام نہ لے وہ مینڈک هی جو برسات میں ٹراتا هی — جو هاتهہ دان نہ کرے وہ کاتهہ کا کرچها هی — جو کان نصیحت نہ سنے وہ سانپ اور بچهو کا بل هی — جو پیر جاترا کو نہ جائیں وہ درخت کا تنہ هی — جو آدمی خدا کا خیال نہ کرے وہ گهوڑا گدها هی — یا زندہ مردہ هی — اب ان تشبیہات کا اثر هندوؤں پر بهت کم دیکهنے میں آتا هی — همارے ملک کی سب قوموں کی مذهبی کتابوں میں لکها هوا هی کہ جهوٹ بولنا سب گناهوں کی جڑ هی جهوٹ بولنے والے پر خدا کی لعنت هوتی هی اور وہ جہنم میں ڈالا جائیگا — اب اس حکم مذهبی کا اثر هم پر بهت کم هی اُس کی تصدیق همارے کام کر رهے هیں — اور بتلا رهے هیں کہ یہہ حکم همکو جهوٹ بولنے سے باز نهیں رکهہ سکتا اگر وہ باز رکهہ سکتا تو هم ساری دنیا میں جهوٹے کیوں مشهور هوتے — کیوں اس ملک میں جهوٹ اسقدر رواج پاتا جسکا کچهہ ٹهکانا نهیں — اگر غور کرکے دیکهو تو اس جهوٹ کے سبب سے هم ایک دوسرے کی بات پر اسقدر کم اعتبار کرتے هیں کہ جهوٹ بولنے سے چنداں کچهہ نقصان نهیں هوتا اسلیئے کہ جهوٹ سے تو جب نقصان هو کہ هم اُس کو سچ جانیں — ایک میاں بزاز سے پوچهتے هیں کہ لالہ یہہ تین سکهہ روپیہ کا کتنے گز هوگے وہ کهیگا کہ اوروں کو تو چهہ آنے گز دیتا هی مگر آپکو پانچ آنے گز دونگا یہہ اُس کے جواب میں کهتا هی کہ اس سے اچها تین سکهہ فلانے بزاز کی دوکان پر تین آنے گز ملتا هی غرض نہ یہہ اُس کی بات کو سچ جانتا هی نہ وہ اس کی بات کو سچ سمجهتا هی — اب انشا پرداز کا یہہ کام هی کہ وہ اپنے ملک کی حالت پر غور کرکے یہہ سوچے کہ زمانہ نے کیوں همکو اتنا جهوٹ بولنے پر مجبور کر رکها هی اور همارے مذهبی حکم کو معزول و منسوخ کردیا هی کیوں لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے کام نهیں نکلتا — اُس سے همارے کیا کیا نقصان هوتے هیں — هم اس مجبوری کی قیدوں سے کیونکر آزاد هوسکتے هیں اور یوں آزاد هوکر کن فائدوں سے بهرہ مند هوسکتے هیں — غرض مذهبی کتابوں کے احکام همارے زمانہ کے موافق اس معاملہ میں نهیں هیں اس لیئے وہ اپنا اثر پورا پورا نهیں کرتے — اب اُس عاقل دانشمند فرزانہ انشا پرداز کا یہہ کام هی کہ ان مضامین کو اس طرح لکهے کہ کسی مذهبی حکم کی تعظیم اور تکریم میں فرق نہ آئے اور عوام کو اس بدکاری اور برائی سے نجات هو جائے — غرض جو کام واعظوں سے ممبر پر بیٹهہ کر سمجهانے سے نهیں هوسکتا وہ یہہ کردکهائے *

بعد مذهبی کتابوں کے هم دیکهتے هیں کہ علم اخلاق اور علم حکمت اور علم تصوف (جس کو هم ایک قسم کا فلسفہ خیال کرتے هیں) کی بهت سی کتابیں هیں — اُن کو بڑے بڑے زبردست صاحب کمال عالموں اور فاضلوں اور حکیموں نے خون جگر کهاکر لکها هی اور دلایل ساطع اور براهین قاطع کے ساتهہ بتلایا هی کہ انسان کے نفس کو کمال کس

طرح پیدا هوتا هی اور کیونکر وہ رذائل سے خالي اور فضائل سے معمور هوتا هی - نفس لوامه کي آفات سے اور نفس امارہ کي مہلکات سے نجات کے طریقے بتلائے هیں اور نفس مطمئنه کے پیدا کرنے کي راهیں دکهلائي هیں اور انسان کے قواء نفساني و بهیمي اور ملکي پر مباحث خوب خوب لکهے هیں - بے شک اُن کا اثر خواص پر هوتا هی مگر وہ سب ایسے دقیق محاوروں اور مشکل عبارتوں میں لکهے هیں که وہ عوام کي سمجهه میں نهیں آتے - بعض مسائل جو اُن کے ایسے دقیق اور مغلق هیں که وہ خود اُن کے مصنفوں کي سمجهه میں بهي شاید عمر بهر میں دو چار دفعه آئے هوں اور مختلف اوقات میں مختلف طرح سمجهے هونگے اس لیئے جب وہ اُن کو مختلف اوقات میں بیان کرتے هیں تو ایک اپني نئي طرز پر بیان کرتے هیں جس سے مختلف معني پیدا هوتے هیں - غرض یهه مسایل خواہ في نفسه کیسے هي عمدہ هوں مگر اُن سے هماري کارروائي اُن معاملات اور کاموں میں جو روزمرہ همکو اپني زندگاني میں پیش آتے هیں زمانه کے موافق نهیں هوسکتي - یهه کلیات ایسے جزئیات پر حاوي نهیں هیں که وہ هر زمانه میں کام آسکیں - اب انشا پرداز کا یهه کام هی که وہ یهه دیکهے که میرے ملک کے آدمیوں پر اُن کے قواء نفساني اور شهواني اور بهیمي کیا کیا عمل اپنے زمانه کي مجبوري سے کر رهے هیں اور کیا کیا اُن کے اوضاع و اطوار میں اپنا رنگ دکها رهے هیں پس اُن کو سمجهکر وہ مضامین عام فهم اور خاص پسند ایسے لکهے که وہ اُن قواء کے برے اثروں سے اُن کو بچائے - اب بعد ان کتابوں کے قوانین اور آئین ملکي کي کتابیں هیں اور ایسي کتابیں هیں که جن سے آزادانه راے دینے کا ملکه پیدا هوتا هی اُن کي تعداد هماري زبان میں بهت نهیں هی مگر قوانین ملکي تو بڑے بڑے جرموں سے انسان کو روک سکتے هیں - اگر ایک آدمي ایک آدمي کو قتل کر ڈالے تو وہ اُس کو مجرم ٹهرا کر رسي میں لٹکا دینگے - یا کوئي کسي کا مال چورا لے تو اُس کے پیر میں کڑا ڈال کے چکي پیسنے کے لیئے بٹها دینگے مگر یهه جو صبح سے شام تک ایک آدمي دوسرے آدمي کي زندگي تلخ سیکڑوں طور سے کر رها هی اُس کا علاج وہ کچهه نهیں کرسکتے - پس انشا پرداز کا یهه کام هی که وہ ایسے مضامین پر تاثیر لکهے که وہ هم میں سے اُن برائیوں کو دور کرے جنکا دور کرنا قوانین ملکي کي حد اقتدار اور احاطه اختیار سے باهر هو - وہ همکو همارے روز مرہ کي گفتگو میں بتلائے که اگر اُس راہ میں قدم رکهوگے تو ڈهیلے اور پتهر ایسے تمهارے پیروں تلے آئینگے که ٹهوکر هي کها کها کر اُوندهے منهه گروگے - ان ڈهیلے اور پتهروں سے جس طرح میں راہ صاف کرتا هوں تم بهي اُنهوں چن چناکر راہ سے علحدہ کرڈالو اور اپنے لیئے راہ صاف بنالو - بعد ان کتابوں کے هم بڑے بڑے حجم کي کتابوں کا هجوم اُن مضامین کا دیکهتے هیں که جو شاعروں نے هماري تفریح طبع اور دل بهلانے کے لیئے موزوں کي هیں - اس میں شک نهیں که بعض شاعروں نے

خواہ باطنی کا بیان اور اُن کے اثر سے جو افعال کہ انسان سے خارج هوں صادر هوتے هیں یا خیالات میں پیدا هوتے هیں اُن کا ذکر ایسا کیا هی کہ ایک تصویر اُن کی بولتی چالتی اور چلتی پھرتی نظر آتی هی - اگر غیظ و غضب کا ذکر هی تو غضب هی اور اگر رحم و رافت کا بیان هی تو سبحان اللہ — انتقام کے بیان میں وہ سحر بیانی کی هی کہ تمام اُس کی وحشیانہ حرکتوں سے وحشت پیدا هوتی هی - مگر یہہ سارے مضامین شاعرانہ ان قوتوں کی نسبت اُن حالتوں کے هیں جن میں وہ اپنے پرلے درجہ کا اثر دکھاتے هیں — اس لیئے وہ بیان روز مرہ کی زندگی کے اندر کچھہ کام نہیں کرسکتے - طیش اور غضب جو انسان کو سارے دن میں چھوٹے چھوٹے کاموں میں آتا هی اور وہ مفلس اور دولت مند فاضل اور جاهل میں جدا جدا رنگ پیدا کرتا هی — اور پھر خوشامد کا اثر جو اُن پر هوتا هی اُن کے علاجوں کا ذکر اُن میں نہیں هوتا *

عشق کا جذبہ اور محبت کا ولولہ انسان کے دل میں ایسا هی کہ کوئی زمانہ دنیا میں اُس سے خالی نہیں سارے زمانوں میں اور سب حالتوں پر وہ اپنا اثر ایک هی کرتا چلا آیا هی مگر اُس کے قاعدے کچھہ قواء شہوانی اور نفسانی نے نہیں مقرر کیئے بلکہ زمانہ کی رسم اور عادت نے اُن کو مقرر کیا هی پس یہہ شاعر عشق کی تاثیروں کو تو خوب بیان کرتے هیں مگر زمانہ کی رسم اور عادت جو اُن پر اثر کرتی هیں وہ نہیں بیان کرتے رقابت اور رشک و حسد کے مضامین کو خوب صفائی اور خوبی سے تحریر کرتے هیں مگر روز مرہ جو انسانوں کے دلوںمیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں و عشق بازی میں نشتر چبھوتی هیں اُسکا بیان نہیں هوتا - اب مضمون نگار کا یہہ فرض هی کہ وہ اپنے زمانہ میں دیکھے کہ روزمرہ کے کاروبار میں انسان کس طرح رشک و حسد سے رنجیدہ خاطر اور آزردہ دل هوتے هیں عشق کا تیر کیونکر اُن کے جگر کے پار هوتا هی - جس کا دل قوی نہیں هی اُس پر اس زخم کاری کا کیا اثر هوتا هی — پھر غیظ و غضب و طیش و غیرت و حیا و وفا اُن کے دلوں پر کیا اثر کرتے هیں — اپنے مقصد و غرض کے حاصل کرنے میں کیا کیا سازشیں اور کارستانیاں اپھر بکھیڑے کرتے هیں یہہ جذبات کہاں کہاں کشاں کشاں اُن کو لیجاتے هیں ان سب باتوں کو سوچ کر اور مقتضاے زمانہ کو دیکھہ کر وہ مضمون نگاری کریں کہ جس سے اُن کی برائیاں دور هوں اور اور بھلائیاں پیدا هوں *

همارے ملک کی کتب قصص سب سے زیادہ ارذل تصنیفات میں سے هیں اور وہ اس کثرت سے هیں کہ عمر عیار کی زنبیل میں بھی نہیں سما سکتیں - گو اُن سے دل بہلتا هی مگر وہ یہہ همکو سکھاتی هیں کہ بدکاری کے عیب میں ساری مسرت اور راحت هی اور برے کاموں سے نفرت کرنے کی برابر کوئی حماقت نہیں - جن لوگوں نے تماشوں اور قصوں کو یہہ سمجھا هی کہ وہ قوم کی اصلاح اور فلاح کرتے هیں وہ بڑی غلطی میں پڑے هوئے

هیں — تماشا گر اور قصه طراز کبھي مصلحتان قوم میں سے هوئے نہیں — اُن سب کي تاریخ پڑھیئے تو سواے عیاشي اور اوباشي اور رند مشربي اُن سے کوئي اَوْر نتیجه نہیں پیدا هوا – اگر اُن کي تحریروں کے یہه ثمر نہیں تو اُن کے هرے بھرے باغ بھي بفتجر زمین نظر آتے هیں – ظرافت اور لطافت کے وہ مضامین جو عصیان اور گناہ میں بھي داخل نہیں هیں انسان میں هنسي اور ٹھٹول کرنے کي عادت پیدا کرتے هیں اور اُن سے کوئي رنج اور غم اُن پر ایسا عائد نہیں هوتا که وہ عمر بھر اُس کا خمیازہ بھگتا کریں – مگر کھنٹوں تو ضرور اُن سے غم رهتا هی اور یہه جو ظاهر میں قہقهے اور چہچہے اُن کے سنائي دیتے هیں اُس کو ایسي بیماري سمجھنا چاهیئے که جس میں منہه کھل جاوے دانت نکل پڑیں پیٹ هلنے لگے قاہ قاہ کي آواز نکلنے لگے وہ اصلي انبساط کے سبب سے نہیں هوتا تھیٹر (تماشا گاہ جو کچھه تھوڑے سے همارے ملک میں هیں) وہ نیک تعلیم کے لیئے مدرسه اور خانقاہ نہیں بن سکتے اُن سے تعلیم و هدایت کي توقع نہیں هوسکتي – اُنمیں وہ باتیں بے شک هوتي هیں جو انسان پر گذر چکي هیں اُن میں کوئي بات امتحان کي نہیں هوتي – وهاں فقط اوضاع انساني اور قواء بشري کي تصویر پردوں کے اندر سے دکھلائي جاتي هی کوئي اصلاح کا نقش دل پر نہیں جمایا جاتا – کیا تعجب هی که یہه هماري تھیٹر همارے اخلاق کو بد سے بدتر کردیں – مطلب اس تمام بیان کا یہه هی که نه هماري مذهبي کتابیں نه همارے اخلاق اور فلسفه اور حکمت اور تصوف کي تصنیفات نه هماري نظم و نثر کي کتابیں اس بات کے لیئے کافي وافي هیں که هم اپنے اُن دکھه رنج تکالیف کو جو زمانه کے موافق همارے روز مرہ کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں پیش آتے هیں دور کرسکیں زمانه همیشه بدلتا رهتا هی وہ هر چیز کو مٹاتا رهتا هی – نئي نئي باتیں دلا کر علم کو بڑھاتا رهتا هی — وہ ایک هي قسم کي باتوں کو قایم نہیں رکھتا پس انشا پرداز اور مضمون نگار وهي همیشه کام کے هوتے هیں جو زمانه کے موافق انسانوں کی روز مرہ کي زندگي کے چھوٹے چھوٹے کاموں کو سنواردیں اور اُن کا سرانجام دینا اور انصرام کرنا اس طرح سکھا دیں که اُن میں تکلیف کم هو اور راحت زیادہ هو مگر کوئی اس تحریر سے هماري یہه نه سمجھے که هم مذهب کے اصلي احکام کو بالاے طاق رکھتے هیں نہیں اُس کو هم اپنا فرض سمجھتے هیں که اُن کو سب کاموں میں مقدم اور اهم سمجھیں *

غرض اس ملک کی اصلاح اور فلاح ایسے مضمون نگاروں کي جماعت پیدا هونے پر موقوف هی که اُن کے کلام میں فصاحت اور اُن کي زبان میں تاثیر اور بلاغت هو — اُسکا مذاق سخن لطف کے ساتھه هو اور صحیح اصول پر مبني هو – اول وہ یہه سمجھتے هوں که همارے زمانه میں همارے ملک میں کیا کیا هو رها هی وہ انسان کي زندگي کے روزمرہ کے حالات پر پورا علم رکھتے هوں وہ جذبات انساني کي وحشت سے واقف هوں شایسته

قوموں کی ناشایستہ حرکات کو خوب سمجھتے ہوں وہ یہہ بتلا سکتے ہوں کہ کب ہمکو بولنا چاہیئے کب چپکا رہنا چاہیئے - کس طرح انکار کرنا چاہیئے - کس طرح چیزوں کو قبول کرنا چاہیئے - سخن سنجی اور علم میں یہہ قدرت رکھتے ہوں کہ وہ تمام فلسفہ اور حکمت اور مذہب کی کتابوں اور مکلتبوں سے علم کو نکال کر عوام کے جلسوں اور سوسئیٹیوں اور کلبوں میں رکھہ دیں اور ایسے چھوٹے چھوٹے مضمون لکھیں کہ جن کو کاہل بیکار بھی پڑھ لیں اور قلیل الفرصت بآسا بھی مطالعہ کرلیں وہ اس بات کو بھی خوب سمجھیں کہ ہمارے اہل ملک کا جو اختلاط غیر قوموں کے ساتھہ ہو رہا ہی وہ اُن کی اس صحبت سے کیونکہ ساری اچھی باتیں سیکھہ سکتے ہیں - اُن کو اس بات کے کہنے میں ذرا بھی شرم اور حیا نہ آتی ہو کہ ہمارے باپ دادا نے جو ان دانشمند قوموں کے ہنیاروں اور لباسوں اور اوضاع اور اطوار اور علم و اخلاق کو ناپسند کیا تھا وہ اُن کی بڑی حماقت تھی - اور یہہ امر اُن کی اولاد کے حق میں زہر ہوا - اُس نادانی سے بہت سی جھوٹی بناوٹیں اور بے حیائی کی باتیں خواص اور عوام میں داخل ہوگئیں - اُن کو صحیح باتوں پر علم نہ تھا - اُس کا یہہ برا نتیجہ اولاد کے لیئے ہوا غرض وہ ایسا حکیم حاذق بنے کہ جن امراض کا علاج تعلیم و مذہب کا طریقہ نہیں کرسکتا اور نہ اُن کے لیئے دوا رکھتا ہی اُن کو جڑ پیڑ سے دور کرے - اور سمجھا دے کہ بزرگوں نے جن عقلمندوں کی باتوں کو اپنی ہٹ دھرمی سے ناپسند کیا ہی وہی ہمارے لیئے فائدہ مند ہیں - تجارت کے باب کو کھول کر دکھائے کہ وہ ملک پر کیا اثر پیدا کر رہی ہی کس کس قسم کی نئی خصلت کے آدمی وہ بنا رہی ہی - کیسے طریقے آزادی کے وہ سکھاتی ہی وہ ان باتوں کو تشریح کے ساتھہ لکھے کہ باہم صحبت اور جلسوں کے کیا کیا اثر ہوتے ہیں اُن میں رایوں کا تبادلہ آپس میں آزادانہ ہوتا ہی یا نہیں - لباس کا مذاق کیسا ہی اسباب خانہ داری اور نمایش میں کیا کیا تکلفات بڑھتے جاتے ہیں — عورت مرد کے اختلاط کی کیا کیفیت ہی - شادی غمی کی رسموں میں کیا کیا برائیاں پھیل رہی ہیں جنہوں نے تہنیت کی شادی کو گھٹا دیا ہی تعزیت کے رنجوں کو بڑھا دیا ہی - حصول دولت کے اصول کیا ہیں وراثت پانے کے لیئے کتنے آدمیوں کی اولاد دھرم شاستر اور قرآن کی تلاش کر رہی ہی — غضب و غصہ انسانی کیا کیا حرکات ناشایستہ اور عصیان کاری کرا رہا ہی - عداوت کیسے انتقام کے جوش دلا رہی ہی محبت کیسی ہمدردی پر آمادہ کر رہی ہی — محبت کا اثر انسانوں پر کیا ہو رہا ہی — کیونکر دوستوں کا انتخاب بغیر غلطی کے ہوسکتا ہی — دوستی کتنی طرح کی ہوتی ہی — ظاہری باطنی دوستی میں کیونکر تمیز ہوتی ہی — دوستوں کے ہاتھوں سے کیا کیا اذیتیں روزانہ باہم پہونچتی ہیں — کیونکر اُن میں ایک دوسرے سے مایوس ہوتا ہی — قصوں کا اثر طبیعتوں

کیا ہو رہا ہی — وہ کتنی دبر رہا ہی اور کیونکر مٹ جاتا ہی مکانوں اور لباس کی آرایش طاہری کیا لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہیں حسد و رشک میں کیا فرق ہی — غرور و علوہ مرتبگی میں کیا تمیز ہی - انتقام و عداوت میں کیا تفاوت ہی - شراب خواری اور قمار بازی کیوں ہماری روز حالت کو تباہ کر رہی ہی — شاید یہہ دو عیب جیسی خرابی اس ملک میں پھیلا رہے ہیں ایسے کوئی اور عیب نہیں ہیں — ایسے قمار باز کون سے ہیں جو تمسک لکھہ کر جوئے کا قرض ادا کرنا بڑی عزت اور ایمانداری سمجھتے ہیں اور اس قرض کے نہ ادا کرنے کو تقصار قرض جانتے ہیں — ایسے میخوار کونسے ہیں جو سب سے زیادہ شراب پینے کو اپنی عزت سمجھتے ہیں جن پر مذہب اور عقل دونوں فتوے دے رہے ہیں - ان دو بڑے کاموں کی مذمت ہمیشہ ہوتی ہی مگر بڑی مشکل اس مذمت کی حد کا مقرر کرنا ہی - کوئی حرکت و عادت ایسی نا خدا پرستی اور بد اخلاقی کی نہیں ہی کہ وہ مصائب زندگانی کو نہ بڑھاتی ہو اور مذلت اور ناوقت تباہی و بربادی کو نہ پیدا کرتی ہو - مگر جن لوگوں نے اپنا دل سخت کرلیا ہی وہ تمام اصول اخلاق کے خلاف کام کرتے ہیں اور تمام شایستہ قوموں کے قوانین اور عادات اور حرکات و سکنات کو برا ٹھہراتے ہیں — غرور اور بے شرمی نے اُن کو پاک شہدا بنا دیا ہی اور کوئی دلیل عقلی اور ذہن و فراست کی بات اُن پر اثر نہیں کرتی پس مضمون نگاروں کا یہہ بڑا کام ہی کہ وہ اُن کی حقارت جہاں تک ہوسکے کریں - گو اُن کی یہہ حقارت اُن پر اثر نہ کریگی مگر وہ اوروں کو ان بدکاریوں میں داخل ہونے سے روکیگی اور ڈراویگی وہ ایک گروہ اپنے ملک میں دیکھینگے کہ تجارت نے اُس کو ذلیل و رذیل حالت سے نکال کر مالدار بنایا ہی اور اُس کو بھی ہوا امارت کی لگتی جاتی ہی — وہ تمام مکان باغ سواری لباس پوشاک عرض سارا ٹھاٹھہ امیروں کا رکھتا ہی جس کو پہلے شریف اور امیر دیکھہ دیکھہ کر دل ہی دل میں کباب ہوئے جاتے ہیں - مگر اس جلنے کی کوئی وجہہ نہیں اور اُن پر اعتراض کرنے کی کوئی دلیل کافی نہیں جب خدا نے اُن کو دولت دی ہی تو اُس کا اظہار وہ کرتے ہیں اور احظاظ اُٹھاتے ہیں — اگر اس تقلید میں کوئی شیخی اور بیہودگی اور حماقت نہیں ہی تو اُس کے کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہی - اگر کوئی مفلس تنگ مایہ کسی اپنے سے برتر کی تقلید کرے تو البتہ وہ مسخرا بن جاتا ہی اور اُس کے حق میں یہہ کام مضر ہوتا ہی وہ اُن لوگوں پر نظر ڈالے جو اپنی شرافت و نجابت حسب نسب پر فخر کرتے ہیں اور قدیمی وضع کے تعصب کی بلا میں مبتلا ہیں — شیخی اور نمود اُن کے مزاج میں رہتی ہی کہ اپنے ذرا ذرا سے کاموں کو بڑا جتتے ہیں اور اگر اُن کاموں کی شہرت نہو تو اُن کو لطف زندگی نہیں آتا بعض آدمی

ایسے هوتے هیں که اُن کو اپني علوه مرتبکي کا ایسا خیال هوتا هی که اپنے کم مایه آدمیوں کے ساتھه کسي چیز اور کام میں اشتراک هي نهیں چاهتے ٭

جواں مردي اور نا مردي ایسي دو چیزیں هیں که اُنھوں نے انسانوں کو دو قسم میں منقسم کردیا هی اور وہ دونوں ایسے همسایه میں رهتي هیں که اُن کي امتیاز کرنے میں همیشه اشتباہ هوتا هی — سچي جواں مردي اور دلیري انسان کو جھوٹي چمک دمک اور خوشامد چاپلوسي سے دور رکھي هی اور دل میں ایسي جرأت اور همت پیدا کرتي هی که وہ زمانه کي رسم و عادت و رواج سے خوب کله به کله مقابله کرتي هی اور احمقوں کو حقارت کي نظر سے دیکھتي هی — گو زمانه کي رسم عادت کبھي ایسي قوي هوتي هیں که اُن کے مقابله میں یهه ساري همت اور جرأت اپنا کچھه کام نهیں کرسکتي مگر یهه مجبوري هی — مضمون نگار کو جواں مرد اور آزاد منش بننا چاهیئے اور ایسے کام میں شهرت اور ناموري کا طالب هونا چاهیئے اگر وہ یهه کام نه کرسکیگا تو عزت کے جھوٹے خیالات اُس دو گناهوں میں ڈبودینگے — اور عوام پر تهذیب کے لیئے سرزنش نکرنا اس خوف سے که وہ اُس پر لعنت ملامت کرینگے اُس کي بد ایماني کي معذرت قبول نه هوگي — خلاصه یهه هی که مضمون نگار کا اول کام یهه هی که وہ انسان کي اصل زندگي کا حال لکھے اور جسطرح اُس کے زمانه میں قواء نفساني عمل کر رهے هوں اُن کو بالتفصیل بیان کرے — پهلے وہ یهه سمجھے که میرے اهل ملک کس امراض میں مبتلا هیں اُن کي تشخیص کرنے میں اُن کے علاج اور درمان بتلائے ایک بڑي بات جو اُس پر ترقي اور تهذیب کے لیئے ضرور هی وہ یهه هی که زمانه کي رسم و عادت جو تمدن و معاشرت میں مقرر هوتي هیں وہ انسان کي مسرت اور خوشي کے لیئے مدتوں کے تجربه سے مقرر هوتي هیں — اسلیئے اگر پهلے زمانه کي تمام رسم و رواج سے هاتھه اوٹھا لیا جاے تو گویا هم کو پھر نئے سرے سے تمدن و معاشرت کي آداب کي الف بے تے شروع کرني هوگي بڑي بات جو اُس کے اندر قابل غور هی وہ یهه هی که وہ رسم اور عادت جسکا موضوع مسرت انساني هی آج کے دن بھي همارے چین اور آرام کے باعث هیں یا نهیں — اگر نهیں هیں تو جو جس مقصد کے لیئے وہ موضوع هوئے تھے وہ مفقود هوگیا اب همکو اُس کي جگهه وہ رسم اور عادت اختیار کرني چاهیئے جس سے اُن کا اصلي مقصد سے مسرت انساني حاصل هو — پس رسم و عادت کا بدلنا اس اصول پر مبني هو نه اس اصول پر که هم رسم و عادت کو چھوڑتے هیں اسلیئے که وہ پراني هوگئي اور نئي رسم و عادت اختیار کرتے هیں اسلیئے کل جدید لذیذ پر عمل هوتا هی فقط جو رسم و عادت کا موضوع مسرت انساني هی اُس پر خیال رهے — ایک اَور بات پر غور کرني چاهیئے که اگر همکو کوئي نئي عمارت بنانی هو تو اُس میں وہ پتھر جو دوسري عمارت میں لگے هوئے هیں جب هي کام میں آسکتے هیں

که اُس میں سے اوکھیڑے جائیں اب یا تو وہ پتھر ایسے هیں که آسانی سے اُس میں سے جدا هوسکتے هیں تو وہ آسانی سے هماری عمارت جدید میں بھی کام آسکتے هیں یا وہ چونے سے وابسته هیں اسلیئے ذرا مشکل سے اوکھڑتے هیں اور اُس سے چونا اور مصالح صاف کرکے هم اپنی عمارت میں کام میں لاسکتے هیں لیکن اگر یهه پتھر اُس مکان میں ایسے پچی هو رهے هیں که بڑی دشواری سے جدا هوتے هیں تو بهتر هی که هم اُن کے اوکھیڑنے میں اپنا وقت نه ضایع کریں وہ هماری عمارت میں اوکھڑنے پر بھی کام کے نهیں هونگے — پس یهی حال هماری سوسئیٹی کا هی که بعض تو رسم و عادت زمانه کے پابند نهیں هیں وہ تو هم جو زمانه کے موافق رسم اور عادت پسندیدہ بتلائینگے جلد اُسے پسند کرلینگے اور ایک وہ لوگ هیں جو پهلی رسم و رواج کے وابسته هیں مگر آسانی سے جدا هوسکتے هیں وہ هماری جماعت میں آسانی سے داخل هوجائینگے — مگر ایک لوگ اُس میں ایسے پیوسته هیں که اُن کا جدا هونا هی مشکل هی پس اُن کو جدا کرنے کی کوشش هی نهیں کرنی چاهیئے اور نه اُن کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاهیئے — تمام یورپ کی تاریخ شهادت دے رهی هی که تمام شایستگی اور تهذیب اور تعلیم اور دولت کے اسباب جو وهاں مهیا هوئے هیں وہ ایسے هی انشا پردازوں کی بدولت هوئے هیں — اِنهیں کی تحریروں نے ساری بهبودی اور آسودگی کے کام کر دکھائے هیں نه مذهبی کتابیں کام آئیں نه اخلاق اور فلسفه اور قصوں اور نظم و نثر کی وہ کتابیں کام آئیں جو بڑے عالی دماغوں نے لکھی تهیں — اول تو یهه کتابیں عوام تک پهونچ نهیں سکتیں اور اگر پهونچیں بھی تو اُن کے مضامین اُن کے دماغ میں نهیں سماسکتے — جب همارے ملک میں بھی ایسے انشا پرداز گروہ کے گروہ پیدا هوجائینگے تو اس ملک کے بھی بھلے دن آجائینگے — وہ همکو مذهب کی کاهات سے عقلی نئی راہ بتلائینگے اور اپنی تحریروں کی جزئیات سے دنیا کے کاموں کے لیئے رہ نمائی کرینگے وہ مذهب کی مخالفت نهیں کرینگے بلکه اُس کی تائید سے دنیا کے کاموں کو چلائینگے — مذهب کا بڑا اثر انسان پر هوتا هی — اسلیئے وہ اس دنیا میں آرام و چین سے زندگانی بسر کرنے کے لیئے مذهب سے استعانت چاهینگے — هم اب تک اپنے ملک میں ایسے انشا پرداز کم تر دیکھتے هیں که وہ اپنے ملک کے آدمیوں کی اصل زندگی کا مطالعه کریں اور اُن کی آسایش اور آرام کے طریقے زمانه اور اُن کی حالت کے مطابق بتلائیں — بعض انشا پرداز بڑے بڑے لمبے لمبے چوڑے مضمون لکھتے هیں جس سے معلوم هوتا هی که اُن کے هاتھوں نے تو لکھے هیں بهت محنت کی هی مگر دل و دماغ نے اُن میں اپنی قوت و جدت نهیں ظاهر کی — اُن کے دماغ معلومات سے بھرے هوئے هیں مگر قوت سے خالی هیں اُن کا حال ایسا هی جیسا که معدہ ضعیف هو اور وہ بهت عمدہ عمدہ کھانوں سے حد سے زیادہ بھرا جاے تو سواے اس کے ان غذاؤں سے ریاح اوٹھیں اور وہ بدن میں

تک نہیں سے ابتداء عالم سے کون بتا سکتا هی ده کیسے کیسے صاحب استعداد عالم اور اهل کمال حکیم گذرے هیں اور اُنہوں نے کیا کیا علم و هنر میں ایجاد کیا اور کیونکر علموں نو مدون کیا غرض ایک زمانه دراز ایسا هی که اُس کا حال ایسا تاریکی میں هی که هزار چراغ خرد لیکر ڈھونڈیئے مگر کسي چیز کا سراغ نہیں لگتا — کہیں روشني کي جھلک دکھائی نہیں دیتي پس اس عالم ظلمات کے حالات پر بحث عبث هی مگر هاں ایک زمانه اس تاریک زمانه قدیم اور زمانه روشن حال کے درمیان ایسا هي حجاب کي طرح حایل هی که اُس میں تاریخي شهادتوں سے حال معلوم هوسکتا هی اور کتابیں بهي اُس زمانه کے حکیموں اور حقیقت شناسوں کي اتني موجود هیں که هم اُس سے یهه خوب تحقیق کر سکتے هیں که اُس میں علوم کي کیا صورت تهي کہاں تک اُن کي ترقي هوئی تهي *

مگر اس زمانه کے بهي علوم قدیمه کسي ننهي سي پٹاري میں بند نہیں هیں که کوئی اُن کو کنڈی کهول اور ڈهکنا اُٹهاکے آسانی سے دیکهه لے بلکه وه ایک وسعت عظیم میں پهیلائے بیٹهے هیں اور هزاروں آدمیوں کے دلوں میں ایسا سما رهے هیں جیسے کنول میں بهونرے چهپے هوئے هوتے هیں — تهوڑے هي ایسے عالي دماغ ذهین ذکی اور صاحب فطرت حکیم هوتے هیں که وه اُن کو اس وسعت عظیم میں سے سمیٹ سمات کر اپنے ذهن میں یکجا مجتمع کریں اور اُنکے پوست و اُستخوان کو چیر کر مغز نکالیں اور پهوک کو پهینک کر ست پیدا کریں اور ائینه کي طرح دکهاویں که فلاں علم کا آغاز یوں هوا اور وه اتنا سیدهي راه پر چلا — اور پهر آگے اُس کو ایسي ٹهوکریں لگنے لگیں که وه اُلٹا پهرا یا کسي بهنور کے راسته میں پڑگیا اور منزل مقصود پر نه پهونچ سکا *

ظاهر هی که انسان کی کسي قابلیت کا خاتمه نہیں هوگیا — جیسے پہلے انسان ذهین ذکي عاقل هوتے تهے اب بهي هوتے هیں جیسي که ذهانت اور جودت طبیعت ذکاوت حکماء متقدمین میں تهي ویسی هي حکماء متاخرین میں بهي هي مگر یهه اُن سے امتداد زمانه کے سبب سے تجربه اور معلومات میں زیاده هیں اس لیئے اُن کا علم فوقیت اور ترجیح حکماء متقدمین کے علم پر رکهتا هی پس اگر کوئي شخص یهه بیان کرتا هی که علوم قدیمه میں فلاں حکیم عالي دماغ نے یهه غلطي کي تهي اور اس زمانه میں فلاں حکیم روشن ضمیر اور حقیقت شناس نے اُس غلطي کو ثابت کردیا اور صحیح بات کو دریافت کرلیا تو اُن صاحبوں کو حد سے زیاده ناگوار اور تلخ گذرتا هی جنہوں نے اپني ساري عمر علوم قدیمه میں گنوائي هی اور اُس کي تکمیل میں جان کهپائي هی اور علوم جدیده کي چاشني نہیں پائي هی وه اس بیان کرنے والے هي کو یهه سمجهتے هیں که وه بڑے بڑے عالي جناب حضرات کي خدمت میں گستاخي کرتا هی جن کي بات سمجهنے کا

سلیقه نهیں رکهتا وہ اُن بزرگوں کی جو برائی ظاهر کرتا هی تو اُس سے برا مطلب
اُس کا یهه هوتا هی که اپنی برائی دکهاتا هی اور همکو احمق بناتا هی اور هماری سمجهه
کو ناقص جانتا هی یهه صاحب تو صاحب علم هوتے هیں جو کچهه فرماتے هیں اُس کا
نتیجه سر پیر بهی هوتا هی مگر ایک جاهلوں کا گروہ اُس کا ایسا مقلد هوتا هی که نه چندو
علوم قدیمه سے خبر هی نه علوم جدیدہ سے واقفیت هی اُن کے سر پر تو ایسی باتوں کے سننے
سے ایسا غیظ و غضب کا جنون سرپر چڑهتا هی که تڑاتڑ پنہو مارنے لگتے هیں اور جا بیجا
جو زبان پر آتا هی بکنے لگتے هیں — اب کوئی اُن سے پوچهے که جو شخص حکماء متقدمین
اور حکماء متاخرین کے درمیان ترجمان بنکر ایسی سچی باتوں بیان کرتا هی اُس کا بیا
نساہ کیا جرم کیا تقصیر هی وہ خطاے بزرگی کرمیں خطاست کا مرتکب هوکر خطاء بزرگ
نهیں کرتا هی بلکه وہ بزرگوں کی بزرگ خطائیں بتلاتا هی جو اُن کے بزرگ تروں نے بتلائی
هیں — هاں اگر وہ اُس ترجمانی میں اپنا دخل درمعقولات دے تو اُس پر خفا هو او
چهوٹا منهه بڑی بات کا الزام اُس پر لگاؤ — مثلاً وہ کهتا هی که ایک بڑے حکیم نے جو
سارے حکماء متقدمین کی ناک تها ترازو میں ایک خالی مشک کو اور پهر اُس میں
هوا بهر کر تولا وزن دونوں کا برابر تها اس تجربه سے اُس نے یهه نتیجه نکالا که هوا کا کچهه
وزن نهیں هی — اب حکماء متاخرین نے سیکڑوں تجربوں سے ثابت کیا که هوا میں وزن هی
اور انسان خود ۳۲۰ من هوا کے بوجهه تلے دبا هوا هی اور اس هوا کے وزن کے سبب سے
بهت مسائل طبعیات کے انسان کے نهایت بکار آمد هیں ایجاد کیئے هیں اب فرمائیئے که
جو شخص اس غلطی کو بیان کرتا هی وہ کیا اُس بڑے حکیم کی خدمت عالی میں
گستاخی کرتا هی اور کیا وہ اپنی عقل کو کسی اَور کی عقل پر ترجیح دیتا هی اُس سے خفا
هونا جهالت و حماقت و خباثت کا کام هی — غلطی کو تجربه او مشاهده صاف ظاهر کردیتا
هی مگر جو تعصب تقلیدی کی بلا میں مبتلا هیں وہ مشاهده کے بعد بهی غلطی کے قایل
نهیں بنارس میں ایک پنڈت صاحب نے اپنے حکماء متقدمین کی راے کے موافق ایک ڈاکٹر
صاحب کے روبرو ارشاد فرمایا که هوا میں وزن نهیں هی جب ڈاکٹر صاحب نے اُنکو تجربه
سے هوا کا وزن ثابت کیا تو پنڈت صاحب نے کها که یهه جو آپ هوا کا وزن تجربه کرکر دکهلاتے
هیں وہ هوا کا وزن نهیں هی بلکه وہ اُس خاک دهول کا وزن هی جو هوا میں ملی هوئی
هی پس ایسی بداهت سے جو انکار کرے اُس سے کچهه گفتگو نهیں هوسکتی — ایسے ایک
پنڈت صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے کها که انسان کے پیٹ میں کوٹهریاں بنی هوئی هیں
جن میں قواء عقلیه رهتی هیں جب ڈاکٹر صاحب نے ایک آدمی کا پیٹ چیر کر دکهلایا
که پنڈت صاحب بتلائیئے که وہ کوٹهریاں کهاں هیں تو اُنهوں نے کها که جب آدمی زندہ تها
تو وہ کوٹهریاں موجود تهیں اوراب مردہ میں باقی نهیں رهیں — مردہ کی لاش پر آپنا قیاس

ہیں اور یہہ نہیں جانتے کہ جب بچے نکلینگے تو حقیقت کھل جائیگی ـــ وہ یہہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اگر اصطلاحات علوم قدیمہ و جدیدہ لفظاً مشترک ہوں تو ضرور نہیں کہ معناً بھی متحد ہوں ـــ اگر اعمال کا نام دونوں علموں میں ایک ہی ہو تو اُن میں فرق نہو ـــ مثلاً علم‌الکیمیا قدیم میں اور کمسٹری جدید دونوں میں تولنے کا عمل ہی ـــ دونوں علموں میں عمل کا نام ایک ہی تولنا ہی مگر اب اُن کے فرق کو دیکھیئے کہ رائی اور پہاڑ کا ہی ـــ علم‌الکیمیا میں تولنے کا آلہ ترازو ہی جسمیں ایک ڈنڈی اُس کے سرے پر دو برابر کے پلڑے اور ڈنڈی کے بیچ میں ایک سوراخ اور اُسمیں شاہین خواہ معمولی یا کانٹے کی سی ـــ اب علم کمسٹری کی ترازو کو دیکھیئے کہ جسمیں سو سے کم پرزے نہونگے اور ہر پرزا جدا جدا کام دیتا ہوگا اور اُسمیں رتی کے دس ہزارویں حصہ کا فرق [illegible] ہوگا جیسیکہ کانٹے میں ۱۱ و ۱۲ ماشہ کا اب ان دونوں تولنے کو میزان خرد میں تول دیکھیئے تو کوہ اور کاہ کا فرق پائیگا اب اندھیر ہی اگر کوئی کہے کہ کمسٹری کے تولنے میں کوئی ایجاد اور اختراع نہیں ہی وہی پرانی تولنے کی ترازو کی اصل کی نقل ہی اسکے جواب میں یہہ کہا جاسکتا ہی کہ آپکی میزان میں کیا اختراع ہی وہ بھی نقل فطرت کی گئی ہی دونوں کف دست کی جگہہ کفہ ہائے میزان اور ہاتھہ کی جگہہ رسن اور گردن اور شانوں کی وصل کے قایم مقام ڈنڈی اور شاہین ـــ وہی کف دست انکل سے اشیاء کا ہلکا بھاری ہوتا بتلاتے ہیں وہی کفہ میزان کا کام کرتے ہیں اب دوسرا عمل طبخ ہی علم‌الکیمیا میں آگ سے حرارت لیتے ہیں کبھی اُسکا اندازہ وقت سے بتلایا جاتا ہی کبھی لکڑیوں کے وزن سے وہ ناپا جاتا ہی ـــ کبھی پانی کے بخارات بننے سے اُسکا اندازہ ہوتا ہی یہہ سب انکل پچو کام ہی اس سبب سے مشہور ہی کہ سونے کے بننے میں ایک آنچ کی کسر رہ جاتی ہی اب اس عمل کو کمسٹری میں دیکھیئے کہ جسقدر حرارت کی ضرورت آگ سے لینے کی ہو آلات سے ناپ کر اُسیقدر لی لیجاتی ہی نہ اُس سے وہ کبھی زیادہ ہو نہ کم غرض اس بیان سے یہہ ہی کہ اگر دونوں علموں میں اصطلاحات اور اعمال کے نام الفاظ میں مشترک ہوں تو اُس [illegible] یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ دونوں علم اصول اور اعمال میں متفق ہیں مثلاً جب ہم اُن دونوں علموں میں تکلیس و تبرید و تجمید و تشمیع و تقطیر لکھیں تو یہہ سمجھنا غلطی ہی کہ یہہ باتیں دونوں علموں میں ایک ہی سی ہیں اُنمیں ایساہی فرق ہی جیسا کہ توزین اور تطبیخ میں ہمنے بتلایا ●

ماہرین علوم قدیمہ کے دل میں اور زبان کے اوپر اور نوک قلم کے نیچے کاغذ پر یہہ بات ہی کہ جو علوم قدیمہ کے اصول تھے وہی علوم جدیدہ کے اصول ہیں بعض اُن میں جو اپنے تئیں انصاف پسند ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور آنکھوں میں گھر کرنا پسند نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ علوم جدیدہ کی بنا علوم قدیمہ پر ہی اور فرق اتنا ہی کہ ذرا تدیمی

اصول کی جااور تہذیب جدید علموں میں ہوگئی ہی ــ یہہ کہنا اُنکا ایسا ہی ہی جیسے کوئی کہے کہ جو جاہلوں کے ذہن میں علوم کے اصول ہیں وہی علوم قدیمہ کے اصول ہیں اور اُنہیں اصول پر ان علوم کی بنا ہی دونوں میں ایک ہی باتیں موجود ہیں مثلاً جاہل کے ذہن میں یہہ علم ہی کہ رات ہوتی ہی، چاند نکلتا ہی ستاروں کا جھمکٹ دکھلائی دیتا ہی چاند کبھی پورا ہوتا ہی کبھی آدھا ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہی مہینے میں ایک رات کو وہ بالکل دکھائی بھی نہیں دیتا ــ صبح ہوتے چاند کی ساری مجلس درہم برہم ہوجاتی ہی آفتاب چمکتا ہی اور سب جگہہ روشنی پہونچاتا ہی اور گرمی پھیلاتا ہی اور پھر وہ غروب ہوجاتا ہی یہی دور گردش فلکی کا چلا جاتا ہی ــ صبح ہوتی ہی شام ہوتی ہی ــ عمر یوں ہی تمام ہوتی ہی ــ کبھی کبھی چاند سورج کو گہن لگتا ہی ــ کبھی دن بڑا ہوتا ہی کبھی رات بڑی ہوتی ہی عوام‌الناس کی مثل مشہور ہی کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں بڑی ــ جاڑا گرمی برسات یہہ موسم بھی بدلتے رہتے ہیں اگر سمندر کے کنارہ پر رہتا ہی تو جوار بھاٹے کی بھی سیر کر جاتا ہی اب فرمائیے کہ سوائے ان باتوں کے علم ہیئت قدیم میں کیا اور بیان ہوتا ہی جاہل کے اس علم کو جو علم ہیئت قدیم سے نسبت ہی وہی علم ہیئت قدیم کو علم ہیئت جدیدہ سے نسبت ہی ــ کونسا جاہل ایسا ہی کہ اپنے گوشت پوست رگ ریشہ کو نہیں دیکھتا اور یہہ نہیں سمجھتا کہ اگر اسکی رگ میں نشتر مارونگا تو پھروں خون کا فوارہ میرے بدن سے چھوٹ جائیگا ــ اور بعض چیزوں کو جانتا ہی کہ اگر کھاؤنگا تو وہ میرے بدن میں آگ پھونک دینگی اور پیاس کی دوں ایسی لگا دینگی کہ ناک میں دم آجائیگا ــ اُس کو کچھہ دوائیں بھی معلوم ہوتی ہیں اور اُن کے استعمال کو بھی جانتا ہی اب کوئی کہے کہ طبابت میں کیا دھرا ہی وہی باتیں ہیں جو جاہل بھی جانتے ہیں ــ جاہلوں کے علم میں اور علوم جدیدہ اور علوم قدیمہ میں فرق علل اور دلایل کا ہی اُس کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کن اصول پر مبنی ہی علوم قدیمہ کے اصول ایسے نہ تھے کہ کوئی درخت ایسا قایم ہوتا کہ وہ برگ وبار اچھی طرح لاتا ــ اگر کسی عالی دماغ کو حسن اتفاق سے کسی علم کا بیج ہاتھہ لگ گیا اور اُس نے اپنی محنت و جانکاہی کی آبیاری سے اُس کو پرورده کرکے سرسبز و شاداب کیا اور وہ برگ و بار سے ہوا بھرا ہوا تو تھوڑے دنوں بعد پھر وہ نہ پھولوں کے کام کا رہا نہ پھلوں کے کام کا ــ اگر کسی بادشاہ کو اپنے باغ لگانے کا شوق ہوا اُس نے تمام دنیا کے پودے باغ میں لگائے اور عمدہ عمدہ باغبان بلائے اور بڑے بڑے حکیموں کو متعین کیا کہ تمام نباتات کی کیفیات اور تاثیرات اور حالات قلمبند کریں اسطرح ایک علم نباتات کی کتاب بن گئی اُن میں درختوں کا حال کچھہ لکھا گیا کچھہ پھول پھلوں کی تصویریں بھی جھاڑ جھنکار کی صورت کالی پیلی نیلی لال بنائی گئیں ــ اب بادشاہ

سلامت کا گل حیات پژمردہ ہوا اُسکے ساتھہ ہی اُس کا باغ اوجڑ اوجڑا برابر ہوا جو کچھہ ہوا تھا ہوا نہ ہوا برابر ہوا — کتاب معلوم نہیں ردی میں کہاں کہاں پھیکی پھری — پھر کسی زمانہ کے بادشاہ کو شوق ہوا تو اُسکو پھر نئے سرے سے بنانا پڑا اب اس زمانہ میں دیکھیئے کہ تمام تحقیقات علمیہ کے سررشتہ بالاستقلال قایم ہیں اور سلسلہ تحقیقات کبھی منقطع نہیں ہوتا جو ایک حکیم اپنی تحقیق کو ناتمام چھوڑتا ہی اُسکو دوسرا تمام کرتا ہی کیا کوئی تاریخ ایسے زمانہ کی شہادت دیتی ہی کہ ایسے کارخانے تحقیقات علمیہ کے اس طرح قایم ہوئے ہوں کہ اُن کا اجرا نہ کسی کے مرنے سے بند ہو نہ کسی اَور آفت سماوی اور ارضی سے مسدود ہو — زمانہ قدیم کی تاریخ سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ علوم کا بیج بنا تو اتفاق سے کسی کے ہاتھہ لگ گیا یا کوئی کوئی عالی دماغ ایسا ہو گذرا کہ اُسکو قدرتی استعداد و مناسبت خدا داد کسی علم میں ایسی تھی کہ دس پانچ باتیں کام کی اپنی محنت اور ریاضت سے لکھہ گیا — کچھہ تجربہ بھی کیا — مگر کہیں تاریخ سے یہہ نہیں ثابت ہوتا ہی کہ سلسلہ تحقیقات علی التواتر زمانہ دراز تک چلا گیا ہو اور آگے چلا جائے افسوس یہہ ہی کہ ہمارے اہل ملک کو نہ شوق حق ہی نہ ذوق علم ہی کہ وہ یہہ دریافت کریں کہ اور ملکوں میں محققین حقیقت آگاہ نے کیا کیا تحقیقات کی ہی اور کس سچی باتوں کو دریافت کیا ہی اور اُن سے کسطرح فائدہ اُٹھایا ہی *

جب کوئی آجکل تحقیقات کی بات اُن کے روبرو بیان کرتا ہی تو پہلے اس سے کہ وہ اُسکو پورا سمجھیں ناک بھوں چڑھا کر ایک ڈھکوسلہ اٹکل پچو ہانک دیتے ہیں اور پھر اُس کو یہہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُس تحقیقات کو باطل کردیا — خود کسی بات کا تجربہ کرتے نہیں اوروں کے تجربہ کو مانتے نہیں — صرف الفاظ پر کج بحثی شروع کرتے ہیں ایک مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے اور مجھہ سے کہنے لگے کہ آپ زمین کی حرکت کو سمجھا دیجیئے میں نے کہا کہ زمین کی حرکت کا سمجھنا آسان نہیں ہی — یہہ وہ مسئلہ ہی کہ حکماء متقدمین ہزاروں برسوں تک نہ سمجھے زمین کی حرکت تو تو کیا وہ اُس پتھر کی حرکت کو بھی نہیں سمجھے جو اوپر سے نیچے گرتا ہی — پھر میں نے جب اُن کے سامنے یہہ بیان کیا کہ کشش ثقل کے اثر سے پتھر پہلے ثانیہ میں ۱۶ فیٹ اور دوسرے ۴۸ فیٹ تیسرے ۸۰ فیٹ علی ھذالقیاس گرتا ہی اور اشیاء کا وزن بھی مختلف مقامات میں مختلف ہوتا ہی اور زمین کی حرکت اور پتھر کے گرنے کا ایک ہی اصول ہی — وہ بغیر اس کے کہ سنیں کہ کیونکر یہہ باتیں تجربہ سے ثابت ہوتی ہیں الفاظ میں اُن کی ابطال کے دلایل بیان کرنی شروع کیں اول تو یقین نہ تھا کہ ایسا ہی جیسا میں نے بیان کیا اور اگر ایسا ہو بھی تو اسکے ابطال کے لیئے دلایل لا طایل موجود تھیں — جبتک اس ملک میں اعلی درجہ کی تعلیم نہو اور عوام میں تعلیم کا رواج نہو ممکن نہیں کہ

يه جهالت دلوں سے دور هو يورپ کا حال بهی پہلے ايسا هي تها جيسيکه آج هندوستان کا
ی — وهاں اس جهالت کے طلسم کو نقش علوم نے توڑ دیا — یہاں بهی جسقدر تعليم
يادہ هوتي جائيگي اُسيقدر يهه جهالت کم هوتي جائيگي - اول ضرور هی که علم زيادہ
و پهر علم و صنعت دونوں ساتهه ملکر ترقي پائيں - علم کي ترقي کے ليئے کتابوں کا هونا
رور هی اور علم و صنعت کے واسطے کتابوں اور صنعت کے کار خانوں کا هونا ضرور هی —
نعت کے واسطے فقط کتابيں کافي نهيں هوتيں کيونکه صنعت ميں عمل کرکے دکهانا
تا هی اب اگر کوئي کهے که ميں کتاب سے صنعت سکهاتا هوں اور خود صنعت کرکے
يں دکهاتا تو اُس سے کام نهيں چلتا — اُس وقت سب کي سمجهه ميں آ جاويگا که
وم قديمه کيا تهے اور علوم جديده کيا هيں — بالفعل تهوڑے کان هيں جو سچي باتوں
سنا چاهتے هيں صحيفه فطرت کي جلد چهارم ميں علوم کي تاريخ کا بيان هی افسوس
که طبيعت کي علالت کے سبب وہ معرض انطباع ميں ابتک نهيں آئي اور معلوم نهيں
کب تک نه آئے اُس ميں بيان علوم کا اس طرح کيا گيا هی که اول حکماء متقدمين
کتب سے هر علم کا مختصر بيان لکها هی جس سے يهه معلوم هو که اُس علم کي ماهيت
جو تعريف اور اُسکے اختلافات و موضوع و مبادي و مسائل و منشاء غايت کيا تهے پهر
اُس کے علوم جديده کے موافق بتلايا هی اور پهر يهه ثابت کرديا هی که جو جاهلوں کے
کو عصبيت علوم قديمه سے تهي وهي اب علوم قديمه کو علوم جديده سے نسبت هی چنانچه
ميں سے علم کيميا کا بيان بطور نمونه کے اخبار ميں تهوڑا تهوڑا چهپواتا هوں - مضمون
هی اسليئے وہ تهوڑا تهوڑا آينده پرچوں ميں چهاپا جاويگا - اس تحرير ميں بجز ترجماني
ميرا کچهه دخل نهيں هی - ميں اپني طرف سے کسي حکيم اور کسي مسئله پر اعتراض
ں کرتا بلکه جو اُن کے هم رتبه حکيموں نے اعتراض کيئے هيں اُن کو نقل کيا هی اور علم
يا کے بيان کا مشتهر کرنے کي وجهه يهه هی که اُس ميں کيميا اور طلا کے راز و نياز کا
ن اور سنگ پارس اور آهن کي هم آغوشي کا ذکر اور اکسير اور حيات جاويد کے وصال کا
ل مرقوم هوگا اور يهه بتلايا جاويگا که اُس کا اثر انسان پر کيا هوا جو کيميا گر زرگر هوا
ريزہ گر بنا جسنے جوڑا بنانے کا نسخه بتلانے کا وعده کيا اُس نے مرسو بازار پہلے مانسوں کا
ڑا اوتار ليا غرض جو ان کيميا گروں کي جهوٹ موت کي باتوں ميں آگيا اُسکا سب سب
يا ناس مل گيا *

راقم — *

محمد ذکاءالله

پروفيسر ميور کالج الهآباد

اعتقاد و اخلاق

یهه دو شاخیں مذهب کي هیں ' ایک اس امر سے متعلق هی که کن چیزوں پر همکو یقین رکهنا چاهیئے ' اور دوسري میں اس امر کي بحث هے که همکو کیا افعال کرنے لازم هیں - اعتقاد اُن اشیاء کا یقین هی جو خدا نے بذریعه اپني کتاب یا رسول کے همکو سنائیں اور جنکا علم هم صرف اپني فطرتي روشني سے نهیں حاصل کرسکتے تھے — اخلاق سے مراد وہ فرایض هیں جن کے کرنے کے لیئے عقل یا فطرتي مذهب یا قانون فطرت حکم دیتا هی *

اگر غور سے دیکھو تو معلوم هوگا که آدمیوں کا بڑا حصه اس قسم کا هی که وہ لوگ یا تو اعتقاد میں اسقدر مستغرق هیں که اخلاق سے اُنهوں نے قطع نظر کرلي هی یا اخلاق هي پر اسقدر توجهه هی که اعتقاد کو لغو محض سمجهتے هیں - لیکن ان دونوں شاخوں پر جدا جدا لحاظ کرنے سے معلوم هوگا که کامل وهي انسان هی جو ان میں سے کسي شاخ کو ناقص نه رکھے *

باوجودیکه اعتقاد و اخلاق دونوں مذهب کي شاخیں هیں اور ان دونوں کے علحده علحده فوائد هیں تاهم اخلاق افضل و اعلی شاخ هی اور بهت سے خاص فضایل رکهتا هی *

(۱) بڑا حصه اخلاق کا مستقل و دایمي فطرت هی جسکي خوبي بعد موت ' جهاں اعتقاد کي کچهه ضرورت نهیں رهتي ' درجه یقین تک پهونچ جاتي هی *

(۲) ممکن هی که اخلاق کي وجهه سے بلا اعتقاد انسان اپنے بني نوع کے ساتهه نیکي کرسکے اور دنیا کے لیئے ایک فائده بخش آدمي بن جاے لیکن صرف اعتقاد سے بلا اخلاق یهه امر غیر ممکن هی *

(۳) اخلاق دل کا تسکین دینے والا اور جذبات و شهوات نفساني کا معتدل کرنے والا اور انسان کو اپنے ذاتي حالات میں خوش رکهنے والا هی اور انهیں ذرائع سے انسانیت کو تکمیل کے درجه تک پهونچاتا هی *

(۴) قوانین اخلاق به نسبت اعتقادات کے بهت زیاده معین و منضبط هیں — تمام اقوام دنیا کي جیساکه اعتقادات میں مختلف هیں ویساهي اخلاق کے اعلی امور میں متفق هیں - شیطان کے وجود نبوت کے ثبوت میں اختلاف هو مگر سچائي کي عمدگي دیانت کي خوبي میں سب متفق هیں *

(۵) کفر اِس قدر خراب و مضر نهیں هی جیسا که وہ چیز هوتي هی جو خلاف اخلاق هو — جهل و لا علمي سے جو شخص صحیح اعتقاد نه رکهتا هو ممکن هی که خدا اُسے معاف کردے مگر صحیح اعتقاد رکهنے والا جو لوگوں کے ساتهه برائي کرے تو

کے واسطے نیک کام کرنے میں هارج هو لوگوں کا مال غصب کرے جهوت بولے اُس کی معافی کی کچهه اُمید نهیں هی — کفر صرف خدا کا گناه هی جس کے بےپایاں رحم سے همکو ضرور اُمید عفو کی هی لیکن امور خلاف اخلاق کا اثر دوسروں پر پهونچتا هی اس وجهه سے خدایه تعالی کیونکر اُس کو معاف کریگا *

(۹) تمام فضائل اگر نهیں تو اصل اصول اعتقاد کا ضرور اخلاق پر مبنی هی اور اخلاق هی کی درستی کے لیئے چند ایسی باتوں کے تعین کی ضرورت پڑی جن کو فطرتی روشنی سے هم نهیں دیکهه سکے تهے — امور ذیل پر لحاظ کرنے سے اس کی تشریح هوتی هی *

(۱) اعتقاد اخلاق کی بهت سی باتوں کو اور زیادہ عظمت دیتا هی — کلام مجید اور رسول خدا کی نبوت کا اعتقاد اُن کے احکام کو جو اخلاقی امور کی نسبت هیں (مثلاً یتیموں کی پرورش غریبوں پر رحم قوم کی همدردی) انتها درجه کی سختی کے ساتهه واجب التعمیل والتعظیم کرتا هی *

(۲) اعتقاد کی وجهه سے اخلاقی اعمال پر عمل کرنے کے لیئے ایک نیا میلان طبع انسان میں پیدا هوتا هی — مثلاً رضاے خدا کی خوشی اور اُس کے غضب کا خوف انسان کے دل میں نیک کام کرنے اور برے اعمال سے احتراز کی خواهش نئے طریقه سے پیدا کرتا هی *

(۳) اعتقاد کی وجهه سے همارے دل میں ایک ایسا خوش آیند اور آرام ده خیال اُس قادر مطلق کا پیدا هوتا هی اور اپنی بے ثباتی اور اپنے بنی نوع کی عزت اور فطرت کی برائی ایسی همارے دل میں جم جاتی هی که جس سے مصیبتوں میں همکو تسکین هوتی هی تکالیف میں همکو صبر و استقلال کی طرف میلان هوتا هی غرور و تکبر همارے دل سے معدوم هوکر اُس کی جگهه انکسار پیدا هوجاتا هی مخلوق پر رحم کرنے کی عادت هوتی هی *

(۴) اعتقاد خلاف اخلاق باتوں کی برائی و گناه کی عظمت کو اس درجه دل میں بٹهاتا هی که انسان کی فطرت اُن باتوں سے نفرت کرنے لگتی هی *

(۵) اعتقاد کی وجهه سے چونکه لوگ اخلاق کو ایک سیدها راسته بخشش کا سمجهنے لگتے هیں اسوجهه سے اخلاق کو اور بهی رونق هوتی هی *

یهه میںنے صرف اشارات بیان کیئے جو لوگ که ایسے مضامین کا شوق رکهتے هیں وه اُسکو تفصیلی خیالات میں لاکر ایسے اور نتائج نکال سکتے هیں جو اُن کی زندگی کے طریقه میں اُن کے لیئے مفید هوں — یهه امر نهایت صاف و روشن هی که هر انسان اپنے اخلاق کی درستی میں کامل نهیں هوسکتا جب تک که وه اپنے اخلاق کو اسلامی اعتقادوں سے مضبوط

نہ کرے - بیشک ممکن هی کہ کوئي شخص اسي اعلی قوت دماغي رکھتا هو نہ وہ صرف کانشنس اور بوتاتي سے اپنے اخلاق کي کامل درستي کرسکے مگر هو شخص ایسا نہیں هی کانشنس ایک قوت هی جو نیک و بد میں تمیز کرتي هی اور یوتلتي حساب هی فوائد و اصرار کا دونوں کافي هادي هر ایک انسان کے نہیں هوسکتے ہیں *

لیکن یہاں پر دو تین امور اور بھي لایق بیان هیں *

(۱) همکو اس امر سے بہت محفوظ رهنا چاهیئے کہ هم دس ایسي چیز کو اپنے اعتقاد کا مقصود بنائیں جو کسي قسم سے اخلاق کي درستي یا ترقي میں اعانت نہیں کرتي *

(۲) کوئي شی معتقد علیہ صحیح نہیں هی اگر وہ کسي قسم سے اخلاق کے خلاف یا اُس کي خراب کرنے والي هی *

(۳) غور سے معلوم هوگا کہ اخلاق یعني فطرتي مذهب کو مذهب اسلام کے صحیح اصولوں سے کوئي نقصان نہیں پہونچ سکتا *

خلاصہ یہہ هی کہ اعتقاد جو ایک شاخ مذهب کي هی ایسے مصالح پر مبني هی اور اس سے دوسري شاخ کو جسپر تمام سوسٹیٹي کے انتظام اور انساني مسرت کا انحصار هی اسقدر مدد پہونچتي هی کہ اُس کو قطع کر دینا خلاف مصلحت هی *

اي مهدي حسن

منصف رائے بریلي

مثنوي

تعصب و انصاف

یاد هی همکو وہ عالم طپش * جبکہ هم آپ تھے اپنے پہ فدا
اپني جو بات تھي خوش آتي تھي * اپني ایک ایک ادا بھاتي تھي
اپني هر آن پہ هم مرتے تھے * اپني رعنائي کا دم بھرتے تھے
اپنے انداز کے سودائي تھے * اپنے جلوہ کے تماشائي تھے
کان کو اپني هي بھاتي تھي الاپ * سر دھنا کرتے تھے هم آپ هي آپ
آپ خوبي پہ تھے اپني مفتوں * خود هي لیلی تھے هم اور خود مجنوں
جس جزیرہ میں هوئے تھے پیدا * اپني لے دے کے وهي تھي دنیا
روم کي تھي نہ خبر شام کي تھي * آگهي طوس نہ بسطام کي تھي
تھے تماشائي دشت پر خار * کبھي گلشن کي نہ دیکھي تھي بہار

پیکے شراب هي هوتے تھے بحال * که نه چکھا تها کبھي آب زلال
ناله زاغ و زغن پر تھے فدا * نه سني تهي کبھي بلبل کي صدا
سینه انگوزه کي بو پر تھے نثار * که نه سونگھا تها کبھي مشک تتار
پر نیاں جانتے تھے کمبل کو * که نه برتا تها کبھي مخمل کو
اوپري تهي نه سني بات کبھي * بهولے دیکھے تھے نه دن رات کبھي
هم بسر کرتے تھے جس عالم میں * وهاں سماں ایک تها هر موسم میں
رخ هوا کا نه بدلتا تها کبھي * موسم آکر نه نکلتا تها کبھي
ایک هي فصل په تها دار و مدار * وهاں خزاں جاکے نه آتي تهي بهار
ایک سے رهتے تھے دن رات سدا * آسماں کو تهي نه گردش اصلا
تهي سمجھ پیر و جواں کي یکساں * عقل تهي خورد و کلاں کي یکساں
رکھتے تھے ایک سبق ازبر یاد * مبتدي منتهي شاگرد استاد
وهاں نه تهي حد بلوغ صبیاں * پیر بالغ تھے نه بالغ تھے جواں
نئي بولي کا وهاں صرف نه تها * تیس حرفوں کے سوا حرف نه تها
تھے خدا کے وهي نمانوس نام * اور لینا تها وهاں نام حرام
اهل دولت کي نه تهي عام عطا * ایک هي سمت برستي تهي گھٹا
تها نه دینداروں کو غیروں سے لگاؤ * ایک هي سمت تها رحمت کا جھکاؤ
پله میزان عدالت کا سدا * ایک هي سمت جھکا رهتا تها
دعوے غیروں کے تھے سب بیصرفه * فیصلے هوتے تھے نت یک طرفه
راسته کا تها نه غیروں په گماں * حق نه دائر تها فریقین میں وهاں
تهي عناصر میں نه وهاں آگ نه باد * خلق سے ایک موئي متي تهي مواد
حس و حرکت کے کوئي پاس نه تها * وهاں کا حیوان بهي حساس نه تها
تهي درختوں کو نه وهاں نشو و نما * چلتي پاني تهي نه گلشن میں صبا
گل شگفته تھے نه پودے شاداب * وهاں زمانه په نه آتا تها شباب
وهي مرغوب تهي وهاں پوشش تن * جس سے آدم نے چھپایا تها بدن
تھے پسندیده اسي شان کے گھر * کي تهي حوا نے جهاں عمر بسر
اسي انداز کے چلتے تھے جهاز * کشتي نوح کا تها جو انداز
تهي اسي نسخه په موقوف شفا * جو تها بقراط نے ترکیب دیا
توڑ سکتي تهي نه وهاں راے قدیم * تها اسے لکھ گئے جو اگلے حکیم
وهاں کسیطرح نه ممکن تها خلا * وهاں نه پاني تها مرکب نه هوا
گھورتے تھے اگلوں نے جهاں * وهي جولانگه مردم تهي وهاں

کي تھي جس جا قدما نے منزل * بڑھنے پاتے تھے نہ وہاں سے محمل
علم و فن تھے نئے سارے مردود * غيب کے وہاں تھے خزانے مسدود
نئي لذت سے تھي ہر طبع نفور * نعمتيں حق کي وہاں تھيں مستور
سب کي گدي په لگي تھيں آنکھيں * کچھ نه آگے نظر آتا تھا انھيں
پيچھے گر ديکھتے تھے ريگستاں * سوجھتا تھا انھيں وہ آب رواں
آگے ہوتا تھا اگر چشمۂ آب * وہ سرا سر نظر آتا تھا سراب
روشني رکھتي تھي ان سے ان بن * جيسے خفاش سے سورج کي کرن
تھا لکير اپني په ايک ايک فقير * دل په ہر نقش تھا پتھر کي لکير
رسم و عادت نه بدلتي تھي وہاں * برسوں جمکر نه پگھلتي تھي وہاں
آگ وہاں بجھکے سلگتي کم تھي * اور سلگتي تھي تو لگتي کم تھي
شان ميں وہاں نه سنا تھا حق کي * "کل يوم ہو في شان" کبھي
وضع ميں تھا نه تغير خو ميں * جائے دل سنگ تھا ہر پہلو ميں
سمجھا جاتا تھا وہ دل بے فرماں * مہر جس دل په نه ہوتي تھي وہاں
بات مشکل تھي دلوں سے جاني * نقش تھے دل کے خط پيشاني
غير کي بات خطا اپني صواب * سب سوالوں کا تھا وہاں ايک جواب
چڑہ کے گر بحث کو جاتے تھے کہيں * فتح کا پہلے سے ہوتا تھا يقيں
تھي وہاں حق کي يہي تفتيشن * "منھه سے جو اپنے نکل جائے سخن"
اسي عالم ميں پلے تھے ہم بھي * اسي ساون کے تھے اندھے ہم بھي

جانتے تھے که جہاں ميں ہم پر * ختم ہيں سارے کمالات بشر
حق نے جو ہم په کيئے ہيں احساں * ان سے محروم ہي نوع انساں
سب سے ہر بات ميں ہم ہيں افضل * اب نہيں کوئي ترقي کا محل
اپنے حصه ميں ہي ساري تہذيب * خانه پرور ہي ہماري تہذيب
جو قديم اپنا چلن ہي اور چال * خورده گيري کي نہيں اسميں مجال
ہي بري عيب سے خوراک اپني * پاک دھبے سے ہي پوشاک اپني
رسم اپني نہيں بے جا کوئي * طور اپنا نہيں بھونڈا کوئي
آدميت کے ہميں ہيں مصداق * ہم سے سيکھے کوئي حسن اخلاق
سب سے عالي ہيں خيالات اپنے * سب مسلم ہيں کمالات اپنے
ہم چلے جاتے ہيں جس رسته پر * وہاں نه کھٹکا ہي کہيں کا نه خطر
[illegible] سمائے ہوئے جو دلميں خيال * تھا تصور بھي خلاف ان کے محال

جس کو اِیکبار برا جان لیا * عمر بھر پھر اُسے اچھا نہ کہا

ٹوٹتی تھی نہ کبھی اپنی دلیل * وھی دعوی تھا وھی اپنی دلیل

وھم و شک کی کوئی صورت ھی نتھی * ھمکو تحقیق کی حاجت ھی نہ تھی

جو بدلتے تھے نہ بدلی تھی کبھی * راے ایسی تھی پسند ایسی تھی

ھم سمجھتے تھے نہ سمجھانے سے * اور اُلجھہ جاتے تھے سلجھانے سے

سچ وھی تھا جسے سچ جان لیا * جھوٹ تھا جھوٹ جسے مان لیا

حق و باطل کی یہی تھی میزان * جھوٹ اور سچ کی یہی تھی پہچان

ذات باری کو نہیں جوںسے زوال * راے اپنی بھی بدلنی تھی محال

کوہ ھٹ جاے تو یہہ تھا ممکن * ھم نہ ھٹتے تھے جگہہ سے لیکن

حسن ظن تھا یہہ سمجھہ پر اپنی * غلطی کا تھا گماں تک نہ کبھی

تھے لڑکپن کے خیالات تمام * دل میں اُتری ھوئی شکل الہام

دیکھتے سنتے تھے جو اُس کے خلاف * نظر آتا تھا وہ سب لاف و گزاف

تھی نئی بات سے یہاں تک نفرت * ھوتی تھی سننے سے پہلے وحشت

بو نئی شی کی جو پالیتے تھے * ناک بن دیکھے چڑھا لیتے تھے

عقل کی تھیں نہ صلاحیں مقبول * تھی وہ سرکار میں اپنی معزول

فکر پر زور نہ ڈالا تھا کبھی * ھوش ھم نے نہ سنبھالا تھا کبھی

جوکچھہ تھا اپنی کتابوں میں لکھا * کوئی حرف اُس میں جز الہام نہ تھا

جو کہانی تھی بزرگوں نے کہی * تھا وھی فلسفہ اور علم وھی

تھا لباسوں میں لباس اپنا لباس * اور سب سوختنی بے وسواس

تھی زباں اپنی زبان پاکاں * ماسوا اھل جہنم کی زباں

جلوۂ دھر کا باقی تھا نہ ھوش * تھے نشہ میں یہہ خردی کے مدھوش

کانپیں پڑتی تھی جب بات نئی * غیر ھو جاتی تھی حالت دل کی

خرق عادت بھی اگر دیکھتے تھے * آنکھہ اُٹھا کر نہ اودھر دیکھتے تھے

نئی آواز سے چونک اُٹھتے تھے * اوپری شکل پہ بھونک اُٹھتے تھے

ساری دنیا سے نرالا تھا مذاق * ھمکو تھا زھر بھی اپنا تریاق

اپنی حجت کو قوی جانتے تھے * بات ھر پھر کے وھی مانتے تھے

تھا نہ قصد حق و باطل مطلق * جو پڑھا تھا وھی از بر تھا سبق

خصم سے بحث اگر کرتے تھے * حق سے ھم قطع نظر کرتے تھے

کاٹدی خصم نے جو بات کہی * بحث و تکرار کی غایت تھی یہی

خصم کی بات کو کرنا تسلیم * اپنے نزدیک ھزیمت تھی عظیم

حق کا خطرہ جو کبھی آتا تھا * نفس آپ اپنے کو جھٹلاتا تھا
دشمنی کے یہی معنی تھے کہ جو * ہم کہیں بات وہ تسلیم نہ ہو
ہم اندھیرے کو اگر کہتے تھے نور * دوستوں کو یہی کہنا تھا ضرور
گر خلاف اپنے کوئی بول اٹھا * اُس سے بڑھکر کوئی بد خواہ نہ تھا
ذکر غیروں کا نہ تھا بے نفریں * کوئی مردود تھا اور کوئی لعیں
غیر کے واسطے تھی نار سعیر * باغ فردوس تھا اپنی جاگیر
اور تھے حرص و ہوا کے بندے * ہم تھے مخصوص خدا کے بندے
بخششیں ختم تھیں ساری ہمپر * وقف تھی رحمت باری ہم پر
نیک اعمال تھے غیروں کے تباہ * اور مغفور تھے سب اپنے گناہ
عین تحقیق تھی اپنی تقلید * شرک اپنا تھا سراسر توحید
تھا بدی کا نہ گناہ کا کچھہ ڈر * پاس ایسی کوئی رکھتے تھے سپر
سب دعا گو تھے ہمارے ملکوت * تھے ہمیں آدم و حوا کے سپوت
حوض کوثر پہ تھا قبضہ اپنا * سلسبیل اپنی تھی طوبی اپنا
اپنی ظلمت تھی سراسر تنویر * اپنے اندھوں کو بھی کہتے تھے بصیر
رکھتے جنت میں نہ تھے ہم ساجھی * غیر ناری تھے سب اور ہم ناجی
تھے قضا اور قدر کے مالک * ہم تھے اللہ کے گھر کے مالک

عصبیت میں رہے جب تک چور * کھینچتے یونہیں رہے آپ کو دور
نظر آتا تھا نہ کچھہ پست و بلند * تھے ہم ایک کلبۂ تاریک میں بند
دی جب انصاف نے دستک آکر * حجرۂ تنگ سے نکلے باہر
جلوۂ علم و یقین کو دیکھا * آسماں اور زمین کو دیکھا
رخ حقیقت نے دکھایا ہر سو * چاندنا سا نظر آیا ہر سو
کی تعصب سے جو ہمیں قطع نظر * ہوا ایک اور ہی عالم میں گذر
علم تو تھا نہ جہاں کوئی حجاب * دھوکا پانی کا نہ دیتا تھا سراب
جھوٹ سے سچ نظر آتا تھا الگ * دود پانی نظر آتا تھا الگ
نکتہ چیں یار تھے وہاں یاروں کے * قدرداں غیر تھے اغیاروں کے
دیر بیگانہ نہ تھا خویش سے وہاں * خویش اول تھا نہ درویش سے وہاں
عیب سب کہتے تھے اپنے خوش خوش * دوغ وہاں اپنی بھی ہوتی تھی ترش
تھی نجس کوئی نہ انسانکی زبان * کاڑ بھی کہتے تھے اللہ کو وہاں
کوئی پہچان جز اخلاص نہ تھی * حقکی پوشش کہیں وہاں خاص نہ تھی

ساتھ اغیار کے کھاتے تھے اگر • کبھي ایمان کا نہ ہوتا تھا ضرر

ملتا لمپ جلاتے تھے وہاں • اتقیا میز پہ کھاتے تھے وہاں

نہ سمجھتا تھا وہاں کوئي بشر • آپ کو نوع بشر سے بہتر

بھائي انسان تھے سب انسانوں کے • ہیت ہندو تھے مسلمانوں کے

ایک معدن کے تھے سب لعل وگہر • ایک ڈالي کے تھے سب برگ و ثمر

اشعري معتزلي لا مذهب • ایک ماں باپ کي اولاد تھے سب

اپني ہر راے پہ کرنا اصرار • کفر وہاں بس یہي پایا تھا قرار

ہٹ سے باز آتے نہ تھے جو زنہار • تھے وہ بو جہل کي اُمت میں شمار

پانوں وہاں جنکے پھسل جاتے تھے • خود پھسل کر وہ سنبھل جاتے تھے

ٹھیرہ وہاں دل کي نکل سکتي تھي • راے اپني بھي بدل سکتي تھي

دیکھ حجت کو قوي پیر و جواں • بند ہوجاتے تھے بحثوں سے وہاں

حق کی آواز جہاں آتي تھي • مت کروڑوں کي بدلجاتي تھي

پاک عقلوں تھیں خطا سے نہ علوم • جز نبي کوئي ﷺ تھا وہاں معصوم

غور ہر بات میں کیجاتي تھي • مشورت عقل سے لیجاتي تھي

تھي وہاں عقل معطل نہ حواس • سب قوے کام میں تھے بے وسواس

آنکھ وہ سکتي نہ تھي بن دیکھے • کان سننے سے نہ باز آتے تھے

سوجھتي تھي جو انوکھي کوئي چیز • جانچني تھي اُوسے وہاں چشم تمیز

سنتے تھے بات نرالي جسدم • کستے تھے اُسکو محک پر پیہم

کڑوے اور میٹھے کو چکھ لیتے تھے • کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتے تھے

پھول ہر خار سے چن لیتے تھے • بھوگ پنچھوں کي بھي سن لیتے تھے

عادتیں سب کي بدلتي تھیں سدا • ایک الله کي عادت کے سوا

عیب جس رسم میں پالیتے تھے • دل وہیں اُس سے ہٹالیتے تھے

اوجلي پوشاک جو مل جاتي تھي • مل گنجے کپڑوں سے شرم آتي تھي

دیکھ لي جسنے کہ شمع کافور • تھا وہ چیکٹ بھري دیوٹ سے نفور

ہاتھ آجاتا تھا جب مال نیا • پھینک سب دیتے تھے عطار دوا

گرکے ہوجاتے تھے گھر جنکے کھنڈر • گھر کي اواجب تھي مرمت اُنپر

نت نئي ریت نکلتي تھي وہاں • رت سماں روز بدلتي تھي وہاں

قافلے چلتے تھے دن رات تمام • کسي منزل پہ نہ کرتے تھے مقام

قبله تھا علم الهي اُنکا • تھا سفر نامتناهي اُنکا

تشنهٔ علم تھے وہاں سب ایسے • پیاسے پاني کے ہوں طالب جیسے

نہ مجسطی پہ قناعت تھی انہیں * نہ اشارات کفایت تھی انہیں
عرش تحقیق تھا استھان انکا * مصر تیرتھ تھا نہ یونان انکا
دیکھا جب عالم انصاف کا رنگ * ہمکو خود آنے لگا آپ سے ننگ
خوبیاں اپنی تھیں جو ذہن نشیں * انپہ ہم کرنے لگے خود نفریں
عیب سب اپنے نظر آنے لگے * آپ ہم اپنے سے شرمانے لگے
ہوئی وہ بزم خیالی برہم * تھا طلسمات کا گویا عالم
جسکو سمجھے تھے غلط ہم دریا * ایک وہ ناچیز سا قطرہ نکلا
تھا کیا جسکو یقیں چشمۂ آب * وہ نمایش تھی حقیقت میں سراب
قصر و ایواں کا گماں تھا جن پر * نکلے آخر وہ گڑھے اور کھنڈر
تھا سبک دانۂ خردل سے سوا * کوہ الوند جیسے سمجھا تھا
جب ہر اک قوم کا ساماں دیکھا * ہمنے وہاں آپ کو عریاں دیکھا
نکلے سب ہیچ خیالات اپنے * ٹھیرے سب پوچ کمالات اپنے
آپ کو اونٹ سمجھتا تھا بڑا * نکلا جبتک کسی گھاٹی سے نہ تھا
چوٹیاں آئیں جو پربت کی نظر * پھر اٹھایا نہ کبھی اونٹ نے سر
ٹھنگا جب تک رہا گولر میں نہاں * تھا وہی اس کے تصور میں جہاں
پر وہ گولر سے جو باہر آیا * اپنی ہستی سے بہت شرمایا
پردہ جبتک رہا آنکھوں پہ پڑا * حسن پر اپنے گماں تھے کیا کیا
منھہ جب آئینہ میں دیکھا جاکر * ہمکو ایک شکل مہیب آئی نظر
ہوا حیرت سے دگرگوں احوال * ڈر گئے دیکھہ کے اپنے خط و خال
دیکھا جب آپ کو بالکل معیوب * چھپ گئے غیروں کی آنکھوں سے عیوب
یک قلم ہوگئی نخوت کافور * بن گیا رشک ہمارا وہ غرور
ناخن فکر نے کی دل میں خراش * عیب جوؤں کی لگے کرنے تلاش
جنکے طعنوں کی تھی ہم پر بھرمار * ان کے ہم دل سے ہوئے شکر گذار
ہمنے جانا کہ یہی ہیں دلسوز * چل رہے تیر ہیں جن کے دلدوز
انکا غصہ ہی سراسر رحمت * زہر میں ان کے بھرا ہی امرت
انہیں بندوں کے ہیں ایماں سچے * یہی کافر ہیں مسلماں سچے
قایم انصاف کا جب ہوگا نشاں * مانے جائینگے انہیں کے احساں
[illegible] کب کے پڑے سوتے تھے * انکی آواز سے ہم چونک اوٹھے
ان کے طعنوں نے جگایا ہمکو * زہر نے ان کے جلایا ہمکو
[illegible] اغیار کے عیب اور ہنر * آشکارا ہوئے ایک ایک ہم پر

حق کے جلوے نظر آئے ھر جا * اھل باطل میں بھی ایک پائی ادا
ملا ھر راہ میں باطل کا سراغ * اھل حق کو بھی نہ پایا بے داغ
اھل تقوی کی ریائیں دیکھیں * اھل حکمت کی خطائیں دیکھیں
زشتیاں دیکھیں نکو کاروں میں * خوبیاں پائیں گنھگاروں میں
کلب کی پاک سرشتی دیکھی * پاے طاؤس کی زشتی دیکھی
عیب بھی دیکھے ھنر بھی دیکھے * خار دیکھے تو ثمر بھی دیکھے
ھنر اغیار میں پائے اکثر * عیب اپنے نظر آئے اکثر
دفتر علم کو ابتر پایا * علم کو جھل سے بدتر پایا
مجلسیں غیبت و بھتان سے پر * صحبتیں جھوٹ سے طوفان سے پر
منقطع بھائی کی بھائی سے امید * اپنا بیگانہ لھو سب کے سفید
پاک بندوں کی زباں پر دشنام * نہ ثقات اس سے بری اور نہ کرام
فقرا مکر و ریا کے پتلے * اغنیا حرص و ھوا کے پتلے
شیخ عیار تو زاھد پرفن * مولوی عقل کے سارے دشمن
پیاز کیطرح نرے پوستھی پوست * قوم کے دوست مگر ناداں دوست
حالت القصہ جو دیکھی اپنی * کوئی کل پائی نہ سیدھی اپنی
سارے آوے کو ٹٹولا جاکر * کوئی برتن نہ سڈول آیا نظر
پایا ایک دین کا محکم قانون * وہ بھی یاروں کی بدولت مطعون
دیکھی آنکھوں سے جو یہہ حالت زار * جی بھر آیا نہ رھا صبر و قرار
گو نہ تھا تلخ نوائی کا محل * آھیں دو چار گئیں دل سے نکل

تلخ گذرے جو کسیکو یہہ صدا
حق میں تلخی کے سوا اور ھی کیا

راقـــــــم
الطاف حسین حالی

مروت

یہہ امر اکثر سننے میں آتا ھی کہ فلاں فعل مروت میں کیا گیا فلاں شخص کو روپیہ مروت میں دیا گیا فلاں بددیانت شخص کی سفارش مروت میں کردی گئی فلاں مقدمہ میں بے انصافی مروت کی وجہہ سے ھوگئی — اور ایسے شخص کی لوگ بہت تعریف کرتے ھیں جو مروت میں حزم اور پیش بینی اور راست بازی کو جو فطرتی اخلاق ھیں بالاے طاق رکھدے — جب میں ایسی مروت کا حال سنتا ھوں تو مجھے خراب مروت کے مضر اثروں اور پلوٹارک کے قول کا خیال آتا ھی — پلوٹارک کا قول تھا کہ اُس شخص

کي نہايت خراب تعليم هی جسکو کسي چيز سے انکار کرنا نہيں سکھايا گيا — اس غلط قسم کي مروت نے مرد و عورت دونوں کو هزارها قسم کي خراب باتوں ميں مبتلا کر رکھا هی — اس قسم کي غلط مروت کو عقل کبھي معاف نہيں کرسکتي کيونکه ايسي مروت سے دوسروں کے دلکي خواهش پوري هوتي هی ليکن اپنے تئيں اطمينان نہيں هوتا بلکه بطور سزا کے ايک افسوس اور حسرت دامنگير هوتي هی اور يهه افسوس و حسرت مثل اُسکے نہيں هوتا جو ارتکاب جرايم ميں دل پر طاري هوتا هی کيونکه وه افسوس تو ارتکاب جرم کے بعد هوتا هی ليکن يهه افسوس عين اُسوقت هوتا هی جبکه ايسي مروت کی جاے *

کوئي چيز سچي مروت سے زيادہ پسنديدہ نہيں هی اور کوئي چيز جهوٽي مروت سے زيادہ خراب نہيں هی — پہلي مروت نيکيوں کي حفاظت کرتي هی اور دوسري مروت اُنکو برباد کرتي هی — سچي مروت ايسے افعال کے ارتکاب سے شرماتي هی جو قواعد عقل سليم کے مخالف هيں اور جهوٽي مروت اُن افعال کے کرنے سے محجوب هوتي هی جو جماعت کي طبائع کے خلاف هيں — سچي مروت اُن افعال سے احتراز کرتي هی جو جرائم هيں اور جهوٽي مروت اُن افعال سے احتراز کرتي هی جو رسم و رواج کے خلاف هيں — جهوٽي مروت ايک غير معين و غير منضبط قوت حيواني هی اور سچي مروت قوت هی جس کو پيش بيني اور مذهب نے معين و منضبط کر رکھا هی *

غرض که اُس مروت کو جهوٽي کہنا چاهيئے جو انسان سے ايسا فعل کرائے جو خراب اور خلاف عقل هی يا ايسے کام کرنے سے روکے جو اچها اور نيک هی — دنيا کے کار و بار روزانه ميں اکثر ديکها جاتا هی که لوگ اُتنا روپيه دوسروں کو قرض دے ديتے هيں جتنا که وه نہيں دے سکتے تهے اور ايسے لوگوں کي مرضي کے موافق کام کرنے پر وه مجبور هوتے هيں جن سے اُن کو ذرا دوستي نہيں هی ايسے لوگوں کي سفارش کرتے هيں جنسے وه واقف بهي نہيں هيں ايسے لوگوں کو جگهه ديتے هيں جن کي کچهه قدر اُن کي نگاه ميں نہيں هی ايسے طريقه ميں وه رهتے هيں جس کو وه خود پسند نہيں کرتے — يهه سب باتيں جهوٽي مروت کي وجهه سے هوتي هيں يعني وه لوگوں کي خواهش اُن کے ضرر اُن کے طريقه کے خلاف چلنے کي جرأت نہيں رکهتي *

يهه جهوٽي مروت صرف وهی کام همسے نہيں کراتي جو خلاف عقل هيں بلکه وه افعال همسے کراتي هی جو جرم هيں — وزوفن جوئے ميں بازي نه لگانے کي وجهه سے بزدل کہلاتا تها مگر اُس کا قول تها که ميں بے شک بزدل هوں کيونکه مجهه برے کام کرنے کي جرأت نہيں پڑتي — برخلاف اس کے جو شخص جهوٽي اور خراب مروت کا عادي هی وه سب ايسے کاموں کو کريگا اور صرف اُنہيں کاموں کے کرنے سے ڈريگا جن کو وه اُس جماعت کي راے کے خلاف سمجهتا هی جس سے اُسے تعلق هی — يهه عادت گو عام هی ليکن فطرت انساني ميں ايک نہايت هنسي کے لايق بات هی که کوئي شخص خلاف

عقل اور سبک امر کہنے یا کرنے سے تو نہ شرمائے لیکن موافق عقل اور دیانت کام کرنے سے صرف اس بنا پر شرمائے کہ جماعت کی راے کے خلاف ھی *

جھوٹی مروت سے اس عیب کو بھی ھر وقت خیال میں رکھنا چاھیئے کہ اس کی وجہہ سے اکثر انسان اُس فعل کے کرنے سے رکتا ھی جو اچھا اور پسندیدہ ھی — اس کی بہت سی مثالیں ھر ایک شخص خیال کرسکتا ھی لیکن دو مثالوں کو میں بیان کرنا چاھتا ھوں جو مجھہ پر خود گذری ھیں — جب میری عمر ۱۸ سال کی تھی تو میں اُس زمانہ میں مختصر نفع اور دیگر کتب فقہ پڑھتا تھا اور جیسا کہ اکثر ھوتا ھی اُس زمانہ میں فقہا کی صحبت اور فقہ کی تعلیم کی وجہہ سے ایک عجیب قسم کا شوق تقدس اور ورع کا پیدا ھوا تھا جس کے سبب سے رقص و سرود اور ایسے جلسوں سے میں احتراز کیا کرتا تھا — اتفاقاً میں ایک ایسی صحبت میں جا پڑا جہاں بجز اس کے اور کچھہ ذکر نہ تھا — مجھے آج تک یاد ھی کہ میں دل سے اُس صحبت کو پسند نہیں کرتا تھا تاھم میں چاھتا تھا کہ اُن لوگوں کو ثابت نہو کہ میں اس قدر مقدس ھوں یا ایسی صحبت کو پسند نہیں کرتا — دوسری مثال یہہ ھی کہ آج کل ھماری قوم کے نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں اس بات سے شرم پیدا ھوئی ھی کہ وہ مذھبی آدمی یا پابند مذھب سمجھے جائیں — میں صوم و صلواۃ کا پابند ھوں لیکن چونکہ میری وضع نئی ھی لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں ھی کہ میں نماز پڑھتا ھوں اور نہ میں یقین دلانا چاھتا ھوں ایک دفعہ مجھے اتفاق ایک صاحب کی ملاقات کا ھوا اور وہ وقت نماز عصر کا تھا — معلوم ھوتا ھی کہ وہ صاحب پابند نماز تھے کیونکہ آدمی نے اطلاع دی کہ جا نماز بچھی ھی چونکہ اُن کو گمان قوی تھا کہ میں نماز نہیں پڑھتا ھوں لہذا اُنھوں نے نہایت شرماکر آدمی کی طرف دیکھا اور کچھہ غصہ اور کچھہ ھنسی سے کہا کہ رھنے دو اور پھر مختلف تقاریر سے اُنھوں نے ثابت کرنا چاھا کہ وہ نماز کے پابند نہیں ھیں — غرض کہ اس قسم کی اور بہت سی مذھبی باتیں ھیں جنکو لوگ کرتے ھیں لیکن جماعت سے سمجھی راے کو خلاف سمجھتے ھیں شرماتے ھیں — مگر میں اس کو نہایت ذلیل بات سمجھتا ھوں — جس فعل کو کہ ھم اچھا سمجھکر یا برا نہ سمجھہ کر اختیار کرلیں اُس کو پوشیدہ کرنا یا اُس سے شرمانا نہایت خلاف دیانت ھی — ایک بڑے مزہ کی بات یہہ ھی کہ میں بھی بعض مقامات پر نماز پڑھنے سے شرماتا ھوں — یعنی اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے جو صرف وضع اور خیال کی تبدیلی پر فتوی کفر کا دیتے ھیں — میں اس وجہہ سے شرماتا ھوں کہ مجھے اس امر کا یقین ھوتا ھی کہ وہ میری نماز کو مکر پر مبنی کرینگے *

مہدی حسن منصف
راے بریلی

ریمارک از طرف اڈیٹر

میں چاہتا ہوں که اپنے معزز دوست منشي مہدي حسن صاحب کے اس فقرہ پر که " آج کل ہماري قوم کے نئے تعلیم یافته لوگوں میں اسبات سے شرم پیدا ہوئي ھے که وہ مذہبي آدمي یا پابند مذہب سمجھے جاویں " کچھه لکھوں *

یهه پہلي دفعه ھے که اس بات کو میں نے سنا مگر ہمارے دوست کے الفاظ کسیقدر تشریح کے قابل ہیں — اس زمانه میں مذہبي آدمي وہ سمجھے جاتے ہیں جنکے دل دتعصب سے پتھر سے زیادہ سخت ہوگئے ہیں سواے اپنے اہل مشرب کے سب کو نفرت کي نگاہ سے دیکھتے ہیں' اور تمام دنیا کو بلکه اپنے اہل مذہب میں سے بھي اُن کو جو اُنکے مشرب کے برخلاف ہیں حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں — غیر مذہب کے لوگوں سے دوستي و محبت اور اُنکے ساتھه ہمدردي کو کفر و الحاد جانتے ہیں' اُنکي حالت ایسي ہوگئي ھے که سواے اپنے اور کسیکو دیکھه نہیں سکتے *

اور پابند مذہب وہ سمجھے جاتے ہیں جنھوں نے جزئیات مسایل کو فرض و واجب سے بھي اعلی درجه دیا ھے اُنکا کام دن رات ادنی ادنی مسئلوں پر بحث و تکرار کرنا اور سر پھوڑنا اور پھوڑوانا ھے تمام دینداري اُنھوں نے اُنھي ظاہري باتوں تعصب تقشف تصلب تو ہب پر منحصر کي ھے اور اندروني نیکي سے کچھه غرض اور تعلق نہیں رکھا' ہواے نفساني کے پورا کرنیکو حیل شرعي کي ٹٹي بنائي ھے اور ٹٹي اوجھل شکار کھیلنا اپنا دین اختیار کیا ھے — بلاشبهه اس زمانه کے نئے تعلیم یافته ایسے مذہبي آدمي ہونے اور ایسے پابند شرع سمجھے جانے سے شرماتے ہونگے اور اُنکا شرمانا بجا و درست ہوگا' بلکه کون مسلمان ایسا ہوگا جو ایسا مذہبي آدمي ہونے اور ایسا پابند شرع سمجھے جانے سے نه شرماتا ہو — اس کے سوا نئے تعلیم یافته لوگ تو اپنے تئیں نہایت فخر سے سچے "مذہب تہہت اسلام کا مذہبي آدمي بیان کرتے ہیں' اور سچے مذہب اسلام کا پابند ہونا اپنا افتخار جانتے ہیں — اداے فرایض مذہبي میں غفلت یا سستي ہوتي ھے اُسکو اپني شامت اعمال جانتے ہیں' اپنے تئیں گنہگار سمجھتے ہیں اور جو ایسے نہیں ہیں وہ نئے تعلیم یافته نہیں ہیں بلکه وہ نئي تعلیم سے بے بہرہ ہیں — پس ہمارے دوست منشي مہدي حسن صاحب کو ضرور تھا که وہ یوں لکھتے که " نئے تعلیم یافته لوگوں میں اسبات سے شرم پیدا ہوئي ھے که وہ اس زمانه کے مذہبي آدمیوں کے سے مذہبي آدمي سمجھے جاویں اور اس زمانه کے پابند مذہب لوگوں کي مانند پابند مذہب گنے جاویں کیونکه اُنکے نزدیک نه وہ سچے مذہبي آدمي ہیں اور نه سچے پابند مذہب *

راقم

سید احمد

خيالي سفر نامه

جنورئ سنه ۱۸۷۶ع میں پرنس آف ویلز کے لشکر کے ساتھہ میں نے بھي هندوستان کے مختلف مقامات کي سیر کا ارادہ کیا - شمالي هندوستان میں جب میں پهونچا تو میںنے سنا که وهاں ایک پہاڑ هی جسپر عجیب و غریب اقسام اقسام کي کیفیات نظر آیا کرتي هیں اور همیشه اُسپر سے غل و شور کي صدائیں بلند رهتي هیں لوگوںکا یقین یہه هی که وهاں تمام کار خانه سحر کا هی ــــ میںنے مصمم قصد کرلیا که جو کچهه هو مگر میں اُس پہاڑ کي سیر ضرور کرونگا ــــ فروري سنه ۱۸۷۶ع میں جو میري عمر کا ایک دایمي یاد گار مہینه هی میںنے اُس پہاڑ کا سفر اختیار کیا ــــ اُس پہاڑ کے نیچے جب میں پهونچا تو واقعي عجیب اور حیرت آمیز کیفیات وهاں نظر آئیں صبح سے دوسري صبح تک ایک شور و غوغا کي صدا بلند تهي کبهي کبهي گانے بجانے کي بهي آوازیں آتي تهیں اور کبهي ایک ایسي صدا آتي تهي که گویا کوئي شخص دور رو رها هی ــــ یہه حالات دیکهکر اولاً خوف معلوم هوا پهر میں نے اپنے دلمیں سوچا که جس کام میں کوئي خوف اور مشکل نہیں هی اُس کو تو هر شخص کرسکتا هی لیکن خوفناک اور مشکل کام کو کرنا همت اور جرأت اور عالي حوصلگي کي نشاني هی *

۲۲ فروري سنه ۱۸۷۶ ع کي صبح کو میں اُس پہاڑ پر چڑها ٹهنڈي ٹهنڈي صبح کي هوا ــــ سفید سفید برف کي زمین جا بجا درختوں کا سبزہ کہیں کہیں چشموں کا رس رس کر بہنا عجب مزا دکهاتا تها ــــ جب میں قله کوہ پر پهونچا تو مجهے ایک میدان وسیع و پر فضا نظر آیا اُس میدان میں کهڑے هوکر جو میںنے غور کیا تو مغربي کونے پر مجهے ایک عظیم‌الشان پهاٹک نظر آیا ــــ میں نے اپنے دل میں کہا که هو نهو جادو کا مکان یہي هو - بسم‌الله کرکے میں اُس طرف چلا - چلتے چلتے دو پهر هوگئي اُسوقت میں اُس پهاٹک تک پهونچا پهاٹک ایک عظیم‌الشان مستحکم عمارت تها اُس کے استحکام اور مضبوطي کو دیکهکر عقل چکر میں آتي تهي که کون لوگ تهے جنهوں نے اس کو بنایا هی ایک ایک پتهر لکهوکها من کا سمجهه میں نہیں آتا تها که کیونکر چڑهایا گیا هوگا ــــ معلوم نہیں که کس قسم کا مصالحه تها که باوجود مدت دراز کے اُسپر جو سفیدي تهي وہ ایسي شفاف اور صاف تهي که اُس میں اگر کوئي شخص غور سے دیکهے تو اُس کو اپنے دل کي سیاهي تک صاف معلوم هوجاے لیکن جا بجا اُسپر کچهه کچهه دهبے بڑے بڑے اور چهوٹے چهوٹے نظر پڑتے تهے جس سے معلوم هوتا تها که یہه بہت پراني عمارت هی اور مختلف اوقات اور زمانه میں اُس وقت کے لوگوں کي بے احتیاطي سے یہه نشانات پڑگئے هیں جو آنکهوں کو ایسي صاف اور پاکیزہ عمارت میں برے معلوم هوتے هیں - میں نے جب بہت تفصیل

سے دیکھا تو سب سے اوپر کي محراب میں نہایت خوشخط لکھا تھا — انا مدينة العلم و علي بابها — اور اُس کے نیچے لکھا تھا سنه ۴۰ نبوي — یہه دیکھکر میں بشاش ہوگیا اور سمجھا که یہه کوئي اسلامي عمارت هی اُس کے اندر جب میں داخل هوا تو میں نے دیکھا که اُس کي دونوں طرف نہایت عمدہ اور صاف اور خوبصورت کمرہ محافظین کے رهنے کے لیئے بنے هوئے هیں جن کے بنانے میں تمام خوبصورتي ختم کردي گئي هی — اُن کمروں کے سامنے دو تین ٹوٹے مونڈھے دو ایک میلے مداریئے حقے جن کي چلمیں ٹوٹي حقوں پر منھ اوندھي پڑي هوئي رکھے هیں اور تمام کوڑا کرکٹ جمع هی جس سے معلوم هوتا هی که کبھي جھاڑو بھی نہیں دیکھاتي — میں نے اپنے دل میں کہا که هاے افسوس یہه پیاري عمارت کیسے محافظوں کے سپرد هوئي هی جو اسکو صاف تک نہیں کرتے — میں نے اُس جگہه آواز دي که بھائي کوئي هی — اسپر ایک کمرہ سے دو تین صاحب نکلے سر اُن کے مونڈے هوئے داڑھیاں لمبي کوئي چھینٹ کا پھٹا هوا روئي دار کرته پہنے تھا کوئي کمر تک کي مرزائي میلي ان لوگوں کي صورت پر غربت اور فاقه کشي اور تباهي برسی تھي میں نے اُن لوگوں سے پوچھا که اس مکان کا کیا نام هی جس کا یہه عظیم‌الشان پھاٹک هی اور آیا همکو اس کے اندر جانے کی اجازت مل سکتي هی یا نہیں — اُنہوں نے جواب دیا که اس عمارت عالي شان کا نام هی اسلام اور اس میں هر شخص کو جانے کي اجازت هی — لیکن اگر آپ اس میں جانا چاهتے هیں تو میں آپ کو چند قواعد دیتا هوں اُنکو پڑھ لیجیئے تب اس کي سیر کیجیئے یہه کہکر اُنہوں نے ایک نیا چھپا هوا مجموعہ قواعد کا میرے هاتھه میں دیا — اُس کو جو میں پڑھتا هوں تو اُس میں هزارها قسم کے موانع هیں که اُس مکان کے اندر داهني روش پر نه چلے اور بائیں سیڑھي پر پانوں نه رکھے — اوپر کو سر نه اُٹھاوے — قدم بہت لانبے نه رکھے — دوڑ کر نه چلے — آنکھوں کو دائیں بائیں نه پھیرے — جو چیزیں اُسکو نظر آئیں اُن کي تفتیش نه کرے — ان قواعد کو دیکھکر میں بہت ڈرا اور میں نے اپنے دل میں کہا که هم تو اس مکان کي سیر کو آئے هیں اور قواعد ایسے هیں جنکي وجهه سے هم کچھه دیکھه نہیں سکتے نه پوچھه سکتے هیں — غرضکه هم آگے چلے جوں هي پھاٹک سے نکلے که ایک وسیع باغ نظر آیا پیاري پیاري روشیں اور پٹریاں اور اُن کے گرد صدها خوشرنگ پھول بوٹے هوئے عجیب مزا دیتے تھے اور وهاں جو دیکھا تو لکھوکھا آدمي بھرا هوا هی لیکن جنگلي خوبصورت روشیں اور پیاري پٹریاں تھیں اُنکے صرف نشان باقي هیں اور اُنپر تمام گھاس پھوس جم آئي هی صرف دو وسیع اور چوڑي سڑکیں هیں کچھه لوگ ایک سڑک پر جاتے هیں اور کچھه دوسري سڑک پر — معلوم هوا که داهني طرف جو سڑک گئي هی وہ اُس مکان کو گئي هی جس میں ایک نامي جادو گر عورت رهتي هی جس کا نام هی "غلطي" اور بائیں هاتھه

والی سڑک اُس مکان کو گئی ھی جس میں ایک دوسری کامل ساحرہ رھتی ھی جسکا نام ھی " رائے عام " — بعض لوگ جو اپنے تئیں بہت کچھہ سمجھتے ھیں وہ تو سیدھے " غلطی " کے پاس جاتے ھیں باقی لوگ اولاً " رائے عام " کے پاس جاتے ھیں وہ جب اُن کو خوب جادو کے زور سے اپنے رنگ میں لاتی ھی تب اُن کو غلطی کے پاس پہونچتی ھی — میں اُن لوگوں کے ساتھہ چلا جو بائیں سڑک پر جاتے تھے جب ھم لوگ آگے بڑھے تو ھمنے دیکھا کہ میدان میں ایک بہت بڑا مکان ھی مگر اُس کی ساخت سے معلوم ھوتا ھی کہ تھوڑے دنوں کا ھی ھم جب اُس کے اندر پہونچے تو ھمنے دیکھا کہ " رائے عام " بہت سے اور لوگوں کی مہمانداری میں مشغول تھی جو ھمسے پہشتر وھاں پہونچ چکے تھے — اس عورت کی آواز ایسی میٹھی اور خوش آیند تھی کہ کانوں کو مزا دیتی تھی اور ھر شخص کو یہہ معلوم ھوتا تھا کہ یہہ ھمسے گفتگو کر رھی ھی اور بڑے تعجب کی بات یہہ تھی کہ ھر شخص کو یہہ سنائی دیتا تھا کہ وہ اُسی کی تعریف کر رھی ھی اور وہ ھر شخص سے وعدہ کرتی تھی کہ ھم تمکو بعوض تمھاری عمدہ لیاقتوں کے دولت عظمی دلاوینگے — یہہ کہکر وہ اُٹھی اور اُس طرف چلی جہاں دیوان کہا جاتا تھا کہ وہ دولت عظمی بستی رھتی ھی ھم سب اُس کے ساتھہ ھوئے — ایک بڑے تعجب کی بات جو مجھے ھمیشہ یاد رھیگی وہ یہہ ھی کہ تمام راہ جب تک ھم لوگ اُس عورت کے ساتھہ چلے ھر ایک ھم میں کا یا اپنے فضائل بیان کرتا تھا یا ایک دوسرے کی مدح کرتا تھا یا ھم سب ملکر کسی غیر کی غیبت کرتے تھے — غرض کہ ھم ایک جگہہ پہونچے جہاں بے انتہا گنجان درخت لگے ھوئے تھے کہ اُن درختوں کی وجہہ سے اُس مقام پر کسی قدر اندھیرا تھا — اُس تاریکی میں ایک اَور عورت بیٹھی تھی جس کا میںنے اوپر ذکر کیا یعنی " غلطی " — یہہ ایک نہایت سیاہ فام عورت تھی مگر ایک سفید قبا اپنے اوپر ڈالے تھی تاکہ اپنی مخالف مسماۃ " صداقت " کے مشابہہ ھو جاے اور چونکہ صداقت کے ساتھہ ھمیشہ ایک روشنی رھتی ھی جو فطرت کی خوبصورتیوں کو دکھایا کرتی ھی لہذا اس کے پاس بجاے اُس روشنی کے ایک جادو کی چھڑی تھی — اس چھڑی سے پہلے ھم لوگوں کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور کچھہ منتر پڑھے بعدہ آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور کہا کہ نعمتوں چلو اور سامنے آؤ — یہہ اُس کا کہنا تھا کہ ھوا پر ھم لوگوں کو ایک نہایت خوبصورت قصر نظر پڑا — یہہ قصر " زعم باطل " کی محل سراے تھی — اس کے ھر در و دیوار پر لکھا تھا کہ ھم چومن دیگرے نیست *

اس محل کی بیخ و بنیاد کچھہ نہیں معلوم ھوتی تھی صرف یہہ معلوم ھوتا تھا کہ ابر پر ایک ھوا کی عمارت بنی ھی اس کے ستون انگلستان کی طرز عمارت کے تھے اور اُس کے اندر جانے کی راہ یہہ تھی کہ زمین سے جہاں ھم لوگ تھے اور اُس کے دروازہ

تک جو ہوا پر بلند تھا ایک زینہ قوس قزح کی طرح لگا ہوا تھا - اس محل کی چھت گول تھی کہ اوپر سے ایک حباب کی شکل معلوم ہوتی تھی — ہم سب لوگ درانے ہوئے اُس کے اندر چلے گئے نہ کوئی مانع تھا نہ حاجب *

جب ہم لوگ بیچ کے کمرے میں پہونچے تو ہمنے وہاں بہت سی ارواح کو دیکھا جو ہم لوگوں کو ہر ایک کے مناسب مقام پر بٹھاتی تھیں — یہاں مینے ایک شخص کو دیکھا اُس کے پاس صرف ایک جامہ تھا جس کی نسبت وہ بیان کرتا تھا کہ اُس کے سگر داداا کو عالمگیر نے کسی کارنمایاں کی عوض میں خلعت دیا تھا — اس بیچارہ کے پاس کوئی چیز بجز اس جامہ کے ایسی نہ تھی جس کو یہہ دکھائے یا جس پر یہہ فخر کرے — اس شخص کا نام تھا " وقار تنزل " عرف " گھٹی ہوئی عزت " اس کے علاوہ اور بہت سے اشخاص تھے — دو شخصوں کو میں نے دیکھا کہ بہت سے دھوم دھام کے کپڑے پہنے برابر دو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ایک تو دونوں آنکھوں سے اندھے تھے اُن کا نام " جھوٹی شیخی " اور دوسرے صاحب کانے تھے اُن کا نام تھا " خود نمائی " — اس بڑے کمرہ کے صدر مقام پر ایک نہایت مرصع اور مکلل تخت بچھا تھا اُس پر ایک سونے کی مکلف کرسی رکھی تھی اور زریں شامیانہ تنا ہوا تھا اُس کرسی پر شاہانہ کپڑے پہنے " زعم باطل " تشریف رکھتے تھے اُن کے پہلو میں ایک مصاحب خاص کھڑے تھے جنکے ذریعہ سے لوگوں کا سلام ہوتا تھا اُن کا نام تھا " تکبر " — اس تخت کے نیچے تین شاہی خواص کھڑے تھے — ایک کا نام تھا خوشامد — دوسرا خود پرستی - تیسرا وضع داری - تخت کی بائیں جانب دو شخص بہت سے خلعت لیئے ہوئے تھے اُن کا نام تھا " تباہی " اور " ذلت " - جو شخص آتا تھا " تکبر " اُسکا مجرا کراتا تھا " تباہی " اور " ذلت " فوراً دوڑ کر خلعت فاخرہ اُس کو اُڑھا دیتی تھی *

یہہ حالت میں دیکھہ رہا تھا کہ میرے کان میں ایک بڈھے شخص کی آواز آئی جو انسانوں کی اُس حالت پر جو " رائے عام " اور " غلطی " نے جادو کے زور سے کردی تھی افسوس کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو یہہ سب سحر کا کارخانہ ہی جس میں تم سب پھنسے ہو جہاں تک جلد ممکن ہو اس سے نکلو یہہ آواز پوری میںنے نہیں سنی تھی کہ لوگوں نے ایک شور مچایا کہ اس کو گرفتار کرلو - ایک تھوڑی دیر کے بعد میںنے دیکھا کہ ایک بڈھے کو جس کے چہرہ اور قیافہ سے استقلال اور صبر اور تحمل اور عقل و فراست ظاہر ہوتی تھی گرفتار کیئے ہوئے لاتے ہیں اور تمام مکان میں ایک غل اور شور اور بد انتظامی ہو رہی ہی — وہ بیچارہ بڈھا کچھہ کہتا ہی مگر نہ کوئی سنتا ہی نہ سننا چاہتا ہی — جب میرے پاس سے لوگ اُسکو لیکر گذرے تو میں نے سنا کہ وہ کہتا ہی کہ میں تو ایک اسم اعظم کے زور سے اس سحر کے کارخانہ سے بھاگ نکلتا ہوں

لیکن یہاں ایک بڑی تباھی آیا چاھتی ھی جس کو بھاگنا ھو وہ بھاگے — یہہ سنکر میرے پاس جو لوگ بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا کہ یہہ شخص مجنون ھی مگر میری داھنی طرف ایک متوسط اندام کا ذی عقل شخص کھڑا تھا اُس نے میرے کان میں جھک کر کہا کہ یار یہہ بڈھا مجنون نہیں ھی بیشک یہہ لوگ سب سحر میں پھنسے ھیں یہاں سے بھاگو — یہہ نعرہ اُس میرے دوست کا ختم نہیں ھوا تھا کہ ایک اور شور مچا اور میں نے دیکھا کہ دروازہ سے ایک غول سیاہ فام لوگوں کا گھسا اُس میں بہت لوگ تھے " تکلیف " فاقہ کشی " شرم " بے حرمتی " حقارت " وغیرہ ان لوگوں کا گھسنا تھا کہ ایک بے اسطامی پھیلی اور غل ھوا " زعم باطل " دو کونہ کو اپنے تخت کے پیچھے چھپے اور اُن کے مصاحبین و رفقا سب ایک ایک کونہ میں چھپے پھرتے تھے — میں اپنے دوست کے ساتھہ بھاگا اور حیران تھا کہ کدھر جاؤں کسی طرف راہ معلوم نہیں ھوتی تھی کہ اس درج دھوپ میں دروازہ تک میں پہونچا وھاں سے میں نے دیکھا کہ وھی بیچارہ بڈھا اُس محل سے باھر عمدہ میدان میں کھڑا ھی اُس نے جو مجھے دیکھا تو کہا کہ لا الہ الااللہ محمدالرسول اللہ یہی اسم اعظم ھی اس کو پڑھ یہہ سب سحر کا کارخانہ ھی — میں نے اس کلمہ کو اعتقاد دلی سے پڑھا کہ پھر جو دیکھتا ھوں تو میں اُس بڈھے کے پاس صاف اور ستھرے میدان میں کھڑا ھوں نہ وہ محل ھی نہ وہ آفت ھی — مگر میں نے اُسکے بعد سنا کہ اُس محل سے جب ھم نکل آئے تو وھاں بڑی بڑی مصیبتیں آئیں اور کوئی اُن لوگوں میں سے جن کو " غلطی " اور " رائے عام " نے " نعمت عظمی " لیکے بھیجا تھا نہیں بچا *

اس کیفیت کو دیکھہ کر میرے خیال میں آیا کہ انسان میں ھزاروں نقص ھیں اور جب وہ غلطی اور لوگوں کی رائے کے خوف میں پڑجاتا ھی تو عقل سلیم ھی اُس کی مدد کرے اور خدا ھی اُس کو توفیق دے تو وہ اُس آفت سے نکل سکتا ھی نہیں تو اُنھی اپنے عیوب اور نقایص کو اپنے اوصاف سمجھتا ھی اور اُنھی پر فخر کرتا ھی *

ڈپٹی مہدی حسن منصف
رائے بریلی

علم‌الکیمیا کا بیان کتب علوم قدیمہ سے

تعریف علم کیمیا

(۱) علوم قدیمہ کی کتابوں میں علم‌الکیمیا کی تعریف مختلف طرح سے لکھی ھی گو سب کا آخر کو مآل ایک ھی نکلتا ھی مگر سب سے زیادہ عمدہ جامع و مانع یہہ تعریف ھی کہ علم کیمیا وہ علم ھی کہ جس سے جواھر معدنیہ کے سلب و جلب خواص

کے طریقے معلوم ہوتے ہیں یعنی کس طور سے جواہر معدنیہ میں ایک خاصیت معدوم ہوسکتی ہی اور ایک اور خاصیت پیدا ہوسکتی ہی اور ایک خاصیت دوسری خاصیت سے تبدیل ہوسکتی ہی *

معنی لفظ کیمیا

(۲) صفدی اپنی شرح لامیۃالعجم میں لکھا ہی کہ کیمیا لفظ عبرانی ہی اور اُس کی اصل کیم یہ ہی جسکے معنی من جانب اللہ ہیں (علوم جدیدہ کے بیان میں وجہ تسمیۂ علم کیمیا کی بہت خوبی کے ساتھہ بیان کی گئی اُسے دیکھو) *

صفدی نے جو اختلافات اور اقوال مثبتین و منکرین علم کیمیا کے لکھے ہیں

(۳) صفدی نے علم کیمیا کے باب میں بہت اختلافات لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہی کہ علم کیمیا کے باب میں دو فریق ہیں ارباب‌الراے میں سے کثرت راے اُسکی امتناع کی طرف ہی اُن میں سے ایک شیخ الرئیس ابن سینا ہی کیمیا کا ابطال مقدمات کتاب شفا میں لکھا ہی اور شیخ تقی‌الدین احمد بن تیمیہ نے بھی ایک رسالہ اُس کے انکار میں لکھا ہی اور یعقوب‌الکندی نے بھی ایک رسالہ دو مقالوں میں اُس کی ابطال میں تصنیف کیا ہی — کو ایسے بڑے بڑے عالی دماغ حکیموں نے اُسکے ابطال میں سعی اور کوشش فرمائی اور تصنیفات کے دفتر سیاہ کیئے مگر اُس سے آخرکو یہہ نتیجہ نکلا کہ علم‌الکیمیا کے امتناع کا ظن بھی دوسرے فریق کے ذہن میں نہ پیدا ہوا یقین کا تو کیا ذکر ہی - اب دوسرے فریق کی سنیئے جو علم‌الکیمیا کے امکان کے قایل ہیں اُنمیں سے سب سے بڑے حکیم امام فخرالدین رازی ہیں اس امام نے مباحث مشرقیہ میں ایک فصل خاص اُس کے امکان میں لکھی ہی - دوسرے شیخ نجم‌الدین بن ابی‌الدر البغدادی نے شیخ ابن تیمیہ کی کتاب کی تردید میں رسالہ لکھا ہی اور ابوبکر محمد بن زکریا الرازی نے یعقوب‌الکندی کے رد میں رسالہ تصنیف کیا ہی — اور موئدالدین ابو اسمعیل حسین بن علی‌المعروف بالطغرائے کی تصنیفات بہت سی اس علم میں ہیں ایک اُن میں سے حقایق الاستشہادات ہی جسمیں علم‌الکیمیا کا اثبات لکھا ہی اور شیخ علی بن سینا کے کلام کی تردید کی ہی — علم کیمیا کے مثبتین اور منکرین کے اقوال تھوڑے سے لکھے جاتے ہیں شیخ‌الرئیس نے تسلیم کیا ہی کہ نحاس یعنی تانبے کے رنگ پر فضہ یعنی چاندی کا رنگ اور چاندی کے رنگ پر سونے کا رنگ چڑہ سکتا ہی اور رصاص یعنی سیسے میں سے بہت سے اُس کے نقص دور ہوسکتے ہیں مگر ان رنگوں کے اُترنے چڑھنے سے کچھہ کیمیا کے اثبات کا امکان نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ یہہ امور محسوسہ ہیں اور وہ اس قابل نہیں کہ فصول ہوکر اجساد کو انواع

میں تقسیم کردیں بلکہ وہ اعراض اور لوازم ہیں اور اُن کی فصول مجہول ہیں اور جب
اشیاء مجہول ہیں تو کسطرح ممکن ہی کہ اُس کی ایجاد یا افناء میں قصد کیا جاے —
امام نے فلاسفہ آخر کی بہت سی حجتیں اُسکے امتناع کی بیان کیں اور پھر اُن کو باطل
ثابت کیا اور جو کچھہ شیخ نے لکھا تھا اُسکو باطل ثابت کرکے اُس کے امکان کے دلایل کو
اپنی کتاب ملخص میں بیان کیا ہی اُسکا دعوی ہی کہ امکان عقلی تو یوں ثابت ہی کہ
اجسام مشترک فی الجسمیۃ ہیں اس سے لازم آتا ہی کہ جو چیز ایک جسم کے لیئے ثابت
ہو وہ کل جسموں کے لیئے صحیح ہو اب رہا امکان وقوعی وہ یوں ثابت ہی کہ سونا
معدنیات سے بوجہ رنگ اور رزانت یعنی وزن کے ممتاز ہی اور ان دونوں وصفوں میں سے
ہر ایک ممکن الاکتساب ہی اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں — ہاں البتہ اُس کے
اکتساب کا طریقہ مشکل اور عسیر ہی ابوبکر ابن الصائغ المعروف ابن باجۃ الاندلسی نے
بعض اپنی تعالیق میں ذکر کیا ہی کہ شیخ ابی نصرالفارابی کا مقولہ ہی کہ ارسطو نے
کتاب المعادن میں بیان کیا ہی کہ کیمیا تحت امکان میں داخل ہی مگر وہ ایسا امکان
ہی کہ اُسکا وجود بالفعل مشکل و عسیر ہی مگر ممکن ہی کہ ایسے اسباب مہیا ہوجائیں
کہ وہ طریقہ سہل اور آسان ہو جاے اُسنے اول طریقہ جدل سے ثابت کردیا مگر ایک دوسرے
قیاس سے حسب عادت باطل کردیا مگر پھر آخر کو ایک قیاس سے جو دو مقدموں سے
مرتب ہی اس کو ثابت کردیا اول کتاب میں یہہ دونوں مقدمے بیان کیئے ہیں اول
مقدمہ فلزات نوع میں واحد ہیں اور وہ اختلاف جو ان دونوں کے درمیان ہی اختلاف
بالذات نہیں یعنی بالماہیت نہیں بلکہ اعراض میں ہیں جنمیں سے بعض اعراض ذاتی
ہیں اور بعض اعراض عارضی دوسرا مقدمہ یہہ ہی کہ جو دو چیزیں مختلف بالعرض اور
داخل نوع واحد ہوں اُن میں ممکن ہی کہ ایک دوسری میں منتقل ہوجاے پس اگر وہ
عرض جس میں اختلاف ذاتی ہی تو انتقال میں اشکال ہوگا اور اگر وہ عرض مفارق ہی تو
انتقال آسان ہوگا — اس صنعت میں دقت سواے اس کے کچھہ اَور نہیں کہ اکثر جواہر
اعراض ذاتیہ میں مختلف ہوتے ہیں اور ممکن ہی کہ چاندی اور سونے کے درمیان اختلاف
ٹھہرا ہو جاے — صفدی کی تحقیقات تمام ہوئی *

امام شمس الدین محمد ابن ابراہیم بن ساعدالفارسی کی راے کیمیا کے باب میں

(۴) جسوقت کیمیا گر چاہے کہ سونا مثلاً اُس سونے کے جسکو طبیعت نے زیبق
(پارہ) اور کبریت طاہر سے بنایا ہی تو چار چیزیں اسکے لیئے ضرور ہیں اول ان دو
چیزوں کے اندازہ کی مقدار مناسب یعنی کمیت دوم کیفیت سوم مقدار حرارت جو اُسکو

پکانے چہارم زمانہ اُس کا ان میں سے ہر ایک بات کا حاصل ہونا دشوار ہی یعنی ہرایک عسیرالحصول ہی اور اگر مدبر یعنی کیمیاگر یہہ چاہے کہ کوئی دوا جو عبارت اکسیر سے ہی ایسی بنائے کہ وہ چاندی پر ڈالنے سے اُس کے ساتھہ امتزاج پائے اور ہمیشہ اُس کا استقرار رہے اور اُسکا رنگ اور وزن سونے کا سا کردے تو اس کام کا کرنا تجربہ پر موقوف ہی کہ استقراء سے تمام معدنیات کے حالات دریافت کیئے جائیں اور اُس کے خواص کا تفحص ہو اور اگر کوئی قاعدہ قیاساً بنایا جاوے تو اُس کے مقدمات مجہول ہونگے تو اُس میں جو مشقت اور دقت پیش آئیگی وہ ظاہر ہی *

صفدي کا مقولہ

(۵) وہ یہہ کہتا ہی کہ حکماء علوم طبیعت کا ظن ہی کہ سونے کے معدن میں ہونے کی وجہہ یہہ ہی کہ جب پارہ خوب پک جاتا ہی تو معدن کبریت اُس کو جذب کرلیتی ہی اور جوف معدن ایسی منخفی کر لیتی ہی کہ اُس پر سیل رطوبات کا سیلان نہوسکے پس جب اُن میں خوب اختلاط اور اتحاد ہو جاتا ہی اور اُن کے نفع و طبخ میں تب حرارت ہو جاتا ہی تو ان دونوں سے قسم قسم کے معدنیات بنتے ہیں پس اگر پارہ صاف اور گندھک نقی کے اجزا مناسب ہیں اور حرارت معدن معتدل ہووے اور کوئی برد عارض اُس کو نہووے اور نہ کوئی یبس اُس تک پہونچا اور نہ ملوحات یعنی نمکوں اور شوروں میں سے اور مرارت یعنی تلخیوں میں سے اور حموضات یعنی ترشیوں میں سے اُس کو عارض نہوا تو ایک زمانہ دراز کے بعد ذہب الابریز یعنی خالص سونا بن گیا اب اس قسم کی معادن کیا تو براری الرملہ اور احجار رخوہ یعنی ریگستان اور نرم سنگستان میں بن سکتے ہیں اور مدبر یعنی کیمیاگر کو عمل ذہب میں مناسب آنچ دینے میں سخت دشواری پیش آتی ہی غرض سب باتوں میں دشواریاں ہی دشواریاں ہیں — یہہ شعر حسب حال ہی —

وبان ارها بالخیف ان مزارها * قریب ولکن دون ذالک اھوال

ترجمہ

ایسا بعید کہ نہیں دولت سراے دوست * پر کیا کریں کہ راہ میں خطرے ہزار ہیں

یعقوب کندي کا قول اور اعتراض و جواب

(۶) وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہی کہ انسان اس صنعت میں معذور ہی فقط طبیعت (نیچر) ہی اُسکو کرسکتی ہی اور اہل صناعت اپنی جہل سے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس امر کے قایل ہیں کہ چاندی سونا مصبوغ ہوسکتا ہی اُس کے دعوی کا ابطال کرتا ہی اور جو لوگ اُس کے امکان کے خلاف اور منکر ہیں وہ یوں کہتے

ھیں کہ اگر ذھب صناعی مثل ذھب طبیعی کے ھو تو البتہ صناعت مثل طبیعت کے ھوتی اور اگر ایسا ھوتا تو چاھیئے تھا کہ ھم تلواریں اور تخت اور انگشتری طبیعت کے بنائے ھوئے اس عالم شھود میں دیکھتے مگر یہہ ظاھر باطل ھی اور یہہ بھی کہتے ھیں کہ جوھر صابغہ کیا تو آگ پر زیادہ دیر تک مصبوغ سے ٹھیریگا یا مصبوغ زیادہ دیر تک صابغ سے ٹھیریگا یا دونوں برابر ٹھیرینگے پس صورت اول میں یہہ لازم آتا ھی کہ مصبوغ صابغ سے پہلے فنا ھو جاتا ھی اور دوسری صورت میں صابغ پہلے مصبوغ سے فنا ھو جاتا اور اور مصبوغ اپنی پہلی اصلی حالت پر آجاتا اور صبغ سے عریاں ھو جاتا ھی اور تیسری صورت میں جب وہ دونوں مصبوغ اور صابغ آگ پر برابر دیر پا ھیں تو وہ جنس واحد سے ھیں اور کوئی اُن میں مصبوغ اور صابغ نہیں اس لیئے کہ آگ پر دونوں کو صبر برابر ھی پس یہہ دلیل منکرین کیمیا کی سب سے زیادہ قوی سمجھی جاتی ھی اب مثبتین کیمیا کے جواب ان اعتراضوں کے سنیئے پہلے اعتراض کا جواب یہہ ھی کہ آگ قدح یعنی چقماق زنی سے اور اصطکاک اجرام یعنی رگڑنے سے پیدا ھوتی ھی اور ھوا پنکھوں اور دھونکنیوں سے نکلتی ھی اور نوشادر شعیر سے اور ایسے بہت سے مزاجات میں سے ھیں پس اگر یہہ مان لیں کہ جو چیز صناعت نہیں پائی جاتی وہ طبیعت میں نہیں ملتی تو اس سے ھم پر یہہ بات لازم آتی ھی کہ انکار بالجزم کریں اور امکان حصول امر طبیعی سے صناعت میں امکان عدم لازم نہیں آتا بلکہ یہہ امر موقوف دلیل پر ھی دوسرے اعتراض کا جواب یہہ ھی کہ صابغ و مصبوغ کے برابر آگ پر صبر کرنے سے اُن کی ماھیت میں اتحاد لازم نہیں آتا جیسا کہ ظاھر ھی کہ دو چیزیں اگرچہ مختلف ھوں مگر بعض صفات میں متحد ھوں اس جواب میں نظر ھی بعض اشخاص نے جن کی عمر اس تلاش میں گذری ھی اُن میں سے نقل کی گئی ھی کہ طغرائے نے ایک مثقال اکسیر سے ساٹھہ ھزار مثقال سونے کی اور دوبارہ دوسرے مثقال سے تین لاکھہ مثقال اور مریانس‌الراھب معلم خالد بن یزید نے ایک مثقال سے دس دس بیس بیس لاکھہ مثقال سونا بنایا اور مار قبطیہ کا مقولہ ھی کہ اگر خدا نہوتا تو ایک مثقال سے تمام دنیا سونے سے بھر دی جاتی — قول مهمل ایک شاعر کا مقولہ ھی *

کنجواھر الکیمیا لیس تری * من نالہ والانام فی طلبہ

ترجمہ

جوھر کیمیا کی سب کو تلاش * پر جھاں میں کسیکو ملتا نہیں

صاحب الشذور جو اس فن کے اماموں میں سے ایک ھی یوں تصریح کرتا ھی کہ نہایت صنعت یہہ ھی کہ ایک ھزار کو ایک مثقال سونا بنادے اُس کا قول ھی —

شعر

فعاد بلطف الحل والعقد جوهراً * یطلوع فی المیزان واحده الالف

بعض لوگوں نے یہه گمان کیا هی که مقامات حریری اور کلیله دمنه بهی رموز کیمیا میں هیں *

متفرقات بیان

(۷) بعض نے اُن میں سے جنهوں نے تمام عمر اس تلاش میں بسر کی هی تصنیفات جابر تلمیذ امام جعفر صادق پر لکهدیا هی که تو کاسر هی اور تیرا نام غلطی سے جابر رکها گیا هی اور تونے تمام عمر اس میں صرف کی اور رائیگاں هوئی - بعضوں نے لکها هی که گندک اور پارہ کو آگ کی گرمی میں جمع کرنے سے اتنے امتزاجات تدیر مدت قلیل میں حاصل هوسکتے هیں جو معدن میں ایک مدت دراز میں نهیں حاصل هوسکتے مگر یہه طریقه نهایت صنعت هی اور ایک عمل شاقه کا محتاج هی اور بعض اُن میں سے ترکیب معادن کو نسبت اوزان اور حجم فلزات سے تالیف کرنے لگے اور بعض اس کا خیال نهیں کرتے اُن کو اشتباہ اور التباس واقع هونے لگے اُنهوں نے نباتات و جمادات و حیوانات سب کو شامل کرلیا مگر وہ کوئی نتیجه نه پیدا کرسکے — حکما نے صنعت اکسیر کا ایک طریقه بتایا هی اور چیستاں کے طور پر اُس کی کیفیت بیان کی هی یا معمیه کے طور پر ذکر کیا هی یا اس طرح بیان کیا هی که جس سے آدمی مغالطه میں پڑے سبب اُس کا یہه بیان کیا هی که اُس کے کتمان اور اخفا میں مصلحت تامه هی اُن کی تحریروں اور تصنیفوں سے کسی صورت سے رهنمائی نهیں هوتی والله یهدی من یشاء (خدا هی راہ دکهائے جسے دکهائے) عبدالعزیز بن تمام العراقی یہه اشارہ کرتا هی که

عبدالعزیز بن تمام العراقی یشیر	جس شخص کو یہه حکمت کیمیا ملگئی اُس کو
الی مکانت الواصل لهذا الحکمة	شان و شوکت و تمکنت حاصل هوگئی اور اُس
فقد ظفرت بماله یوته ملک	چیز پر تنعم و ظفر حاصل هوئی که نه بادشاہ نه
لاالمنذران ولا کسری بن ساسان	وہ حاصل هوئی نه منذران کو اور نه کسری بن
ولاابن هند ولاالنعمان صاحبه	ساسان کو اور نه ابن هند کو اور نه نعمان کو اور
ولا ابن ذی یزن فی راس غمدان	نه ذی یزن کو راس غمدان میں *

جلدکی کا بیان

(۸) الجلدکی شرح مکتسب میں اول اپنے حالات شاگردی اور خدمت گذاری شیخ جابر کے اور اپنی تحصیل علم کے بیان کرتا هی اور پهر الله تعالی کی قسم کهاکے لکها هی که جابر نے بارها یہه ارادہ کیا که میں اس علم سے پهر جاؤں اُس نے مجهه پر

بہت سے شکوک وارد کیئے اور ہدایت کے بعد ضلالت میں ڈالنا چاہا — مگر جو اُس نے
ارادہ کیا تھا وہ خدا نے پورا نہونے دیا اور میں اُس کی مراد کو سمجھہ گیا کہ حضرت
کو مجھہ سے حسد ہوگئی ہی میں نے اُن سے بحث کرنی شروع کی اور اس میدان میں
سنان لسان اُس پر دراز کی اور وہ میرے سامنے سیف دلائل لیکر نہ کھڑا ہوسکا اور
میں نے برہان حق بیان کرکے اُس کو خاموش کردیا پھر وہ کھڑا ہوا اور مجھے گلے لگا لیا اور
کہا کہ میں تیرا امتحان کرتا تھا واقعي تو اس فن سے ماہر ہی اور اس علم کا اہل ہی
تو یاد رکھو کہ اس فن کا چھپانا ہي بہتر ہی اُس کا افشاء اُس پر جوکہ مستحق نہو
حرام ہی مگر جو لوگ اُس کے قائل ہوں اُن پر اُسکا اظہار واجبات سے ہی " وضع‌الاشیاء
في محلها من‌الامور الواجبة " اگر اُس کے اہل سے اخفا کیا جاوے تو تضیع فن ہی اور عالم
پر ظاہر کیا جاوے تو اُس کی خرابي ہی — آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ حکمت کی دنیاں
معزول ہو رہي ہی اور آج کل حال کے طالب‌العلم حیوانوں سے زیادہ جاہل اور طالب
محالات ہیں مکار اور بیوقوف ہیں جو کہتے ہیں اُس کو نہیں پاتے ہیں وہ فقر کا ذکر
کرتے ہیں اور کیمیا کو یہہ سمجھتے ہیں کہ وہ غناءالدهر ہی اور اُس کے واسطے زخارف
حکایات جوڑتے ہیں باوجود ان سب باتوں کے کسي مسئله اور بات پر ایک دوسرے کے
ساتھہ متفق الراے نہیں سب اپني اپني گاتے ہیں اُن کی جہالت اُنہیں ضلالت بعید
میں ڈال رہي ہی پس جب ہم نے یہہ دیکھا تو اُن طالبعلموں کے لیئے جو حکمت
الٰہي اور اس صنعت شریف فلسفي کو سیکھنا چاہتے ہیں نصیحت کا کرنا اپنے اوپر فرض
جانا اور کتاب بغیةالخبیر في قانون طلب الاکسیر لکھي ہی اور پھر شمس المغیر في
تحقیق الاکسیر — رسائل بخاري میں چھتیس دلائل عقلي و نقلي اس فن کے باب میں
موجود ہیں ابن سینا نے پہلا رساله مرةالعجایب اس فن میں لکھا ہی اور اُس میں
علم‌الکیمیا سے اول بحث کي اور اور کتابوں میں بھي اس کا بیان لکھا ہی اور صنعت اکسیر
اور میزان کو بہت توضیح کے ساتھہ بیان کیا ہی اور اہل اسلام کي کتب فلسفه میں
لخالد بن یزید بن معاویه بن ابي سفیان نے بہت غور اور خوض کي ہی اور جابر ابن
حیان الصوفي پہلا شخص ہی جس نے اس علم کو مشتہر کیا — یہہ کہا گیا ہی کہ
حضرت امام جعفر صادق نے اس فن اور خواب کي تعبیر کے باب میں ایک کتاب لکھي
تھي وہي گویا تمام جابر کي کتابوں کا متن تھا کہتے ہیں کہ پانچ سو رسالے اُس نے لکھے
تھے (ان سبکا ترجمه لاطیني زبان میں دو ہزار صفحوں کے اندر ہی اور سترھویں صدي
میں اُس کا ترجمه انگریزي زبان میں یعني رسل صاحب نے کیا ہی پندرھویں صدي تک
اہل یورپ کا سرمایه علم کیمیا اُس صاحب کمال کي کتابیں تھیں) اُس کي کتابوں میں
سے ہر ایک کتاب سے فوائد متعددہ حاصل ہوسکتے ہیں اور بعد اُس کے اہل اسلام میں اس

فن کے امام یہہ لوگ ہوئے ہیں سامہ بن احمد المجریطي و ابوبکر الرازي و ابوالاصبع بن تمام العراقي و طغراے و صادق محمد بن امیل التمیمي و امام ابوالحسن علي صاحب الشذور غرض اُن میں سے ہر ایک نے اپنے اجتہاد میں جہد کو اپني غایت پر پہونچایا اور کیمیا کي تعلیم میں بہت کوشش کي جلدکي متاخرین میں ہی *

حکماے یونا

(۹) یہہ بھي معلوم رہے کہ جب جماعت فلسفہ نے جس میں ہرمس اور اسطانیس اور فیثا غورس جیسے حکیم تھے یہہ ارادہ کیا کہ اس صناعۃاللہ کا استخراج کریں تو اُنہوں نے جنکو انفہم في مقام الطبیعۃ یعني اپنے نفسوں کو مقام طبیعت پر رکھا اور قوت منطقیہ اور علوم تجاربیہ سے دریافت کیا کہ ہر جسم میں حر و برد و رطوبات و یبوست میں سے داخل ہوتي ہیں اور وہي اجسام میں ایک سے دوسرے میں داخل ہوتي ہیں پس اُنہوں نے ایسي ایک ترکیب ایجاد کي جس سے تنقیص زاید اور تزئید ناقص کیفیات فاعلیہ و مفعولیہ و منفعلیہ میں کرلیں اور اسي سے اُنہوں نے اکسیر ترابیہ و حیوانیہ و نباتیہ جو مختلف في الزمان و في المکان ہیں بنائیں اور اُسي سے اُنہوں نے تکلیس قایم کي اور مقام حرق معادن کا اور اُس کا الیہاب و تسقیہ و مقام تدبید و تجمید و تساوي اور مقام تخفیف و تشمیع و تخنیق اور مقام ترطیب تلیین و تقطیر اور مقام تجوہر و تفصیل اور مقام تصفیہ و تخلیص و سحق و تحلیل اور مقام التیان و تمریخ و عقد اور مقام اتحاد و تمکین قایم کي اور پھر جواہر اُصول سے شی واحد کو لیا جو فاعل فعل کي تھي مگر غیر منفعل تھي اور تاثیرات مختلفہ شدیدالقوت پر مشتمل تھي اور نافذۃالعقل تھي اور جن جسموں سے ملتي بھي اُن میں تاثیر پیدا کرتي تھیں یہہ باتیں اُن کو الہامات سماوي و قیاسات عقلي اور حسي سے اُنھیں حاصل ہوئي تھیں اور اسقلیفندر یونس اور اندرو ماخس وغیرہ نے بھي اُنہیں تراکیب سے ترباق اور معاجین و حبوب و اکحال و مراہم بنائے اول اُنہوں نے قوت ادویہ کا قیاس کیا بہ نسبت مزاج ابدان بشر اور امراض غامضہ کے جو اُن ابدان میں ہیں اور پھر ایک دوا حار و بارد و یابس و رطب سے ایسي مرکب کي کہ برعایت اسباب وہ علاج میں نفع کرے — حکیم دیمقراط نے صنعت اکسیر الخمر میں یہي کیا اول اُس نے دیکھا کہ پاني خمر کے اعتدال قوام میں خلل انداز نہیں ہوتے اس لیئے کہ وہ خمر ماء عنب ہی اور خمر کے پانچ خواص دیکھے لون و طعم و رایحہ و تفریح و اسکار پس یہہ دیکھہ کر اول ترکیب ادویۃالعقاقیر صابغہ کي شروع کي جس سے ماء میں شراب کا سا رنگ پیدا ہو پھر ایسي دوائیں لیں جو اُسي طعم میں مشاکلۃ رکھتي تھیں پھر ایسے معطرات لیئے جو رایحہ میں اُس کي متماثل تھیں پھر مفرحہ پھر مسکراۃ لي اُن میں سے

یابسات کو پیسا اور مائعات سے اُسے تر کیا یہاں تک کہ اُن میں اتحاد ہوجاوے پس ایک دوا یابس تیار ہوگئی یہہ ارسطو کے رسالہ کا خلاصہ ہی *

جلدکي کي راے

(۱۰) جلدکي کتاب نہایت الطلب میں لکھتا ہی کہ ہر ایک حکیم کي عادت ہی کہ علم کو تمام کتاب میں متفرق کردیتا ہی اور چند کتابوں میں خاص کتابوں کے اشارہ کردیتا ہی جن سے اور زیادہ علم حاصل ہوسکتا ہی جیسا جابر نے جمیع کتب الخمسۃ میں کیا ہی اور جیسے مؤیدالدین نے مصابیح والمفاتیح میں کیا ہی اور مجریطي نے کتاب الرتبۃ اور ابن امیل نے کتاب المصابیح میں کیا ہی اب جلدکي لکھتا ہی کہ تمام عطیات خداوندي کا اظہار خاص و عام کے فائدہ کے لیئے واجبات سے ہی مگر خاص یہہ موہبۃ عظمی مستثنی ہی جس کي بڑي شرط ایک اخفا ہی - خاص کر یہہ فن اُن بادشاہوں کو جو عقل سے بہرہ نہیں رکھتے بتانا ہي نہیں چاہیئے جو شخص بتلاویگا وہ بلاؤں میں مبتلا ہوگا اور اُس کي بہت سي وجوہ ہیں اگر وہ اُس شخص کو بتلائیگا جس پر حسد تمام ہوني ہو تو وہ بلا میں پھنسیگا اس لیئے کہ اُس کے پاس مطلوب عام دیکھہ کر اُس کے تلف کرنے میں کوشش کرینگے اور اگر بادشاہ کو بتائے تو بادشاہ ہمیشہ اُس سے ڈرتا رہیگا بادشاہوں کي برابر کسي کو مال کي احتیاج نہیں ہوتي کیونکہ مال سے ہي اُس کي دولت و سلطنت کو بقا ہوتي ہی اور جس کو موہبۃ عظمی کیمیا حاصل ہوگي اُس کے نزدیک یہہ سارا دنیا کا مال حقیر ہو جاتا ہی - وہ بادشاہ کي قدر کو اخراج مال سے کم کرسکتا ہی اس لیئے بادشاہ کو کیمیا گر سے حسد ہو جاتا ہی — صاحب کنزالحکمۃ کا قول ہی کہ جو شخص کیمیا کي اصل حقیقت پر پہونچ گیا اور عارف بالحقیقۃ ہوگیا وہ اُس کو کبھي کسي کو نہ بتائے کیونکہ بتانے سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ایک آفت سر پر آجاتي ہی ہر عالم کا مختلف طریقہ اس حکمت پر پہونچنے کا اپنے نفس کے لیئے ہی وہ طریقہ وصل قریب ہوگا یا بعید ہوگا اور اُس کے ارشاد کا طریقہ خاص ہوگا یا عام ہوگا پس اگر طریقہ خاص اُس کا ہی تو کبھي اُس میں دو کا اجتماع نہیں ہوگا ہاں البتہ یہہ سامان اس سعادت عظمی و عنایت اللہ کے حاصل کرنے کے لیئے کردے کہ کوئي اُستاد ملجاوے اور وہ اُس کو تلقین کردے اور ایک اور صورت ہی اور اُس کے سواے کوئي اَور صورت نہیں کہ دو فیلسوف جمع ہوں ایک اُن میں سے واصل ہو اور دوسرا طالب اور واصل طالب سے چھپا نہ سکے ایسے واصل و طالب کا جمع ہونا گوگرد سرخ اور ابلق عقعق کے ملنے سے بھي زیادہ دشوار ہی *

(باقي آیندہ)

ذکاءاللہ پروفیسر میور کالج الہ آباد

جرمي بنتھم کي کتاب يوتلتي پر

دیباچه

مؤلفہ منشي مهدي حسن صاحب منصف راے برېلي

دنيا ميں في نفسه کوئي چيز اچھي يا بري نهيں هى بلكه صرف خارجي واقعات اور حالات کسي چيز کو اچھا يا برا کر دينے هيں — مثلاً حصول دولت اگر في نفسه اچھي شی هوتي تو هر وقت اچھي هوتي مگر هم دیکھتے هيں که چوري کے ذريعه سے جو حصول دولت هو أسکو لوگ اچها نهيں کهتے — کسي کے جسم ميں زخم لگانا ظاهر ايک فعل بد هى مگر اکثر ضرورت ميں انسان کا عضو کات ديا جاتا هى پهوڑوں ميں نشتر ديئے جاتے هيں اور أسکو کوئي برا نهيں کهتا پس معلوم هوا که هر فعل اپنے خارجي اسباب اور اپنے نتايج کے سبب سے اچها يا برا کهلايا جاتا هى پهلي مثال ميں چونکه چوري سے دوسرونکو رنج و تکليف پهونچتي هى اسوجهه سے وه فعل برا هى اور دوسري مثال ميں چونکه مريض کي صحت مد نظر هوتي هى اسوجهه سے وه فعل اچها هى — بنتھم ايک نامي شخص لندن کا تها سنه ۱۷۴۸ ع ميں پيدا هوا تها اور سنه ۱۸۳۲ ع ميں مرا — أسکے فلسفه کا يهه اصول تها که تمام اخلاق اور افعال انساني کا مقصود اصلي راحت و مسرت هوتا هى ' اور جس فعل سے که کوئي راحت يا مسرت منتج هو اور کسي تکليف يا رنج کي روک هوتي هو وه فعل اچها هى اور أسي صفت يعني کسي تکليف کے اندفاع اور کسي راحت کے حصول کا نام هى يوتلتي جسکا ترجمه لفظ سود مندي سے هوسکتا هى ' اب ميں اس يوتلتي کي ايک مثال ديتا هوں — مثلاً ايک شخص کو ديکها که وه بيمار هى اور سڑک پر پڑا هى اور أسکي کوئي خبر لينے والا نهيں هى هم أسکو أتها لائے همنے أس کا علاج کيا أس کو کهانا ديا أس کي خبر گيري کي ' همارا يهه فعل يوتلتي کے مطابق هى کيونکه اس ميں سے حسب ذيل مسرات منتج هوتے هيں اور حسب ذيل آلام دفع هوتے هيں *

۱ جب همنے أس شخص کو ايسي بيماري و غربت کي حالت ميں ديکها تها تو همارے دل ميں ايک الم همدردي پيدا هوا تها ' همارے اس فعل سے وه دلکا الم دور هوگيا اور أس الم کے بجاے همارے دل ميں ايک مسرت دافع الم پيدا هوئي *

۲ لوگوں کے دل ميں جو أس شخص کو ايسي حالت ميں سڑک پر پڑا ديکهتے تهے ' ايک رنج اور خوف و عبرت هوتي تهي وه رفع هوئي اور جب أنکو معلوم هوا که همنے أس کے ساتهه يهه سلوک کيا تو أن لوگوں کو همسے نيکي کي أميد پيدا هوئي جو

ایک قسم کي مسرت هی اور اُن کے دل میں هماري ایک عزت و قدر هوئي اور همکو اس امر کے علم سے که لوگ همیں اچها سمجهتے هیں ایک دوسری مسرت هوئي *

۳ اُس شخص بیمار کو ایک الم و درد علالت سے نجات ملي اور اسوجهه سے اُسکو بهي ایک مسرت هوئي *

۴ اُس کے اعزا و اقارب کا رنج دفع هوا اور جو لوگ که اُس کے دست نگر تهے اور اُسکي بیماري کے زمانه میں جبکه وه دیچهه معاش مُهیا نهیں کر سکتا تها محتاج هوگئے تهے اُنکا الم مایوسي رفع هوا اور اُن کے دل میں مسرت اُمید و مسرت انجاح مرام پیدا هوئي *

پس اسي مسرت کي زیادتي اور الم کي کمي کا نام یوٹلٹي هی اور بنتهم تمام سیاست مدن اور تهذیب اخلاق کو اسي مسرت و الم کي موازنه اور حساب پر مبني کرتا هی — وه کسي فعل کو اسوجهه سے اچها نهیں کهتا که وه کسي مذهب میں درست یا کسي قانون ملکي میں جائز رکها گیا هی — وه اُس فعل کو جب هي اچها کهے گا جب که اُس کي یوٹلٹي درست هو یعني وه فعل کسي مسرت کو پیدا کرتا هو اور کسي الم کو دفع کرتا هو — بنتهم الفاظ انصاف و خلاف انصاف و اخلاق و خلاف اخلاق و غیره کا استعمال نهیں کرتا اور وه یهه بهي نهیں کهتا که فلاں فعل اسوجهه سے برا هی که خلاف انصاف یا خلاف اخلاق هی کیونکه اُس کے نزدیک انصاف و اخلاق وغیره بجاے خود کوئي چیز نهیں هیں انصاف بهي وهي هی که جسمیں یوٹلٹي هو اور اخلاق بهي وهي هی که جس میں یوٹلٹي هو *

چونکه اس اصول یوٹلٹي کو صاف اور مدلل کرنیکے لیئے تین امور بهت ضرور تهے *

۱ لفظ یوٹلٹي کے صاف و صریح معني بیان کرنا *

۲ تمام اور اُصولوں کو جو غلطي سے اُصول یوٹلٹي میں ملگئے هوں یا اس کے مشابه هوگئے هوں خارج کر دینا *

۳ کچهه ایسے صاف اور معین قواعد مقرر کردینا جس سے فوراً هر فعل کي مسرت و الم یا راحت و تکلیف کي مقدار معلوم هو جاے که اس فعل سے اس مقدار کي مسرت یا راحت حاصل هوئي اور اس مقدار کے الم یا رنج و تکلیف کا دفعیه هوا *

اسلیئے بنتهم نے اولاً اُصول یوٹلٹي کو بیان کیا بعده اُن دو اصولوں کا ذکر کیا جو اکثر اس اصول یوٹلٹي میں ملجاتے هیں اور اُس کے مشابه هو جاتے هیں ' اُن میں سے ایک اصول رهبانیت هی جسکو مذهب اسلام نے یهه کهکر که لا رهبانیت في الاسلام منع کیا هی اور دوسرا اصول رغبت و نفرت هی' جو لوگ اصول رهبانیت کو علم اخلاق کا اصول قرار دیتے هیں

هيں وہ هر ايسے فعل كو برا كهتے هيں جس سے راحت يا مسرت انساني پيدا هوتي هو
أنكا قول يهه هى كه دنيا فا چيز هى اس ميں همكو هميشه مصيبت اوٹهانا چاهيئے اور
جسقدر مصيبت هم يهاں اوٹهائينگے أسيقدر دوسرے عالم ميں همكو راحت هوگي — پس
ظاهر ميں يهه اصول رهبانيت بالكل ضد اصول يوٹلٹي كے معلوم هوتا هى ، ليكن بقول بنتهم
كے يهه لوگ جو اصول رهبانيت كي پيروي كرتے هيں خود نهيں جانتے كه وہ كيا كهه رهے
هيں — زبان سے كهتے جاتے هيں كه همكو راحت سے نفرت هى اور أسي راحت كي تلاش
ميں سر گرداں هيں مثلاً فقرا و جوگهان و راهبان جو طرح طرح كي تكاليف اپنے اوپر أتهاتے
هيں اور حظاظ دنيوي كو اپنے اوپر حرام كرليتے هيں — يهه لوگ تمام يهه مصيبتيں صرف
مسرت نام آوري اور مسرت شهرت يا كم سے كم مسرت أميد ثواب أخروي حاصل كرنے كے
ليئے أتهاتے هيں — ايك لطف دوسرا يهه هى كه مسرت كے حصول كي خواهش كو تو
لوگ برا سمجهتے هيں ليكن اسي شي كو جسكا نام مسرت هى اگر دوسرے الفاظ سے تعبير
كرو تو أسكي خواهش كو لوگ برا نهيں سمجهتے — مثلاً اگر اس مسرت كا نام ركها جاے عزت
و شهرت و نام و وقار تو ان چيزوں كے حصول كي خواهش كو لوگ چنداں برا نهيں سمجهتے
جو لوگ علم اخلاق اور سياست مدن كو اصول رغبت و نفرت پر محمول كرتے هيں وہ هر
فعل كو جو أنكي رغبت كے موافق هى اچها اور هر فعل كو جس سے أنكو بذاته نفرت هى برا
كهتے هيں مگر أنكے پاس أن افعال كي اچهائي يا برائي كے ليئے كوئي اور دليل بجز أنكي
ذاتي رغبت و نفرت كے نهيں هى — يهه لوگ عجب فرضي دلايل پيش كرتے هيں — ايشياء
كے پرانے پادشاهوں كا اكثر يهي اصول رها هى كه جو فعل أنكي طبيعت كے خلاف هى وہ جرم
هى بغير اس امر كے لحاظ كے كه أس سے راحت يا مسرت انساني منتج هوتي هى يا نهيں،
تعصب مذهبي بهي اسي اصول پر مبني هى — ايك مذهب والے دوسرے مذهب كے
لوگوں كو كافر اور مرتد اور واجب القتل قرار ديتے هيں — تمام جدال و قتال مذهبي جو
پچهلے زمانوں ميں هوئے وہ اس اصول پر مبني تهے — بهت سے ايام سال كے هيں جس
ميں اگر كوئي امر كبهي كسي گروہ كے خلاف رغبت صادر هوا هى تو وہ گروہ أن ايام كو
نهايت رنج و ملال كے ايام سمجهتا هى اور أن لوگوں سے وہ گروہ عداوت ركهتا هى جو لوگ
أسدن كوئي امر خوشي كا كريں و بالعكس — سلاطين صرف اپنے ذاتي خشم و غضب يا شوق
حصول ملك و شهرت ميں لكهوكها بندگان خدا كا خون جنگ و جدال ميں بها ديتے
هيں — مصلحان قوم سے نفرت نيا طريقه اختيار كرنے پراني راہ كو چهوڑنے كي مخالفت
اسي اصول پر مبني هى — يهه سب مثاليں اصول رغبت و نفرت كي نهيں — چونكه
كوئي شخص صاف يهه امر نهيں كهه سكتا كه جو ميں كهتا هوں وهي صحيح هى اور جو
اسكے خلاف هى احمق هى يا بيهودہ هى يا كافر هى لهذا هر زمانه ميں جو اس اصول

رغبت و نفرت کے پیرو هیں مختلف طریقوں اور مختلف الفاظ میں اس اصول کو ظاهر کرتے هیں حالانکه غور سے دیکھو تو مراد اُن سب کی یهي هی که جو همارے راے هی وهی صحیح هی اور اُسیکی پیروي کرنا چاهیئے — مثلاً ایک شخص کهتا هی که خدانے هم میں ایک قوت دی هی جسکا نام هی کانشنس یا وجدان ذاتي یهی قوت نیک و بد میں تمیز کرتی هی — یهه شخص کهتا هی که فلاں فعل برا هی کیونکه همارا کانشنس بتاتا هی که وه فعل برا هی فلاں کام اچها هی کیونکه همارا کانشنس اُس فعل کو اچها کهتا هی — اصل میں ان افعال کی اچهائی و برائی صرف اُسکی راے کے مطابق هی لیکن اپنے تئیں الزام خود مختاری سے بچانے کے لیئے اُس نے اُس راے کو ایک فرضي شی کانشنس پر محمول کیا هی — دوسرا شخص کهتا هی که نهیں فهم ایک چیز هی جو نیک و بد میں تمیز کرتی هی وه کهتا هی که فلاں فعل نیک هی کیونکه همارا فهم یهی کهتا هی اور جو شخص اسکے خلاف هی وه فهم نهیں رکهتا — غرضکه یهه سب لوگ اپنی راے کی فتحیابی کے لیئے اور اسواسطے که لوگ اُس راے کی پیروي کریں بے انتها کوفت اوٹهاتے هیں لڑتے هیں اور جهگڑتے هیں اور اپنے تئیں مصیبت میں ڈالتے هیں — لیکن یهه امر بهی یهاں پر ذکر کر دینا ضرور هی که یهه اصول رغبت و نفرت کبهي کبهی اصول یوٹلٹي سے منطبق هو جاتا هی ' اور اُسکي وجهه یهه هی که فطرت انساني راحت سے رغبت اور تکلیف سے نفرت کرتی هی لهذا اکثر وه اشیاء جنسے لوگ رغبت کرتے هیں وهی هیں جو راحت بخش هیں اور وه اشیاء جنسے نفرت هی وهی هیں جو تکلیف ده هیں اور اصول یوٹلٹی بهی راحت افزا اشیاء کو پسند و تکلیف ده اشیاء کو نا پسند کرتا هی ' یهي وجهه هی که جرم سرقه و قتل و فریب وغیره تمام دنیا اور تمام قوموں میں برے سمجهے گئے هیں اصول رغبت و نفرت والے اپنی فطرتی نفرت سے اُسکو برا کهتے هیں اور اصول یوٹلٹي والے اُسکو تکلیف ده هونیکي وجهه سے برا کهتے هیں — اسیوجهه سے بنتهم نے اصول رهبانیت اور اصول رغبت و نفرت کو نهایت تفصیل سے بیان کیا هی تاکه یهه دونوں اصول یوٹلٹي کے لباس میں هوکر انسان کو غلطی میں نه ڈالیں — اسکے بعد بنتهم نے اسباب نفرت کو بیان کیا ' یعني کیا وجوه هیں جنسے انسان خواه مخواه ایک شی سے نفرت کرنے لگتا هی ' ان اسباب کا جاننا بهي ضرور هی کیونکه یهي اسباب انسان کو اصول رغبت و نفرت کی طرف کهینچ لیجاتے هیں اور آدمي اپنی اُس نفرت کی وجهه سے جو اُس کے دل میں بیٹهه جاتي هی ایک شی کو برا سمجهنے لگتا هی بغیر اس امر کے غور کے که اُس شی سے مسرت انساني بڑهتي هی یا نهیں ' وه اسباب یهه هیں *

اولاً تنفر حواسی مثلاً کیچوا جو ایک کیڑا بد هیئت هوتا هی اور نظر کو جو منجمله ایک حواس کے هی برا معلوم هوتا هی لهذا وه بیچاره باوجودیکه کسیکو نقصان نهیں

پهونچاتا نجس سمجها جاتا هى لوگ اُس سے نفرت کرتے هيں يهي حال صدها جانوروں کا هى جو صرف اپني بد هيئتي کے سبب يا اس سبب سے که اُنميں ايک بو ايسي هوتي هى جو همارے شامه کو تکليف پهونچاتي هى همارے هاتهه سے مصيبت ميں گرفتار رهتے هيں *

ثانياً — تخالف راے وغيره — جو هماري سي راے نهيں رکهتا خواه مخواه اُس سے نفرت معلوم هوتي هى *

ثالثاً — بهروسه کا توٹ جانا — فرض کرو که ميں زيد سے اپنے خيال و رغبت کے موافق اُميد رکهتا تها که اگر ميں اُس سے گاڑي مانگونگا وه مجهے ديديگا ميں نے گاڑي مانگی اُسنے ندي اس سے خواه مخواه مجهے اُس سے ايک نفرت پيدا هوگي اور اُسکے کسي قول پر مجهے بهروسه نرهيگا *

رابعاً — اس امر کي خواهش که لوگ همارے هي مذاق اور لطف کي باتيں کريں *

خامساً — حسد مثلاً کوئي شخص نهايت غريب تها دفعتاً امير کبير هوگيا گو اُسنے همکو کوئي نقصان نهيں پهونچايا تاهم اس امر کا حسد همارے دل ميں پيدا هوتا هى که وه کيوں بڑه گيا ؟ اور ايسے شخص کا نام خواه مخواه حقارت سے ليا جاتا هى کوئي اُسکو نوخيز کهتا هى کوئي کهتا هى که اُسکي آنکهوں ميں چربي چهائي هوئي هى و قس علی هذا *

بنتهم کا قول هى که يهي حسد اکثر لوگوں کو اصول رهبانيت کيطرف بهي کهينچ ليجاتي هى کيونکه دولت کي حد اسقدر وسيع نهيں هى اور سب لوگوں کا دولت ميں برابر هوجانا غير ممکن هى ليکن غريبي و مفلسي ايسي چيز هى جو سبکو گهٹاکر ايک درجه پر لاسکتي هى — پس اهل حسد جب دوسروں کو اپنے سے زياده دولتمند ديکهتے هيں تو اُصول رهبانيت کو خوب بڑهانا چاهتے هيں تاکه سب تارک الدنيا هوکر ايک حالت پر آجائيں *

ان تمام اصولوں اور اسباب نفرت کے بعد بنتهم نے اس امر کا ذکر کيا هى که علم سياست مدن پر ان اصولوں کا کيا اثر هوتا هى — وه کهتا هى که اصول رهبانيت کا اثر تو بهت کم علم سياست مدن پر هوتا هى کيونکه گورنمنٹ کا مقصود هميشه يهه رهتا هى که طاقت و غلبه و دولت هو اور اصول رهبانيت اسکے خلاف هى لهذا کسي زمانه ميں کسي گورنمنٹ يا بادشاه نے رهبانيت کو اصول سلطنت نهيں ٹهرايا هى — اصول يوٹلٹي پر بهي بهت کم آج تک لحاظ هوا بجز اس کے که کسي بادشاه نے اپني رغبت کے موافق کوئي قانون جاري کيا هو اور اتفاق سے اُس زمانه کي حالت کے موافق وه قانون لوگوں کے فوائد کا بهي

منتج هوگيا هو — مثلاً ايک بادشاه نے جسکو چوري سے نفرت طبعي تهي حکم ديا که چور قتل کرڈالے جايا کريں يهه قانون اُسکا گو اُسکي ذاتي نفرت پر مبني تها مگر اُس زمانه ميں چونکه چوري بهت زياده هوتي تهي لوگونکے ليئے يهه قانون مفيد بهي هوگيا ' ليکن اکثر سياست مدن کا علم اصول رغبت و نفرت هي پر معمول رها هی اور سلاطين نے قوانين اپني راے اور طبيعت کے موافق بنائے هيں اسوجهه سے اکثر سلاطين نے مسرات انساني اور انسان کي بهتري کو تو جو مقصود اصلي هيں کنارے رکها اور تهذيب و تعليم اور انصاف اور دولت اور طاقت کو جو صرف وسائل مسرات انساني هيں اصل مقصود گردانا هی — تهذيب يا تعليم يا دولت مقصود بالذات اشياء نهيں هيں بلکه انکي خواهش صرف اسوجهه سے کي جاتي هی که ان سے مسرت انساني حاصل هوتي هی — اس کے بعد بنتهم نے اقسام مسرات بيان کيئے هيں ' وه کهتا هی که مسرت مفرد هی يا مرکب اگر ايک چيز سے حاصل هو تو مفرد هی مثلاً ايک شي خوبصورت کو همنے ديکها اس سے جو مسرت حاصل هوئي وه مسرت مفرد هی ' اور بهت سي اشياء کے مجموعه سے جو مسرت حاصل هو وه مرکب هی مثلاً هم ايک جلسه رقص ميں شريک هوئے حسينوں کي صورت باجے کي آواز نغمه کي عمدگي اس سب مجموعه سے جو ايک مسرت حاصل هوئي وه مسرت مرکب هی — اسطرح سے آلم کي بهي دو قسميں هيں *

اسکے بعد بنتهم نے مسرات مفرده اور آلم مفرده کا ذکر کيا هی ' اُس کے بعد وه لکهتا هی که يهه مسرات اور آلم کسي نه کسي وجهه سے پيدا هوتے هيں اگر کسي طبعي وجهه سے پيدا هوں تو ان مسرات و آلم کو اقتضاے طبعي کهتے هيں — مثلاً بارش کثرت سے هوئي اور همارا مکان گرگيا اس مکان کے گرجانے کا جو رنج همکو هوا وه اثر هی ايک طبعي اور قدرتي سبب يعني بارش کا اسوجهه سے اسکو اقتضاے طبعي کهتے هيں ' اگر وه اثر هی کسي اخلاقي سبب کا تو اُسکو اقتضاے اخلاقي کهتے هيں مثلاً همارا همسايه همسے عداوت رکهتا تها اور اُس نے همارے مکان ميں آگ لگادي اس سے جو رنج همکو پهونچا يهه اثر هی ايک اخلاقي سبب کا اور اسوجهه سے اسکو اقتضاے اخلاقي کهتے هيں ' يا وه اثر هی کسي پوليٹکل سبب کا مثلاً کسي جرم ميں بادشاه وقت نے همارا مکان جلوا ديا اسکو اقتضاے مملکتي کهتے هيں ' يا وه اثر هی کسي مذهبي امر کا مثلاً وه گهر همارے خيال ميں خدا نے ايک گناه کي سزا ميں جلوا ديا اسکو اقتضاے مذهبي کهتے هيں *

اسکے بعد بنتهم نے راحت و تکليف يا مسرت و الم کے اندازه کرنيکا طريقه بيان کيا هی — وه لکهتا هی که جب مسرت و آلم کو في نفسه خيال کرو يا اس حيثيت سے اُنکو خيال کرو که اُن کا تعلق ايک شخص خاص سے هی تو وه مسرات و آلم چار حالات پر مبني هوتے هيں *

۱ — أنكي مقدار يعني مثلاً كوئي الم نهايت شديد هى كوئي الم كسقدر كم هى كوئي ايسا هى كه دلپر أسكا بهت زيادہ اثر نهيں هوتا *

۲ — أنكے زمانه قيام كي مقدار مثلاً ايک مسرت يا الم هى كه وہ گهنٹه دو گهنٹه تک قايم رهتا هى كوئي مسرت و الم هى جو بهت دنوں تک قايم رهتا هى كوئي أس سے زيادہ *

۳ — أس كا تحقق مثلاً ايک بكس بند نيلام هوتا هى همكو معلوم نهيں كه أس ميں جواهر هيں يا روپيے هيں يا پيسے هيں يا ٹهيكرياں هيں لهذا أس كے خريدنے سے جو مسرت همكو هوگي وہ متحقق نهيں هى اور جسقدر وہ مسرت متحقق هوتي جاے أسيقدر أس بكس كي قيمت بهي بڑهتي جائيگي *

۴ — أسكا قريب‌الوقوع هونا — مثلاً ايک اراضي كو هم خريدتے هيں اور أسپر كوئي دار رهن وغيرہ ايسا هى جسكي وجهه سے وہ اراضي پچاس سال كے بعد همارے قبضه حقيقي ميں آئيگي يعني وہ مسرت يا فوائد جو أس اراضي سے همكو حاصل هونگے پچاس سال أسطرف هٹے هوئے هيں جسقدر أس اراضي كا ملنا قريب‌الوقوع هوتا جائيگا أسيقدر مسرت زيادہ هوتي جائيگي *

پهر اگر هم أن مسرات و آلم كو اس حيثيت سے خيال كريں كه أن سے اور مسرات و آلم كے منتج هونے كي أميد هى يا نهيں تو دو اور حالات پر لحاظ كرنا هوگا *

(۱) أن مسرات و آلم كي توريث (۲) أنكي تخلص ' اگر وہ مسرت يا الم ايسا هى جس سے أسي قسم كي اور مسرت يا الم كے پيدا هونيكي أميد هى تو وہ مسرت يا الم مورث هى اور اگر وہ مسرت ايسي هى جس سے كسي أور مورثه كے پيدا هونيكي أميد نهيں هى يا وہ الم ايسا هى جس سے كسي أور الم كے پيدا هونيكي أميد نهيں هى تو وہ مسرت يا الم خالص كهلائيگا — پهر اگر ان مسرات و آلم كے ساتهه كسي جماعت كا تعلق خيال كيا جاے تو ايک أور حالت لحاظ طلب پيدا هوتي هى يعني وسعت يعني يهه كه وہ مسرت يا الم كتنے اور اشخاص تک متعدي هوسكتا هى ' خلاصه يهه كه مسرات و آلم كي مقدار دريافت كرنے كے ليئے ۷ حالتوں پر نظر ڈالنا پڑتا هى — (۱) مقدار (۲) أنكي ديرپائي (۳) أنكا تحقق (۴) أنكا قريب‌الوقوع هونا (۵) أنكي توريث (۶) أنكا خلوص (۷) أنكي وسعت — پس اب جس فعل كي خوبي و برائي كا اندازہ كرنا هو تو اولاً ديكهو كه أس فعل سے كس كس قسم كي راحتيں يا مسرات كس مقدار كي منتج هوتي هيں اسكو تو آمدني يا منافع قرار دو ' پهر ديكهو كه أسي فعل سے كس كس قسم كي تكاليف يا آلم اور كس مقدار كے منتج هوتے هيں انكو خرچ يا نقصان قرار دو تب اس نقصان كو أس منافع سے مجرا كركے ديكهو كه مسرت زيادہ رهتي هى يا الم اگر مسرت زيادہ رهتي هى تو وہ فعل اصول پولٹي

کے مطابق اچھا هی و الا نہیں — اب میں اسکي ایک مختصر اور سہل مثال دیتا هوں جس سے اس قاعدہ کا طریق عمل لوگوں کو معلوم هو جاے اور سمجھہ لیں کہ اسیطرح سیاست مدن میں بھي اس پر عمل کیا جاتا هی اور جرایم کي مقدار وغیرہ دریافت هوسکتي هی اور اُسکے مطابق اُسکي سزا قایم کی جاسکتي هی — مثلاً ایک شخص تنہا جاتا هی اور سو روپیه اُس کے پاس هیں هم چاهتے هیں که اُسے مار کر چهین لیں اب دیکهنا چاهیئے که اس فعل کي یوتلٹي کیسي هی — اس کا حساب هم یوں لگاوینگے *

مسرات

مقدار (۱) سو روپیه همکو ملینگے یعني سو روپیه کي مسرت همکو حاصل هوگي *

دوام پائي (۲) فرض کرو که یهه مسرت پانچ مهینه تک قایم رهیگي کیونکه ؏ ماهواري همارا خرچ هی *

یقین (۳) فرض کرو که ایک تہائي اس امر کا یقین هی که وہ جرم افشا نهو اور اس مسرت سے هم مستفید هوں *

قریب‌الوقوع هونا (۴) یهه مسرت نہایت قریب‌الوقوع هی کیونکه وہ شخص سامنے کهڑا هی اور تنہا هی اسوقت اگر هم چهین لیں تو ابھي وہ مسرت سو روپیه کي همکو حاصل هوتي هی *

توریث (۵) یهه مسرت خالص نہیں هی کیونکه ممکن هی که هم پهس جائیں اور اسوجهه سے یهه مسرت مورث الم هوجاے *

تعدیه (۶) یهه مسرت متعدي نہیں اگر هی بھي تو صرف چند اشخاص کے لیئے جو همارے خاندان میں هیں *

الام

(۱) اُسکا سو روپیه کا نقصان هوگا اور یهه نقصان چونکه جبر کے ساتهه هوگا تو اسکا اُس شخص کو رنج بھي بہت زمانه هوگا *

(۲) یهه رنج اور یهه خوف جو اُسکے دلمیں پیدا هوا غیر محدود زمانه تک رهیگا *

(۳) دل میں یهه خوف یقیني هی که اگر یهه امر کهل جائیگا تو میں گرفتار هونگا *

(۴) اور یهه خوف افشا بھي نہایت قریب‌الوقوع هی *

(۵) یهه سو روپیه فرض کرو که سرکاري هیں اسوجهه سے ممکن هی که اُس شخص بیچارہ پر غفلت جرم لگایا جاے اور وہ نوکري سے موقوف هو جاے اور اسوجهه سے اُسکو دوسرا الم لاحق هو *

(۶) اس سو روپیه کے جانے سے اُس محله کے رهنے والوں اور شہر کے رهنے والوں کو خوف پیدا هوگا اور اسوجهه سے متعدي هوگا

پس ان تمام حالات پر غور کرنیکے بعد معلوم هوسکتا هی که یهه میرا فعل کیسا هی —
اب بهت سے حالات ایسے هیں جس سے اُس مسرت و الم کي مقدار اور حالت اور اُسکا اثر
دلپر تهہر جاتا هی یا کہٹ جاتا هی اسوجهه سے بنتهم نے اُن حالات کا بالتفصیل ذکر کیا
هی — وہ حالات بهت سے هیں ایک اُن میں سے مثلاً صحت هی — ایک طمانچه فرض
کرو که هم ایک صحیح و سالم شخص کے لگدیں اس طمانچه کا اثر اُس طمانچه سے کم
هوگا جو ایک بیمار و لاغر و ضعیف کے لگائیں — دوسرا اُن میں سے مثلاً خیال عزت هی
ایک معزز شخص کو هم گالي دیں اُسکا اثر اُس کے دلپر به نسبت اُس گالي کے بهت زیاده
هوگا جو هم ایک کمینه کو دیں ، علی هذالقیاس اور بهت سے حالات هیں جنکا مفصل ذکر
اُس نے کیا هی ، *

اس کے بعد بنتهم لکهتا هی که قانون بنانے والا بادشاه اور کچهه نهیں کرسکتا بجز
اس کے که ایک برائي کے ذریعه سے دوسري برائي کي روک کرے مثلاً کسیکو قید کرنا ایک
برائي هی لیکن چوري کی روک نهیں هوسکتي مگر سزاے قید کے ذریعه سے لهذا قانون
بنانے والے نے سزاے قید کو جو ایک برائي هی ذریعه تهہرایا هی دوسري برائي کي روک کے لیئے
یعني چوري کے لیئے — پس جب برائي کی روک صرف برائي کے ذریعه سے هوسکتي هی
تو قانون بنانے والوں کو اس امر کا دریافت کرنا لازم هی که ان دونوں برائیوں میں سے کون
برائي بڑي هی کیونکه همیشه چهوٹي برائي کے ذریعه سے بڑي برائي کي روک هونا چاهیئے ،
فرض کرو که ایک شخص عــه چوري اور اُسکو قتل کي سزا دیجاے تو طریقه مصرحه بالا
پر عمل کرنے سے صاف معلوم هوجائیگا که جو مضار اُس عــه کي چوري سے پیدا هوئے وه
نهایت قلیل هیں به نسبت اُن مضار کے جو اُس چور کے قتل سے منتج هونگے — لهذا
ضرور هوا که برائیوں کي تفصیل کیجاے — پس بنتهم نے اُن برائیوں کو تفصیلوار بیان کیا
هی — وه کهتا هی که جب کوئي فعل شرکسي شخص کے ساتهه کیا جاے تو اُس سے جو
برائي منتج هوتي هی اُس کي دو بڑي اقسام هیں *

۱ — جو ضرر که اُس شخص خاص کو پهونچے جس کے ساتهه وه فعل کیا گیا هی اسکو
ضرر درجه اول کهتے هیں *

۲ — وه ضرر جو اولاً ایک شخص خاص کو پهونچتا هی بعده تمام جماعت میں پهیلتا
هی اور غیر محدود اشخاص میں پهیل جاتا هی اسکو ضرر درجه دوم کهتے هیں ، مثلاً زید
نے عمرو کے یهاں چوري کی جو ضرر که عمرو کو پهونچا وه ضرر درجه اول هی اور جو خوف
که اس چوري سے تمام اُس کے محله والوں بلکه اور تمام اشخاص میں جنهوں نے یهه ماجرا
سنا پیدا هوا اس کو ضرر درجه دوم کهتے هیں — پهر درجه اول کے ضرر کي دو قسمیں
هیں ایک وه ضرر جو اُس شخص متضرر کو پهونچا اسکو ضرر ابتدائي کهتے هیں دوسرا وه

ضرر جو اُسكي وجهه سے اُسكے اهل و عيال كو پهونچا اُسكے دوست و احباب كو پهونچا اسكو ضرر منتجه كهتے هيں ' غرضكه اسيطرح اور بهت سے اقسام كي برائياں يعني اضرار هيں اور اسيطرح اچهائيوں يعني فوائد كے بهي اقسام هيں — ان برائيوں كي تفصيل سے ظاهر هوگا كه بهت سے افعال ايسے هيں جنسے برائياں به نسبت اچهائيوں كے زيادہ پيدا هوتي هيں — پس يهي افعال هيں جنكي قانون بنانے والوں كو ممانعت كرنا چاهيئے ' اور جس فعل كي كه يوں ممانعت كيجائے اُسيكو جرم كهتے هيں ' اور يهه ممانعت قايم نهيں رہ سكتي جب تک كه اُس فعل كے ليئے كوئي سزا نه مقرر كيجاے — اس كے بعد بنتهم نے علم اخلاق اور سياست مدن كا فرق بيان كيا هى يهه نهايت دلچسپ هى مگر زيادہ مشكل نهيں هى بعدہ اُن غلط طريقوں كا بيان كيا هى جو اكثر اشخاص مناظرہ اور بحث كے وقت اختيار كرتے هيں *

۱ — مثلاً قدامت بعض لوگ اس قدامت كو هر چيز عمدگي كي دليل قرار ديتے هيں اور كهتے هيں كه فلاں امر قديم سے چلا آتا هى حالانكه قدامت كوئي دليل كافي نهيں هى *

۲ — بعض لوگ مذهب سے دليل لاتے هيں اور كهتے هيں كه مذهب ميں يوں لكها هى يهه بهي دليل كوئي كافي نهيں هى كيونكه جو لوگ اُس مذهب كو نهيں مانتے اُنكے سامنے وہ كوئي چيز نهيں هى *

۳ — بعض لوگ يوں دليل پيش كرتے هيں كه فلاں چيز نئي هى اور كل كي ايجاد هى اسوجهه سے لغو هى حالانكه تجديد دليل لغويت نهيں هى *

۴ — بعض لوگ اشياء كي چند فرضي تعريفات قايم كرتے هيں اور اُسپر دلايل كي بنا ڈالتے هيں حالانكه فرضي تعريفات پر كوئي دليل قايم نهيں هوسكتي — مثلاً ايک شخص مانٹسكيونے قانون كي ايک تعريف كي هى جو خاص اُسكي هى اور اُسي تعريف كي بنا پر اُس نے اپنے تمام دعاوي كو قايم كيا هى حالانكه وہ تعريف خود مسلم نهيں هى ' اُس نے لكها هى كه قانون چند دايمي تعلقات كا نام هى — يهه تعريف سمجهه ميں بهي نهيں آتي كه اس كے معني كيا هيں *

۵ — بعض لوگ استعارات سے بحث كرتے هيں حالانكه استعارات دلايل نهيں هوسكتے مثلاً رومن كيتهلک لوگ كهتے هيں كه جب كوئي مجرم كسي گرجا گهر ميں پناہ لے تو اُسكو گرفتار نكرنا چاهيئے دليل اسكي يهه هى كه گرجا گهر خدا كا گهر هى اور خدا كے گهر سے كسيكا گرفتار كرنا خلاف ادب هى — گرجا كو خانه خدا بنانا صرف استعارہ هى كوئي دليل نهيں هى — ايک هندو اور مسلمان سے گفتگو هوئي مسلمان نے كها كه اسلام سمندر هى جس ميں تمام دريا آكر گرتے هيں اُس هندو نے جواب ديا كه اگر اسلام سمندر هى تو سمندر كا پاني نا قابل استعمال اور شور هوتا هى اسوجهه سے اسلام نا قابل قبول هى — پس ايسے استعارات كي وجهه سے دليل بجاے قوي هونے كے ضعيف هوجاتي هى *

۶ — مفروضات سے یعني ایسي اشیاء سے ' جنکي اصلیت کچھہ نہیں هی ' بحث کرنا بهي امر لغو هی مثلاً ایک نامي مقنن بلیک استون ' بادشاہ کو سب سے برتر قرار دیتا هی اس دلیل سے که بادشاہ هر جگهہ موجود رهتا هی — اور بادشاہ کبهي غلطي نہیں کرتا — مگر یہہ دونوں امور صرف مفروضات هیں *

۷ — اوهام بهي دلیل نہیں قرار دیئے جاسکتے — مثلاً ایک مقنن نے کہا هی که باپ کو اپني اولاد پر ایسے حقوق هیں ' جیسے ایک مالک کو اپني مملوک شی پر اور دلایل اُسکے یہہ هیں – اولاً اولاد اُس گهر میں پیدا هوئي هی جسکا مالک اُسکا باپ هی* ثانیاً یہہ که جس خاندان میں وہ اولاد پیدا هوئي اُس خاندان کا افسر اُس کا باپ هی- ثالثاً یہہ که اولاد اپنے باپ کے تخم سے هی اور اُسیکا جزو هی — مگر یہہ تینوں باتیں اختراع وهمي هیں فرض کرو که زید کي اولاد ایک ایسے گهر میں پیدا هو جسکا مالک عمرو هو تو بموجب ان دلایل کے اُس اولاد پر عمرو کے حقوق هیں نه زید کے فرض کرو که زید اپنے خاندان کا افسر نہیں هی بلکه خالد افسر خاندان هی تو بموجب ان دلایل کے خالد کا حق اُس اولاد پر هی اور جزئیت کو دلیل مملوکیت سمجھنا محض ایک باطل وهم هی *

۸ — جرایم کے متعلق امور میں اکثر رغبت و نفرت پر دلایل مبني کیئے جاتے هیں مثلاً ایک شخص نامي چور هی اکثر لوگ اس شہرت کو اسکي سزا دینے کے لیئے کافي دلیل سمجھتے هیں اور کہتے هیں که چونکه لوگ عموماً اُس شخص سے نفرت کرتے هیں پس اُسکو سزا هونا چاهیئے *

۹ — بعض لوگ ایک ایسے امر پر اپني دلیل کو مبني کرتے هیں جو خود ثابت نہیں هوا — مثلاً بعض اشخاص کہتے هیں که فلاں کام برا هی کیونکه اُس میں خرچ زیادہ هی – حالانکه ابهي تک یہہ ثابت نہیں هوا هی که عموماً زیادہ خرچ کرنا بري چیز هی *

۱۰ — قانون فرضي بهي دلیل نہیں هوسکتا ' مثلاً بعض لوگ کہتے هیں که فلاں کام قانون فطرت کے خلاف هی حالانکه ابهي ثابت نہیں هوا که جس امر کو وہ قانون فطرت قرار دیتے هیں در حقیقت وہ قانون فطرت بهي هی — غرضکه بنتهم ان تمام دلایل کو لغو سمجھتا هی اُسکا قول هی که جس فعل کي اچھائي یا برائي کو ثابت کرو مسرت و الم کي مقدار کے حساب سے ثابت کرو اور یهي ایک عمدہ طریقه استدلال کا هی — اس کتاب کے ترجمه کرنے میں مجھے نہایت دقتیں پیش آئیں اولاً تو مضمون خود خشک اور فلسفي هی نه کوئي قصه کہاني هی نه کسي نحو صرف کے قواعد هیں که جسکو انسان پڑهتا اور سمجھتا چلا جاے ' یہہ مضمون بالکل دماغ و عقل سے متعلق هی کسي زبان میں هو مشکل معلوم هوگا — اپني اصلي زبان میں بهي یہہ کتاب ایسي مشکل هی که کوئي شخص گو انگریزي اُسکي زبان مادري هو لیکن اگر فلسفه اور منطق سے وہ واقف نہیں هی تو اس

کتاب کے اعلی مضامین کو بخوبي نہیں سمجھہ سکتا — ثانیاً یہہ کہ گو هماري زبان اُردو باعتبار اپني بناوٹ کے ایسي وسیع هی کہ علمي اصطلاحات کو قرار دینے کے لیئے هر ایک زبان کے الفاظ اُس میں داخل هوسکتے هیں مگر اُن کے داخل کرنے میں جب اس امر کا خیال هوتا هی کہ الفاظ مانوس داخل هوں اور غیر مانوس کے داخل کرنے سے اجتناب کیا جاوے تو سخت مشکل هوجاتي هی اور جب کوئي مانوس لفظ اصطلاح میں داخل کرنے کے لیئے دستیاب هوتا هی تو ایک اور مشکل پیش آتي هی کہ پہلے سے اُس لفظ کا ایک مفہوم لوگوں کے ذهن میں بیٹھا هوا هوتا هی اور جس مراد و مفہوم سے وہ لفظ علمي اصطلاح میں استعمال کیا جاتا هی وہ دوسرا مفہوم هوتا هی پس اسطرح پر اُسکو استعمال میں لانا کہ اُس لفظ سے لوگوں کا خیال اُس پہلے مفہوم کي طرف نہ جاے بلکہ اُس مفہوم کي طرف جاے جو اُس علمي اصطلاح میں قایم هوا هی نہایت هی مشکل هوتا هی اس پچھلے امر سے بچنا واجبات سے هی اور اسلوئے بعض اوقات غیر زبان کا لفظ یا غیر مانوس لفظ اختیار کرنا پڑتا هی — میں نے اس کتاب کے ترجمہ میں ان سب مشکلات پر خیال کیا هی اور جہاں تک مجھہ سے هوسکا هی اُسکے حل کرنے میں کوشش کي هی — پس تو یہہ کتاب ترجمہ هونے کے بعد بھي بخوبي اُنہیں لوگوں کے سمجھنے کے لایق هی جنھوں نے اپنے یہاں کے عربي فلسفہ اور منطق کو دیکھا هی — بنتہم نے بھي جب اس کتاب کو لکھا تھا تو سمجھہ لیا تھا کہ معمولي لوگ اسکو نہیں پڑھینگے اور اسوجہہ سے اُس نے جا بجا مسائل فلسفي اور واقعات تاریخي کي طرف صرف اشارہ کردیا هی اُن اشاروں کو وہ لوگ نہیں سمجھہ سکتے جو فلسفہ و تاریخ سے ناواقف هوں — ثالثاً یہہ کہ طریقہ تحریر انگریزي کا هماري تحریر سے ایسا مختلف هی کہ بعض فقرات بنتہم کا اگر ٹھیک لفظي ترجمہ بلا گنجائش بڑھائے کردیا جاے تو بالکل بے معني معلوم هو اور اسوجہہ سے جا بجا تشریحات بڑھائي گئي هیں جو خطوط هلالي کے درمیان میں لکھي هیں — اور جا بجا گھٹانے اور بڑھانے کي ضرورت هوئي هی — اس امر کا ظاهر کرنا اپنا فرض سمجھتا هوں کہ ان تمام مشکلات کو طی اور حل کرنے میں بیش بہا اعانت مجھے اُستادي مولوي سید امجد علیصاحب ایم اے سے ملي هی جو بالفعل مدرسۃالعلوم علیگڈہ میں لاجک اینڈ فلاسفي کے پروفیسر هیں — اور قوم کو جسقدر فائدہ کہ اس کتاب کے ترجمہ هو جانے سے پہونچے بڑا حصہ اُس کا صرف جناب مولویصاحب موصوف کي بدولت هی — لیکن جو کچھہ غلطي ترجمہ میں یا مضمون میں هو اُسکا الزام بالکل مجھپر هی کیونکہ جناب مولویصاحب موصوف کو اسقدر وقت نہ تھا کہ وہ کامل غور فرماسکتے — دوسرا امر یہہ هی کہ ناظرین کتاب هذا جسقدر تکرار سے اس کتاب کو دیکھینگے اُسیقدر اسکے مطالب سے اُنکو حظ هوگا *

راقـــــــم
مہدي حسن منصف
راے بریلي

آزادي راے

بعض احباب کي خواهش سے مکرر چھاپا گیا

هم اپنے اِس آرٹیکل کو ایک بڑے لائق اور قابل زمانه حال کے فیلسوف کي تحریر (ملز لبرٹي) سے اخذ کرتے هیں — راے کي آزادي ایک ایسي چیز هی که هر ایک انسان اُسپر پورا پورا حق رکھنا هی فرض کرو که تمام آدمی بجز ایک شخص کے کسي بات پر متفق الراے هیں مگر صرف وهي ایک شخص اُنکے برخلاف راے رکھتا هی تو اُن تمام آدمیوں کو اُس ایک شخص کي راے کو غلط ٹھہرانے کے لیئے اُس سے زیادہ کچھه استحقاق نهیں هی جتنا که اُس ایک شخص کو اُن تمام آدمیوں کي راے کے غلط ثابت کرنے کا (اگر وہ ثابت کرسکے) استحقاق حاصل هی کوئی وجهه اِسبات کي نهیں هی که پانچ آدمیوں کو تو بمقابله پانچ آدمیوں کي رایوں کے غلط ٹھہرانے کا استحقاق هو اور ایک آدمی کو بمقابل نو آدمیوں کے یهه استحقاق نهو راے کي غلطي آدمیوں کي تعداد کی کمي بیشي پر منحصر نهیں هی بلکه قوت استدلال پر منحصر هی جبسیکه یهه بات ممکن هی که نو آدمیوں کي راے بمقابله ایک شخص کے صحیح هو ویسے هي یهه بهي ممکن هی که ایک شخص کي راے بمقابل نو کے صحیح هو *

رایوں کا بند رهنا خواه بسبب کسي مذهبي خوف کے اور خواه بسبب اندیشه برادري و قوم کے اور خواه بدنامي کے ڈر سے اور یا گورنمنٹ کے ظلم سے نهایت هي بري چیز هی — اگر راے اِس قسم کی کوئي چیز هوتي جسکي قدر و قیمت صرف اُس راے والے کي ذات هي سے متعلق اور اُسي میں محصور هوني تو رایوں کے بند رهنے سے ایک خاص شخص کا یا معدودے چند کا نقصان محصور هوتا مگر رایوں کے بند رهنے سے تمام انسانوں کی حق تلفي هوتي هی اور کل انسانوں کو نقصان پهونچتا هی اور نه صرف موجوده انسانوں کو بلکه اُنکو بهي جو آینده پیدا هونگے *

اگرچه رسم و رواج بهي اُسکے برخلاف رایوں کے اظهار کے لیئے ایک بهت قوي مزاحم کار گنا جاتا هی لیکن مذهبي خیالات مخالف مذهب راے کے اظهار اور مشتهر هونے کے لیئے نهایت اقوی مزاحم کار هوتے هیں اِس قسم کے لوگ صرف اِسي پر اکتفا نهیں کرتے که اُس مخالف راے کا ظاهر هونا اُنکو نا پسند هوا هی بلکه اُسي کے ساتهه جوش مذهبي اومنڈ آتا هی اور عقل کو سلیم نهیں رکھتا اور اُس حالت میں اُنسے ایسے افعال و اقوال سرزد هوتے هیں جو اُنهیں کے مذهب کو جسکے وہ طرفدار هیں مضرت پهونچاتے هیں وہ خواه اِسبات کے باعث هوتے هیں که مخالفوں کے اعتراض لا معلوم رهیں — وہ خود اِسبات

کے باعث ہوتے ہیں کہ بسبب پوشیدہ رہنے اُن اعتراضوں کے اُنہیں کے مذہب کے لوگ اُسکے حال پر متوجہ نہوں اور مخالفوں کے اعتراض بلا تحقیق کیئے اور بلا دفع کیئے باقی رہ جاویں — وہ خود اسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ اُنکی آیندہ نسلیں بسبب نا تحقیق باقی رہجانے اُن اعتراضوں کے جسوقت اُن اعتراضوں سے واقف ہوں اُسیوقت مذہب سے منحرف ہوجاویں — وہ خود اِسبات کے باعث ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نادانی سے تمام دنیا پر گویا یہہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ اُس مذہب کو جس کے وہ پیرو ہیں مخالفوں کے اعتراضوں سے نہایت ہی اندیشہ ہی اگر اُنہی کے مذہب کا کوئی شخص بغرض حصول اغراض مذکورہ اُنکا پھیلانا چاہے تو خود اُسکو معترض کی جگہہ تصور کرتے ہیں اور اپنی نادانی سے دوست کو دشمن قرار دیتے ہیں *

کیا عمدہ راے اُس فیلسوف کی ہی کہ " کسی راے کے حامیوں کا اُس راے کے برخلاف راے کے مشتہر ہونے میں مزاحمت کرنے سے خود اُن حامیوں کا بہ نسبت اُنکے مخالفوں کے زیادہ تر نقصان ہی اسلیئےکہ اگر وہ راے صحیح و درست ہو تو اُسکی مزاحمت سے غلطی کے بدلے صحیح بات حاصل کرنے کا موقع اُنکے ہاتھہ سے جاتا ہی اور اگر وہ غلط ہی تو اسبات کا موقع باقی نہیں رہتا کہ غلطی اور صحت کے مقابلہ سے جو صحت کو زیادہ استحکام اور اُسکی سچائی زیادہ تر دلوں پر موثر ہوتی ہی اور اُسکی روشنی دلوں میں دیتہہ جاتی ہی اُس نتیجہ کو حاصل کریں جو فی الحقیقت نہایت عمدہ فائدہ ہی " *

کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ عموماً مخالف اور موافق رایوں کا پھیلنا اور منتشر ہونا خواہ وہ دینی معاملہ سے علاقہ رکھتی ہوں یا دنیوی معاملہ سے نہایت ہی عمدہ اور مفید ہی دونوں قسم کی رایوں پر جدا جدا غور کرنے کا موقع ملتا ہی کہ اُن میں سے کونسی بہتر ہی یا اُن دونوں کی تائید ایسے دلایل سے ہوتی ہی جو جداگانہ ہر ایک کے مناسب ہیں ہمکو اسبات کا کبھی یقین کامل نہیں ہوسکتا کہ جس راے کی مزاحمت میں بند رہنے میں ہم کوشش کرتے ہیں وہ غلط ہی ہی اور اگر یقین بھی ہو کہ وہ غلط ہی تو بھی اُسکی مزاحمت اور اُسکا انسداد برائی سے خالی نہیں *

فرض کرو کہ جس راے کا بند کرنا ہم چاہتے ہیں حقیقت میں وہ راے صحیح و درست ہی اور جو لوگ اُس کا انسداد چاہتے ہیں وہ اُسکی درستی اور صحت سے منکر ہیں مگر غور کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ یعنی اُس راے کے بند کرنے والے ایسے نہیں ہیں جنسے غلطی اور خطا ہونی ممکن نہو تو اُنکو اسبات کا حق نہیں ہی کہ وہ اُس خاص معاملہ کو تمام انسانوں کے لیئے خود فیصل کرلیں اور اور شخصوں کو اپنی راے کام میں لانے سے محروم کردیں کسی مخالف راے کی سماعت سے اس وجہہ سے انکار کرنا کہ ہمکو اُسکے غلط ہونے کا یقین ہی گویا یہہ کہنا ہی کہ ہمارا یقین یقین کامل کا رتبہ رکھتا ہی اور

اُسپر بحث و گفتگو کي ممانعت کرنا انبيا سے بھي بڑہ کر اپنا رتبه تھرانا ھي اور اپنے تئيں ايسا سمجھنا ھی که هم سے سہو و خطا کا هونا نا ممکن هی *

انسانوں کي سمجھه پر بڑا افسوس هی که جسقدر که وہ اپنے خيال و قياس ميں اپنے سے اس مشہور مقوله کي سند پر که " الانسان مرکب من الخطاء والنسيان " سہو و خطا کا هونا ممکن سمجھتے هيں اُسقدر اپني رايوں اور اپني باتوں کے عمل در آمد ميں نہيں سمجھتے اُنکي عملي باتوں سے اُسکي قدر و منزلت نہايت هي خفيف معلوم هوتي هی گو خيال و قياس ميں اُسکي کيسي هي بڑي قدر و منزلت سمجھتے هوں -- اگرچه سب اسبات کا اقرار کرتے هيں که هم سے سہو و خطا هوني ممکن هی مگر بہت هي کم آدمي ايسے هونگے جو اُسکا خيال رکھنا اور از روے عمل کے بھي اُسکي احتياط کرنا ضرور سمجھتے هوں اور عملي طور پر اسبات کو تسليم کرتے هوں که جس راے کي صحت کا اُنکو خوب يقين هی شايد وہ اُسي سہو و خطا کي مثال هو جسکا هونا وہ اپنے سے ممکن سمجھتے هيں *

جو لوگ که دولت يا منصب اور حکومت يا علم کے سبب غير محدود تعظيم و ادب کے عادي هوتے هيں وہ تمام معاملات ميں اپني رايوں کے صحيح هونے پر يقين کامل رکھتے هيں اور ايسے ميں سہو و خطا هونے کا احتمال بھي نہيں کرتے اور جو لوگ اُن سے کسيقدر زيادہ خوش نصيب هيں يعني وہ جو کبھي کبھي اپني رايوں پر اعتراض اور حجت اور تکرار هوتے هوئے سنتے هيں اور کچھه کچھه اِسبات کے عادي هوتے هيں که جب غلطي پر هوں تو متنبه هونے پر اُسکو چھوڑ ديں اور درست بات کو مان ليں اگرچه اُن کو اپني هرايک راے کي درستي پر يقين کامل تو نہيں هوتا مگر اُن رايوں کي درستي پر ضرور يقين هوتا هی جنکو وہ لوگ جو اُن کے اِرد گرد رهتے هيں يا ايسے لوگ جنکي بات کو وہ نہايت ادب و تعظيم کے قابل سمجھتے هيں اُن رايوں کو تسليم کرتے هيں -- يهه ايک قاعدہ کليه هی که جو شخص جسقدر اپني ذاتي راے پر اعتماد نہيں رکھتا وہ شخص اُسيقدر دنيا کي راے پر عموماً زيادہ تر اعتماد رکھتا هی جسکو بعضي اصطلاحوں ميں جمھور کي راے يا جمھور کا مذهب کہا جاتا هی *

مگر يهه بات سمجھني چاهيئے که ايسے لوگوں کے نزديک دنيا سے يا جمھور سے کيا مراد هوتي هی هر ايسے شخص کے نزديک دنيا سے اور جمھور سے وہ چند اشخاص معدود مراد هوتے هيں جنسے وہ اعتقاد رکھتا هی يا جنسے وہ ملتا جلتا هی مثلاً اُس کے دوستوں يا هم رايوں کا فريق يا اُسکي ذات برادري کے لوگ يا اُس کے درجه و رتبه کے لوگ پس اُس کے نزديک تمام دنيا اور جمھور کے معني اُنھي ميں ختم هوجاتے هيں اور اِس ليئے وہ شخص اِس راے کو دنيا کي يا جمھور کي راے سمجھکر اُسکي درستي پر زيادہ تر يقين کرتا هی -- اِس هيئت مجموعي راے کا جو اعتماد اور يقين اُس کو زيادہ هوتا هی اور ذرا بھي اُس

میں لغزش نہیں آتي اُس کا سبب یہہ هي هوتا هی که وہ اِسبات سے واقف نہیں هوتا که اُس کے زمانہ سے پہلے اور زمانوں کے اور ملکوں کے اور فرقوں کے اور مذهبوں کے لوگ اُس میں کیا راے رکھتے تھے اور اب بھي اور ملکوں اور فرقوں اور مذهبوں کے لوگ کیا راے رکھتے هیں ایسے شخص کا یہہ حال هوتا هی که وہ اِسبات کي جوابدهي کو که در حقیقت وہ راہ راست پر چلتا هی اپني فرضي دنیا یا جمہور کے ذمہ ڈالتا هی پس جو کچھہ اُسکي راے یا اُس کا حال هو کچھہ بھي اعتبار اور یقین کے لایق نہیں هی اِسلیئے که جن وجوهات سے وہ شخص بسبب مسلمان خاندان میں پیدا هونے کے اِسوقت بڑا مقدس مسلمان هی اُنھي وجوهات سے اگر وہ عیسائي خاندان یا ملک یا بت پرست خاندان یا ملک میں پیدا هوتا تو وہ بھلا چنگا عیسائي یا بت پرست هوتا وہ مطلق اِسبات کا خیال نہیں کرتا که جسطرح کسي خاص شخص کا خطا میں پڑنا ممکن هی اُسیطرح اُسکي فرضي دنیا اور خیالي جمہور کي تو کیا حقیقت هی زمانہ کے زمانہ کا اور اُس سے بھي بہت بڑي دنیا کا خطا میں پڑنا ممکن هی تاریخ سے اور علوم موجودہ سے بخوبي ظاهر هی که هر زمانہ میں ایسي ایسي رائیں قایم هوئیں اور مسلم قرار پائیں جو اُس کے بعد کے زمانہ میں صرف غلط هي نہیں بلکہ سراسر لغو و مہمل سمجھي گئیں اور یقیناً اِس زمانہ میں بھي بہت سي ایسي رائیں مروج هونگي جو کسي آیندہ زمانہ میں اِسیطرح مردود اور نا معقول ٹھہرینگي جیسیکہ بہت سي وہ رائیں جو اگلے زمانہ میں عام طور پر مروج تھیں اور اب مردود هوگئي هیں *

اِس تقریر پر یہہ اعتراض هوسکتا هی که جو لوگ مخالف راے کو غلط اور مضر سمجھکر اُسکي مزاحمت کرتے هیں اُس سے اُن کا مطلب اِسبات کا دعوی کرنا که وہ غلطي سے آزاد و بري هیں نہیں هوتا بلکہ اُس سے اُس فرض کا ادا کرنا مقصود هوتا هی جو اُن پر باوصف قابل سہو و خطا هونے کے اپنے ایمان اور اپنے یقین کے مطابق عمل کرنے کا هی اگر لوگ اِس وجهہ سے اپني رایوں کے موافق کاربند نہوں که شاید وہ غلط هوں تو کوئي شخص اپنا کوئي کام بھي نہیں کرسکتا — لوگوں کا یہہ فرض هی که حتی المقدور اپني نہایت درست رائیں قایم کریں اور بغور اُنکو قرار دیں اور جب اُنکي درستي کا بخوبي یقین هوجاوے تو اُس کي مخالف رایوں کے بند کرنے اور مزاحمت کرنے میں کوشش کریں — آدمیوں کو اپني استعداد و قابلیت کو نہایت عمدہ طور سے برتنا چاهیئے یقین کامل کسي امر میں نہیں هوسکتا مگر ایسا یقین هوسکتا هی جو انسان کے مطالب کے لیئے کافي هو — انسان اپني کارروائي کے لیئے اپني راے کو درست و صحیح سمجھہ سکتے هیں اور اُن کو ایسا هي سمجھنا چاهیئے اور وہ اِس سے زیادہ اَوْر کوئي بات اُس صورت میں اختیار نہیں کرتے جب

که وہ خراب آدمیوں کو ممانعت کرتے ھیں که ایسي رایوں کے شایع کرنے سے جو اُن کے نزدیک فاسد اور مضر ھیں لوگوں کو خراب یا بد اخلاق یا بد مذھب نکریں *

مگر مخالف راے کے بند کرنے میں صرف اتنا ھي نہیں ھوتا که اُنھوں نے اپنے تئیں قابل سہو و خطا سمجھکر اپنے ایمان اور اپنے یقین کے موافق عمل کیا ھی بلکه اُس سے بہت زیادہ کیا جاتا ھی- اِس بات میں که ایک راے کو اس وجھه سے صحیح سمجھا جاے که اُس پر اعتراض و حجت کرنے کا ھر طرحپر لوگوں کو موقع دیا گیا اور اُس کي تردید نہ سکي اور اس بات میں که ایک راے کو اس وجھه سے صحیح مان لیا گیا که اس کي تردید کي کسي کو اجازت نہیں ھوئی زمین اور آسمان کا فرق ھی پس مخالف رایوں کي مزاحمت کرنے والے اپني راے کو اس وجھه سے صحیح نہیں سمجھتے که اُسکي تردید نہیں ھوسکي بلکه اس لیئے صحیح ٹھہراتے ھیں که اُسکي تردید کي اجازت نہیں ھوئی حالانکه جس شرط سے ھم بطور جائز اپني راے کو عمل درآمد ھونے کے لیئے درست قرار دیسکتے ھیں وہ صرف یہي ھی که لوگوں کو اس بات کي کامل آزادي ھو که وہ اُس راے کے برخلاف کہیں اور اُس کو غلط ثابت کریں اس کے سوا اور کوئي صورت نہیں ھی که انسان جس کے قواي عقلي اور اور قواي کامل نہیں ھیں اپنے آپ کو راہ راست ھونے کا یقین کرسکے اھل مذاھب جو صرف اپنے معتقد فیه کي پیروي ھي کو راہ راست سمجھتے ھیں جب تک که وہ بھي اس بات پر مباحثه اور اظہار راے کي اجازت نه دیں که جسطرح پر اُن کا عمل درآمد اور چال چلن یا اعتقاد اور خیال ھی وہ صحیح طور سے اُن کے معتقد فیه کي پیروي ھی یا نہیں اُس وقت تک وہ بھي اپنے آپ کو راہ راست پر ھونے کا یقین نہیں کرسکتے *

انسان کي پچھلي حالتوں کو موجودہ حالتوں سے مقابله کرنے پر معلوم ھوتا ھی که ھر زمانه میں انسانوں کا یہي حال ھی که سو میں سے ایک ھي شخص اس قابل ھوتا ھی که کسي دقیق معامله پر راے دے اور ننانوے شخص اُس میں راے دینے کي لیاقت نہیں رکھتے مگر اُس ایک آدمي کي راے کي عمدگي بھي صرف اضافي ھوتي ھی اس لیئے که اگلے زمانه کے لوگوں میں اکثر آدمي جو سمجھه بوجھه اور لیاقت میں مشہور تھے ایسي رائیں رکھتے تھے که جن کي غلطي اب بخوبي روشن ھو گئي ھی بہت سي ایسي باتیں اُنکو پسندیدہ اور اُنکے عمل در آمد تھیں جنکو اب کوئی بھي ٹھیک اور درست نہیں سمجھتا اور اِس سے ثابت ھوتا ھی که انسانوں میں ھمیشه معقول رایوں اور پسندیدہ رایوں کو غلبه رھنا ھی مگر اسکا سبب بجز انسان کي عقل و فہم کي ایک عمدہ صفت کے جو نہایت ھي پسندیدہ ھی اور کوئي نہیں اور وہ صفت یہه ھی که انسان کي غلطیاں اصلاح کي صلاحیت رکھتي ھیں یعني انسان اپني غلطیوں کو مباحثه اور تجربه کے ذریعه سے

درست کرلینے کي قابلیت رکھتا هی پس انسان کي راے کي بتمامه قوت اور قدر و منزلت
کا حصر اِس ایک بات پر هی که جب وه غلط هو تو صحیح کي جاسکتي هی مگر اُسپر
اعتماد اُسیوقت کیا جاسکتا هی جبکه اُسکے صحیح کرنے کے ذریعے همیشه برتاؤ میں رکھے
جاویں — خیال کرنا چاهیئے که جس آدمي کي راے حقیقت میں اعتماد کے قابل هی
اُسکي وه راے اِس قدر و منزلت کو کس وجهه سے پهونچي هی — اِسي وجهه سے پهونچي
هی که اُس نے همیشه اپني طبیعت پر اِس بات کو گوارا رکھا هی که اُس کي راے پر نکته
چینیاں کي جاویں اور اُس نے اپنا طریقه یهه تهرایا هی که اپنے مخالف کي راے کو
تهنڈے دل سے سنا اور اُس میں جو کچهه درست اور واجب تها اُس سے خود مستفید هوتا
اور جو کچهه اُس میں غلط اور ناواجب تها اُس کو سمجهه لینا اور موقع پر اُس غلطي سے
اَوْروں کو بهي آگاه کردینا ایسا شخص گویا اِس بات کو عملي طور پر تسلیم کرتا هی که جس
طریقه سے اِنسان کسي معامله کے کل مدارج کو جان سکتا هی وه صرف یهه هی که اُسکي
بابت هر قسم کي راے کے لوگوں کي گفتگو کو سنے اور جن جن طریقوں سے هر سمجهه اور
طریقے اور طبیعت کے آدمي اُس معامله پر نظر کریں اُن سب طریقوں کو سوچے اور سمجهے کسي
دانا آدمي نے اپني دانائي بجز اِس طریقه کے اَوْر کسیطرح پر حاصل نهیں کي — اِنسان کي
عقل و فهم کا خاصه یهي هی که وه اِس طور کے سوا اَوْر کسي طور سے مهذب اور معتدل هو
هي نهیں سکتي اور صرف اِس بات کي مستقل عادت کے سوا که اپني راے کو اَوْروں کي
راؤں سے مقابله کرکے اُسکي اصلاح و تکمیل کیا کرے اور کوئي بات اُس پر اعتماد کرنے کي
وجهه متصور نهیں هوسکتي اِس لیئے که اِس صورت میں اُس شخص نے لوگوں کي اُن تمام
باتوں کو جو اُس کے برخلاف کهه سکتے تهے بخوبي سنا اور تمام معترضوں کے سامنے اپني
راے کو ڈالا اور بعوض اسکے که مشکلوں اور اعتراضوں کو چهپاوے خود اُسنے جستجو کي اور
هر طرف سے جو کچهه روشني پهونچي اُسکو بند نهیں کیا تو ایسا شخص البته اِس بات کے
خیال کرنے کا استحقاق رکھتا هی که میري راے ایسے شخص یا اشخاص سے جنهوں نے
اپني راے کو اِسطرح پر پخته نهیں کیا بهتر و فایق هی *

جس شخص کو اپني راے پر کسیقدر بهروسا کرنے کي خواهش هو یا یهه خواهش رکهتا
هو که عام لوگ بهي اُسکو تسلیم کریں اُس کا طریقه بجز اِس کے اَوْر کچهه نهیں هی که وه
اپني راے کو عام مباحثه اور هر قسم کے لوگوں کے اعتراضوں کے لیئے حاضر کرے اگر نیوتن
صاحب کي حکمت اور هیئت اور مسئله نقل پر اعتراض اور حجت کرنیکي اجازت نهوتي
تو دنیا اُسکي صحت اور صداقت پر ایسا پخته یقین نه کرسکتي جیسا که اب کرتي هی کیا
کچهه مخالفت هی جو لوگوں نے اُس دانا حکیم کے ساتهه نهیں کي اور کونسي مذهبي
لعن و طعن هی جو اُس سچے اور سچي راے رکهنے والے حکیم کو نهیں دي گئي مگر غور

کرنا چاهیئے که اُس کا نتیجه کیا هوا — یهه هوا که آج تمام دنیا کیا دانا اور کیا نادان کیا
حکیم اور کیا متعصب اهل مذهب سب اُسیکو تسلیم کرتے هیں اور اُسیکو سچ جانتے هیں
اور مذهبی عقاید سے بهی زیاده اُسکی سچائی دلوں میں بیتهی هی پهر آزادی راے کے کسی
چیز کی سچائی جهاں تک که اُسکی سچائی دریافت هونی ممکن هی دریافت نهیں هوسکتی
جن اعتقادوں کو هم نهایت جایز و درست سمجهتے هیں اُن کے جواز و درستی کی اور کوئی
سند اور بنیاد بجز اِس کے نهیں هوسکتی که تمام دنیا کو اختیار دیا جاوے که وه اُنکو بے
بنیاد ثابت کریں اگر وه لوگ ایسا قصد نکریں یا کریں اور کامیاب نهوں تو بهی هم اُنپر
یقین کامل رکهنے کے مجاز نهیں هیں البته ایسی اجازت دینے سے همنے ایک ایسا نهایت
عمده ثبوت اُنکی صحت کا حاصل کیا هی جو انسانوں کی عقل کی حالت موجوده سے
ممکن تها کیونکه ایسی حالت میں همنے کسی ایسی بات سے غفلت نهیں کی جس سے
صحیح صحیح بات هم تک نه پهونچ سکتی هو اور اگر امر مذکوره پر مباحثه کی اجازت
جاری رهے تو هم اُمید کرسکتے هیں که اگر کوئی بات اُس سے بهتر اور سچ اور صحیح هی تو
وه اُسوقت همکو حاصل هوجاویگی جبکه انسانوں کی عقل و فهم اُس کے دریافت کرنے کے
قابل هوگی اور اِس اثناء میں هم اسبات کا یقین کرسکتے هیں که هم راستی اور صداقت
کے اسقدر قریب پهونچ گئے هیں جسقدر که همارے زمانه میں ممکن تها غرضکه ایک خطاوار
وجود جسکو انسان کهتے هیں اگر کسی امر کی نسبت کسیقدر یقین حاصل کرسکتا هی تو
اُسکا یهی طریقه هی جو بیان هوا اور مسلمانی مذهب کا جو ایک مشهور مسئله هی که
الحق یعلو ولا یعلی یهه اُسکی ایک ادنی تفسیر هی *

مگر ایک بهت بڑا دهوکه هی جو انسانوں کو اور بعضی دفعه نیک گورنمنٹوں کو بهی
آزادی راے کے بند کرنے پر مائل کرتا هی اور وه مسئله سود مندی کا هی جسکو غلط اور
جهوٹا نام مصلحت عام کا دیا گیا هی و لله در من قال * برعکس نهند نام زنگی کافور *
اور وه مسئله یهه هی که کسی راے یا مسئله یا عقیده کی سچائی اور صحت پر بحث کرنے
سے اِس لیئے ممانعت کی جاتی هی که گو وه فی نفسه کیسا هی هو مگر اُس سے عام لوگوں
کا پابند رهنا نهایت مفید اور باعث صلاح و فلاح عام لوگوں کا هی اور فی زماننا هندوستان
میں اور خصوصاً مسلمانوں میں یهه راے بکثرت رائج هی بلکه اس گناه کے کام کو ایک
نیک کام تصور کیا جاتا هی اس راے کا نتیجه یهه هی که مباحثه اور رایوں کی آزادی کا
بند کرنا اُس مسئله یا عقیده کی صحت اور سچائی پر منحصر نهیں هی بلکه زیاده تر
مفید عام هونے پر منحصر هی مگر افسوس هی که ایسی راے رکهنے والے یهه نهیں سمجهتے
که وهی دعوای سابق یعنی اپنے آپکو نا قابل سهو و خطا سمجهنےکا جس سے اُنهوں نے توبه کی
تهی پهر پهراکر پهر قایم هوجاتا هی صرف اتنا فرق هوتا هی که پهلے وه دعوی ایک بات پر

تھا اب وهي دعوی دوسري بات پر هی یعني پہلے اُس اصل مسئله یا عقیده کے سچ هونے پر تھا اور اب اُس کے مفید عام هونے پر هی حالانکه یهه بات بهي که وہ مسئله یا عقیده مفید عام هی اِسقدر بحث و مباحثه کا محتاج هی جسقدر که وہ اصل مسئله یا عقیده اُسکا محتاج هی *

ایسي راے رکھنے والے اِس غلطي پر ایک اَور دوسري غلطي یهه کرتے هیں جبکه وہ یهه کہتے هیں که همنے صرف اُسکي اصلیت اور سچائي پر بحث کي ممانعت کي هی اُسکے مفید عام هونیکي بحث پر ممانعت نہیں کي اور یهه نہیں سمجھتے که راے کي صداقت خود اُس کے مفید عام هونے کا ایک جزو هی ممکن نہیں که هم کسي راے کے مفید عام هونے پر بغیر اُسکي صحت اور سچائي ثابت لیئے بحث کرسکیں اگر هم یهه بات جانني چاهتے هیں که ایا فلاں بات لوگوں کے حق میں مفید هی یا نہیں تو کیا یهه ممکن هی که اِس بات پر توجهه نکریں که ایا وہ بات سچ اور صحیح و درست بهي هی یا نہیں ادنی اور اعلی سب اِسبات کو قبول کرینگے که کوئي راے یا مسئله یا اعتقاد جو صداقت اور راستي کے برخلاف هی دراصل کسیکے لیئے مفید نہیں هوسکتا *

یهه تمام مباحثه جو همنے کیا ایسي صورت سے متعلق تھا که راے مروجه اور تسلیم شده کو همنے غلط اور اُس کے برخلاف راے کو جسکا بند رکھنا لوگ چاهتے تھے صحیح و درست فرض کیا تھا اب اسکے برخلاف شق کو اختیار کرتے هیں یعني یهه فرض کرتے هیں که راے مروجه اور تسلیم شده صحیح هی اور اُس کے برخلاف راے جسکا بند کرنا چاهتے هیں غلط اور نادرست هی اور اِس بات کو ثابت کرتے هیں که اُس غلط راے کا بهي بند کرنا خالي برائي اور نقصان سے نہیں *

هر ایک شخص کو گو اُسکي راے کیسي هي زبردست اور مضبوط هو اور وہ کیسي هي مشکل اور نارضامندي سے اپني راے کے غلط هونے کے امکان کو تسلیم کرے یهه بات خوب یاد رکھني چاهیئے که اگر اُس راے پر بخوبي تمام اور نہایت بیباکي سے بے دهڑک مباحثه نہیں هوسکتا تو وہ ایک مرده اور مردار راے قرار دیجاویگي نه ایک زنده اور سچي حقیقت اور وہ کبهي ایسي حق اور سچ بات قرار نہیں پاسکتي جس کا اثر همیشه لوگوں کي طبیعتوں پر رهے *

گذشته اور حال کے زمانه کي تاریخ پر غور کرنے سے معلوم هوتا هی که بعضي دفعه ظالم گورنمنٹوں نے بهي نہایت سچي اور صحیح بات کے رواج پر کوشش کي اِلا اُنکے ظلم نے اُسپر آزادي سے مباحثه کي اِجازت نہیں دي اور بہت سي ایسي مثالیں بهي موجود هیں که نیک اور تربیت یافته گورنمنٹ نے نہایت سچي اور صحیح بات کا رواج دینا چاها اور لوگوں نے یا تو اِس خیال سے که همارے مباحثه اور دلایل کو اُس راے میں کچهه مداخلت

نہیں ھی یا کوئی التفات نہیں کرتا از خود مباحثہ کو نہیں اُٹھایا یا اپنے وھمی خوف سے یا اراکین گورنمنت کی بد مزاجی کے ڈرسے یا انکی خلاف راے کے کوئی بات نہ کہنی مصلحت وقت سمجھہ کر یا یہہ خیال کرکر کہ گورنمنت کے یا کسی کے برخلاف بحث کرنا خیر خواہی نہیں ھی مباحثہ کو ترک کردیا تو اس کا نتیجہ بجز اس کے اَوْر کچھہ نہیں ھوا کہ اُس تجویز نے کسی کے دل میں مطلق اثر نہیں کیا اور ایک مردہ راے سے زیادہ اور کچھہ رتبہ لوگوں کے دلوں میں نہیں پایا *

یہہ بات کہ سچی اور درست راے بے مباحثہ و دلیل کے بھی طبیعتوں میں بیٹھہ جاتی ھی اور گھر کرلیتی ھی ایک خوش ایند مگر غلط آواز ھی دنیا کو دیکھو کہ گروہ کے گروہ ایک دوسرے کی متناقض راے پر جمے ھوئے ھیں اور وہ متناقض رائیں اُن کے دلوں میں گھر کیئے ھوئے ھیں پھر کیا وہ دونوں متناقض رائیں سچی اور صحیح ھیں ھاں اس میں کچھہ شک نہیں کہ بہت سی باتیں بے سمجھے اور بغیر دلیل کے اور بغیر مباحثہ کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ھیں مگر اُنکا صحیح و درست ھونا ضرور نہیں سچ میں کوئی ایسی اعجازی کرامات نہیں ھی کہ وہ از خود دلوں میں بیٹھہ جاوے اُس میں جو کچھہ کرامات ھی وہ صرف اسی قدر ھی کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں — سچ راے بھی اگر بلا دلیل ومباحثہ دل میں گھر کرلے تو وہ سچی راے نہیں کہلاویگی بلکہ تعصب اور جہل مرکب اُس کا مناسب نام ھوگا مگر ایسا طریقہ حق اور سچ بات کے قبول کرنے کا ایک ذی عقل مخلوق کے لیئے جیساکہ انسان ھی شایاں نہیں اور نہ یہہ طریقہ راستی و حق کے پہچاننے کا ھی بلکہ جو حق بات اس طرح پر قبول کی جاتی ھی وہ ایک خیال فاسد اور باطل ھی اور جن باتوں کو حق فرض کرلیا ھی اُن کا اتفاقیہ قبول کرلینا ھی *

نہایت سچ اور بالکل سچ تو یہہ بات ھی کہ جس شخص نے جو راے یا مذہب اختیار کیا ھی وھی شخص اُس کا جوابدہ ھی اُس راے کے موجد یا اُس مذہب کے پیشوا اور معلم اور مجتہد کچھہ اُس کے ذمہ دار نہیں ھیں مگر مسلمانوں نے اس آفتاب سے بھی زیادہ روشن مسئلہ سے آنکھہ بند کرلی ھی اور رومن کیتھلک یعنی بت پرست عیسائیوں کا مسئلہ اختیار کیا ھی رومن کیتھلک مذہب میں اُن لوگوں کی جو اُس مذہب پر ایمان رکھتے ھیں دو فرقے قرار دیئے گئے ھیں ایک تو وہ جو اُس مذہب کے مسائل کو بعد دلیل و ثبوت کے قبول کرنے کے مجاز ھیں اور دوسرے وہ جن کو صرف اعتماد اور بھروسہ یعنی تقلید سے اُنکا قبول کرلینا چاھیئے — اسی قاعدہ کی پیروی سے مسلمانوں نے بھی اپنے مذہب میں دو فریق قایم کیئے ھیں ایک وہ جنھوں نے مسئلہ مسلمہ کو بعد ثبوت و تحقیقات اور اقامت دلیل تسلیم کیا ھی اور اُن کا نام بہ اختلاف درجات مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور مرجع قرار دیا ھی دوسرا وہ جن کو بے سمجھے بوجھے آنکھہ بند

کرکر اُن کي پیروي کرني چاهیئے اور اُن کا نام مقلد اور اُس فعل کا نام تقلید قرار دیا هی اور اِس سبب سے مخالف راے کي مزاحمت مسلمانوں میں بهت زیاده پهیل گئي هی اور وه اس کي نسبت ایک نهایت عمده مگر ابله فریب تقریر کرتے هیں اور وه یهه کهتے هیں که تمام انسانوں کو اُن تمام باتوں کا جاننا نه ضرور هی اور نه ممکن هی جنکو بڑے بڑے حکیم یا اهل معرفت اور عالم علوم دین جانتے اور سمجهے هیں اور نه یهه هوسکتا هی که هر ایک عام آدمي ایک ذکي اور دانشمند مخالف کي تمام غلط بیانیوں کو جانے اور اُن کو غلط ثابت کرے یا تردید کرنے اور غلط ثابت کرنے کے قابل هو بلکه صرف اتنا سمجهه لینا کافي هی که اُن کے جواب دینے کے لایق همیشه کوئي نه کوئي موجود هونگے جنکي بدولت مخالف کي کوئي بات بهي بلا تردید باقي نرهي هوگي پس سیدهي سادهي عقل کے آدمیوں کے لیئے یهي کافي هی که ان باتوں کي اصلیت سکهلادي جاوے اور باقي وجوهات کي بابت وه اوروں کي سند پر بهروسا کریں اور جب که وه خود اِسبات سے واقف هیں که هم اُن تمام مشکلات کے رفع دفع کرنے کے واسطے کافي علم اور پوري لیاقت نهیں رکهتے هیں تو اسبات کا یقین کرکر مطمئن هوسکتے هیں که جو مشکلات اور اعتراض برپا کیئے گئے هیں وه لوگ اُن سب کا جواب دے چکے هیں یا آینده دینگے جو بڑے بڑے عالم هیں *

اس تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بهي راے کي آزادي اور مخالف راے کي مزاحمت سے جو نقصان هیں اُس میں کچهه نقصان نهیں لازم آتا کیونکه اس تقریر کے بموجب بهي یهه بات قرار پاتي هی که آدمیوں کو اس بات کا معقول یقین هونا چاهیئے که تمام اعتراضوں کا جواب حسب اطمینان دیا گیا هی اور یهه یقین جب هي هوسکتا هی جبکه اُس پر بحث و مباحثه کرنے کي آزادي هو اور مخالفوں کو اجازت هو که تمام اپني وجوهات کو جو اُس کے مخالف رکهتے هیں بیان کریں اور اُس مسئله کو غلط ثابت کرنے میں کوئي کوشش باقي نه چهوڑیں *

اگر تقلید کي گرم بازاري کا جیسیکه آج کل هی اور آزادانه مباحثه کي مزاحمت و عدم موجودگي کا نقصان اور بد اثر در صورتیکه تسلیم شده مسئله یا قرار داده رائیں صحیح هوں اسیقدر هوتا که اُس مسئله یا اُن رایوں کي وجوهات معلوم نهیں هیں تو یهه خیال کیا جاسکتا که گو وه مزاحمت عقل و فهم کے حق میں مضر هی مگر اخلاق کو تو اُس سے کچهه مضرت نهیں پهونچتي اور نه اُس مسئله کي یا رایوں کي اُسقدر و منزلت میں که اُن سے نهایت عمده اثر لوگوں کي خصلتوں پر هوتا هی کچهه نقصان هی مگر یهه بات نهیں هی بلکه اُس سے بهت بڑه کر نقصان هوتا هی حقیقت یهه هی که مباحثه اور آزادي راے کي عدم موجودگي میں صرف مسئله یا رایوں کي وجوهات

هي کو لوگ نهيں بهول جاتے بلکه اکثر اُس مسئله يا راے کے معني اور مقصود کو بهي بهول جاتے هيں چنانچه جن لفظوں ميں وه مسئله يا راے بيان کي گئي هي اُن سے کسي راے يا خيال کا قايم کرنا تک موقوف هوجاتا هي يا جو جو باتيں اُن لفظوں سے ابتدا ميں مراد رکهي گئيں تهيں اُن ميں سے بهت تهوڑي هي معلوم رهجاتي هيں اور بعوض اس کے که اُس مسئله يا راے کا اعتقاد هردم تر و تازه اور زنده يعني موثر رهے اُس کے صرف چند ادهورے کلمے حافظه کي بدولت باقي رهجاتے هيں اور اگر اُس کي مراد اور معني بهي کچهه باقي رهتے هيں تو صرف اُن کا پوست باقي رهتا هي اور مغز و اصليت نابود هوجاتي هي اب ذرا انصاف سے مسلمانوں کو اپنا حال ديکهنا چاهيئے که تمام علوم معقول و منقول ميں اسي مزاحمت راے يا تقليد کي بدولت اُن کا در حقيقت ايسا هي حال هوگيا هي يا نهيں *

اس زمانه تک جس قدر که انسان کو تمام مذهبي عقايد اور اخلاقي امور اور علمي مسائل ميں تجربه هوا هي اُس سے امر مذکوره بالا کي صحت ثابت هوتي هي چنانچه هم ديکهتے هيں که جو لوگ کسي مذهب يا علم يا راے کے موجد تهے اُن کے زمانه ميں اور اُن کے خاص مريدوں يا شاگردوں کے دلوں ميں تو وه عقايد يا مسائل طرح طرح کے معنيوں اور مرادوں اور خوبيوں سے بهرپور تهے اور اُن کا اثر بے کم و کاست اُن کے دلوں ميں تها اور اُس کا سبب يهي تها که اُن ميں اور اُن کے مخالف راے والوں ميں اس غرض سے بحث و حجت رهتي تهي که ايک کو دوسرے کے عقيده اور مسئله پر غلبه اور فوقيت حاصل هو مگر جب اُس کو کاميابي هوئي اور بهت لوگوں نے اُس کو مان ليا اور بحث اور حجت بند هوگئي تو اُس کي ترقي بهي تهم گئي اور وه اثر جو دلوں ميں تها اُس ميں بهي جان يعني حرکت اور جنبش نهيں رهي ايسي حالت ميں خود اُس کے حاميوں کا يهه حال هوتا هي که مثل سابق کے اپنے مخالفوں کے مقابله پر آماده نهيں رهتے اور جيسي کچهه اُس عقيده يا مسئله کي پهلے حفاظت کرتے تهے ويسي اب نهيں کرتے بلکه نهايت جهوٹهے غرور اور بيجا استغنا سے سکوت اختيار کرتے هيں اور حتي الامکان اُس عقيده اور مسئله کے برخلاف کوئي دليل نهيں سنتے اور اپنے گروه کے لوگوں کو بهي کفر کے فتووں کے ڈراوے سے اور جهنم ميں جانے کي جهوٹهي دهشت دکهانے سے سننے سے اور اُسپر بحث کرنے سے جهاں تک هوسکتا هي باز رکهتے هيں اور يهه نهيں سمجهتے که کهيں علموں کي روشني جو آفتاب کي روشني کي طرح پهيلتي هي اور اعتراضوں کي هوا اگر وه صحيح هوں تو کيا اُن کے روکے رک سکتي هي اور جب يهه نوبت پهونچ جاتي هي تو اُس عقيده يا مسئله کا جسکو اُنکے پيشواؤں نے نهايت محنتوں سے قايم کيا تها زوال شروع هوتا هي اُسوقت تمام معلم اور مقدس لوگ جو اُس کمبخت زمانه کے پيشوا گنے جاتے هيں اسبات کي شکايت کرتے هيں

کہ معتقدوں کے دلوں میں اُن عقیدوں کا جنکو اُنہوں نے براے نام قبول کیا ہی کچھہ بھی اثر نہیں پاتے اور باوجودیکہ وہ ظاہر میں اُن عقیدوں اور مسئلوں کو قبول کرتے ہیں مگر اُنکا ایسا اثر کہ اُن کے معتقدوں کا چال چلن اور اخلاق اور عادت اور معاشرت بھی اُن عقیدوں اور مسئلوں کے مطابق ہو مطلق نہیں پاتے مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ وہ معلم اور مقدس لوگ اتنا خیال نہیں فرماتے کہ یہہ حال جو ہوا ہی جسکی وہ شکایت کرتے ہیں اُنہی کی عنایت و مہربانی کا تو نتیجہ ہی اب میں صاف کہتا ہوں اور نہایت بے دھڑک کہتا ہوں کہ یہہ جو کچھہ میں نے بیان کیا اس زمانہ کے مسلمانوں کے حال کا ٹھیک ٹھیک آئینہ ہی *

اب اس حالت کے برخلاف حالت کو خیال کرو یعنی جبکہ آزادی راے کی قایم رہتی ہی جسکے ساتھہ مباحثہ کا بھی قایم رہنا لازم و ملزوم ہوتا ہی اور ہر ایک حامی کسی عقیدہ یا علمی مسئلہ کا اپنے عقیدہ یا مسئلہ کی وجوہ کو قایم اور غالب رکھنے پر بحث کرنا رہتا ہی تو اُسوقت عام لوگ بھی اور سست عقیدہ والے بھی اسبات کو خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم کس بات پر لڑ بھڑ رہے ہیں اور ہمارے عقیدہ اور مسئلہ میں اور دوسروں کے عقیدہ اور مسئلہ میں کیا تفاوت ہی اور ایسی حالت میں ہزاروں ایسے آدمی پائے جاوینگے جنہوں نے اُس عقیدہ یا مسئلہ کے اصول کو بخوبی خیال کیا ہوگا اور ہر ڈھنگ و طریقہ سے اُسکو خوب سمجھہ بوجھہ لیا ہوگا اور اُسکے عمدہ عمدہ پہلوؤں کو بخوبی جانچ اور تول لیا ہوگا اور اُنکے اخلاق اور اُنکی عادت اور خصلت پر اُسکا ایسا پورا پورا اثر ہوگا کہ جیسا کہ ایسے شخص کی طبیعت پر ہونا ممکن ہی جس میں وہ عقیدہ یا مسئلہ بخوبی رچ بس گیا ہو — مگر جبکہ وہ عقیدہ ایک موروثی اعتقاد ہوجاتا ہی اور لوگ باپ دادا یا اُستاد پیر کی رسم متبرک کے طور پر قبول کرتے ہیں تو وہ تصدیق قلبی نہیں ہوتی طبیعت اُسکو مردہ دلی سے قبول کرتی ہی اور اسلیئے طبیعت کا میلان اُس عقیدہ اور مسئلہ کے بھلا دینے پر ہوتا ہی یہاں تک کہ وہ عقیدہ یا مسئلہ انسان کے باطن سے بے تعلق ہو جاتا ہی اور صرف اوپر ہی اوپر رہ جاتا ہی اور تمام اخلاق اور عادات اُس کے برخلاف ہوتے ہیں اور ایسے ایسے حالات پیش آتے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں اکثر پیش ہوتے رہتے ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ عقیدہ یا مسئلہ طبیعت کے باہر باہر رہتا ہی اور بجاے اس کے کہ وہ دلمیں گھر کرے باہر ہی باہر ایسے خواب اور کانٹےدار پوست کی مانند لپٹا ہوا ہی جس کے سبب وہ باتیں ظہور میں نہیں آتیں جو انسان کے عمدہ عمدہ اوصاف درونی سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ اُس سے اِس قسم کی قوت ظاہر ہوتی ہی جیسے کانٹےدار تھوہر کے درخت کی باڑ سے ہوتی ہی کہ وہ نہ خود اُس گھیری ہوئی زمین کو کچھہ فائدہ دیتا ہی اور نہ اَوروں کو گل پھول لیجاکر اُس

میں لگانے دیتا هی اور بجز اس کے کہ دل کي زمین کو همیشہ خالي اور ویران اور بیکار پڑا رهنے دے اور کچھہ نہیں کرتا *

جو بات بیان هوئی اُس کي صحت هرایک مذهب والا اپنے حال پر غور کرنے سے بخوبي جان سکتا هی هرایک مذهب والا اپنے مذهب میں کسی نہ کسي کتاب کو مقدس سمجھتا هی اور بطور قانون مذهب کے تسلیم کرتا هی مگر با اینهمہ یہہ بات کہني کچھہ مبالغہ نہیں هی کہ شاید هزاروں میں سے ایک اپني چال چلن کي جانچ اور اس کے برے یا بھلے هونے کي آزمایش اُس مقدس تسلیم شدہ قانون کے بموجب کرتا هو بلکہ جس چیز کي سند اور پابندي پر وہ کام کرتے هیں وہ صرف اپني قوم یا فرقہ یا مذهبی گروہ کا رسم و رواج هوتا هی نہ اور کچھہ پس حقیقت میں یہہ حال هوتا هی کہ ایک طرف تو وہ اخلاقي مسایل کا مجموعہ هوتا هی جسکی نسبت وہ اعتقاد رکھتے هیں کہ اُنکی زندگی کے عمل درآمد کے لیئے خدانے بتایا هی یا کم سے کم کسی نہایت نیک اور دانا عاقل نا قابل سہو و خطا شخص نے بتایا هی اور دوسري طرف اُن رسم و رواج اور معمولی رایوں کا مجموعہ هوتا هی جو اُس قوم یا فرقہ یا گروہ میں مروج هوتی هیں اور اِس پچھلے مجموعہ کي بعض باتیں اُس پہلے مجموعہ کے بالکل مطابق هوتي هیں اور بعض کچھہ مطابق اور بعض بالکل برخلاف اور مذهب پر اعتقاد رکھنے والے اُس پہلے مجموعہ کي زبانی تصدیق تو بلا شبہہ کرتے هیں الا اصلي اطاعت اور رفاقت اور پابندي اُس پچھلے مجموعہ کي کرتے هیں جسپر روزمرہ اُنکا عمل هوتا هی اور جسکا ترک کرنا یا اُس کے برخلاف کوئی کام کرنا نہایت ننگ و عار جانتے هیں پس یہہ بیقدري جو اُس پہلے مجموعہ کے مسایل کي هوگئي جسکو وہ خدا کا بنایا هوا جانتے تھے اسي بات سے هوگئي نہ اُس کے مسایل اور اصول پر مباحثہ بند هوگیا اور اس سبب سے انسان کے باطن سے بے تعلق هوگیا اور بجاے زندہ عقیدہ کے صرف بطور مردہ عقیدہ کے لوگوں کے خیال میں رہ گیا *

اس تقریر پر جو بہت بڑا اور نہایت سخت اعتراض وارد هوسکتا هی وہ یہہ هی کہ صحیح اور درست علم یا تجربہ حاصل کرنے کے لیئے کیا یہہ بات ضرور هی کہ کبھي رایوں میں اتفاق نہو بلکہ ضرور هی کہ چند آدمي غلطي پر مصر رهیں تاکہ مباحثہ قایم رهے اور اور لوگ اُنکي بدولت حق بات حاصل کرسکیں کیا دنیا میں غلطیوں کا موجود رهنا صحیح رایوں کے حاصل کرنے کے لیئے لابد هی جبکہ کسي عقیدہ یا علمی مسئلہ کو عموماً تسلیم کرلیا جاوے تو کیا اُسکي حقیقت بدل جاتي هی اور اُسکي تاثیر جاتي رهتي هی اور کیا کسي مسئلہ یا عقیدہ کا اُسوقت تک اثر نہیں هوتا یا لوگ اُسکو بخوبي نہیں سمجھتے جب تک کہ کوئی اُسپر شبہہ نکرتا رهے جبکہ انسان کسی حق بات کو بالاتفاق قبول کرلیتے هیں تو کیا اُسکي حقانیت معدوم هو جاتي هی ابتک یہہ خیال کیا گیا هی کہ علم اور عقل

کي ترقي کا عمدہ مقصد اور اعلی نتیجه یهه هی که تمام انسان اچهي اچهي اور عمدہ عمدہ باتوں میں متفق الراے هوویں اور وہ اتفاق راے روز بروز زیادہ بڑهتا جاوے پهر کیا علم اور عقل اُسوقت تک باقي رهتي هی جب تک که اُسکا مقصد اور اُسکا نتیجه حاصل نهو یهه تو سنا گیا تها که هر بات کا کمال اُس کے مقصد اور نتیجه کا حاصل هونا هی مگر یهه نهیں سنا تها که مقصد اور نتیجه کا حاصل هونا هي اُسکا زوال هی *

مگر میرا مقصد یهه نهیں هی جو اس اعتراض میں بیان هوا میں قبول کرتا هوں که بلاشبهه جسقدر انسانوں کی ترقي اور تهذیب هوگي اُسیقدر مختلف فیه رائیں اور مسئلے اور عقیدے گهٹتے جاوینگے بلکه آدمیوں کي بهبودي اور بهلائي کا اندازہ بالتخصیص اُنهي حقایق کي تعداد اور مقدار سے هوسکتا هی جو غیر متنازعه فیه یا حقایق محققه کے مرتبه کو پهونچ جاتي هیں اور اُس کے استحکام کے لیئے انسانوں کی رایوں کا اجتماع اور اتفاق ضروري شرطوں میں سے هی اور وہ اجماع اور اتفاق جیسا که غلط راے پر هونا نهایت مضر هی ویسا هي صحیح راے پر هونا نهایت مفید هی مگر جبکه همکو غلط رایوں پر بهي اجتماع اور اتفاق هوجانے کا اندیشه هی تو همکو اُس سے بچنے کي فکر و تدبیر سے غافل رهنا نهیں چاهیئے اور وہ تدبیر یهي هی که آزادی راے اور مباحثه جاري رهے اگر اس تدبیر کے قایم رهنے کا بسبب عموماً تسلیم هو جانے اُس مسئله یا عقیدہ کے موقع نرهے تو همکو اُسکي جگهه کوئي اَور تدبیر قایم کرني چاهیئے سقراط نے اسي تدبیر کے لیئے فرضي مباحثه کا طریقه ایجاد کیا تها جسکو افلاطون نے نهایت خوبي سے اپنے سوال و جواب میں بیان کیا هی *

مگر افسوس اور هزار افسوس که اس زمانه کے مسلمانوں نے بجاے اس کے که اُس تدبیر کے قایم رکهنے کا کوئي طریقه ایجاد کریں اُن تدبیروں کو بهي ضایع کردیا جو سابق میں ایجاد هوئي تهیں مسلمانوں میں هر ایک علم کي تحصیل کا مدت سے یهه حال رہ گیا هی که سب کے سب کیا قصه اور کهاني کي کتابوں کو اور کیا تاریخ اور واقعات گذشته کے روزنامچوں کو اور کیا ٹوٹے پهوٹے اگلے زمانه کے جغرافیه کو اور کیا اولي لنجی انسان کے بدن کي تشریح کو اور کیا دقیانوسي بطلمیوسي هیئت اور قدیم ریاضي کو اور کیا انسانوں کے اجتهادیات مسایل دیني کو جسکو علم فقهه کها جاتا هی اور کیا علم حدیث اور تفسیر کو اس ارادہ سے مطلق نهیں پڑهتے که همکو اُسکي اصلیت اور حقیقت معلوم هو بلکه صرف یهه ارادہ هوتا هی که جو کچهه اُس کتاب میں لکها هی خواہ غلط خواہ صحیح وہ هم جان لیں اگر مباحثه کیا جاوے تو نه اسبات پر که وہ اصول جو اُس کتاب میں لکهے هیں صحیح هیں یا غلط بلکه اسبات پر که اس کتاب میں یهي بات لکهي هی یا نهیں — اس طریقه اور عادت نے آزادي راے کو کهودیا اور اُس سہو کو جس سے غلطي میں پڑنے سے

حفاظت تھي توڑدیا اُن کے تمام علم و فضل غارت ھوگئے اُن کے باپ دادا کي کمائي جس سے توقع تھي که اُنکي اؤلاد فائده اوٹھاویگي سب ڈوب گئي اب جو بڑے بڑے عالم اور فقیه اور دانا رہ گئے ھیں اُنکا یہه حال ھی که کسي چیز کي حقیقت سے کیا مسایل علمي اور کیا عقاید مذھبي میں کچھه بھي واقفیت نهیں رکھتے جس شخص سے کسي بات کي حقیقت پوچھو اگر وہ بڑا ھي عالم ھی تو بجز اِس کے که فلاں شخص نے یہه لکھا ھی اور کچھه نهیں بتا سکتا تمام علوم کا مزہ اور تمام عقیدوں کا اثر دل سے جاتا رھا پس آزادي رائه کے قایم نرھنے کے یہه عمده اثر ھیں جنکو ھم اپني آنکھوں سے دیکھتے ھیں *

آزادي راے کے غیر مفید ھونے کے ثبوت میں یہه بات اکثر پیش کي جاتي ھی که آزادي راے سے جسکے ساتھه مباحثه لازم و ملزوم ھی کسي راے کے حق یا سچ ھونے کا فیصله ممکن نهیں بلکه ھر ایک فریق کو اپني اپني راے پر اور زیادہ پختگي اور اصرار ھوجاتا ھی میں بھي اِسبات کا اقرار کرتا ھوں اور اِسبات کو تسلیم کرتا ھوں که درحقیقت تمام راؤں کا یہه خاصه ھی که وہ خاص خاص فرقوں کي رائیں ھوجاتي ھیں بحث و مباحثه کي کمال آزادي سے بھي اُس کا کچھه تدارک نهیں ھوسکتا بلکه اُس سے اور زیادتي ھوتي جاتي ھی اور حق کي یہه کیفیت ھوجاتي ھی که بعوض اِس کے که لوگ اُس کو سمجھیں اور بوجھیں اِس وجهه سے اُس کو نهیں سونچتے سمجھتے بلکه بے سوچے اور سمجھے نهایت زور شور سے رد کرتے ھیں که وہ ایسے لوگوں کا قول ھی جنکو وہ اپنا مخالف جانتے ھیں یا اُن سے نفرت رکھتے ھیں مگر یہه بھي خوب جان لینا چاھیئے که آپس میں راؤں کے اختلاف اور مباحثه سے اُنھي متعصب گروھوں کو جنکے باھم بحث ھوتي ھی چنداں فائده نهیں ھوتا بلکه اُسکا عمده اور مفید اثر اُن لوگوں پر ھوتا ھی جو اُس کے دیکھنے سننے والے ھیں اور جن کي طبیعتوں میں وہ جذبه و حرارت اور خود غرضي اور طرفداري نهیں ھوتي جیسیکه اُن مخالف فرقوں کے حامیوں میں ھوتي ھی اور جبکه رفته رفته اُن متعصبوں کي بھي حرارت کم ھوجاتي ھی تو جو حق بات ھی وہ اُسکے صحیح ھونے کا اقرار اپنے دل میں یا اپنے خاص دوستوں میں چپکے چپکے کرنے لگتے ھیں گو که علانیه کبھي اُس کا اقرار نکریں *

سچ بات پر سخت سے سخت نزاع کا ھونا کچھه برائي یا نقصان کي بات نهیں ھی بلکه اُس کا انسداد بهت بڑے نقصان کي بات ھی جبکه لوگ طرفین کے دلایل سننے پر مجبور ھوتے ھیں تو ھمیشه انصاف کي اُمید ھوتي ھی مگر جبکه وہ صرف یکطرفه بات سنتے ھیں تو اُس صورت میں غلطیاں سختي پکڑکر تعصب بن جاتي ھیں اور سچ میں بھي سچ کا اثر اس لیئے باقي نهیں رھتا که اُس میں مبالغے ھوتے ھوتے وہ خود ایک جھوٹ بنجاتا ھی — انصاف کي قوت جو انسان میں ھی وہ اُسیوقت بخوبي کام میں

آتي هى كه هر ايک معامله كے دونوں پهلؤں كے حامي اور معاون تصفيه كے وقت روبرو موجود هوں اور وه دونوں ايسے زبردست هوں كه اپنے اپنے دلائل اور وجوهات كي سماعت پر لوگوں كو گويا مجبور كرديں اور سواے اِسكے أور كوئي صورت حق كے حاصل كرنے كي نهيں هى *

راے كي آزادي پر ايک أور چيز جسكو لوگ سند كهتے هيں كبهي كبهي مزاحمت پهونچاتي هى يهه اثر هوتا هى كه بحث كرنے والے اپني اپني تقرير كي تائيد ميں كسى مشهور شخص كے قول كي سند لاتے هيں حالانكه كسي شخص كي سند پر اپني راے كو منحصر ركهنا خود آزادي راے كے برخلاف چلنا هى اگر هم كسي كے قول كو صحيح اور سچ سمجهتے هيں تو اُس كے قول كو پيش كرنا كچهه مفيد نهيں هى بلكه همكو وه دليليں پيش كرني چاهيئيں جنسے اُس قول كو همنے صحيح مانا هى اگر سقراط و بقراط نے كوئي ايسي بات كهي هى جو درحقيقت صحيح نهيں هى تو وه اُنكے كهنے سے صحيح نهيں هوجانے كي اور اگر كسي جاهل نے كوئي صحيح بات كهي هى تو وه اِسليئے كه جاهل نے كهي هى غلط نهيں هوجانے كي كيا عمده مسئله هى جسپر هر انسان كو عمل كرنا چاهيئے مگر افسوس كه اُسپر نهايت كم عمل هوتا هى اور وه مسئله يهه هى *

فانظر الى ما قال ولا تنظر الى من قال

و لله در من قال

مرد بايد كه گيرد اندر گوش * ور نوشت است پند بر ديوار

راقـــــــم

سيد احمد

آزادي

يهه فلسفي كا ايک بڑا مبحث هى' آزادي كي دو قسميں هيں ايک وه آزادي هى جو فلسفه ميں بمقابله ضرورت استعمال هوتي هى اور جسكے ليئے مناسب لفظ آزادي قصد و خواهش هى – يعني بعض فلسفه اس امر كے قايل هيں' كه انسان كوئي فعل قصد يا خواهش سے نهيں كرتا بلكه ضرورت اُسكو مجبور كرتي هى – دوسري آزادي وه هى جسكا نام هى سوشل اور سول آزادي– ايک لفظ ميں اسكا ترجمه كسيقدر مشكل هى — سوشل آزادي اُس حد كا نام هى جو اُن اقتدارات كے ليئے قايم كي جاے جو جماعت من حيث الجماعت اشخاص من حيث الانفراد كي نسبت استعمال كرتي هى – آيندہ سے اس مضمون ميں جماعت كے ليئے ميں سوسئيٹي كے لفظ كها كرونگا – چونكه ميں اپنے

مضامین کو حتی‌الامکان عام فہم کرنا چاھتا ھوں لہذا اس مقام پر جماعت یا سوسئیٹی کا ایک صاف خیال اپني قوم کے دلمیں ڈالنے کے لیئے ان الفاظ کي تفصیل کرتا ھوں — بني نوع انسان کي ابتدائي حالت کي تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ھوگا کہ انسان میں حب توالد و تناسل کي ندرت ھوئي تو تعداد اشخاص کي بڑھي جب ایک گھر میں نہ سماسکے تو اور گھر بنائے یہاں تک کہ ایک قریہ یا دیہہ اُن سے آباد ھوا اُس سے بڑھتے بڑھتے ایک ملک بس گیا اور ایک قوم بن گئی — اس قوم و گروہ نے اپني اندروني حفاظت اور انتظام کے درست رکھنے اوربیروني حملوں اورزیادتیوں سے حفاظت کے لیئے ایک شخص کو جو اِن سب میں بزرگ تھا یا اِن سب میں قوي تھا یا کسیطرح سے ان لوگونکے خیال میں زیادہ عزت کا مستحق تھا ' اپنا سردار بنالیا اور اُسکي اطاعت اور فرمان برداري کو اپنے اوپر فرض کرلیا — اس شخص کے احکام یا اور ملکي آب و ھوائي خاصیت یا دیگر وجوہ سے ایسے گروہ یا قوم میں چند قواعد و قوانین جاري ھوجاتے ھیں جو ان لوگوں کے باھمي میل و جول و باھمي سلوک اور معاشرت کے طریقوں کا انتظام رکھتے ھیں ' یہہ قواعد اگر شاھي ' یعنی اُس سودار کے احکام ھیں ' تو قانون اگر گروہ کي رائے ھیں تو رسم و رواج کہلاتے ھیں ' قانون خود مدتوں کے بعد جب لوگوں کو اُسکي اطاعت کي عادت ھوجاتي ھی رسم و رواج بن جاتا ھی — یہہ مجموعي حالت سوسل یا سول حالت کہلاتي ھی اور وہ لوگ من حیث‌المجموع سوسئیٹي کہلاتے ھیں — میں نے نہایت اختصار سے اس کو بیان کیا حالانکہ یہہ نہایت مطول مضمون ھی اور کیا تعجب ھی کہ اس اختصار کي وجہہ سے بخوبي مضمون نہ ادا ھوا ھو *

اس جملہ معترضہ سے یہہ ظاھر ھوا ھوگا کہ رسم و رواج یعني گروہ یا قوم کي رائے بھي ایک قانون کا اثر رکھتي ھی اور اشخاص کو من حیث الانفراد اُسکي متابعت واجب ھوجاتي ھی اور اسي کو بنظر سوشل سیکشن کہتا ھی — مثلاً ھمارا کوئي عزیز یا دوست صرف کسي انقلاب کي وجہہ سے محتاج ھوگیا اور فاقوں سے مرنے لگا ' ھمارا رسم و رواج قومي یہہ کہتا ھی کہ ھم دولت مند ھیں ' اُس کي کچھہ خبر گیري کریں ' گو قانون یعني حکم شاھي ھمکو اس پر مجبور نکرے ' اگر ھم ایسا نکرینگے تو قوم یا گروہ کي رائے میں ھم نہایت ھي بیہودہ اور سنگدل کہلاوینگے اور اُسکي وجہہ سے شاید وہ ھمسے سوشل تعلقات کاٹ دے ' ھمسے مطلق نہ ملے ' اور یہہ گویا ایک سزا ھمکو دیجاویگي اسکو بنظر سوشل سیکشن کي سزا کہتا ھی *

ھر ملک و ھر ملت میں ' کیسي ھي مہذب وہ کیوں نہو ' سوسئیٹي کي رائے کي متابعت عموماً واجب سمجھي جاتي ھی اور سوشل سزا عموماً زیادہ سخت تصور ھوتي ھی — انگریزوں میں باوجود تہذیب کے اس کا اثر پایہ جاتا ھی — جس قوم میں کہ

اُسيکي سلطنت بهي هی سوسئيٹي کي راے کو اور بهي زيادہ قوت هوجاتي هی — اس کا ذکر عنقريب آتا هی *

سوسئيٹي کي راے يا رسم و رواج کي قوت کا محدود هونا يهي آزادي هی جس کا ميں ذکر کرنا چاهتا هوں – پس اب انسان کي سول حالت ' يعني سوسئيٹي ' ميں دو چيزوں کا وجود ثابت هوا ايک وہ قوت و اقتدار جو پادشاہ يا سوسئيٹي اشخاص من حيث الانفراد پر نافذ کرے اور ايک آزادي يعني اس قوت کا محدود کيا جانا – يهہ دونوں بالکل مخالف چيزيں هيں — ان دونوں چيزونکا باهمي مخالف اور انکي لڑائي کا حال يونان و روم و انگلينڈ کي تاريخ سے همکو بخوبي معلوم هوگا — ليکن اگلے زمانہ ميں يهہ لڑائياں صرف رعايا اور بادشاہ ميں هوا کرتي تهيں — بادشاہ وہ هوتا تها جس کو کسي زمانہ ابتدائي ميں بضرورت سرگروہ بناليا تها اور اُسکو مجبوراً طاقت و قوت دي تهي تاکہ وہ قوم اور ملک کي حفاظت کرے اور دوسري قوم کے حملوں کو روکے مگر اب وہ طاقت ايسي بڑهگئي تهي کہ بادشاهت اُسکي شي موروثي هوگئي اور کسي کو مجال نہ تهي کہ اُسکے حکم يا خواهش کي مخالفت کرسکے – پس قومي خير خواهوں کي خواهش يهہ رهتي تهي کہ اُس شخص يعني بادشاہ کي قوت اور اقتدار کو محدود کريں اور اُسکے ظلموں کو جو وہ جماعت پر کرتا تها روکيں اسيکا نام اُس زمانہ ميں آزادي تها – يهہ خواهش دو طرح کي کی گئي — اول تو يهہ کہ قوم وجماعت نے بڑي خونريزي کے بعد اپنے ليئے چند حقوق حاصل کرليئے جنکا قايم رکهنا بادشاہ پر فرض کرديا گيا ' اور اگر پادشاہ اُسکی مخالفت کرے تو تمام قوم بلوہ کرديئے پر آمادہ هوجاتي تهي – دوسري طرح يهہ تهي کہ چند قومي قواعد قايم کرديئے گئے جن کي روسے پادشاہ پر فرض هوگيا کہ امور اهم و عظيم ميں هميشہ قوم و سوسئيٹي يا چند ايسے اشخاص کي جنکو قوم اپنا نايب مقرر کرے منظوري حاصل کرے – طريقہ اول تو عموماً يورپ ميں مروج هوگيا اور بادشاهوں نے کم و بيش اُسکو منظور کيا ' ليکن طريقہ ثاني کي بابت بڑي مخالفت هوئي اور پادشاهوں اور رعايا ميں مدتوں تکرار قايم رهي – آزادي کے جو لوگ بڑے طرفدار تهے اُنکي بڑي سے بڑي خواهش يهہ رهي کہ يهہ طريقہ جاري هو – ليکن آخرالامر اس صدي ميں وہ زمانہ آگيا جسميں لوگ يهہ سوچنے لگے کہ ايک بااقتدار اور خود مختار پادشاہ کي في نفسہ کيا ضرورت هی ' قوم و گروہ خود کيوں نہ اپنا انتظام کرے – جبکہ قوم و سلطنت ايک ميں هوجائينگي تو پهر آزادي اور قوت ميں کوئي اختلاف نہ رهيگا قوم خود اپنے اوپر کوئي ظلم نهيں کرسکتي ' ان لوگوں کي خواهش يهہ هوئي کہ قوم خود حکمراں هو اور قوم کي خواهش کے بموجب اس ميں سے لوگ حکومت کے کاموں پر مقرر کيئے جائيں تاکہ حکمراں لوگوں کی خواهش اور فوائد

عین خواهش اور فوائد قوم کے هوں — پس ایسي صورت میں قوم کو کچهه ضرورت نهوگي که اپني قوت کو اپنے اوپر محدود کرے *

لیکن جب جمهوري سلطنت کا طریقه دنیا میں جاري هوا اور بقول اُن لوگوں کے قوم خود اپنے اوپر حکومت کرنے لگي ' تو معلوم هوا که یهه جمله " قوم کو کچهه ضرورت نهیں هی که اپني قوت کو اپنے اوپر محدود کرے ' غلط هی اور وہ لوگ جن کے هاتهه میں حکومت هی وهي لوگ نهیں هیں جن کے اوپر حکومت کي جاتي هی ان کي یکدلي اور ان دونوں کي وحدت خیالي هی — ایسي سلطنتوں میں جب کها جاتا هی که قوم کي یهه خواهش هی تو اصل میں اس سے مراد یهه هوتي هی که قوم کے اُن لوگوں کي یهه خواهش هی جو صاحبان اقتدار هیں اور جن کے هاتهه میں حکومت هی " باقي جمهور انام کي کوئي بات بهي نهیں پوچهتا — ایسي سلطنت میں کثرت راے یا ایسے لوگوں کي راے جنکي راے کثرت راے کهلاتي هی گویا پادشاہ هی اور اس پادشاہ کي زیادتیوں سے حفاظت رکهنے کے لیئے بهي اس کي قوت کو محدود کرنا ویسا هی لازمي هی جیسا که پهلي حالت میں تها — کثرت راے کے ظلم نهایت خوفناک هیں خصوصاً جبکه کثرت راے اپنے ظلموں کو اُس گروہ اشخاص کے ذریعه سے نافذ کرسکے جس کے هاتهه میں حکومت هی — مثلاً هماري قوم کي کثرت راے جو هم لوگوں پر (جو پراني باتوں میں تجدید کو جایز رکهتے هیں) ظلم کررهي هی سخت هی لیکن اگر هماري سلطنت کا طریقه ایسا هوتا که یهه کثرت راے اپنے ظلموں کو حکام وقت کے ذریعه سے نافذ کراسکتي تو یهه اور قیامت تها — عقلا نے معلوم کیا هی که جب سوسئیتي من حیث الجماعت ظالم هوتي هی ' یعني وہ اپنے اشخاص پر فرداً فرداً قوت غیر جایز نافذ کرتي هی ' تو اُس کے ظلم کے ذریعه اسي پر محدود نهیں رهتے که وہ اُن ظلموں کو اپنے پولیٹکل حکام کے ذریعه سے نافذ کرے ' بلکه سوسئیتي اپنے احکام خود جاري کرتي هی ' اور جبکه وہ غلط احکام جاري کرتي هی یا احکام ایسے امور کي نسبت جاري کرتي هی جن میں اُسکو دست اندازي نهیں چاهیئے تهي تو وہ سوشل ظلم کرتي هی اور یهه سوشل ظلم بهت زیادہ سخت هی به نسبت کسي پولیٹکل ظلم کے ' کیونکه گو اس سوشل ظلموں میں سزا اتني زیادہ نهیں هوتي هی مگر ان سے بچنے کے وسایل نهایت قلیل هیں اور یهه ظلم انسان کي زندگي اور روزانه معاشرت کي جزئیات اور ذرا ذرا سي تفصیلي باتوں تک پهونچ جاتے هیں اور روح میں ایک غلامي کي عادت پیدا کردیتے هیں — هماري قوم اور همارے ملک کي حالت ایک بهت عمدہ مثال اس بات کي هی ' هماري قوم میں رسم و رواج کي پابندي یا یوں کهو که سوسئیتي کي راے کي قوت اسقدر قوي هی اور وہ مدتوں سے اسقدر ظلم کرتي چلي آئي هی که اب هماري روح میں آزادي کا اثر تک باقي نهیں رها بالکل غلامي سماگئي هی — هم نهیں

دیکھنے که کون فعل اچھا اور کون فعل برا هی هم میں غور کرنیکی جرأت نہیں هی هم صرف اُس فعل کو جایز بلکه واجب سمجھتے هیں جسکو سوسئیٹي پسند کرتي هی اور چونکه سوسئیٹي من‌حیث الجماعت تجدید کي مخالف هی لہذا وهي دقیا نوسي حالت اور وهي دقیانوسي طریقے جاري هیں ' گو عقلا وہ کتنے هي مخالف زمانه حال کے کیوں نہوں - صاف یہه هی که شرع وغیرہ جو پکاري جاتي هی یہه صرف ایک حیله هی اصل یہه هی که قوم کسي نئي بات کو پسند نہیں کرتي چونکه پسند و نا پسند ' جسکو بنہم اصول رغبت و احتراز کہنا هی ' ظاهر میں بھي ایک لغو اصول هی اور جو شخص کسي امر کو اس دلیل سے برا کہے که اُسکي پسند کے خلاف هی تو وہ لغو سمجھا جاے لہذا قوم نے اپني پسند و ناپسند کو نافذ کرنیکے لیئے ایک حیله نکالا هی اور هر امر کو شرع پر محمول کرتي هی - پس اسطرح سے هم میں ایک غلامي کي حالت آگئي هی ' شاہ صاحب اور مجتہد صاحب کا قول همارے لیئے خدا کي وحي هی گو همکو یقین هو که جن مصالح سے شاہ صاحب و مجتہد صاحب نے وہ راے قایم کي هی اُسکو هم اُن سے زیادہ سمجھہ سکتے هیں- پس صرف بادشاہ اور حکام هي کے ظلم سے اپنے تئیں حفاظت میں رکھنا همارے لیئے کافي نہیں بلکه راے عام کے ظلموں سے اور سوسئیٹي کے اس میلان طبع سے که وہ اپنے خیالات اور افعال کو بطور قانون اور طریقه معاشرت اُن لوگوں میں قایم کرنا چاهتي هی جو اُس سے متفق نہیں هیں' همکو اپنے تئیں محفوظ رکھنا چاهیئے- سوسئیٹي اور قوم کے دخل درمعقولات کي ' جو هر شخص منفرد کي خود مختاري میں وہ کرتي هی ' ایک حد هی ' اور اُس حد کو تلاش کرنا اور اُس کو قایم رکھنا مسرت انساني اور حالت قومي کي بہتري کے لیئے واجب هی *

اب وہ سوال جس پر تمام اس مسئله مشکله کا حل منحصر هی یہه هی که کیونکر شخصي خود مختاري اور سوشل اختیارات میں مناسب توافق پیدا کیا جاے *

وہ امر جس پر حیات انساني کا بیش بہا هونا منحصر هی وہ یہه هی که دوسروں کے افعال کي کسي قدر روک رکھي جاے — هماري زندگي کسي کام کي نہیں هی اگر دوسروں کو یہه اختیارات حاصل رهیں که جب وہ چاهیں هماري اولاد کو مار ڈالیں جب وہ چاهیں هماري دولت کو چھین لیں همکو ایک منٹ کے لیئے اطمینان نہو — پس تو ضرور هوا که افعال انساني کے لیئے چند قواعد مقرر کیئے جائیں یہه قواعد اولاً تو بذریعه قانون نافذ کیئے جائیں ' ایکے ثانیاً اُن مواقع میں جہاں قانون کا عمل مناسب نہیں هی قوم و گروہ کي راے کے ذریعه سے قایم کیئے جائیں — مثلاً عموماً جھوٹ بولنا — واقعي اس سے مسرت انساني میں خلل پڑتا هی ' جیسا که غور سے معلوم هوگا ' اپنے ذاتي و خانگي معاملات میں روز مرہ جو جھوٹ بولا جاتا هی اُس کي ممانعت کے لیئے قانون

ا بیکار هی اولاً تو قانون کا اثر اُس تک نهیں پهونچ سکتا ثانیاً اگر جزئیات زندگي کے
، قانون جاري هوں تو بهي سوسئیٹي کي مجموعي مسرت اور اطمینان کو نقصان
پنچنا هی ' لیکن قوم کي راے کے ذریعه سے اس کي ممانعت البته هوني چاهیئے '
تي جب قوم اُس کو عیب میں شمار کرے اور جهوٹ بولنے والے کو ذلیل سمجهے تو
شک اس ممانعت کا نفاذ هو سکتا هی - پس تو معلوم هوا که سوسئیٹي کي راے کو
ں قدر قوت رهني چاهیئے که وه چند قواعد کو نافذ کرسکے لیکن یهه امر که وه کون قواعد
ں یهه ایک ضروري سوال هی *

باستثناے چند اُمور کے مثلاً جهوٹ بولنا فحش بکنا فریب دینا وغیره که اُن کی
ابعت میں تمام اقوام مختلفه کی راے متفق هی اور کسي باب میں دو زمانوں کے
گوں کي راے بلکه دو ملکونکے آدمیوں کي راے متفق نهیں هی - ایک زمانه میں ایک
لک کے لوگونکي راے ایک باب میں دوسرے ملک اور دوسرے زمانه کے لوگوں کو تعجب
یز معلوم هوتي هی - انگریزوں میں شادي کي جو بعض رسمیں هیں هندوستان والے
کو عجیب سمجهے هیں — مسلمانوں میں چار ازواج کا هونا انگریزوں کے خیال کو برا
علوم هوتا هی قس علی هذا - لیکن جو قوم و گروه جو قواعد قایم کرتي هی اُسکو بدیهات
مجهتي هی اور اُسکے خیال میں اُن سے زیاده صاف و صریح اور اُن سے زیاده سچے کوئي
اعد نهیں هوتے — اس سے ظاهر هی که رسم و رواج ایک جادو هی جو لوگوں کي آنکهوں
بند کردیتا هی - رسم و رواج جس کے ذریعه سے ایک شخص دوسرے کو ایک خاص طرز
عاشرت کے لیئے مجبور کرتا هی ایک ایسی چیز هی جس کے لیئے کوئي شخص استدلال
سند نهیں کرتا - بلکه لوگ اس امر کے عادي هورهے هیں اور اسي خیال میں اُنهوں نے
رورش پائي هی که خاص رسم جس شخص نے نکالي هی وه گویا فرشته تها اور اُسکے افعال
ی صرف نقل کرنا چاهیئے دلیل کي کوئي حاجت نهیں هی اور کسی رسم و رواج کي
ندگي پر اگر دلیل لائي بهي جاتي هی تو صرف اسقدر که فلاں فلاں لوگ ایسا کرتے هیں
حالانکه یهه کوئي دلیل نهیں هی ' بلکه دلیل لانے والا شخص خود جبتک ایک امر کو اچها
سمجهتا تها وه اُسکي ذاتي پسند تهي اب اُس دلیل سے صرف اسقدر معلوم هوا که چند اَور
شخاص بهي اُسکو اچها سمجهتے هیں - ایک باریک بات قابل غور یهه هی که جب کوئي
وم کسي رسم و رواج کي پابند هوجاتي هی تو اپني مذهبي کتابوں کے مضمون کو ایسے
اویل کرتي هی که وه اُن کی رسم و رواج کے مطابق هوجائیں - لوگوں کي راے جو
سي فعل کي اچهائي یا برائي کي نسبت قایم هوتي هی اس پر بڑا اثر اُن وجوه کا هوتا
ی چونکه سبب سے انسان کي وه خواهشیں متاثر هوتي هیں جو وه دوسروں کے افعال کي
سبت رکهتي هیں ' اس جگهه عبارت ذرا پیچیده هوگئي لهذا مثال کي ضرورت هی ' مثلاً

ميري خواهش يهه هي که دوسرا شخص مجهکو معزز سمجهے مگر وه نهيں سمجهتا لهذا مجهے أس سے نفرت هوگي قس علی هذا - جب انسانوں ميں کوئي گروه اعلی هوتا هی تو اکثر تمام رسم و رواج بموجب أس اعلی گروه کے فوائد و راے کے قايم هوتے هيں - مثلاً کيا وجهه هی که دنيا کي تمام رواسم کے بموجب مردوں کو زيادہ اختيارات به نسبت عورتوں کے دئے گئے هيں اس کي وجهه صرف يهه هی که مردوں کا گروه هر زمانه ميں زيادہ صاحب قوت و غلبه رها هی به نسبت گروه عورتوں کے - هندوستان کے قوانين کے بموجب جو رعايتيں برهمن و چهتري وغيره کے ليئے بمقابله شودر کے رکهي گئي هيں اسکي وجهه [illegible] يهه هی که يهه گروه به نسبت شودر کے صاحبان حکومت و اقتدار رهے هيں - ايک اور اصول جس کے بموجب افعال انساني کے قواعد مترتب هوکر بذريعه قانون يا راے جاري کيئے جاتے هيں يهه هی که لوگ اس امر کو فرض کرليتے هيں که خدا اس امر کو پسند کرتا هی اور اس امر کو نا پسند کرتا هی اور اس پسند و نا پسند کي غلامانه متابعت کرتے هيں *

غرض اصل ميں يهي سوسئيتي کي پسند و نا پسند هی جو بذريعه قانون يا بذريعه راے نافذ کي گئي هی - عموماً جو لوگ اپني عقل و فراست اور خيالات کي شايستگي ميں اوروں سے بڑه گئے هيں أنهوں نے بهي اس اصول کو قايم رکها ، گو اس کي تفصيل ميں أنهوں نے کچهه اختلاف کيا هو - ان لوگوں نے بجاے اس بحث کے که سوسئيتي کے پسند و نا پسند اشخاص کے ليئے واجب‌التعميل هونا چاهيئے يا نهيں اس امر کي تفتيش شروع کردي که سوسئيتي کو کيا أمور پسند کرنا چاهيئے اور کيا نا پسند - حالانکه اس تفتيش کا جو نتيجه هی وه خود صرف ايک راے هی جسکو سبکے ليئے واجب‌التعميل هونا لازم نهيں *

مذهب ميں پهلے پهل تو بهت جنگ و جدال هوئي هر مذهب کے گروه اس امر کو واجب سمجهتے تهے که دوسروں کو اپنے مذهب ميں مجبوراً لے آئيں ليکن جب اسميں وه کامياب نهوئے تو يهه امر جايز کرديا گيا که هر گروه اپنے اپنے مذهب پر قايم رهے ، اور يهه مذهبي آزادي کهي جاتي هی - ليکن اصل مذهبي آزادي کسي ميں نهيں هی ، بجز چند کے ، اور أنکو لوگ لامذهب سمجهتے هيں - بڑے سے بڑے آزاد منش جو لوگ هيں وه کهتے هيں که " سني هو يا شيعه هو کچهه پرواه نهيں هی ليکن مسلمان ضرور هو " دوسرے لوگ جو آزادي کو زيادہ توسيع ديتے هيں وه کهتے هيں که " کم سے کم يهه هی که خدا کو ايک جانے اور آخرت کا قايل رهے " جو لوگ سب سے زيادہ اپنے تئيں غير متعصب اور آزاد خيال کا سمجهتے هيں أن کا قول هی که " جو اعتقاد انسان چاهے رکهے ليکن خدا کے وجود کا ضرور قايل هو " - ليکن يهه سب امور آزادي مذهبي کے خلاف هيں - هم جو راے چاهيں رکهيں ليکن دوسرونکو هم کيوں چاهتے هيں که وه يهه اعتقاد رکهيں اور يهه نرکهيں -

واقعی سب سے زیادہ جس نے لوگوں کو غلامانہ عادات میں ڈالدیا اور سب سے زیادہ جس چیز نے آزادی کو لوگوں کے دلوں سے نکالدیا مذہبی تعصب هی — مسلمانوں کی تمام اقوام میں سب سے زیادہ جو گروہ اس مصیبت میں پهنسا هی وہ شیعہ هیں ' مفت میں اپنے اوپر رنج کی تکلیف اُٹھاتے هیں ' جب دوسروں کو اپنا سا نہیں بناسکتے اور اُن افعال کا [illegible]تے هیں جنکو دنیا پولیٹکل یا سوشل یا مارل قانون جائز نہیں رکهہ سکتا *

پس اب میں اُس حد کا ذکر کرتا هوں جس حد تک سوسئیٹی کے اختیارات کو افراد سوسئیٹی پر توسیع دینا چاهیئے — میرے نزدیک کسی شخص میں حیث‌الانفراد یا سوسئیٹی کو کسی شخص کے فعل میں دخل نہ دینا چاهیئے بجز اس کے کہ اُس سے اپنی حفاظت مقصود هو — یعنی سوسئیٹی کی کسی فرد پر اُس کی خواهش کے خلاف صرف اُسوقت اختیار نافذ کرنا چاهیئے جبکہ یہہ مقصود هو کہ کسی دوسرےکو ضرر سے محفوظ رکھیں ' بلکہ اُس شخص کی خود بہتری کے لیئے همکو کچهہ ضرور نہیں هی کہ اُسکی آزادی افعال میں خلل ڈالیں — خود کشی کی ممانعت اس وجهہ سے نہیں هی کہ سوسئیٹی کو اُس شخص کا فائدہ متصور هی بلکہ وجهہ یہہ هی کہ اُس شخص کے مرجانے سے خود سوسئیٹی کا نقصان هی ' اُس نقصان سے محفوظ رهنے کے لیئے سوسئیٹی اس جرم کی ممانعت کرتی هی — میری مراد یہہ نہیں هی کہ بچوں کو یا اُن لوگونکو جو بسبب عدم تعلیم کے بالکل مثل بچوں کے هیں یہی آزادی هونا چاهیئے — اب یہہ بحث کہ وہ ضرر کس قسم کا تها جسکی حفاظت مطلوب هی اور کس درجہ تک حفاظت هونا چاهیئے بالکل پولٹکی پر مبنی هی یعنی فوائد و مضار کے حساب پر — یہہ ایک طویل بحث هی — اس میرے مضمون کا خلاصہ صرف اسقدر هی کہ کسی شخص کو جائز نہیں هی کہ دوسریکو اپنی راے کے موافق هونے پر مجبور کرے یا یوں کهو کہ خود بلا سوچے صرف عام راے کے بموجب اپنے طریق اعمال کو بنائے — آزادی راے ایک ضروری شی انسان کے لیئے هی اگر آزادی راے اُس میں نہیں هی تو وہ غلام هی *

راقــــــم

مہدی حسن منصف راے بریلی

رباعیات

حسب حال زمانہ از نتایج طبع عالی جناب شاد

اول

کہنا واعظ کا مومنوں کو ہے دین * ہی آج کل ایمان کے لیئے شرط یقین
غالب ہی کہ قبر میں ہو مومن سے سوال * تکفیر بھی واعظوں نے کی تھی کہ نہیں

دوم

ایک گبر نے پوچھے جو اصول اسلام * واعظ نے کہا رضاے جہال و عوام
ہی شرط نجات ملت بیضا میں * کی عرض کہ قبلہ ایسی ملت کو سلام

سوم

جب تک کہ نہو دشمن اخواں پکا * ہوتا نہیں مومن کا اب ایماں پکا
ہم قوم کی خیر مانگتے ہیں حق سے * سنتے ہیں کسیکو جب مسلماں پکا